باسمہ تعالیٰ

بوستانِ سعدی

مترجم

بہ ترجمہ مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

ناشر

سب رنگ کتاب گھر دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

پیش لفظ

گلستاں کی طرح بوستاں بھی شیخ سعدی کی دوسری اہم تصنیف ہے، اور جس طرح نثر میں گلستاں کو امتیاز و شرف حاصل ہے، بوستاں کو نظم میں وہی درجہ میسر ہے۔ فارسی ادبیات میں تین شاعر اپنی اپنی صنف میں امام مانے جاتے ہیں

در شعر سہ کس پیمبر انند ہر چند کہ لا نبی بعدی

ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی

فارسی ادب میں جس طرح یہ تین شاعر تین بڑی بڑی اصناف سخن کے مالک ہیں اور سعدی ان تینوں کے امام ہیں اسی طرح فارسی نظم میں تین کتابیں بہت بلند پایہ سمجھی جاتی ہیں۔ (۱) شاہنامۂ فردوسی (۲) مثنوی مولانا روم (۳) دیوانِ حافظ۔ لیکن ان میں سے ہر ایک اپنی ایک خصوصیت کی وجہ سے مشہور ہے، اگر وہ خصوصیت اُس سے الگ کر لی جائے تو کتاب کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔ مثلاً "شاہنامہ" رزمیہ قصوں کی وجہ سے۔ "مثنوی معنوی" شریعت کے احکامات تصوف کی زبان میں ہونے کی وجہ سے۔ "دیوانِ حافظ" اپنے تغزلی رنگ کی وجہ سے۔ لیکن "بوستاں" کی خوشبو و طراوت کسی خارجی وصف کا نتیجہ نہیں، بلکہ اُس کی ذاتی اور حقیقی ہے۔

اس باب میں اگر اُس کا کسی کتاب سے مقابلہ اور موازنہ ہو سکتا ہے تو وہ نظامی کا "سکندر نامہ" ہے۔ ہم ایک دو مثالوں کے ذریعہ دونوں کے فرق کو ظاہر کرنے کی کوشش کریں گے، مثلاً دونوں نے ایک ہی مضمون کو قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے، سکندر نامہ میں کہا گیا ہے

کہ داند کہ ایں دخمۂ دام و دد چہ تاریخہا دارد از نیک و بد

چہ نیرنگ با بخرداں ساختہ است چہ گردن کشاں را سر انداختہ است

شیخ سعدی نے اسی مضمون کو کس سادگی اور اچھوتے پن سے ادا کیا ہے۔

ز دم تیشہ یک روز بر تل خاک	بہ گوش آمدم نالۂ درد ناک
کہ زنہار اگر مردی آہستہ تر	کہ چشم و بنا گوش و روئیست و سر

اسی طرح دور اندیشی اور مصلحت بینی کی نصیحت سکندر نامہ میں اس طرح کی گئی ہو ۔

میفگن گول گرچہ عار آیدت	کہ ہنگام سرمایہ بہ کار آیدت
خرے برگریوہ ز سختی بمرد	کہ از کاہلی جُبّل باخود نبرد

اسی مضمون کو دیکھئے "بوستاں" میں کس خوبی سے بیان کیا گیا ہے ۔

بہ دختر چہ خوش گفت بانوے دِہ	کہ روزِ نوا برگ سختی بنہ
ہمہ وقت پُردار مشک و سبوئے	کہ پیوستہ در دِہ رواں نیست جوئے

کسی چیز کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل یہ سمجھی جاتی ہے کہ اسی طرز پر دوسرے بھی اس کی اتباع اور تقلید کی کوشش کریں ۔ چنانچہ "بوستاں" کی تقلید میں ہندوستان کے ایک نامی گرامی شاعر شیخ علی حزیں نے "خرابات" کے نام سے ایک مثنوی لکھی ہو ۔ اس مثنوی میں انھوں نے قحط سالی کے اس مشہور واقعہ کو نظم کیا ہو جو شیخ سعدی نے "بوستاں" کی ایک حکایت میں منظوم کیا ہو ۔ ہم چند شعر دونوں کے نقل کرتے ہیں اور فیصلہ قارئین پر اُٹھا رکھتے ہیں ۔

بوستاں	خرابات
۱- چناں قحط سالے شد اندر دمشق	۱- شنیدم کہ در عہدِ بہرام گور
کہ یاراں فراموش کردند عشق	نمود از قضا قحط سالے ظہور
۲- چناں آسماں بر زمیں شد بخیل	۲- چو صحرائے محشر زمیں تف گرفت
کہ لب تر نہ کردند زرع و نخیل	بر دریوزۂ آسماں کف گرفت
۳- بخوشید سرچشمہائے قدیم	۳- سحاب سیہ دل نہ شد مہرباں
نماند آب جز آبِ چشمِ یتیم	بحالِ لبِ تشنۂ خاکیاں

مولانا حالی نے شاعری کی بنیاد چار چیزوں پر بتائی ہو ۔ (۱) حقیقت پسندی (۲) ندرت (۳) خیالات کا اچھے لباس میں اظہار اور (۴) جوش و ولولہ ۔

اب اس اعتبار سے "بوستاں" پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ جہاں تک پہلے وصف کا تعلق ہو "بوستاں" کی تقریباً تمام حکایات شاعر کی اپنی سرگذشت اور اپنے تجربہ و مشاہدات پر مبنی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے ان تجربات اور واقعات سے جو اخلاقی نتائج اور پند و مواعظ اخذ کئے ہیں اُن کا اثر پڑھنے والوں کے دل پر گہرا اور

دیرپا ہوتا ہی۔ مثلاً "بوستاں" کی یہ حکایت پڑھ جائیے جو اس طرح شروع ہوتی ہی۔

صفا درم طفلے اندر گذشت | چہ گویم کز آنم چہ برسر گذشت
قضا نقش یوسف جمالے نکرد | کہ ماہی گورش چو یونس نخورد

اور دیکھئے کہ آخر میں اس سے جو نتیجہ نکالا ہو وہ کس قدر اثر انگیز اور درس آموز ہے۔

دوسری خوبی کلام میں ندرت اور اچھوتے پن کی بتائی گئی ہی یہ بھی سعدی کے ہاں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہی عام خیال یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں ابدال واقطاب کے ہاتھوں میں پتھر بھی چاندی ہو جاتا تھا۔ اسی چاندی اور پتھر کی یکسانیت کو سعدی نے اپنے انداز میں ایک نظم کے اندر ابدالیت نہیں قناعت پر محمول کیا ہی۔ "بوستاں" کی یہ حکایت شروع سے آخر تک پڑھ جائیے اور ندرتِ کلام کا لطف اُٹھائیے۔

شنیدم کہ در روزگارِ قدیم | شدے سنگ، در دست ابدال سیم
نہ پنداری ایں قول معقول نیست | چو قانع شدی سیم وسنگت یکےست

تیسرا وصف یہ بیان کیا ہو کہ خیالات اور واقعات خواہ معمولی ہوں، لیکن اُن کا اندازِ بیان اور انھیں معنیٰ کا لباس ایسا پہنایا گیا ہو کہ اس میں شاعری کی تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں، اس میں بھی سعدی کا ہم پایہ ملنا مشکل ہوگا۔ بوستاں میں ایک طویل نظم ہے جس میں زبان، کان، ناک، آنکھ کا بیان ہے اور انھیں خدائے تعالےٰ کی عظیم الشان برکات بتایا ہی، جن پر ہم سب کو شکر ادا کرنا چاہیے۔ نظم ملاحظہ ہو۔

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد | کے از بندہ خیرے بہ غیرے رسد
زباں را چہ بینی کہ اقرار داد | بہ بیں تا زباں را کہ گفتار داد
درِ معرفت دیدۂ آدمی است | کہ بکشادہ بر آسمان وزمی است

اور اس طرح آخر تک یہ نظم چلی جاتی ہے۔

چوتھا وصف یہ بتایا ہی کہ شاعر نے جس مضمون یا خیال کا اظہار کیا ہو، شاعر اُس کا پورا جوش اور ولولہ رکھتا ہو ورنہ کلام میں زور نہیں پیدا ہوتا، مظاہر فطرت کا ذکر اور اُن سے اخلاقی اصول کا استنباط اگر شاعر کے دل میں عقیدہ کی پختگی اور اظہار میں جوش وولولہ نہ ہو تو مطلوبہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا۔ "بوستاں" کی ایک نظم میں دیکھئے اسی بات کو کس خوبی سے ادا کیا ہے۔

شب از بہر آسائش تست وروز | مہ روشن ومہر گیتی فروز

صبا از برائے تو فرّاش وار — همی گسترانند بساطِ بہار
اگر باد و برف ست و باران و میغ — وگر رعد چوگاں زند برق تیغ
همہ کارداران فرماں برند — کہ تخم تو در خاک می پرورند

الیٰ آخرہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سعدی کی شہرت اور گلستاں و بوستاں کی مقبولیت کا بڑا سبب یہ ہو کہ انھوں نے اخلاق جیسے مضمون کو اپنی نثر و نظم کا موضوع بنایا ہے اور اسی لئے انہیں اس قدر شہرتِ تامّہ اور مقبولیتِ عامّہ حاصل ہی لیکن فارسی ادب پر نظر رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اخلاق و موعظت پر اس زبان میں بیسیوں کتابیں ملیں گی جن میں سے بعض درس و نصاب میں بھی داخل ہیں، لیکن ان کتابوں کے نام بھی زبانوں پر مشکل سے چڑھے ہوئے ملیں گے، مضامین کا اثر و جذب لوگوں کے اخلاق و سیرت پر ہونا تو معلوم! برعکس اس کے سعدی کی گلستاں و بوستاں نے صدیوں تک لوگوں کے اخلاق و سیرت پر جو اثر ڈالا ہو وہ عدیم النظیر ہے - یہ سعدی کا حُسنِ بیان اور شیرینی کلام نہیں تو اور کیا ہی!

خاکسار،

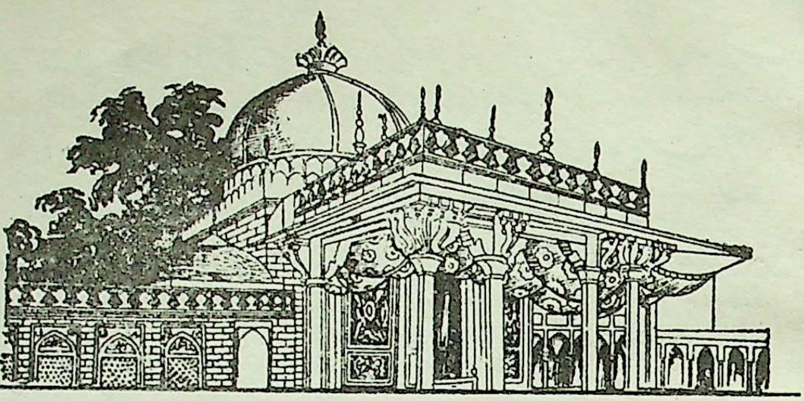
سعید انصاری — ۳۱ر جولائی ۱۹۶۱ء

جامعہ ملّیہ اسلامیہ، جامعہ نگر، دہلی

قطعۂ تاریخ

از جناب شوق دہلوی۔

یہ بوستاں سعدی کی با ترجمہ لاثانی
دنیا یہی کہتی ہے کوزے میں بھرا دریا
دشوار جو عقدے تھے آسان ہوئے بیحد
خالق ہی صلہ دے گا سجّاد تمہیں اس کا
یہ معجزہ سعدی کا یہ شان خدا کی ہے
اُنیس سو اکسٹھ میں ہر گل ہے بہار افزا
۱۹۶۱ء



لبسم اللہِ الرحمٰن الرحیم ؁

بنامِ جہاں دارِ جاں آفریں
خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو جہان کو باقی رکھنے والا جان کو پیدا کرنیوالا ہے

خداوند بخشندهٔ دستگیر
جو مالک ، بخشنے والا ، مددگار ہے

عزیزے کہ ہر کز درش سر بتافت
ایسا با عزت ہے کہ جس نے اس کے در سے منہ موڑا

سرِ پادشاہانِ گردن فراز
متکبر بادشاہوں کے سر

نہ گردن کشاں را بگیرد بفور
متکبروں کی فوری پکڑ نہیں کرتا ہے

وگر خشم گیرد بکردارِ زشت
اگر برے کام سے ناراض ہوتا ہے

اگر با پدر جنگ جوید کسے
اگر کوئی باپ کے ساتھ لڑائی دنگا کرے

وگر خویش راضی نباشد ز خویش
اگر اپنا اپنے سے ناراض ہو

وگر بندہ چابک نیاید بکار
اگر ہنرمند نوکر کام نہ آئے

وگر بر رفیقاں نباشد شفیق
اگر دوستوں پر مہربان نہ ہو

وگر ترکِ خدمت کند لشکری
اگر سپاہی خدمت نہ کرے

حکیمے سخن بر زباں آفریں
جو ایسا دانا ہے کہ زبان میں قوت گویائی پیدا کرنے والا ہے

کریم خطا بخش و پوزش پذیر
جو سخی ، خطا معاف کرنیوالا ، عذر قبول کرنیوالا ہے

بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
(پھر) جس در پر گیا کچھ عزت نہ پائی

بدرگاہِ او بر زمینِ نیاز
اس کی بارگاہ میں عاجزی کی زمین پر ہیں

نہ عذر آوراں را براند بجور
نہ معذرت کرنے والوں کو ظلم سے بھگاتا ہے

چو باز آمدی ماجرا در نوشت
جب تو باز آجائے تو گزشتہ کو معاف کر دیتا ہے

پدر بے گماں خشم گیرد بسے
تو یقیناً باپ بہت ناراض ہو

چو بیگانگانش براند ز پیش
تو اس کو غیروں کی طرح سامنے سے بھگا دے

عزیزش ندارد خداوندگار
تو آقا اس کو پیارا نہ رکھے۔

بفرسنگ بگریزد از وے رفیق
تو دوست اس سے تین میل بھاگے

شود شاہِ لشکر کش از وے بری
تو سپہ سالار بادشاہ اس سے بری ہو جائے

ا۔ یہ شعر بسم اللہ کے قائم مقام ہے۔ جہاں دار موصوف محذوف کی صفت ہے اگلے شعر میں بھی جس قدر صفات مذکور ہیں وہ بھی اسی محذوف موصوف کی صفات ہیں

۲۔ توبہ کرنے والوں کو اپنے در سے نہیں بھگاتا بلکہ رحم فرماتا ہے۔

۳۔ انسان انسان کو برائی کا فوراً بدلہ دیتا ہے لیکن خدا گنہگار کو فوری سزا نہیں دیتا ہے۔

ولیکن خداوند بالا و پست
لیکن نشیب و فراز کے مالک نے

دو کونش یکے قطرہ در بحر علم
دونوں جہان اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں

ادیم زمین سفرۂ عام اوست
زمین کی سطح اس کا عام دسترخوان ہے

اگر بر جفا پیشہ بشتافتے
اگر ظالم پر وہ دوڑ لاتا

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس
اس کی ذات بالمقابل اور ہم جنس کی تہمت سے بری ہے

پرستار امرش ہمہ چیز و کس
ہر چیز اور ہر شخص اس کے حکم کا فرمان بردار ہے

چناں پہن خوان کرم گسترد
بخشش کا ایسا چوڑا دسترخوان بچھایا ہے

لطیف کرم گستر کارساز
ایسا مہربان، کرم فرمانے والا، کام بنانے والا ہے

مراو را رسد کبریا و منی
اُس ہی کو بڑائی اور خودی کا حق پہنچتا ہے

یکے را بسر بر نہد تاج بخت
کسی کے سر پر نصیبے کا تاج رکھتا ہے

کلاہ سعادت یکے بر سرش
کسی کے سر پر نیک بختی کی ٹوپی اُوڑھاتا ہے

گلستاں کند آتشے بر خلیل
(ابراہیم) خلیل اللہ پر آگ کو گلزار بنا دیتا ہے

گر آنست منشور احسان اوست
اگر وہ (حضرت ابراہیم کا واقعہ) ہے تو اس کے احسان کا فرمان ہے

پس پردہ بیند عملہائے بد
پردہ کے پیچھے برے کاموں کو دیکھتا ہے

بتہدید اگر بر کشد تیغ حکم
دھمکانے کے لیے اگر حکم کی تلوار سونتے

وگر در دہد یک صلائے کرم
اور اگر بخشش کا ایک اعلان کر دے

بعصیاں در رزق بر کس نہ بست
نافرمانی کی وجہ سے کسی پر روزی کا دروازہ بند نہیں کیا

گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم
وہ گناہ دیکھتا ہے اور بُردباری سے پردہ پوشی کرتا ہے

چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست
اس عام دسترخوان پر دشمن اور دوست یکساں ہیں

کہ از دست قہرش اماں یافتے
تو اس کے غصے کے ہاتھ سے کون پناہ پاتا

غنی ملکش از طاعت جن و انس
اس کا ملک جن اور انس کی تابع داری سے بے نیاز ہے

بنی آدم و مرغ و مور و مگس
آدم کی اولاد، پرند، چیونٹی اور مکھی

کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد
کہ سیمرغ کوہ قاف میں روزی کھاتا ہے

کہ دارائے خلقست و دانائے راز
کہ مخلوق کا نگہبان، راز جاننے والا ہے۔

کہ ملکش قدیمست و ذاتش غنی
کیونکہ اس کا ملک قدیم ہے اور اس کی ذات بے نیاز ہے

یکے را بخاک اندر آرد ز تخت
کسی کو تخت (شاہی) سے اتار کر خاک میں ملا دیتا ہے

گلیم شقاوت یکے در برش
کسی کے بدن پر بدبختی کی کملی پہناتا ہے

گروہے بر آتش برد ز آب نیل
ایک گروہ کو دریائے نیل کے ذریعہ دوزخ میں پہنچا دیتا ہے

ور اینست توقیع فرمان اوست
اگر یہ (فرعون کا واقعہ) ہے تو اس کے غصے کا فرمان ہے

ہمو پردہ پوشد بآلائے خود
وہی اپنی عنایتوں سے پردہ پوشی کرتا ہے

بمانند کرّو بیاں صم و بکم
تو مقرب فرشتے بہرے گونگے ہو جائیں

عزازیل گوید نصیبے برم
تو شیطان بول اُٹھے کہ میں بھی حصہ حاصل کر لوں گا

لہ یعنی کسی کا گناہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔
۲ اللہ کا نہ کوئی مدمقابل ہے نہ اس جیسا ہے۔
۳ اگر سب بھی گناہ کریں تو خدا کی خدائی میں کوئی فرق نہیں آسکتا
۴ ایک فرضی پرند ہے گویا اس کے پروں میں تیس پرندوں کے سے رنگ ہیں۔
۱۰
۵ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گر وہ جنتی ہوئے، فرعون کا لشکر پانی میں سے دوزخ میں گیا۔
۶ مقرب فرشتے کوئی دخل نہیں دے سکتے ہیں۔

بدر گاہِ لُطف و بزرگیش بر
اس کی مہربانی اور بزرگی کی درگاہ میں

فرو ماندگاں را برحمت قریب
عاجزوں کے لیے اپنی رحمت کے اعتبار سے قریب ہے

براحوالِ نابودہ علمش بصیر
غیر موجود احوال کو اس کا علم دیکھنے والا ہے

بقُدرت نگہدارِ بالاؤ شیب
قدرت کے ذریعہ آسمان و زمین کا نگہبان ہے

نہ مستغنی از طاعتش پشت کس
کسی کی کمر اس کی بندگی سے بے نیاز نہیں

قدیمے نکو کار نیکی پسند
قدیم ہے[1]، نیک کام کرنے والا، نیکی پسند کرنے والا ہے

زمشرق بمغرب مہ و آفتاب
مشرق سے مغرب کو چاند اور سورج کو

زمیں از تب لرزہ آمد ستوہ
جب زمین شدتِ لرزہ سے عاجز آئی

دہد نطفہ را صورتے چوں پری
نطفہ کو پری جیسی صورت عنایت کرتا ہے

نہد لعل و فیروزہ در صُلبِ سنگ
پتھر کی کمر میں لعل اور فیروزہ پیدا فرماتا ہے

ز ابر افگند قطرۂ سوئے یم
ابر سے ایک قطرہ سمندر میں ڈالتا ہے

ازاں قطرہ لولوئے لالا کند
اس قطرے سے چمکدار موتی پیدا فرماتا ہے

برو علم یک ذرّہ پوشیدہ نیست
اس پر ایک ذرّہ کا علم بھی چھپا ہوا نہیں ہے

مُہیّا کن روزئے مار و مُور
سانپ اور چیونٹی کی روزی مہیا کرنے والا ہے

بامرش وجود از عدم نقش بست
اسی کے حکم سے عدم سے وجود پیدا ہوا

دگر رہ بحکم عدم در برد
پھر عدم[3] کے پردے میں لے جائے گا

بزرگاں نہادہ بزرگی ز سر
بزرگوں نے اپنے سر سے بزرگی اتار پھینکی

تضرّع کناں را بدعوت مجیب
عاجزی کرنے والوں کی دعا قبول کرنیوالا ہے

باسرارِ ناگفتہ لُطفش خبیر
نہ کہے ہوئے رازوں پر اس کی باریک بینی خبردار ہے

خداوندِ دیوانِ روزِ حسیب
حساب کے دن کی کچہری کا مالک ہے

نہ بر حرفِ او جائے انگشت کس
اس کے کسی حرف پر کسی کو انگلی دھرنے کا موقع نہیں

بکلک قضا در رحم نقشبند
حکم کے قلم سے رحم میں (بچے کا) نقش[2] بنانے والا ہے

رواں کرد و گُسترد گیتی بر آب
چلایا اور دنیا پانی پر بچھائی

فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ
اس کے دامن پر پہاڑ کی کیل ٹھونک دی

کہ کردست بر آب صورت گری
(خدا کے علاوہ) کس نے پانی پر نقاشی کی ہے

گُلِ لعل در شاخِ پیروزہ رنگ
سُرخ پھول سبز رنگ کی شاخ میں لگاتا ہے

زصلب آورد نطفہ در شکم
ریڑھ کی ہڈی سے نطفہ شکم (ادر) میں لاتا ہے

وزیں صورتے سروِ بالا کند
اور اس (نطفہ) سے سرو قد صورت بناتا ہے

کہ پیدا و پنہاں بہ نزدش یکیست
اس لیے کہ اس کے سامنے کھلا ڈھکا ایک ہے

وگر چند بیدست و پابند و زور
اگرچہ وہ کتنے ہی بے دست و پا اور کمزور ہیں

کہ داند جزا و کردن از نیست ہست
اس کے علاوہ کون نیست کو ہست کرنا جانتا ہے

وزانجا بصحرائے محشر برد
اور وہاں سے قیامت کے میدان میں لیجائے گا

[1] یعنی اللہ کی ذات ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی۔
[2] یہ خدا ہی کی قدرت ہے نطفہ میں شکل و شباہت قائم فرما دیتا ہے۔
[3] خدا نے انسان کو معدوم سے موجود فرمایا پھر مار کر ناپید فرما دے گا اور پھر حشر میں موجود کر دے گا۔

جہاں متفق بر الٰہیتش
اس کی خدائی پر تمام جہان متفق ہے
فرو ماند در کُنہِ ماہیتش
اس کی ماہیت کی حقیقت میں عاجز ہے

بشر ماورائے جلالش نیافت
انسان[1] نے اس کے جلال سے آگے کچھ نہ پایا
بصر منتہائے جمالش نیافت
نگاہ اس کے جمال کے انتہا کو نہ حاصل کر سکی

نہ بر اوجِ ذاتش پرد مرغِ وہم
اس کی ذات کی بلندی پر وہم کی چڑیا نہیں اڑ سکتی
نہ در ذیلِ وصفش رسد دستِ فہم
نہ اس کی صفت کے دامن تک سمجھ کا ہاتھ پہنچا ہے

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
اس بھنور (معرفت ذات الٰہی) میں ہزاروں کشتیاں غرق ہو گئیں
کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار
کہ ایک تختہ بھی کنارے پر نمودار نہ ہوا

چہ شبہا نشستم دریں سیر گم
اس سیر میں میں بہت سی راتیں گم ہوا بیٹھا رہا
کہ دہشت گرفت آستینم کہ قُم
اچانک دہشت نے میری آستین پکڑ لی کہ کھڑا ہو جا

محیط ست علمِ ملک بر بسیط
اللہ کا علم کائنات پر احاطہ کیے ہوئے ہے
قیاس تو بر وے نہ گردد محیط
تیرا اندازہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے

نہ ادراک در کُنہِ ذاتش رسد
علم اس کی ذات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے
نہ فکرت بغور صفاتش رسد
نہ غور و فکر اس کی صفات کی گہرائی تک پہنچ سکتا ہے

تواں در بلاغت بسحباں رسید
فصاحت میں سحبان[2] کے مرتبہ تک پہنچا جا سکتا ہے
نہ در کُنہِ بے چون سُبحاں رسید
سبحانِ بے مثال کی حقیقت تک نہیں پہنچا جا سکتا

کہ خاصاں دریں رہ فرس راندہ اند
کیونکہ خاصانِ خدا نے اس راستے میں گھوڑے دوڑائے ہیں
بلا اُحصی از تگ فرو ماندہ اند
لا احصی[3] کے مطابق دوڑ سے عاجز رہے ہیں

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جا سکتا ہے
کہ جاہا سپر باید انداختن
بلکہ بہت سے مواقع پر ڈھال پھینک دینی پڑتی ہے

وگر سالکے محرمِ راز گشت
اگر کوئی سالک بھید سے خبردار ہوا
بہ بندند بروے درِ بازگشت
تو اس کی واپسی کا دروازہ بند کر دیتے ہیں

کسے را دریں بزم ساغر دہند
اس محفل میں اس کو جام دیتے ہیں
کہ داروئے بیہوشیش در دہند
جس کو بے ہوشی کی دوا اس میں ملا کر دیتے ہیں

یکے باز را دیدہ بر دوختہ ست
کسی[4] باز کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں
یکے دیدہ ہا باز و پر سوختہ ست
کسی کی آنکھیں کھلی ہیں پر جلے ہوئے ہیں

کسے رہ سوئے گنجِ قاروں نبرد
قارون کے خزانے کا کسی کو راستہ نہ ملا
وگر برد رہ باز بیروں نبرد
اگر راستہ ملا تو پھر واپس نہ لوٹا۔

بمردم دریں موج دریائے خوں
میں اس خون کے دریا کی موج میں فنا ہو گیا
کز و کس نبردہ ست کشتی بروں
جس سے کوئی اپنی کشتی نکال کر نہ لے جا سکا

اگر طالبی کیں زمیں طے کنم
اگر تو اس کا طالب ہے کہ اس راستے کو طے کرے
نخست اسپِ باز آمدن پے کنم
تو پہلے واپسی کے گھوڑے کے ہاتھ پیر کاٹ ڈال!

[1] یعنی انسان اللہ کی جلالی اور جمالی صفات کو نہیں سمجھ سکا اس کی حقیقت سے عاجز ہے۔
[2] سحبان بنی وائل عرب کا مشہور خطیب تھا۔
[3] حدیث شریف میں آیا ہے: لا احصی ثناء علیک یعنی میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔
[4] ان اشعار میں ان حالات کی طرف اشارہ ہے جو سالکوں کو پیش آتے رہتے ہیں۔

۱۰

تأمّل در آئینۂ دل کنی
دل کے آئینہ میں غور و فکر کریگا

مگر بوی از عشق مستت کند
شاید عشق کی خوشبو تجھے مست کر دے

بہ پائے طلب رہ بدینجا بری
طلب کے پانوں سے تو یہاں تک راستہ طے کریگا

بدرّد یقیں پردہ ہائے خیال
خیال کے پردوں کو یقین چاک کر دے گا

دگر مرکب عقل را پویہ نیست
پھر عقل کی سواری کے لیے کوئی رفتار نہیں ہے

دریں بحر جز مردِ داعی نرفت
اس سمندر میں ہدایت کرنیوالے کے سوا کوئی نہیں گیا

کسانے کہ زیں راہ برگشتہ اند
جو لوگ اس راستے سے منحرف ہوئے ہیں

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
اے سعدی یہ نہ خیال کر کہ نجات کا راستہ

صفائی بتدریج حاصل کنی
تو آہستہ آہستہ صفائی حاصل کرلے گا

طلب گارِ عہدِ الستت کند
الست[2] کے اقرار کا تجھے طلبگار بنا دے

وزینجا ببالِ محبت پری
اور اس جگہ سے تو محبت کے پروں سے اڑے گا

نماند سرا پردہ الّا جلال
جلال کے علاوہ خیمہ گاہ کا کوئی پردہ نہ رہے گا

عنانش بگیرد تحیّر کہ ایست
حیرت اس کی باگ پکڑے گی کہ کھڑی رہ

گم آں شد کہ دنبالِ داعی نرفت
وہ گم ہوا جو چرواہے کے پیچھے نہ چلا

برفتند بسیار و سرگشتہ اند
وہ بہت چلے اور بہت پریشان ہوئے ہیں

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
وہ ہرگز منزل کو نہ پہنچے گا

تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ
آں حضور کے نشان قدم کے خلاف بھی چلا جا سکتا ہے

در نعتِ سرورِ کائنات علیہ افضل الصّلوات
سرورِ کائنات کی تعریف میں۔ ان پر بہترین درود نازل ہوں

کریمُ السّجایا جمیلُ الشِّیم
شریف عادتوں والے، حسین خصلتوں والے

امامِ رُسل پیشوائے سبیل
رسولوں کے امام راستے کے پیشوا

شفیعُ الوریٰ خواجۂ بعث و نشر
مخلوق کے شفیع، قیامت کے سردار

کلیمے کہ چرخِ فلک طورِ اوست
ایسے کلام کرنے والے کہ چرخ فلک آپ کا طور ہے

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
ایسے یتیم کہ (مکتب میں) قرآن پڑھے بدون

چو عزمش بر آہیخت شمشیرِ بیم
جب ان کے ارادے نے قوت کی تلوار سونتی

نبیُّ البرایا شفیعُ الاُمم
خلائق کے پیغمبر امتوں کے شفاعت کرنے والے

امینِ خدا مہبطِ جبرئیل
خدا کے امین جبرئیل کے اترنے کی جگہ

امامُ الہدیٰ صدرِ دیوانِ حشر
ہدایت کے امام قیامت کی کچہری کے صدر

ہمہ نورہا پرتوِ نورِ اوست
تمام نور انہی کے نور کا سایہ ہیں

کتب خانہ چند ملّت بشست
کتنے مذہبوں کے کتب خانے دھو ڈالے

بمعجز میانِ قمر زد دو نیم
معجزہ کے ذریعہ چاند کی کمر کے دو ٹکڑے کر دیئے

۱؎ سالک کو سب سے پہلے قلب کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔
۲؎ اللہ نے ازل میں سب روحوں سے دریافت فرمایا تھا (اَلَستُ بِرَبِّکُم) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے جواب میں (بلیٰ) کیوں نہیں کہا تھا۔ یہ عہدِ الست کہلاتا ہے۔
۳؎ اس مقام پر پہنچ کر سالک کو عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائیگا
۴؎ آں حضور کی ذاتِ گرامی مراد ہے۔
۵؎ حضرت موسیٰ کوہ طور پر اللہ سے ہمکلام ہوئے اور آں حضور آسمانوں پر۔
۶؎ آنحضور کا ارشاد ہے سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا۔
۷؎ حضور نے کسی مکتب میں نہیں پڑھا لیکن پہلی سب کتابوں کے ناسخ بنے۔
۸؎ شق القمر کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد
جب آپ کا شہرہ دنیا کی زبانوں پر ہوا
تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد
تو کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا

بلا قامت لات بشکست خرد
لا کے ذریعہ لات کے قد کا چورا کر دیا
باعزاز دیں آب عزیٰ ببرد
دین کو عزت دے کر عزیٰ کی آبرو ختم کر دی

نہ از لات و عزیٰ برآورد گرد
نہ صرف لات اور عزیٰ کی دھول اڑائی
کہ توریت و انجیل منسوخ کرد
بلکہ توریت اور انجیل کو منسوخ کر دیا

شبے برنشست از فلک برگذشت
ایک شب کو سوار ہوئے تو آسمان سے گذر گئے
بتمکین و جاہ از ملک درگذشت
عزت اور مرتبے میں فرشتے سے آگے نکل گئے

چناں گرم در تیہ قربت براند
نزدیکی کے میدان میں ایسا تیز دوڑایا
کہ در سدرہ جبریل ازو بازماند
کہ سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل آپ سے پیچھے رہ گئے

بدو گفت سالار بیت الحرام
(آنحضور) کعبہ کے سردار نے اس سے کہا
کہ اے حامل وحی برتر خرام
کہ اے وحی کے حامل آگے بڑھو (جبرئیل)

چو در دوستی مخلصم یافتی
دوستی میں آپ نے جب مجھے مخلص پایا
عنانم ز صحبت چرا تافتی
تو میری صحبت سے کیوں باگ موڑی

بگفتا فراتر مجالم نماند
اس نے کہا آگے جانے کی مجھ میں طاقت نہیں رہی
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
میں تھک گیا اس لیے کہ میرے بازو میں طاقت نہیں رہی

اگر یک سر موئے برتر پرم
اگر ایک بال برابر بھی اوپر اڑوں
فروغ تجلی بسوزد پرم
تو تجلی کی روشنی میرے پر جلا دے گی

نماند بعصیاں کسے در گرو
گناہ کی بدولت کوئی شخص گرفتار نہ رہیگا
کہ دارد چنیں سید پیش رو
جو ایسا سردار پیشرو رکھے گا

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
میں آپ کی پسندیدہ تعریف کیا کروں
علیک السلام اے نبی الورا
اے مخلوق کے نبی آپ پر سلام ہو

درود ملک بر روان تو باد
خدا کا درود آپ کی روح پر نازل ہو
بر اصحاب و بر پیروان تو باد
آپ کے ساتھیوں اور پیرووں پر نازل ہو

نخستیں ابوبکر پیر مرید
سب سے پہلے بوڑھے ابوبکر مرید ہیں
عمر پنجہ بر پیچ دیو مرید
عمر سرکش دیو کے پنجہ پھیرنے والے ہیں

خردمند عثمان شب زندہ دار
عثمان عقلمند شب بیدار
چہارم علی شاہ دلدل سوار
چوتھے علی ہیں جو دلدل سوار بادشاہ ہیں

خدایا بحق بنی فاطمہ
اے خدا فاطمہ کی اولاد کے طفیل
کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ
ایمان کے قول پر میرا خاتمہ کر

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
خواہ تو میری دعا رد کرے یا قبول فرمائے
من و دست و دامان آل رسول
میں ہوں اور میرا ہاتھ اور آل رسول کا دامن

---

۱ آں حضورؐ کی پیدائش کے دن کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے تھے۔
۲ لا سے لا الٰہ کی طرف اشارہ ہے جس میں تمام بتوں کی خدائی کا انکار ہے۔ لات اور عزیٰ مکہ کے مشہور بت تھے۔
۳ معراج کی طرف اشارہ ہے۔
۴ بیری کا ایک درخت ہے جو فرشتوں کی پہنچ کی آخری حد ہے
۵ دلدل وہ مشہور خچر ہے جو آنحضورؐ نے حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا تھا۔
۶ حدیث میں ہے کہ جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ق

چہ کم گردد اے صدرِ فرخندہ پے
اے مبارک قدم صدر کیا کم ہوگا

ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حے
آپ کا بلند مرتبہ حی (قیوم) کی بارگاہ میں

کہ باشند مشتے گدایانِ خیل
کہ مٹھی بھر فرماں بردار فقرا،

بمہمانِ دارالسلامت طفیل
بہشت کی مہمانی میں آپ کے طفیلی بن جائیں

خدایت ثنا گفت و تبجیل کرد
آپ کی خدا نے تعریف اور تعظیم فرمائی ہے

زمیں بوسِ قدرِ تو جبریل کرد
جبرئیل کو آپ کے مرتبہ کی زمین کا بوسہ دینے والا بنایا ہے

بلند آسمان پیشِ قدرت خجل
آپ کے رتبہ کے سامنے بلند آسمان شرمندہ ہے

تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل
آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم ابھی مٹی اور پانی تھے

تو اصلِ وجود آمدی از نخست
آپ شروع ہی سے وجود کی اصل ہیں

دگر ہر چہ موجود شد فرعِ تست
دوسری چیز جو بھی موجود ہوئی وہ آپ کی فرع ہے

ندانم کدامیں سخن گویمت
میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کی تعریف میں کیا کہوں

کہ والاتری زانچہ من گویمت
اس لیے کہ میں جو کچھ بھی کہوں آپ اس سے بالاتر ہیں

ترا عزِ لولاک تمکیں بس ست
آپ کو لولاک کی عزت کافی ہے

ثنائے تو طٰہٰ و یٰس بس ست
آپ کی تعریف طٰہٰ اور یٰس کافی ہے

چہ وصفت کند سعدیِ ناتمام
ناقص سعدی آپ کی کیا تعریف کرے

علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام
اے نبی آپ پر درود اور سلام ہو

۱ حدیث میں ہے سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔

۲ ایک حدیث قدسی ہے لولاک لما خلقت الافلاک اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔

سببِ نظمِ کتاب
کتاب کے نظم کرنے کا سبب

در اقصائے عالم بگشتم بسے
میں عالم کے اطراف میں بہت گھوما

بسر بردم ایّام با ہر کسے
ہر طرح کے آدمی کے ساتھ میں نے زمانہ گذارا

تمتّع ز ہر گوشۂ یافتم
میں نے ہر گوشہ سے فائدہ اٹھایا

ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم
میں نے ہر انبار سے خوشہ چنا

چو پاکانِ شیراز خاکی نہاد
شیراز کے منکسر مزاج پاک طینتوں جیسے

ندیدم کہ رحمت براں خاک باد
میں نے نہ دیکھے، اس سرزمین پر خدا کی رحمت ہو

تولّائے مردانِ ایں پاک بوم
اس پاک سرزمین کے بزرگوں کی دوستی نے

برانگیختم خاطر از شام و روم
شام اور روم سے میری طبیعت اچاٹ کر دی

دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں
مجھے برا معلوم ہوا ان باغوں سے

تہیدست رفتن سوئے دوستاں
دوستوں کی طرف خالی ہاتھ جانا

بدل گفتم از مصر قند آورند
میں نے دل میں سوچا لوگ مصر سے قند لاتے ہیں

بر دوستاں ارمغانے برند
دوستوں کے پاس تحفہ لے جاتے ہیں

مرا گر تہی بود ازاں قند دست
اگر اس قند سے میرا ہاتھ خالی ہے

سخنہائے شیریں تر از قند ہست
تو باتیں قند سے بھی زیادہ شیریں موجود ہیں

نہ قندے کہ مردم بصورت خورند
نہ ایسی قند جو لوگ بظاہر کھائیں

کہ ارباب معنیٰ بکاغذ برند
بلکہ اصحابِ باطن کاغذ میں لے جائیں

چو ایں کاخ دولت بپرداختم
جب دولت کے اُس محل میں میں مصروف ہوا

بر و ده در از تربیت ساختم
تو اس میں تربیت کے دس دروازے قائم کیے

یکے بابِ عدلست و تدبیر و رائے
ایک باب انصاف اور تدبیر و رائے کا ہے

نگہبانیٔ خلق و ترسِ خدائے
مخلوق کی نگہبانی اور خدا کے خوف کا ہے

دوم بابِ احساں نہادم اساس
دوسرے احسان کے باب کی میں نے بنیاد رکھی

کہ مُحسِن کند فضلِ حق را سپاس
کیونکہ احسان کرنیوالا خدا کے احسان کی شکرگزاری کرتا ہے

سوم بابِ عشقست و مستی و شور
تیسرا عشق، مستی اور شور کا باب ہے

نہ عشقے کہ بندند بر خود بزور
ایسا عشق نہیں جو اپنے اوپر خواہ مخواہ طاری کریں

چہارم تواضع رضا پنجمیں
چوتھا تواضع کا، پانچواں رضا کا

ششم ذکرِ مردِ قناعت گزیں
چھٹا قناعت اختیار کرنیوالے انسان کے ذکر کا

ہفتم در از عالمِ تربیت
ساتواں باب عالم تربیت کا ہے

ہشتم در از شکر بر عافیت
آٹھواں عافیت پر شکر کا ہے

نہم راہِ توبہ است و راہِ صواب
نواں صواب اور توبہ کے راستے کا ہے

دہم در مناجات و ختمِ کتاب
دسواں دعا اور کتاب کے خاتمہ کا ہے

بروزِ ہمایون و سالِ سعید
متبارک دن اور نیک سال میں

بتاریخ فرخ میانِ دو عید
بابرکت تاریخ میں دو عیدوں کے درمیان

ز شش صد فزوں بود پنجاه و پنج
چھٹی صدی پر پچپن کا اضافہ تھا

کہ پرُ دُر شد ایں نامبردار گنج
کہ یہ مشہور خزانہ موتیوں سے پُر ہوا

الا اے خردمندِ فرخندہ خوی
اے مبارک عادت عقل مند

ہنرمند نشنیدہ ام عیب جوی
میں نے کسی ہنرمند کو عیب جو نہیں سنا

قبا گر حریرست و گر پرنیاں
قبا خواہ حریر کی ہو یا پرنیان کی ہو

بناچار حشوش بود در میاں
لامحالہ اس میں بھراؤ ہوگا۔

تو گر پرنیانی بایذا مکوش
تو اگر پرنیان پہننے والا ہے تو بھی ایذارسانی کی کوشش نہ کر

کرم کار فرما و حشوم بپوش
کرم کر اور میرا بھراؤ چھپا

نہ نازم بسرمایۂ فضلِ خویش
اپنی بزرگی کے سرمایہ پر مجھے ناز نہیں ہے

بدریوزہ آوردہ ام دست پیش
بھیک کا ہاتھ میں نے آگے بڑھایا ہے

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم
میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن

بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم
اللہ تعالےٰ نیکوں کے ساتھ بدوں کو بھی بخشے گا

تو نیز ار بدے بینیم در سخن
تو بھی اگر میرے کلام میں خرابی دیکھے

بخلقِ جہاں آفریں کار کن
تو جہان کے پیدا کرنے والے کے اخلاق سے کام لے

۱ یعنی شیریں نصیحتیں جو کتابوں میں لکھی جائیں۔
۲ بوستان کے دس باب ہیں
۱۰
۳ بوستاں ذیقعدہ سنہ ۶۵۵ھ میں مکمل ہوئی۔

چو بیتے پسند آیدت از ہزار
اگر ہزار میں ایک شعر بھی تجھے پسند آجائے

بمردی کہ دست از تعنت بدار
تجھے اپنی جوانمردی کی قسم عیب جوئی سے ہاتھ اٹھالے

ہمانا کہ در پارس انشاءِ من
یقیناً فارس میں میری انشاء پردازی

چو مشک ست بے قیمت اندر ختن
اسی طرح بے قدر و قیمت ہے جیسے ملک ختن[1] میں مشک

چو بانگِ دُہل ہولم از دور بود
ڈھول کی آواز کی طرح میرا شہرہ دور سے تھا

بعیبہ درم عیب مستور بود
گٹھری میں میرا عیب چھپا ہوا تھا

گل آورد سعدی سوئے بوستاں
سعدی باغ کی جانب پھول لیکر چلا ہے

بشوخی و فلفل بہندوستاں
بے باکی سے اور مرچ ہندوستان کی طرف

چو خرما بشیرینی اندودہ پوست
چھوارے کی طرح چھلکا شیرینی سے بھرا ہے

چو بازش کنی استخوانے دروست
جب تو اُسے چھیلے تو اس میں گٹھلی ہے

ذکرِ محامدِ اتابک[2] ابوبکر بن سعد زنگی طاب ثراہ

سعد زنگی کے بیٹے اتابک ابوبکر کی تعریفوں کا ذکر۔ خدا سعد کی قبر پاکیزہ کرے

مرا طبع زیں نوع خواہاں نبود
میری طبیعت اس طرح کی خواہشمند نہ تھی

سرِ مدحتِ پادشاہان نبود
بادشاہوں کی تعریف کرنے کا خیال نہ تھا

ولے نظم کردم بنامِ فلاں
لیکن فلانے[3] کے نام سے میں نے نظم کہی ہے

مگر باز گویند صاحبدلاں
شاید صاحبدل لوگ میرے بعد کہیں

کہ سعدی کہ گوئے بلاغت ربود
کہ سعدی جو بلاغت کی گیند (جیت) لے گیا

در ایامِ بوبکر بن سعد بود
ابوبکر ابن سعد کے زمانے میں تھا

سزد گر بدورش بنازم چناں
مناسب ہے اگر میں اس کے زمانے پر ناز کروں

کہ سید بدورانِ نوشیں رواں
جیسے آں حضرت نے نوشیرواں کے زمانے پر (فخر کیا ہے)

جہاں دارِ دیں پرورِ داد گر
دنیا کا نگہبان، دین پرور، منصف

نیاید چو بوبکر بعد از عمر
(حضرت) عمر کے بعد ابوبکر[4] کی طرح کوئی نہ پیدا ہوا

سرِ سرفرازان و تاجِ مہاں
جو سربلندوں کا سردار اور بڑوں کا تاج ہے

بدورانِ عدلش بناز اے جہاں
اے دنیا تو اس کے انصاف کے زمانے پر ناز کر

گر از فتنہ آید کسے در پناہ
اگر کوئی فتنہ سے پناہ چاہے

ندارد جز ایں کشور آرام گاہ
تو اس ملک کے سوا اس کو آرام کی جگہ نہ ملے گی

فطوبیٰ لباب کبیت العتیق
خوش خبری ہے ایسے دروازے کو جو خانہ کعبہ کی طرح ہے

حوالیہ[5] من کل فج عمیق،
اس کے گرد دور دراز راستے سے (لوگ آتے ہیں)

ندیدم چنیں گنج و ملک و سریر
میں نے ایسا خزانہ ملک اور تخت نہیں دیکھا

کہ وقفست بر طفل و درویش و پیر
جو بچے اور فقیر اور بوڑھے پر وقف ہو

[1] ختن میں کثرت سے مشک پایا جاتا ہے۔
[2] اتابک ادب آموز کو کہتے ہیں۔ سعد بن زنگی سلطان سنجر کا ادب آموز تھا۔
[3] یعنی ابوبکر بن سعد
[4] یعنی ابوبکر ابن سعد
[5] حوالی مفرد ہے بمعنی جانب

نیاید برش دردناک غمے
اس کے پاس کوئی غم کا مارا نہ آیا
کہ ننہاد بر خاطرش مرہمے
کہ اس نے اس کے دل پر مرہم نہ رکھا ہو

طلبگارِ خیر است و امیدوار
بھلائی کا طلبگار اور امیدوار ہے
خدایا امیدیکہ دارد برآر
اے خدا اس کی جو امید ہے پوری فرما دے

کلہ گوشہ بر آسمانِ بریں
اس کی ٹوپی کا کنارہ بلند آسمان پر ہے
ہنوز از تواضع سرش بر زمیں
پھر بھی تواضع سے اس کا سر زمین پر ہے

ز گردن فرازاں تواضع نکوست
بڑوں کی جانب سے انکساری خوب ہے
گدا گر تواضع کند خوئے اوست
فقیر اگر تواضع کرے تو یہ اس کی عادت ہے

اگر زیردستے بیفتد چہ خاست
اگر کمزور عاجزی کرے تو کیا ہوا
زبردستِ افتادہ مردِ خداست
زبردست، انکساری کرنے والا مردِ خدا ہے

نہ ذکرِ جمیلش نہاں می رود
اس کا ذکرِ خیر پوشیدہ نہیں رہتا
کہ صیتِ کرم در جہاں می رود
بلکہ اس کی شرافت کا شہرہ زمانہ میں پہنچا ہے

چنوئے خردمند فرخ نہاد
ایسا عقلمند، مبارک سرشت
ندارد جہاں تا جہانست یاد
زمانے کو یاد نہیں جب سے بھی زمانہ ہے

نہ بینی در ایامِ او رنجہ
اس کے زمانہ میں تو کسی ایسے رنجیدہ کو نہ دیکھے گا
کہ نالد ز بیدادِ سرپنجہ
جو کسی ظالم کے ظلم سے نالاں ہو

کس ایں رسم و ترتیب و آئیں ندید
یہ رسم اور آراستگی اور ترتیب کسی نے نہ دیکھی
فریدوں[۱] باآں شکوہ ایں ندید
باوجود اس دبدبہ کے فریدوں نے بھی نہ دیکھی

ازاں پیشِ حق پایگاہش قویست
حضرتِ حق کے سامنے اسی وجہ سے اس کا مرتبہ بلند ہے
کہ دستِ ضعیفاں بجاہش قویست
کہ اس کے مرتبہ کی وجہ سے کمزوروں کا ہاتھ مضبوط ہے

چناں سایہ گسترد بر عالمے
وہ دنیا پر اس طرح سایہ کیے ہوئے ہے
کہ زالے نیندیشد از رستمے
کہ کوئی بڑھیا بھی کسی رستم سے نہیں ڈرتی ہے

ہمہ وقت مردم ز جورِ زماں
ہمیشہ انسان زمانے کے ظلم سے
بنالند و از گردشِ آسماں
نالاں رہے اور آسمان کی گردش سے

ق

در ایامِ عدلِ تو اے شہریار
اے بادشاہ تیرے انصاف کے زمانہ میں
ندارد شکایت کس از روزگار
کسی کو زمانہ کی شکایت نہ رہی

بعہدِ تو می بینم آرامِ خلق
تیرے زمانہ میں تو دنیا آرام سے ہے
پس از تو ندانم سرانجامِ خلق
مجھے تیرے بعد مخلوق کا انجام معلوم نہیں

ہم از بختِ فرخندہ فرجامِ تست
تیرے مبارک انجام نصیبہ کی ہی وجہ ہے
کہ تاریخ سعدی در ایامِ تست
کہ سعدی کا زمانہ تیرے دور میں ہے

کہ تا بر فلک ماہ و خورشید ہست
اس لیے کہ جب تک کسی آسمان پر چاند اور سورج ہے
دریں دفترت ذکرِ جاوید ہست
اس کتاب میں تیرا ہمیشہ قائم رہنے والا تذکرہ ہے

[۱] فریدوں۔ کیانی مشہور بادشاہ تھا جس نے ضحاک سے سلطنت حاصل کی تھی۔

ملوک ازنکونامی اندوختند
بادشاہوں نے نیک نامی جمع کی

تو در سیرتِ پادشاہیّ خویش
تو اپنی بادشاہی کے طور طریق میں

سکندر بدیوارِ روئین و سنگ
سکندر[1] نے کانسی اور پتھر کی دیوار کے ذریعہ

نبسّتہ یاجوج کفر از زرست
کفر کے یاجوج کیلئے تیری سونے کی دیوار ہے

زباں آورے کاندریں امن وداد
جو زبان داں اس امن وانصاف کے زمانہ میں

زہے بحرِ بخشایش و کانِ جود
کیا ہی خوب، عطا کا سمندر اور بخشش کی کان

بروں بینم اوصافِ شہ از حساب
بادشاہ کے اوصاف حساب سے زیادہ ہیں

گراں جملہ را سعدی املا کند
اگر سعدی ان سب کو لکھاتے

فرو ماندم از شکر چندیں کرم
اس قدر کرم کے شکر سے میں عاجز ہوں

جہانت بکام و فلک یار باد
زمانہ تیرے مقصد کے مطابق اور آسمان یار رہے

بلند اخترت عالم افروختہ
تیرا بلند ستارہ عالم میں روشن رہے

غم از گردش روزگارت مباد
خدا کرے زمانہ کی گردش کا تجھے فکر نہ ہو

کہ بر خاطرِ پادشاہاں ہمے
اس لیے کہ بادشاہوں کی طبیعت کا ذرا سا غم[3]

دل و کشورت جمع و معمور باد
تیرا دل اور ملک جمع اور آباد ہو

تنت باد پیوستہ چوں دیں درست
تیرا جسم دین کی طرح ہمیشہ درست رہے

درونت بتائیدِ حق شاد باد
تیرا باطن اللہ کی تائید سے خوش رہے

ز پیشینگاں سیرت آموختند
اگلوں سے طور طریقے سیکھے

سبق بردی از پادشاہانِ پیش
اگلے بادشاہوں سے بازی لے گیا

بکرد از جہاں راہِ یاجوج تنگ
دنیا میں یاجوج کا راستہ تنگ کر دیا

نہ روئیں چو دیوار اسکندرست
سکندر کی دیوار کی طرح کانسی کی دیوار نہیں ہے

سپاست نگوید زبانش مباد
تیرا شکریہ ادا نہ کرے اس کی زبان نہ رہے

کہ مستظہر نداز وجودت وجود
کہ تیرے وجود سے وجود (انسانی) قوت حاصل کرتا ہے

نگنجد دریں تنگ میداں کتاب
کتاب کے اس کشادہ میدان میں نہیں سماتے

مگر دفترے دیگر انشا کند
تو اس کو ایک دوسرا ہی دفتر لکھنا پڑتا

ہماں بہ کہ دستِ دعا گسترم
بس یہی بہتر ہے کہ دعا کا ہاتھ اٹھاؤں

جہاں آفرینت نگہدار باد
خدا تیرا نگہبان رہے

زوال اخترِ دشمنت سوختہ
تیرے دشمن کا برا نصیبہ جلے

وز اندیشہ بر دل غبارت مباد
اور کسی فکر کا تیرے دل پر غبار نہ رہے

پریشاں کند خاطرِ عالمے
ایک جہان کے دل کو پریشان کر دیتا ہے

ز ملکت پراگندگی دور باد
تیرے ملک سے پراگندگی دور رہے

بد اندیش را دل چو تدبیر سست
تیرے دشمن کا دل اس کی تدبیر کی طرح سست رہے

دل و دین و اقلیمت آباد باد
تیرا دل اور دین اور ملک ہمیشہ آباد رہے

[1] یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد ہے جو شمالی ممالک کے کوہستانی علاقے میں آباد تھی۔ یہ قوم میدانی علاقوں کو تاراج کرتی رہتی تھی سکندر ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک آہنی دیوار تعمیر کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا

[2] شیراز کا اتابک خاندان چنگیزیوں کا باج گذار تھا۔ تو گویا روپیہ خرچ کر کے انھوں نے اپنے ملک کو کافروں سے بچا رکھا ہے۔

[3] ہم کا میم مشدد ہے لیکن فارسی میں عربی مشدد حروف کو بغیر تشدید کے استعمال کر لیتے ہیں

جہاں آفریں بر تو رحمت کناد
جہان کا پیدا کرنے والا تیرے اوپر رحمت نازل کرے

دگر ہرچہ گویم فسانست و باد
اس کے علاوہ میں جو کچھ کہوں وہ افسانہ اور بیکار ہے

ہمینت بس از کردگار مجید
خدائے بزرگ کی جانب سے تیرے لیے یہی کافی ہے

کہ توفیق خیرت بود بر مزید
کہ تجھے خیر کی توفیق زیادہ ہوتی رہے

نرفت از جہاں سعد زنگی بدرد
سعد زنگی دنیا سے غم لیکر نہ گیا

کہ چوں تو خلف نام بردار کرد
جبکہ تجھ جیسا نام آور خلیفہ بنا کر گیا

عجب نیست ایں فرع زاں اصل پاک
کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ شاخ اس پاک اصل کی ہے

کہ جانش با وجست و جسمش بخاک
جس کی روح بلندی پر ہے اور جسم خاک میں ہے

خدایا باں تربت نامدار
اے خدا! اس مشہور قبر پر

بفضلت کہ باران رحمت ببار
تجھے اپنی بزرگی کی قسم تو رحمت کی بارش برسا

گر از سعد زنگی مثل ماند و یاد
جبکہ سعد زنگی کی صرف مثل اور یاد باقی رہگئی ہے

فلک یاورِ سعد بو بکر باد
تو خدا کرے آسمان سعد کے بیٹے ابوبکر کا مددگار رہے

در مدح شاہزادۂ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد گوید

شاہزادۂ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد کی تعریف میں کہتا ہے

جوانِ جواں بخت روشن ضمیر
جوان بخت اور روشن ضمیر جوان

بدولت جوان و بتدبیر پیر
حکومت میں جوان اور تدبیر میں بوڑھا

بدانش بزرگ و بہمت بلند
عقل میں بڑا، ہمت کے اعتبار سے بلند

بباز و دلیر و بدل ہوشمند
بازو کے اعتبار سے دلیر دل کے اعتبار سے ہوشمند

زہے دولت مادر روزگار
زمانہ کی ماں کا اقبال کیا خوب ہے

کہ رودے چنیں پرورد در کنار
کہ جو ایسا لڑکا گود میں پالے

بدست کرم آب دریا ببرد
جس نے دست کرم سے دریا کی آبرو ختم کردی

برفعت محل ثریا ببرد
جس نے بلندی سے ثریا کا مقام ختم کردیا

زہے چشم دولت بروئے تو باز
کیا ہی خوش نصیبی ہے کہ تمام بلند گردن

ہمہ شہریاران گردن فراز
بادشاہوں کی نگاہیں تیرے چہرے پر لگی ہیں

صدف را کہ بینی ز دردانہ پُر
جس سیپی کو تو موتیوں سے بھرا دیکھے

نہ آں قدر دارد کہ یک دانہ دُر
اس کی وہ قیمت نہیں ہے جو یکتا موتی کی ہے

تو آں دُرِ مکنونِ یک دانۂ
تو وہ چھپا ہوا دریکتا ہے

کہ پیرایۂ سلطنت خانۂ
کہ جو بادشاہت کے گھر کی زینت ہے

نگہدار یارب بچشم خودش
اے پروردگار اپنی آنکھوں کے سامنے اسکو محفوظ رکھ!

بپرہیز از آسیب چشم بدش
اس کو بدنگاہ کی گزند سے بچا!

۱ شاخ سے مراد ابوبکر اور اصل پاک سے مراد سعد زنگی ہے۔

۲ یہ مشکل شعر ہے ہماری رائے میں مصرع ثانی میں سعد ابوبکر میں یا تو اضافت مقلوبی ہے ورنہ سعد کے لغوی معنی مراد ہیں اس لیے کہ اس قصیدہ میں سعد بن ابی بکر کا ذکر بے محل ہے جبکہ اس کی تعریف کے لیے آئندہ قصیدہ مذکور ہے

۳ بعض نسخوں میں ہمہ شہریاران کی بجائے سر شہریاران ہے تو اب مصرع اول کا ترجمہ اس طرح کیا جائے تیری شان کس قدر بڑی ہے کہ حکومت کی نگاہ تیرے چہرے پر جمی ہے اور مصرع ثانی کی تقدیر عبارت اس طرح کرنی ہوگی "تُرا ہے سر شہریاران گردن فراز بر در تو" یعنی تیری شان کس قدر بڑی ہے کہ متکبر بادشاہوں کا سر تیری چوکھٹ پر ہے۔

۴ یعنی دوسرے بادشاہوں کے بہت سے شہزادے ہیں اور تو اپنے باپ کا اکلوتا ہے۔

خدایا در آفاق نامی کنش
اے خدا اس کو زمانہ میں مشہور کر

مقیمش در انصاف وتقویٰ بدار
انصاف اور پرہیزگاری پر اس کو قائم رکھ

غم از دشمنِ ناپسندت مباد
تجھ کو ناپسند دشمن کا غم نہ ہو

بہشتی درخت آورد چوں تو بار
جنت کا درخت تجھ جیسا پھل دیتا ہے

ازاں خانداں خیر بیگانہ داں
اُس خاندان سے خیر کو بیگانہ سمجھ

زہے دین و دانش زہے عدل و داد
کیا خوب دین اور عقل ہے کیا خوب عدل اور انصاف ہے

بتوفیقِ طاعت گرامی کنش
اسکو اطاعت کی توفیق کے ذریعہ باعزت کر

مرادش بدنیا و عقبیٰ برار
اس کی دنیا اور آخرت کی مرادیں پوری کر

ز دورانِ گیتی گزندت مباد
دنیا کے چکر سے تجھ کو تکلیف نہ ہو

پسر نامجوی و پدر نامدار
لڑکا نیک نامی کا طالب اور باپ نیک نام

کہ باشند بدگوئے ایں خانداں
جو اس خاندان کو برا کہنے والے ہوں

زہے ملک و دولت کہ پاینده باد
کیا خوب ملک اور دولت ہے جو خدا کرے ہمیشہ رہے

بابِ اوّل در عدل ورائے وتدبیر جہانداری

پہلا باب انصاف اور جہانداری کی تدبیر اور رائے کے بیان میں

نگنجد کرمہائے حق در قیاس
اللہ کے کرم قیاس میں نہیں سماتے ہیں

خدایا تو ایں شاہِ درویش دوست
اے خدا تو اس فقیر دوست بادشاہ کو

ق

بسے بر سرِ خلق پاینده دار
عرصہ دراز تک مخلوق کے سر پر قائم رکھ

برومند دار از درختِ امید
امید کے درخت سے اس کو مستفید فرما

براہِ تکلف مرو سعدیا
اے سعدی تکلف کا راستہ نہ چل

تو منزل شناسی و شہ راہ رو
تو منزل پہچاننے والا اور بادشاہ راستہ چلنے والا ہے

چہ حاجت کہ نہ کرسی آسماں
تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ آسمان کی نو کرسیوں کو

مگو پائے عزت بر افلاک نہ
یہ مت کہہ کہ عزت کا پیر آسمانوں پر رکھ!

چہ خدمت گزارد زبانِ سپاس
شکر کی زبان کیا خدمت کرے

کہ آسایشِ خلق در ظلِ اوست
جس کے سایہ میں مخلوق کی راحت ہو۔

بتوفیقِ طاعت دلش زنده دار
اطاعت کی توفیق سے اس کے دل کو زندہ رکھ

سرش سبز و رویش برحمت سفید
رحمت سے اس کا سر سبز اور چہرہ بارونق بنا

اگر صدق داری بیار و بیا
اگر سچائی رکھتا ہے تو لا اور آ

تو حق گوی و خسرو حقائق شنو
تو حق کہنے والا اور بادشاہ حقیقتیں سننے والا ہے

نہی زیر پائے قزل ارسلاں
قزل ارسلان کے پیر کے نیچے رکھے؛

بگو روئے اخلاص بر خاک نہ
یہ کہہ کہ اخلاص کا چہرہ خاک پر رکھ!

(۱) یعنی جس طرح ظہیر فاریابی نے قزل ارسلان کی تعریف میں مبالغے کیے ہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پیر پر رکھنا یعنی فخر و غرور کرنا۔ اخلاص کا چہرہ خاک پر رکھنا یعنی انکساری کرنا۔

بطاعت بنہ چہرہ بر آستاں
خدا کی چوکھٹ پر فرماں برداری سے چہرہ رکھ
کہ اینست سر جادۂ راستاں
اس لیے کہ سچوں کا راستہ یہی ہے

اگر بندۂ سر بریں در بنہ
اگر تو بندہ ہے تو اس دروازہ پر سر رکھ
کلاہِ خداوندی از سر بنہ
خداوندی کی ٹوپی سر سے اتار پھینک

چو طاعت کنی لبس شاہی مپوش
جب عبادت کرے شاہی لباس نہ پہن!
چو درویشِ مخلص برآور خروش
سچے فقیر کی طرح نالہ اور فریاد کر

کہ پروردگارا توانگر توئی
کہ اے خدا مالدار تو ہی ہے
توانا و درویش پرور توئی
زبردست اور فقیر کا پالنے والا تو ہی ہے

نہ کشور خدایم نہ فرماں دہم
نہ میں ملک کا بادشاہ ہوں نہ حکم چلانے والا ہوں
یکے از گدایان ایں درگہم
اس در کے فقیروں میں سے ایک ہوں

چہ برخیزد از دست و کردارِ من
میرے ہاتھ اور عمل سے کیا بنتا ہے
مگر دست لطفت شود یارِ من
ہاں اگر تیری مہربانی کا ہاتھ میرا مددگار ہو

تو بر خیر و نیکی دہم دسترس
تو مجھے نیکی اور بھلائی پر قابو عطا فرما
وگرنہ چہ خیر آید از من بکس
ورنہ مجھ سے کسی کے ساتھ کیا بھلائی ہو سکتی ہے

دعا کن بشب چوں گدایاں بسوز
رات کو فقراء کی طرح سوز سے دعا کر
اگر می کنی پادشاہی بروز
اگر دن میں بادشاہی کرتا ہے

کمر بستہ گردن کشاں بر درت
تیرے دروازہ پر مغرور کمر بستہ
تو بر آستانِ عبادت سرت
تو تیرا سر عبادت کی چوکھٹ پر

زہے بندگاں را خداوندگار
بندوں کے لیے وہی بادشاہ خوب ہے
خداوند را بندۂ حق گزار
جو اللہ کا حق ادا کرنے والا بندہ ہو

حکایت

قصہ

یکے دیدم از عرصۂ رودبار
میں نے ایک شخص کو رودبار کے میدان سے
کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
دیکھا کہ میرے سامنے چیتے پر سوار ہو کر آیا

چناں ہول ازاں حال بر من نشست
اس حال کی وجہ سے میرے دل پر ایسی ہول طاری ہوئی
کہ ترسیدنم پائے رفتن ببست
کہ خوف نے میرے چلنے کے پیر باندھ دیے

تبسم کناں دست بر لب گرفت
اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہونٹوں پر رکھا
کہ سعدی مدار ایں چہ دیدی شگفت
کہ اے سعدی جو کچھ تو نے دیکھا اس پر تعجب نہ کر

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ
تو بھی خدا کے حکم سے گردن نہ موڑ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ
تو تیرے حکم سے کوئی گردن نہ موڑے گا

۱ یعنی عبادت میں غرور نہیں انکسار چاہیئے۔
۲ رودبار گیلان اور قزوین کے درمیان ب دریا ایک مشہور شہر ہے۔

چو خسرو بفرمان داور بود
جب بادشاہ خدا کے حکم کے مطابق ہوتا ہے

خدایش نگہبان و یاور بود
تو خدا اُس کا نگہبان اور مددگار رہتا ہے

محالست چوں دوست دارد ترا
جب خدا تجھے دوست رکھے تو ناممکن ہے

کہ در دستِ دشمن گزارد ترا
کہ تجھے دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ دے

رہ اینست روازطریقت متاب
راستہ یہی ہے مذہب سے منہ نہ موڑ

بنہ گام و کامیکہ خواہی بیاب
قدم دھر اور جو مقصد چاہے حاصل کر

نصیحت کسے سودمند آیدش
نصیحت اسی کو مفید ہوگی

کہ گفتارِ سعدی پسند آیدش
جس کو سعدی کا کلام پسند آئے

پند دادن کسریٰ ہُرمز را

کسریٰ[1] کا ہُرمز کو نصیحت کرنا

شنیدم کہ در وقتِ نزعِ رواں
میں نے سنا ہے کہ نزع کے وقت

بہُرمز چنیں گفت نوشیں رواں
نوشیرواں نے ہُرمز سے یہ کہا

کہ خاطر نگہدار درویش باش
کہ فقیر کے دل کا نگہبان رہ

نہ دربندِ آسایشِ خویش باش
اپنے آرام کی فکر میں نہ پڑ

نیاساید اندر دیارِ تو کس
تیرے ملک میں کسی کو آرام نہ ملے گا

چو آسایشِ خویش خواہی و بس
اگر تو صرف اپنا ہی آرام چاہے گا

نیاید بنزدیک دانا پسند
کسی عقلمند کو یہ بات پسند نہ آئے گی

شبان خفتہ و گرگ در گوسفند
کہ چرواہا[2] سویا ہو اور بھیڑیا بکریوں میں ہو

برو پاسِ درویش محتاج دار
جا محتاج فقیر کا خیال رکھ

کہ شاہ از رعیت بود تاجدار
اس لیے کہ بادشاہ رعیت کی وجہ سے ہی تاجدار ہوتا ہے

رعیت چو بیخند و سلطاں درخت
رعیت جڑ ہے اور بادشاہ درخت ہے

درخت اے پسر باشد از بیخ سخت
صاحبزادے! درخت جڑ سے ہی مضبوط بنتا ہے

مکن تا توانی دلِ خلق ریش
جب تک ہو سکے مخلوق کا دل زخمی نہ کر

وگر می کنی میکنی بیخ خویش
اگر تو ایسا کرتا ہے تو اپنی بیخ کنی کرتا ہے

اگر جادہ بایدت مستقیم
اگر تجھے سیدھا راستہ چاہیے

رہ پارسایان امید ست و بیم
تو نیکوں کا راستہ امید[3] اور خوف ہے

گزند کسانش نیاید پسند
لوگوں کو ستانا اس کو پسند نہ آئے گا

کہ ترسد کہ در ملکش آید گزند
جو اپنے ملک میں نقصان سے ڈرتا ہوگا

وگر در سرشتِ وے ایں خوئے نیست
اور اگر اس کی طبیعت میں یہ عادت نہیں ہے

دراں کشور آسودگی بوئے نیست
تو اس ملک میں آرام کی بو بھی نہیں ہے

[1] کسریٰ ایران کے بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا۔ یہاں مراد نوشیرواں ہے۔ ہرمز نوشیرواں کا لڑکا ہے۔

[2] یعنی بادشاہ غفلت کرے اور ظالم ظلم کرتے پھریں۔

[3] حدیث شریف میں ہے الایمان بین الخوف والرجاء۔ یعنی ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ خدا کے عذاب سے ڈرتا رہے اور رحمت کا امیدوار رہے۔

اگر پایٔ بندی رضا پیش گیر
اگر تو دستور کا پابند ہے تو ان کی رضامندی کا خیال رکھ
وگر یکہ سوارہ سر خویش گیر
اور اگر تو تنہا ہے تو اپنا راستہ پکڑ:

فراخی دراں مرز و کشور مخواہ
اس سرزمین اور ملک میں آرام کا خیال نہ کر
کہ دل تنگ بینی رعیت ز شاہ
جہاں تو رعایا کو بادشاہ سے رنجیدہ دیکھے

ز مستکبرانِ دلاور بترس
دلیر متکبروں سے ڈرتا رہ!
ازاں کو نترسد ز داور بترس
جو خدا سے نہ ڈریں ان سے ڈرتا رہ

دگر کشور آباد بیند بخواب
پھر ملک کو خواب ہی میں آباد دیکھیے
کہ دارد دلِ اہلِ کشور خراب
جو ملک والوں کے دل کو خراب رکھے

خرابی و بدنامی آید ز جور
ظلم سے خرابی اور بدنامی ہوتی ہے
بزرگاں رسند ایں سخن را بغور
بھلے اس بات پر غور کرنے کے بعد پہنچتے ہیں

رعیت نشاید بہ بیداد کشت
رعایا کو ظلم سے قتل نہ کرنا چاہیے
کہ مر سلطنت را پناہند و پشت
اس لیے کہ وہی سلطنت کی پناہ اور قوت ہیں

مراعاتِ دہقاں کن از بہرِ خویش
اپنی خاطر کاشتکار کی رعایت برت
کہ مزدورِ خوش دل کند کار بیش
اس لیے کہ خوش دل مزدور کام زیادہ کرتا ہے

مروّت نباشد بدی با کسے
کسی ایسے شخص کے ساتھ برائی کرنا انسانیت نہیں ہے
کزو نیکوئی دیدہ باشی بسے
جس کی جانب سے تو نے اکثر نیکی دیکھی ہو

پند دادن خسرو شیرویہ را

خسرو کا شیرویہ کو نصیحت کرنا

شنیدم کہ خسرو بشیرویہ گفت
میں نے سنا کہ خسرو نے شیرویہ سے کہا
دراں دم کہ چشمش ز دیدن بخفت
اس وقت جبکہ اس کی آنکھ دیکھنے سے سوگئی

براں باش تا ہر چہ نیت کنی
اس پر قائم رہ کہ تو جس کام کی بھی نیت کرے
نظر در صلاحِ رعیت کنی
رعایا کی بہتری کو مد نظر رکھے

مپیچ اے پسر گردن از عقل و رای
اے بیٹے سمجھ اور تدبیر سے منہ نہ موڑنا
کہ مردم ز دستت نہ پیچند پای
تاکہ لوگ تیرے ہاتھ سے قدم نہ ہٹائیں

گریزد رعیت ز بیدادگر
رعایا ظالم سے بھاگتی ہے
کند نام زشتش بگیتی سمر
اس کا برا نام دنیا میں مشہور کر دیتی ہے

بسے بر نیاید کہ بنیادِ خود
زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ خود اپنی جڑ
بکند آنکہ بنہاد بنیادِ بد
اکھاڑتا ہے جو بری بنیاد رکھتا ہے

خرابی کند شیر و شمشیر زن
شیر اور تلوار چلانے والا خرابی کرتا ہے
نہ چنداں کہ دودِ دلِ طفل و زن
لیکن نہ اس قدر جتنا کہ بچے اور عورت کے دل کا دھواں

---

۱ ذمہ دار افسران کے لیے متعلقین کی رضاجوئی ضروری ہے۔
۲ شیرویہ خسرو پرویز کا لڑکا، ہرمز کا پوتا نوشیرواں کا پڑپوتا تھا۔ ویہ بمعنی مانند ہوتا ہے تو شیرویہ کے معنی شیر کی مانند ہیں
۳ یعنی بیواؤں اور یتیموں کی آہیں سب سے زیادہ ... کن ہیں۔

چراغی کہ بیوہ زنے برفروخت
وہ چراغ جو ایک بیوہ نے جلایا

بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت
تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اس نے پورے شہر کو جلا دیا

وزاں بہرہ ورتر در آفاق کیست
اور اس سے زیادہ نصیبہ ور دنیا میں کون ہے

کہ در ملک رانی بانصاف زیست
جو حکومت کرنے میں انصاف کے ساتھ زندہ رہا

چو نوبت رسد زیں جہاں غربتش
جب اس کی اس دنیا سے سفر کی نوبت آتی ہے

ترحّم فرستند بر تربتش
تو لوگ اس کی قبر پر رحمتیں بھیجتے ہیں

بد و نیک مردم چو می بگذرند
جب نیک اور بد سب ہی مرتے ہیں

ہماں بہ کہ نامت بہ نیکی برند
تو یہی بہتر ہے کہ لوگ تیرا ذکر بھلائی سے کریں

خدا ترس را بر رعیت گمار
رعایا پر خدا سے ڈرنے والے کو مقرر کر

کہ معمارِ ملکست پرہیزگار
اس لیے کہ پرہیزگار شخص ملک کا معمار ہوتا ہے

بد اندیشِ تست آن و خونخوارِ خلق
وہ شخص تیرا بدخواہ اور مخلوق کے لیے خوں خوار ہے

کہ نفع تو جوید در آزارِ خلق
جو مخلوق کو ستانے میں تیرا نفع سمجھے

ریاست بدست کسانے خطاست
حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دینا غلطی ہے

۲ہ کہ از دست شاں دستہا بر خداست
کہ جن کے ہاتھ سے لوگوں کے ہاتھ خدا کی طرف اٹھیں

نکوکار پرور نہ بیند بدی
نیکوں کی پرورش کرنے والا بدی نہیں دیکھتا ہے

چو بد پروری خصمِ جانِ خودی
اگر بروں کو پالے گا تو تو خود اپنی جان کا دشمن ہے

مکافاتِ دشمن بمالش مکن
دشمن کو محض اس کے مال سے سزا نہ دے

کہ بیخش برآوردہ باید ز بُن
بلکہ اس کی جڑ کھود ڈالنی چاہیے

مکن صبر بر عاملِ ظلم دوست
ظلم دوست حاکم پر صبر سے کام نہ لے

کہ از فربہی بایدش کند پوست
بلکہ اس کے مٹاپے سے کھال کھینچ دینی چاہیے

سر گرگ باید ہم اول برید
بھیڑیے کا سر پہلے ہی کاٹ ڈالنا چاہیے

نہ چوں گوسفندان مردم درید
نہ کہ جب وہ لوگوں کی بکریاں پھاڑ ڈالے

حکایت
قصہ

چہ خوش گفت بازارگانِ اسیر
ایک تاجر قیدی نے کیا خوب کہا

چو گردش گرفتند دزداں بہ تیر
جب چوروں نے اس کو تیروں سے گھیر لیا

چو مردانگی آید از رہزناں
جب ڈاکو بہادری کرنے لگیں

چہ مردانِ لشکر چہ خیلِ زناں
تو پھر لشکر کے بہادر اور عورتوں کی جماعت یکساں ہے

شہنشہ کہ بازارگاں را بخست
جس بادشاہ نے تاجروں کو ستایا

درِ خیر بر شہر و لشکر ببست
اس نے شہر اور لشکر پر بھلائی کا دروازہ بند کر دیا

۱ہ یعنی ایک بیوہ کی آہ سے پورا شہر برباد ہو جاتا ہے۔
۲ہ یعنی لوگ اس کے ظلم سے تنگ آ کر ہاتھ اٹھا کر بددعا کریں۔
۳ہ یعنی جب شاہی لشکر کے ہوتے ہوئے ڈاکوؤں کی جرأت ہو تو پھر وہ لشکر اور عورتوں کی جماعت یکساں ہے

کہ آنجا دگر ہوشمنداں روند
عقلمند لوگ پھر اس جگہ کب جاتے ہیں
چو آوازۂ رسم بد بشنوند
جب برے رواج کی شہرت سن لیں۔

نکو بایدت نام و نیکی قبول
اگر تجھے نیک نامی اور پسندیدہ نیکی چاہیے
نکو دار بازارگان و رسول
تو تاجروں اور قاصدوں سے بہتر معاملہ کر

بزرگان مسافر بجاں پرورند
بڑے لوگ مسافروں کو جان کی برابر رکھتے ہیں
کہ نام نکوئی بعالم برند
کیوں کہ وہ نیک نامی عالم میں پھیلاتے ہیں

تبہ گردد آں مملکت عنقریب
وہ سلطنت عنقریب تباہ ہوجائیگی
کزو خاطر آزردہ آید غریب
جہاں سے مسافر رنجیدہ لوٹے

غریب آشنا باش و سیاح دوست
پردیسی کے لیے آشنا بن اور سیاح کو دوست رکھ
کہ سیاح جلاب نام نکوست
کیونکہ سیاح نیک نامی کو پھیلانے والا ہے

نکو دار ضیف و مسافر عزیز
مہمان کو بہتر طریقے پر رکھ اور مسافر کو عزیز سمجھ
وز آسیب شاں پر حذر باش نیز
اور ان کی تکلیف رسانی سے چوکنا رہ!

ز بیگانہ پرہیز کردن نکوست
اجنبی سے بچنا ہی مناسب ہے
کہ دشمن تواں بود در زیّ دوست
اس لیے کہ دوست کے لباس میں کوئی دشمن بھی ہو سکتا ہے

قدیمان خود را بیفزائی قدر
اپنے پرانوں کا مرتبہ بڑھا
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر
کیونکہ پلے ہوئے سے دغا سرزد نہ ہوگی

چو خدمت گزاریت گردد کہن
جب تیرا کوئی خدمت گزار پرانا ہو جائے
حق سالیانش فرامش مکن
اس کے سالیانے[1] حق کو نہ بھول!

گر او را ہرم دست خدمت ببست
اگر بڑھاپے[2] نے اس کی خدمت کا ہاتھ باندھ دیا ہے
ترا بر کرم ہمچناں دست ہست
تجھے تو کرم کرنے پر اسی طرح قدرت ہے

حکایت
قصہ

شنیدم کہ شاپور دم درکشید
میں نے سنا ہے شاپور[3] خاموش ہو گیا
چو خسرو بر اسمش قلم درکشید
جب خسرو نے اس کے نام پر قلم کھینچ دیا[4]

چو شد حالش از بینوائی تباہ
جب مفلسی کی وجہ سے اس کا حال تباہ ہوا
بنشت ایں حکایت بنزدیک شاہ
تو یہ حکایت شاہ کو لکھ بھیجی۔

کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل
کہ اے ملک میں انصاف رکھنے والے بادشاہ
اگر من نماندم تو باقی بفضل
اگر میں کسی قابل نہ رہا تو تو بزرگی کے ساتھ سلامت ہے

چو بذل تو کردم جوانئ خویش
میں نے اپنی جوانی تیرے کام پر خرچ کی
بہنگام پیری مرانم ز پیش
تو بڑھاپے میں مجھے اپنی پیشی سے نہ ہٹا

[1] سالیانہ وہ تنخواہ جو سال بسال دی جاتی ہے۔
[2] یعنی بڑھاپے کی وجہ سے خدمت کرنے سے معذور ہوگیا ہے۔
-۱۰-
[3] شاپور خسرو کا وزیر تھا جس نے شیریں کو اس سے ملا دیا تھا۔
[4] یعنی وزارت سے برطرف کر دیا

غریبے کہ پُر فتنہ باشد سرش
وہ غیر ملکی جس کا دماغ فتنہ سے پُر ہو

تو گر خشم بروے نرانی رواست
اگر تو اسکس پر غصہ نہ کرے تو مناسب ہے

وگر پارسی باشدش زاد بوم
اور اگر اس کی وطنیت پارسی ہو

ہم آنجا امانش مدہ تا بچاشت
تھوڑی دیر کے لیے بھی اس کو وہاں پناہ نہ لینے دے

کہ گویند برگشتہ باد آں زمیں
اس لیے کہ وہ لوگ یہی کہیں گے کہ خدا کرے وہ

عمل گر دہی مرد منعم شناس
اگر کوئی کام سپرد کرے تو مالدار کو تلاش کر

چو مفلس فرو برد گردن بدوش
جب مفلس متفکر ہو

چو مشرف دو دست از امانت بداشت
جب دیوان امانت سے دستبردار ہو جائے

ورا و نیز در ساخت با خاطرش
اور اگر وہ بھی اس کی طبیعت سے ساز باز کرے

خدا ترس باید امانت گزار
امانت دار خدا سے ڈرنے والا مقرر کرنا چاہیے

بیفشاں و بشمار و عاقل نشیں
چھان بین کرلے اور شمار کر اور سمجھ دار بن کر بیٹھ

دو ہم جنس دیرینہ را ہم قلم
دو پرانے ہم قوم اور ہم پیشہ کو

چہ دانی کہ ہمدست گردند و یار
تجھے کیا معلوم کہ وہ شریک اور دوست ہو جائیں

چو دزداں ز ہم باک دارند و بیم
جب چور آپس میں خوف اور ڈر رکھیں

یکے را کہ معزول کردی ز جاہ
جس کو تو نے کسی مرتبہ سے معزول کر دیا ہے

بر آوردن کام امیدوار
کسی امیدوار کا کام بنا دینا

میازار و بیروں کن از کشورش
اس کو نہ ستا اور اس کو ملک سے بدر کر دے

کہ خود خوئے بد دشمنش در قفاست
اس لیے کہ اس کی بد عادت خود اس کا دشمن اس کے پیچھے لگا ہے

بصنعاش مفرست و سقلاب و روم
تو صنعا اور سقلاب و روم میں اس کو نہ بھیج

نشاید بلا بر دگر کس گماشت
دوسروں پر مصیبت ڈالنا مناسب نہیں ہے

کز و مردم آیند بیروں چنیں
سرزمین برباد ہو جہاں سے ایسے لوگ نکل کر آتے ہیں

کہ مفلس ندارد ز سلطاں ہراس
اس لیے کہ مفلس کو بادشاہ کا کوئی خوف نہیں ہوتا ہے

ازو بر نیاید دگر جز خروش
تو اس سے آہ و زاری کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا

بباید برو ناظرے بر گماشت
تو اس پر ایک ناظر مقرر کر دینا چاہیے

ز مشرف عمل بر کن و ناظرش
تو دیوان اور ناظر دونوں سے کام سے ہٹا دے

امیں کز تو ترسد امینش مدار
جو صرف تجھ سے ڈرے اس کو امین نہ بنا

کہ از صد یکے را نہ بینی امیں
اس لیے کہ سو میں سے ایک بھی تجھے امانت دار نظر نہ آئیگا

نباید فرستاد یک جا بہم
ایک جگہ اکٹھا کام کے لیے نہ بھیجنا چاہیے

یکے دزد باشد یکے پردہ دار
ایک چور ہو جائے اور دوسرا چھپانے والا

رود در میان کاروانے سلیم
تو درمیان سے قافلہ بچ نکلتا ہے

چو چندے بر آید بہ بخشش گناہ
جب کچھ دن گذر جائیں تو اسکو معاف کر دے

بہ از قید بندی شکستن ہزار
ہزار آدمیوں کو قید سے رہا کر دینے سے بہتر ہے

[1] صنعا یمن کا دارالخلافہ ہے سقلاب ترکستان کا ایک شہر ہے۔

[2] یعنی خزانے کی تحویل کا حساب جانچتے رہنا چاہیے،

[3] یعنی ڈاکوؤں کی آپس کی بے اطمینانی قافلہ کی نجات کا سبب ہوتی ہے۔

نویسندہ را کن ستونِ عمل
اچھے محاسب کو کام کا مدار بنا

بفرماں براں بر شہِ داد گر
فرماں برداروں پر عادل بادشاہ کو

گہش می زند تا شود دردناک
کبھی اس کو مارتا ہے تا کہ وہ رو پڑے

چو نرمی کنی خصم گردد دلیر
جب تو نرمی ہی برتے دشمن دلیر ہو جائے گا

درشتی و نرمی بہم در بہ ست
سختی اور نرمی ملی جلی بہتر ہے

جواں مرد و خوش خلق و بخشندہ باش
بہادر اور خوش خلق اور سخی بنا رہ

چو یاد آیدت عہدِ شاہانِ پیش
جب تجھے پہلے بادشاہوں کا زمانہ یاد آئے

نیامد کس اندر جہاں کو بماند
دنیا میں کوئی ایسا نہیں آیا جو ہمیشہ رہا ہو

نمُرد آنکہ ماند پس از وے بجائے
وہ شخص نہیں مرا جس کے بعد اس کے قائم مقام

ہر آنکو نماند از پسش یادگار
جس کے بعد اس کی یادگار نہ رہی

وگر رفت و آثار و خیرش نماند
اور اگر مر گیا اور اسکی کوئی قربانی و خیر نہ رہی

چو خواہی کہ نامت بود در جہاں
اگر تو یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں تیرا نام روشن ہو

ہمیں کام و ناز و طرب داشتند
وہ بھی مقصد اور ناز اور مستی رکھتے تھے

یکے نامِ نیکو ببرد از جہاں
ایک دنیا سے نیک نامی کمائے گیا

بسمعِ رضا مشنو ایذائے کس
بجز خوشنودی کے کان سے کسی کی برائی نہ سن

گنہگار را عذرِ نسیاں بنہ
خطا کار کی بھول کا عذر قبول کر!

نیفتد نبُرّد طنابِ اَمل
نہ وہ غلطی کرے گا نہ امید کی رسی کاٹے گا

پدر وار خشم آورد بر پسر
اس طرح کا غصہ کرنا چاہیے جیسا کہ باپ کو بیٹے پر

گہے می کند آبش از دیدہ پاک
کبھی اس کے آنسو پوچھتا ہے

وگر خشم گیری شوند از تو سیر
اور اگر غصہ ہی کرے گا سب ناامید ہو جائیں گے

چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ ست
جراح کی طرح کہ زخم لگانے والا اور مرہم رکھنے والا ہے

چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش
جب خدا تجھے دے تو مخلوق پر نچھاور کر!

ہمیں نقش برخواں پس از عہدِ خویش
اپنے زمانہ کے بعد کے ایسے ہی نقوش پڑھ

مگر آں کزو نامِ نیکو بماند
ہاں وہ جس کا نیک نام باقی رہا ہو

پل و خانی و خواں و مہماں سرائے
پل اور تالاب اور لنگر خانہ اور مسافر خانہ ہو

درختِ وجودش نیاورد بار
اس کے وجود کا درخت کوئی پھل نہ لایا

نشاید پس مرگش الحمد خواند
اس کے مرنے کے بعد اس پر فاتحہ نہ پڑھنی چاہیے

مکن نامِ نیکِ بزرگاں نہاں
تو بزرگوں کے نیک نام کو نہ مٹا

باآخر برفتند و بگذاشتند
بالآخر چلے گئے اور سب چھوڑ گئے

یکے رسمِ بد ماند ازو جاوداں
ایک ہمیشہ کے لئے رسم بد چھوڑ گیا

وگر گفتہ آید بغورش برس
اور اگر تجھ سے کہی جائے تو پھر اس کی گہرائی تک پہنچ

چو زنہار خواہند زنہار دہ
اگر وہ معافی چاہے تو معاف کر دے

۱؎ رعایا اور متعلقین سے بادشاہ کو سختی اور نرمی سے ملا جلا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ جراح چیرا بھی لگاتا ہے اور مرہم پٹی بھی کرتا ہے۔
۲؎ اگلے بادشاہوں کے تذکرے پڑھکر اپنے بارے میں رائے قائم کر
۱۰
بروں کا برا ذکر اور بھلوں کا ذکر خیر ہوتا ہے۔
۳؎ کسی کی برائی نہ سن اگر سننی ہی پڑے تو اس کی گہرائی میں جا کہ آخر کیوں برا کہا جا رہا ہے۔

گر آید گنہگارے اندر پناہ
اگر کوئی قصوروار پناہ میں آئے

نہ شرطست کشتن باوّل گناہ
تو پہلی خطا پر مار ڈالنا ضروری نہیں ہے

چو بارے بگفتند و نشنید پند
جب ایک بار نصیحت کر چکیں اور وہ نہ سنے

دگر گوشمالش بزندان و بند
پھر اس کی گوشمالی قید خانہ اور بیڑی سے ہونی چاہیے

وگر بند و پندش نیاید بکار
اور اگر نصیحت اور بیڑی بھی کارآمد نہ ہو

درختِ خبیث ست بیخش بر آر
تو وہ درخت ہی خبیث ہے اس کی جڑ اکھاڑ دے

چو خشم آیدت بر گناہِ کسے
اگر تجھے کسی کے قصور پر غصہ آئے

تأمل کنش در عقوبت بسے
تو اس کی سزا میں بہت غور کر!

کہ سہلست لعلِ بدخشاں شکست
اس لیے کہ بدخشانی لعل کو توڑ دینا آسان ہے

شکستہ نشاید دگر بارہ بست
لیکن ٹوٹا ہوا دوبارہ نہیں جوڑا جا سکتا

حکایت در تدبیرِ پادشاہان و تاخیر کردن در سیاست

حکایت بادشاہوں کی تدبیر اور سزا کی تاخیر کرنے کے بیان میں

ز دریائے عمّاں[۱] بر آمد کسے
ایک شخص دریائے عمّان سے آیا

سفر کردہ ہامون و دریا بسے
جو جنگل اور دریا کا بہت سفر کیے ہوئے تھا

عرب دیدہ و ترک و تاجیک و روم
جس نے عرب اور ترک اور تاجیک اور روم کو دیکھا تھا

زہر جنس در نفسِ پاکش علوم
اس کے پاک نفس میں ہر جنس کے علوم تھے

جہاں گشتہ و دانش اندوختہ
جو دنیا گھومے ہوئے اور سمجھ کو جمع کیے ہوئے تھا

سفر کردہ و صحبت آموختہ
بہت سفر کیے ہوئے اور صحبتیں اٹھائے ہوئے تھا

ہیکل قوی چوں تناور درخت
صورت میں تناور درخت کی طرح قوی تھا۔

ولیکن فرو ماندہ بے برگ سخت
لیکن بے سامانی کی وجہ سے سخت عاجز تھا

دو صد رقعہ بالائے ہم دوختہ
دو سو پیوند ایک دوسرے پر سیے ہوئے

ز حرّاق وا و درمیاں سوختہ
سوزش کی وجہ سے اور وہ درمیان میں جھلسا ہوا

بشہرے در آمد ز دریا کنار
وہ دریا کے کنارے سے شہر میں آیا

بزرگے دراں ناحیت شہریار
ان اطراف میں ایک بڑا بادشاہ تھا

کہ طبعے نکو نامی اندیش داشت
جو نیک نامی سوچنے والی طبیعت رکھتا تھا

سرِ عجز بر پائے درویش داشت
عاجزی کا سر فقیروں کے پاؤں پر رکھتا تھا

بشستند خدمت گزارانِ شاہ
بادشاہ کے خدمتگاروں نے دھویا

سر و تن بحمّامش از گردِ راہ
اس کا سر اور جسم حمام میں راستہ کی گرد سے

چو بر آستانِ ملک سر نہاد
جب اس نے بادشاہ کی چوکھٹ پر سر رکھا

نیایش کناں دست بر بر نہاد[۲]
تعریف کرتے ہوئے سینہ پر ہاتھ رکھا

[۱] عُمّان مشہور دریا ہے جس میں بکثرت موتی پیدا ہوتے ہیں یا دریائے شور کے کنارے ایک قصبہ ہے

[۲] بڑے لوگوں کے سامنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بات کی جاتی تھی

نرفتم دریں مملکت منزلے
میں اس سلطنت میں کسی ایسی جگہ نہیں پہنچا
کز آسیب آزردہ دیدم کسے
جہاں تکلیف سے کسی دل کو رنجیدہ دیکھا ہو

نہ دیدم کسے سرگراں از شراب
میں نے کسی کو شراب سے مست نہ دیکھا
مگر ہم خرابات دیدم خراب
ہاں شراب خانے ویران دیکھے۔

ملک را ہمیں ملک پیرایہ بس
بادشاہ کے لیے ملک کی یہی آراستگی کافی ہے
کہ راضی نگردد بآزارِ کس
کہ کسی کی تکلیف سے خوش نہ ہو

سخن گفت و دامان گوہر فشاند
اس نے گفتگو کی اور موتیوں بھرا دامن بکھیرا
بنطقے کہ شہ آستیں بر فشاند
ایسی گویائی سے کہ بادشاہ جھوم گیا

پسند آمدش حسن گفتار مرد
اس کو اس شخص کی گفتگو کا حسن پسند آیا
بنزدِ خودش خواند و اکرام کرد
اسکو اپنے قریب بلایا اور عزت بخشی

زرش داد و گوہر بشکر قدوم
اس کی تشریف آوری کے شکریہ میں اس کو سونا اور موتی دیے
بپرسیدش از گوہر و زاد بوم
اس سے اس کی اصل اور وطن پوچھا

بگفت آنچہ پرسیدش از سرگذشت
اس نے اپنی وہ سرگذشت سنائی جو اس نے دریافت کی
بقربت ز دیگر کساں درگذشت
وہ بادشاہ سے قرب میں دوسروں سے بڑھ گیا

ملک با دل خویشتن رائے زد
بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا
کہ دستورِ ملک ایں چنینے سزد
کہ ملک کی وزارت کا اس جیسا مناسب ہے

ولیکن بتدریج تا انجمن
لیکن رفتہ رفتہ تاکہ مجلس والے
بسستی نخندند برائے من
میری رائے کی کمزوری پر نہ ہنسیں

بعقلش بباید نخست آزمود
ابتداءً اس کو عقل میں آزمانا چاہیے
بقدرِ ہنر پایگاہش فزود
اس کے ہنر کے مطابق اس کا مرتبہ بڑھانا چاہیے

برد بر دل از جورِ غم بارہا
دل پر غم کے ظلم کے بوجھ اٹھاتا ہے
کہ ناآزمودہ کند کارہا
جو شخص بدوں آزمائے کام کرتا ہے

چو قاضی بفکرت نویسد سجل
جب قاضی غور سے دستاویز لکھتا ہے
نگردد ز دستار بنداں خجل
تو اس کو علماء سے شرمندگی اٹھانی نہیں پڑتی

نظر کن چو سوفار داری بشست
اس وقت تک سوچ لے جب تک تیر چٹکی میں ہے
نہ آنگہ کہ پرتاب کردی ز دست
نہ اس وقت جب کہ تیر ہاتھ سے چھوڑ دے

چو یوسف کسے در صلاح و تمیز
یوسف علیہ السلام کی طرح آدمی کو نیکی اور تمیز میں
بسے سال باید کہ گردد عزیز
بہت سے سال گذارنے ہونگے تاکہ وہ عزیز مصر بنے

بایام تا بر نیاید بسے
جب تک بہت سا زمانہ نہ گذر جائے
نشاید رسیدن بغورِ کسے
کسی کی گہرائی کو نہیں پہنچا جاسکتا

زہر نوع اخلاق او کشف کرد
اس کے ہر قسم کے اخلاق کی تحقیق کی
خردمند پاکیزہ دیں بود مرد
وہ عقلمند، پاکیزہ دین انسان تھا

۱ے یعنی فوری طور پر وزارت دینا میری عقل کی کمزوری پر محمول کریں گے۔

۲ے فیصلہ کی دستاویز غور سے لکھے گا تو غلطی کا امکان نہ ہوگا۔

نکوسیرتش دید و روشن قیاس
اس کو نیک عادت روشن سمجھ والا
برای از بزرگاں بہش دید و بیش
اس کو رائے میں بڑوں سے بھی بہتر اور زیادہ دیکھا
چناں حکمت و معرفت کار بست
وہ ایسی دانائی اور جان کاری کام میں لایا
در آورد ملکے بزیر قلم
ملک کو اس طرح قابو میں لے آیا
زبان ہمہ حرف گیراں ببست
سب نکتہ چینوں کی زبان بند کردی
حسود دیکہ یک جو خیانت ندید
وہ حاسد جس نے اس کی ایک جو خیانت نہ دیکھی
ز روشن دلش ملک پرتو گرفت
اس کے روشن دل سے سلطنت نے روشنی حاصل کی
ندید آں خردمند را رخنۂ
اس نے اس عقلمند میں کوئی خرابی نہ دیکھی
امین و بد اندیش طشتند و مور
امانت دار اور مخالف کی مثال طشت اور چیونٹی کی سی ہے
ملک را دو خورشید طلعت غلام
بادشاہ کے دو نوکر جن کا چہرہ سورج کی طرح تھا
دو پاکیزہ پیکر چو حور و پری
دونوں پاکیزہ صورت حور اور پری کی طرح
دو صورت کہ گفتی یکے نیست بیش
دونوں کی ایسی صورتیں تھیں کہ تو کہے ایک دوسرے سے بڑھا ہوا نہیں ہے
سخنہائے دانائے شیریں سخن
شیریں کلام دانشمند کی باتوں نے
چو دیدند کاوصاف خلقش نکوست
جب انھوں نے دیکھا کہ اس کی اخلاقی خوبیاں اچھی ہیں
درو ہم اثر کرد میل بشر
انسانی خواہش نے اس میں بھی اثر کیا
از آسائش آنگہ خبر داشتے
اس کو آرام کا اس وقت پتہ چلتا

سخن سنج و مقدار مردم شناس
بات کو تولنے والا اور انسانوں کا مرتبہ پہچاننے والا دیکھا
نشاندش زبردست دستور خویش
اس کو اپنے وزیر سے بلند درجہ پر بٹھایا
کہ در امر و نہیش درونے نخست
کہ احکام میں کسی کا دل نہ توڑا
کز و بر وجودے نیامد الم
کہ اس سے کسی کو رنج نہ پہنچا
کہ حرفے بدش بر نیامد ز دست
اس لیے کہ اس کے قلم سے کسی کے لیے ایک حرف برا نہ نکلا
بکارش نیامد چو گندم طپید
اس کے لیے گیہوں کی طرح تڑپنا مفید نہ ہوا
وزیر کہن را غم نو گرفت
پرانے وزیر کو نئے غم نے آ پکڑا
کہ در روے تواند زدن طعنۂ
جس میں وہ طعنہ زنی کر سکتا
نشاید در و رخنہ کردن بزور
جو اس میں طاقت سے سوراخ نہیں کر سکتی ہے
بسر بر کمر بستہ بودے مدام
ہمیشہ خدمت کے لیے سرہانے کمر بستہ رہتے تھے
چو خورشید و ماہ از سہ دیگر بری
جیسے چاند سورج تیسرے سے پاک
نمودہ در آئینہ ہمتائے خویش
آئینہ میں اپنا جیسا دکھاتے تھے
گرفت اندراں ہر دو شمشاد بن
ان دونوں شمشاد قد کے اندر اثر کیا
بطبعش ہوا خواہ گشتند و دوست
تو طبعاً اس کے خیر خواہ اور دوست ہوگئے
نہ میلے چو کوتاہ بیناں بشر
لیکن ایسی خواہش نہیں جو ناعاقبت اندیشوں کو شر کے ساتھ ہوتی ہے
کہ در روے ایشاں نظر داشتے
جب ان کا چہرہ دیکھ لیتا

۱ دستور وزیر کو بھی کہتے ہیں اور کتاب کو بھی جس میں قواعد لکھے جائیں یعنی اس کو وزیر اعظم بنا دیا۔

۲ یعنی جیسے چاند سورج جیسا اور تیسرا کوئی نہیں ہے اسی طرح ان دونوں جیسا کوئی میسر نہ تھا



۳ دونوں اس قدر حسین تھے کہ ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں دی جا سکتی تھی اور ہر ایک کی نظیر صرف اس کے آئینہ کی تصویر تھی کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔

۴ یعنی ان دونوں کو وزیر سے تعلق ہو گیا

چو خواہی کہ قدرت بماند بلند
اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا مرتبہ بلند رہے

وگر خود نباشد غرض درمیاں
اگرچہ کوئی غرض درمیان میں نہ آئے۔

وزیر اندریں شمۂ راہ برد
وزیر کو اس معاملہ میں کچھ موقع ملا

کہ ایں را ندانم چہ خوانند و کیست
کہ میں اس کو نہیں جانتا کہ لوگ کیا کہکر پکارتے ہیں اور وہ کون ہے

شنیدم کہ با بندگانش سرست
میں نے سنا ہے کہ اس کا خادموں کی طرف رجحان ہے

سفر کردگاں لا اُبالی زیند
پردیسی بے پرواہ زندگی بسر کرتے ہیں

نشاید چنیں خیرہ روئے تباہ
ایسا بے حیا بے غیرت مناسب نہیں ہے

مگر نعمت شہ فرامش کنم
میں یقیناً شاہی نعمت کو فراموش کروں گا

بہ پندار نتواں سخن گفت زود
محض خیال سے بات جلد نہیں کہی جاتی

ز فرمانبرانم کسے گوش داشت
میرے نوکروں میں سے ایک نے دیکھا

من ایں گفتم اکنوں ملک راست رای
میں نے یہ عرض کر دیا اب رائے بادشاہ کی ہے

بنا خوب تر صورتے شرح داد
بہت برائی کے ساتھ واقعہ کی تفصیل کی

بد اندیش بر خوردہ چوں دست یافت
دشمن نے جب برائی پر قابو پا لیا

بخردہ تواں آتش افروختن
چنگاری سے آگ روشن کر سکتے ہیں

ملک را چناں گرم کرد ایں خبر
اس خبر نے بادشاہ کو ایسا گرم کر دیا

غضب دست در خونِ درویش داشت
غصہ نے فقیر کے خون میں ہاتھ رنگا

دل اے خواجہ در سادہ رویاں مبند
تو اے صاحب! تو دل امردوں سے نہ لگا

حذر کن کہ دارد بہیبت زیاں
پھر بھی بچ اس لیے کہ یہ دبدبہ کے نقصان کا سبب ہے

بخبث ایں حکایت بر شاہ برد
خباثت کی وجہ سے یہ معاملہ بادشاہ کے سامنے لے گیا

نخواہد بساماں دریں ملک زیست
وہ اس ملک میں عزت سے جینا نہیں چاہتا

خیانت پسند ست و شہوت پرست
خیانت کو پسند کرنے والا اور شہوت پرست ہے

کہ پروردۂ ملک و دولت نیند
کیونکہ وہ اس ملک اور حکومت کے پلے ہوئے نہیں ہیں

کہ بدنامی آرد در ایوانِ شاہ
جو شاہی محل میں بدنامی لائے۔

کہ بینم تباہی و خامش کنم
جبکہ تباہی دیکھوں اور خاموش رہوں

نگفتم ترا تا یقینم نہ بود
میں نے تجھ سے اس وقت تک ذکر نہ کیا جب تک یقین نہ آ گیا

کز ایناں دو یکتن در آغوش داشت
کہ ان دونوں میں سے ایک کو وہ بغل میں دبائے تھا

چناں کازمودم تو نیز آزمای
جیسا میں نے آزمایا ہے آپ بھی آزمائیں

کہ بدمرد را نیک روزے مباد
خدا کرے برے شخص کو نیک دن نہ نصیب ہو

درونِ بزرگاں بآتش بتافت
بڑوں کے دل کو آگ سے جلا یا

پس آنگہ درختِ کہن سوختن
پھر پرانے درخت کو جلا سکتے ہیں

کہ جوشش بر آمد چو منجل بسر
کہ اس کو ایسا جوش آیا جیسا کہ سر پر درانتی چلی ہو

ولیکن سکوں دست در پیش داشت
لیکن بردباری نے روک دیا

۱ یعنی میں اس وزیر کے نام اور حقیقت سے ناواقف ہوں کیونکہ پردیسی ہے۔
۲ یعنی وزیر نے ایسی برائی کی کہ وہ اس بددعا کا مستحق ہے۔
۳ یعنی ابتدائً فتنہ معمولی ہوتا ہے پھر بڑھتا ہے۔
۴ ہم نے اس مصرع میں منجل کا ترجمہ کیا ہے۔ بعض نسخوں میں مرجل ہے جس کے معنی ہانڈی کے ہیں یعنی اس کے دماغ میں ہانڈی کا سا جوش آگیا۔

که پرورده کشتن نه مردی بود
کہ پالے ہوئے کو مارنا بہادری نہیں ہے

میازار پروردهٔ خویشتن
اپنے پروردہ کو مت ستا!

بنعمت نبایست پروردنش
نعمت سے اس کو نہ پالنا چاہیے

از و تا هنرها یقینت نشد
اس[۲] کے ہنروں کا جب تک تجھے یقین نہ ہو گیا

کنوں تا یقینت نگردد گناه
اب جب تک خطا کا تجھے یقین نہ ہو جائے

مَلِک در دل ایں راز پوشیده داشت
بادشاہ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا

دلست اے خردمند زندانِ راز
اے[۳] عقلمند دل راز کا قید خانہ ہے

نظر کرد پوشیده در کارِ مرد
اس مرد کے کام کو پوشیدہ طور پر دیکھا

که ناگه نظر زی یکے بنده کرد
کہ اس نے اچانک ان دونوں میں سے ایک کی طرف دیکھا

دو کس را که باهم بود جان و هوش
ایسے[۴] دو شخص کہ ان کی جان اور ہوش ایک ہوں

تو دانی که صاحب نظر زیر زیر
تو جانتا ہے کہ چپکے چپکے دیکھنے والا

مَلِک را گمان بدی راست شد
بادشاہ کے لیے بدی کا گمان یقینی ہو گیا

هم از حسنِ تدبیر و رائے تمام
پھر بھی حسنِ تدبیر اور مکمل رائے سے

ترا من خردمند پنداشتم
میں نے تجھے عقلمند سمجھا

گماں بردمت زیرک و هوشمند
میں نے تجھے عقلمند اور باہوش گمان کیا

چنیں مرتفع پایه جائے تو نیست
ایسا بلند مرتبہ تیری جگہ نہیں ہے

ستم در پئے دادِ سردی بود
داد و دہش کے بعد ظلم کرنا غلطی ہے

چو تیر تو دارد به تیرش مزن
جب[۱] وہ تیرا تیر ترکش سنبھالے ہوئے ہے تو اس کو تیر نہ مار

چو خواهی به بیداد خوں خوردنش
جب تو ظلم سے اس کا خون پینا چاہتا ہے

در ایوانِ شاهی قرینت نشد
وہ شاہی محل میں تیرا مصاحب نہ بنا

بگفتارِ دشمن گزندش مخواه
دشمن کے کہنے سے اس کو نقصان نہ پہنچا

که قولِ حکیماں نیوشیده داشت
کیونکہ وہ داناؤں کی بات سنے ہوئے تھا

چو گفتی نیاید بزنجیر باز
جب تو کہہ چکا تو وہ زنجیر سے واپس نہیں آ سکتا

خلل دید در رای هشیار مرد
ہوشیار مرد کی رائے میں خلل دیکھا

پری چهره در زیرِ لب خنده کرد
وہ پری جیسے چہرہ والا مسکرا دیا

حکایت کنانند و ایشاں خموش
آپس میں بات کر لیتے ہیں اور چپ رہتے ہیں

نگردد چو مستسقی از دجله سیر
سیراب نہیں ہوتا جیسا کہ استسقا کی بیماری والا دجلہ سے

بسودا بر و خشمگیں خواست شد
جنون سے اس پر غضبناک ہونا چاہا

بآهستگی گفتش اے نیک نام
چپکے سے اس کو کہا کہ اے نیک نام!

بر اسرارِ ملکت امیں داشتم
سلطنت کے رازوں پر امین بنایا

ندانستمت خیره و ناپسند
تجھے بے حیا اور ناپسند نہ جانا

گناه از من آمد خطائے تو نیست
میری غلطی ہوئی تیری کچھ خطا نہیں ہے

۱؎ یعنی جب تو نے اس کو پناہ دی ہے یا وہ تیرا خدمتگار ہے تو اس کو نہ مار۔
۲؎ یعنی اس اجنبی کے ہنروں کا یقین کر کے اس کو وزیر بنایا ہے۔
۳؎ یہ حکیموں کا قول ہے۔
۴؎ جن دو شخصوں میں محبت ہوتی ہے ان کی نگاہیں گفتگو کر لیتی ہیں زبان خاموش رہتی ہے۔

که چوں بدگہر پرورم لاجرم
کہ جب میں کسی بداصل کی پرورش کروں تو یقیناً

برآورد سر مردِ بسیار داں
بہت کچھ جاننے والے مرد نے سر اٹھایا

مرا چوں بود دامن از جرم پاک
جب میرا دامن جرم سے پاک ہو

بخاطر برم ہرگز ایں ظن نرفت
میری طبیعت پر ہرگز یہ خیال نہ گذرا تھا

شہنشہ برآشفت کاینک وزیر
بادشاہ نے بگڑ کر کہا کہ اس وزیر نے

تبسّم کناں دست برلب گرفت
اس نے مسکراتے ہوئے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا

حسود یکہ بیند بجائے خودم
وہ حاسد جو اپنی جگہ مجھے دیکھ رہا ہو

من آں ساعت انگاشتم دشمنش
میں نے تو اس کو اسی وقت دشمن سمجھ لیا تھا

چو سلطاں فضیلت نہد بر ویم
جب بادشاہ مجھے اس پر فضیلت دے رہا ہے تو

مرا تا قیامت نگیرد بدوست
مجھے قیامت تک وہ آدمی دوست نہیں سمجھ سکتا

بر ہنیت بگویم حدیثے درست
اس پر میں تجھے ایک صحیح قصہ سناتا ہوں

خیانت روا دارد م در حرم
وہ میرے حرم میں خیانت کو روا رکھے گا

چنیں گفت با خسروِ کارداں
ہوشیار بادشاہ سے یہ کہا۔

نیاید ز خبث بداندیش باک
تو دشمن کی خباثت کی کوئی پرواہ نہیں ہے

ندانم کہ گفت ایں چہ بر من نرفت
نہ معلوم کس نے ایسی بات کہی ہے جو مجھ پر نہیں گذری

تعلّل میندیش و حجّت مگیر
اب بہانے نہ تراش اور حجت بازی نہ کر!

کزو ہر چہ گوید نیاید شگفت
کہ وہ تو جو کچھ کہے اس پر تعجب نہیں ہے

کجا بر زباں آورد جز بدم
اس کی زبان پر بدی کے علاوہ میرے متعلق اور کیا آسکتا ہے

کہ بنشاند شہ زیرِ دستِ منش
جب بادشاہ نے اس کو میرے ماتحت بٹھا دیا تھا

نداند کہ دشمن بود در پیم
بادشاہ یہ نہیں سمجھتا ہے کہ وہ میرے درپے دشمن ہے

چو بیند کہ در عزّ من ذلّ اوست
جو یہ دیکھ رہا ہو کہ میری عزت میں اس کی ذلت ہے

اگر گوش با بندہ داری نخست
اگر ابتداءً آپ خادم کی بات سنیں

مثل
کہاوت

مر ابلیس را دید شخصے بخواب
ایک شخص نے خاص شیطان کو خواب میں دیکھا

نظر کرد و گفت اے نظیرِ قمر
اس نے اس کو دیکھا اور کہا کہ اے چاند جیسے

ترا ہمچنیں روئے پنداشتند
تجھے خوفناک چہرے والا سمجھا۔

بقامت صنوبر بروی آفتاب
جو قد میں صنوبر کی طرح تھا اور جس کا چہرہ آفتاب کی طرح تھا

ندارند خلق از جمالت خبر
لوگوں کو تیرے حسن کی خبر نہیں ہے

بگرمابہ در زشت بنگاشتند
حمام[۲] میں بری تصویر بنائی

[۱] یعنی ان دونوں غلاموں سے نہ مجھے کوئی عشق ہے اور نہ میں ان میں سے کسی کو بغل میں لیے ہوئے تھا۔

[۲] حماموں کی دیواروں پر بھیانک اور بد ہیئت تصویریں منقش کرنے کا دستور تھا۔

بخندید و گفت آں نہ شکل منست
وہ ہنسا اور اس نے کہا کہ وہ میری شکل نہیں ہے
برانداختم بیخ شاں از بہشت
میں نے اُن کی جڑ بہشت سے اکھاڑ پھینکی
مرا ہم چنیں نام نیک ست لیک
اسی طرح میرا بھی بھلا نام ہے لیکن
وزیرے کہ جاہ من آبش بریخت
وہ وزیر جس کی آبرو میرے مرتبہ نے بہادی ہو
ولیکن نیندیشم از خشم شاہ
لیکن مجھے بادشاہ کے غصہ کی فکر نہیں ہے
چو حرفم برآید درست از قلم
جب میرے قلم سے بات صحیح نکلتی ہے
نیاوردہ عامل غش اندر میاں
جس کارکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو
اگر محتسب گرد داں را غمست
اگر محتسب چکر لگائے تو اس کو فکر ہوگی
ملک در سخن گفتنش خیرہ ماند
بادشاہ اس کے بات کرنے سے حیران ہوگیا
کہ مجرم بزرق و زباں آوری
کہ مجرم مکاری اور زبان درازی سے
زخصمت ہمانا کہ نشنیدہ ام
میں[2] نے صرف تیرے مخالف سے نہیں سنا ہے
کزیں زمرۂ خلق در بارگاہ
کہ دربار میں اتنے لوگوں کے مجمع میں
بخندید مرد سخن گوی و گفت
بات کرنے والا مرد ہنسا اور کہا
دریں نکتہ ہست اگر بشنوی
اگر آپ سنیں تو اس میں ایک نکتہ ہے
نہ بیند کہ درویش بیدست گاہ
کیا بادشاہ کو نظر نہیں آتا کہ بے طاقت فقیر
مرا دستگاہ جوانی برفت
میری جوانی کی طاقت جاتی رہی

ولیکن قلم در کف دشمنست
لیکن قلم دشمن کے ہاتھ میں ہے
کنونم بکیں می نگارند زشت
تو اب مجھے کینہ کی وجہ سے برا سمجھتے ہیں
زعلت نگوید بداندیش نیک
دشمن حسد کی وجہ سے اچھا نہیں کہتا ہے
بفرسنگ باید ز مکرش گریخت
اس کے مکر سے ایک فرسخ بھاگنا چاہیے
دلاور بود در سخن بے گناہ
بے قصور انسان بات کہنے میں جری ہوتا ہے
مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم
مجھے سب نکتہ چینوں کا کیا غم ہے
نیندیشد از رفع دیوانیاں
تو وہ دفتر والوں کے دعوے سے نہیں ڈرتا
کہ سنگ ترازوئے بارش کمست
جس کی ترازو کے باٹ کم ہوں۔
سر دست فرماں دہی بر فشاند
حکمرانی کے ہاتھ پیٹنے لگا
ز جرمیکہ دارد نگردد بری
اس جرم سے نہیں بچ سکتا جو اس نے کیا ہو
نہ آخر بچشم خودت دیدہ ام
کیا میں نے اپنی آنکھ سے تجھے نہیں دیکھا ہے
نمی باشدت جز در ایناں نگاہ
تیری نگاہ ان کے علاوہ کسی پر نہیں پڑتی
حقست ایں سخن حق نشاید نہفت
یہ بات سچی ہے۔ سچائی نہ چھپانی چاہیے
کہ حکمت رواں باد و دولت قوی
خدا کرے آپ کا حکم جاری اور حکومت قوی ہے
بحسرت کند در توانگر نگاہ
مالدار کو حسرت سے دیکھتا ہے
بلہو و لعب زندگانی برفت
جوانی کھیل کود میں ختم ہوگئی

[1] حضرت آدم کو بہکا کر گیہوں کھلا دیا اور جنت سے نکلوا دیا
[2] یعنی میں نے صرف معزول وزیر کے کہنے سے یقین نہیں کیا بلکہ تیری حرکتوں کو خود دیکھا ہے۔

ز دیدار اینان ندارم شکیب
ان کے دیکھنے سے میں نہیں رک سکتا
کہ سرمایہ داران حسنند و زیب
اس لیے کہ وہ زینت اور حسن کے سرمایہ دار ہیں

مرا ہمچنیں چہرہ گلفام بود
میرا بھی ایسا ہی پھول جیسا چہرہ تھا
بلورینم از خوبی اندام بود
حسن میں میرا جسم بھی بلور کی طرح تھا

دریں غایتم رشت باید کفن
اب اس انتہا پر مجھے کفن بنا چاہیے
کہ مویم چو پنبہ ست و دوکم بدن
اس لیے کہ میرے بال گالا اور بدن تکلا ہو گیا ہے

مرا ہمچنیں جعد شبرنگ بود
میرے بھی رات کی طرح کالے گھونگریالے بال تھے
قبا در بر از نازکی تنگ بود
نزاکت کی وجہ سے قبا بدن پر تنگ تھی

دو رستہ دُرم در دہاں داشت جائے
میرے منہ میں دو طرفہ موتی قائم تھے
چو دیوارے از خشتِ سیمیں بپائے
جیسے کہ چاندی کی اینٹوں کی دیوار کھڑی ہو

کنونم نگہ کن بوقتِ سخن
اب مجھے بات کرتے وقت دیکھ
بیفتاد یکیک چو جسرِ کہن
پرانے پل کی طرح ایک ایک گر گیا

در اینان بحسرت چرا ننگرم
ان کو حسرت سے کیوں نہ دیکھوں
کہ عمرِ تلف کردہ یاد آورم
اس لیے کہ مجھے اپنی تلف کردہ عمر کی یاد آ رہی ہے

برفت از من آں روزہائے عزیز
وہ پیارے دن مجھ سے رخصت ہو گئے
بپایاں رسد ناگہ ایں روز نیز
اچانک یہ دن بھی ختم ہو جائے گا

۱۰

چو دانشور ایں دُرِ معنی بسُفت
عقلمند نے جب معنی کے ان موتیوں کو گوندھا
بگفت ایں کزاں بہ مجالست گفت
اس نے کہا کہ اس سے بہتر کہنا ناممکن ہے

در ارکانِ دولت نگہ کرد شاہ
بادشاہ نے حکومت کے ذمہ داروں کو دیکھا
کزیں خوبتر لفظ و معنی مخواہ
کہ اس سے بہتر لفظ و معنی نہ چاہو

کسے را نظر سوئے شاہد رواست
ایسے شخص کو معشوق کا دیکھنا جائز ہے
کہ داند بدیں شاہدی عذر خواست
جو اس خوبی سے عذر خواہی کرنا جانتا ہو

بعقل ار نہ آہستگی کردمے
سمجھ کی وجہ سے میں اگر آہستگی نہ برتتا
بگفتارِ خصمش بیازردمے
تو اس کے دشمن کے کہنے سے اس کو ستا دیتا

بہ تیزی سبک دست بردن بہ تیغ
تیزی میں جلدی سے تلوار کی طرف ہاتھ بڑھا دینا
بدنداں برد پشتِ دست دریغ
افسوس کے ہاتھ کی پشت کو دانتوں کی طرف لے جاتا ہے

ز صاحب غرض تا سخن نشنوی
صاحب غرض کی بات ہرگز نہ سن!
کہ گر کار بندی پشیماں شوی
اس لیے کہ اس پر کاربند ہوگا تو پشیمان ہوگا

نکو نام را جاہ و تشریف و مال
نیک نام کے مرتبہ اور اعزاز اور مال میں
بیفزود و بدگوی را گوشمال
اور بدگو کی گوشمالی میں اضافہ کیا

بتدبیر دستورِ دانشورش
اس کے عقلمند وزیر کی تدبیر سے
بہ نیکی بشد نام در کشورش
نیکی سے ملک میں اس کا نام پھیل گیا

۱۔ بڑھاپے میں بالوں کا گالا بن جانا اور بدن کا تکلے کی طرح ہو جانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اب کفن کی تیاری کرو۔

۲۔ یعنی اس ننھے وزیر نے اس خوبصورتی سے الزاموں کا جواب دیا کہ بادشاہ مطمئن ہو گیا۔

۳۔ مخواہ کا خطاب ارکان دولت کی طرف ہے اور یہ صورت فارسی میں جائز ہے۔

۴۔ بدوں سوچے سمجھے تلوار کا چلانا افسوس کا باعث ہوتا ہے۔

بعدل و کرم سالہا ملک راند
انصاف اور شرافت سے سالوں حکومت کی

چنیں پادشاہاں کہ دیں پرورند
جو بادشاہ دین پرور ہیں

ازاناں نہ بینم دریں عہد کس
اس زمانہ میں ان میں سے میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں

خدیو خردمند فرخ نہاد
عقلمند بادشاہ مبارک اصل

بہشتی درختی تو اے پادشاہ
اے بادشاہ تو جنتی درخت ہے۔

طمع بود در بخت نیک اخترم
اپنے نیک ستارے والے نصیبہ سے مجھے یہ توقع تھی

خرد گفت دولت نہ بخشد ہمای
عقل نے کہا ہما دولت نہیں بخشتا

خدایا برحمت نظر کردہ
اے خدا تو نے رحمت سے نظر کی ہے

دعا گوئے ایں دولتم بندہ وار
میں غلاموں کی طرح اس سلطنت کا دعا گو ہوں

صوابست پیش از کُشش بند کرد
قتل کرنے سے پہلے قید کرنا مناسب ہے

خداوند فرمان و رای و شکوہ
حکومت اور رائے اور دبدبہ والا

سرِ پُر غرور از تحمل تہی
غرور سے بھرا ہوا سر جو بردباری سے خالی ہو

نگویم چو جنگ آوری پائدار
میں یہ نہیں کہتا کہ لڑے تو جم جا

تحمل کند ہر کرا عقل ہست
برداشت وہی کرتا ہے جس میں عقل ہوتی ہے

چو لشکر بروں تاخت خشم از کمیں
غصہ جب گھاتی سے لشکر دوڑاتا ہے

نہ دیدم چنیں دیو زیرِ فلک
میں نے آسمان تلے ایسا بھوت نہیں دیکھا

برفت و نکونامی از وے بماند
مرگیا اور اس کی نیک نامی باقی رہی

بہ بازوئے دیں گوئے دولت برند
وہ دین کی طاقت سے حکومت کی بازی جیت لیتے ہیں

وگر ہست بو بکر سعد ست و بس
اور اگر کوئی ہے تو بس ابو بکر سعد ہے

کہ شاخ امیدش برومند باد
(خدا کرے) کہ اس کی امید کی شاخ بار آور ہو

کہ افگندہ سایہ یکسالہ راہ
کہ ایک سالہ راستے پر سایہ ڈالے ہوئے ہے

کہ بالِ ہما افگند بر سرم
کہ وہ ہما کا پر میرے سر پر ڈال دے گا

گر اقبال خواہی دریں سایہ آی
اگر اقبال چاہتا ہے تو اس سایہ میں آ

کہ ایں سایہ بر خلق گستردہ
کہ یہ سایہ مخلوق پر ڈالا ہے

خدایا تو ایں سایہ پایندہ دار
اے خدا تو اس سایہ کو قائم رکھ!

کہ نتواں سرِ کشتہ پیوند کرد
اس لیے کہ کٹے ہوئے سر کو جوڑا نہیں جا سکتا

ز غوغائے مردم نگردد ستوہ
لوگوں کے شور و غل سے عاجز نہیں ہوتا

حرامش بود تاجِ شاہنشہی
اس پر شہنشاہی کا تاج حرام ہے

چو خشم آیدت عقل بر جای دار
ہاں اگر غصہ آجائے تو عقل کو ٹھکانے رکھ

نہ عقلے کہ خشمش کند زیر دست
نہ ایسی عقل جس کو غصہ دبائے

نہ انصاف ماند نہ تقویٰ نہ دیں
پھر نہ انصاف رہتا ہے اور نہ تقویٰ اور نہ دیں

کزو می گریزند چندیں ملک
جس سے اتنے فرشتے بھاگ گئے ہوں۔

۱؎ یعنی جو بادشاہت میں دینداری کی وجہ سے بازی لے گئے ہیں۔

۲؎ جنت میں درخت طوبیٰ ہے جس کا سایہ ایک میں کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے۔

۳؎ یعنی لڑائی میں جانا اس قدر دشوار نہیں ہے جس قدر غصہ پر قابو پانا۔

۴؎ انسان جب غصہ کرتا ہے تو رحمت کے فرشتے دور بھاگ جاتے ہیں۔

گفتار

نہ بر حکمِ شرع آب خوردن خطاست
حکمِ شرع کے خلاف پانی پینا گناہ ہے

اگر شرع فتوی دہد بر ہلاک
اگر شرع ہلاکت کا فتویٰ دے دے

وگر دانی اندر تبارش کساں
اگر تجھے اس کے خاندان میں اور آدمی معلوم ہوں

گنہ بود مردِ ستمگارہ را
ظالم کا قصور تھا

تنت زور مندست ولشکر گراں
تیرا جسم قوی ہے اور لشکر بھی بھاری ہے

کہ وے بر حصارے گریزد بلند
اس لیے کہ وہ بلند حصار پر چڑھ جائے گا

نظر کن در احوالِ زندانیاں
قیدیوں کے احوال کی چھان بین کر لو

چو بازارگاں در دیارت بمرد
اگر تمہارے ملک میں کوئی تاجر مرجائے

کزاں پس کہ بر وے بگریند زار
اس لیے کہ اس کے بعد جب روئیں گے

کہ مسکیں در اقلیمِ غربت بمرد
کہ بے چارا پردیس میں مرگیا

بیندیش ازاں طفلکِ بے پدر
اس بے باپ کے بچہ کے بارے میں غور کرنے

بسا نامِ نیکوئے پنجاہ سال
بسا اوقات پچاس سال کا نیک کام

پسندیدہ کارانِ جاوید نام
ہمیشہ نام باقی رکھنے والے عمدہ کام کرنے والے

بر آفاق گر سر بسر بادشاست
اگرچہ اطراف عالم پر بادشاہ ہے

بمرد از تہیدستی آزاد مرد
آزاد مرد مفلسی سے مر گیا

وگر خوں بفتویٰ بریزی رواست
اگر فتویٰ لیکر خون بہائے تو درست ہے

الا تا نداری ز کشتنش باک
اس کے مار ڈالنے سے ہرگز نہ جھجکنا

برایشاں ببخشائی و راحت رساں
تو ان پر بخشش کر اور راحت پہنچا!

چہ تاواں زن و طفلِ بیچارہ را
بیچاری عورت اور بیچارے بچے پر کیا تاوان

ولیکن در اقلیمِ دشمن مراں
لیکن اس کو دشمن کی سرزمین میں نہ لے جا

رسد کشورے بے گنہ را گزند
بے قصور ملک کو نقصان پہنچے گا

کہ ممکن بود بے گنہ درمیاں
ممکن ہے ان میں کوئی بے قصور ہو

بمالش خساست بود دست برد
تو اس کے مال میں دست درازی کمینہ پن ہے

بہم باز گویند خویش و تبار
تو اپنے اور خاندان والے آپس میں کہیں گے

متاعے کزو ماند ظالم ببرد
جو کچھ اس کا رہا اس کو ظالم لے گیا

وزآہِ دلِ دردمندش حذر
اور اس کے دردمند دل کی آہ سے بچ!

کہ یک نامِ زشتش کند پائمال
برائی کا ایک نام اس کو پامال کر دیتا ہے

تطاول نکردند بر مالِ عام
عام لوگوں کے مال پر دست درازی نہیں کرتے ہیں

چو مال از توانگر ستاند گداست
جب مالداروں کا مال چھینتا ہے تو فقیر ہے

ز پہلوئے مسکیں شکم پُر نہ کرد
لیکن کسی مسکین کے پہلو سے پیٹ نہیں بھرتا۔

۱؎ مثلاً روزے میں پانی پینے کی اجازت نہیں ہے اگر کوئی پیے گا گنہگار ہوگا اگر شرع کے حکم کے مطابق کسی کو قتل کرے گا تو ثواب ہوگا۔

۲؎ کسی شہر پر حملہ کرنے کا عموماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اصلی دشمن تو قلعہ بند ہو جاتا ہے اور بے قصور رعایا تباہ ہوتی ہے۔

۳؎ مالداروں سے مال چھیننے والا بادشاہ بھکاری ہے۔

حکایت

شنیدم کہ فرماں دہے دادگر
میں نے سُنا ہے کہ ایک منصف بادشاہ

قبا داشتے ہر دو رو آستر
کے پاس ایسی قبا تھی جس کے دونوں طرف استر تھا

یکے گفتش اے خسرو نیک روز
کسی نے اس سے کہا کہ اے نیک دل بادشاہ

قبائے ز دیبائے چینی بدوز
چینی دیبا کی ایک قبا سلوا دے

بگفت ایں قدر ستر و آسائش ست
اس نے کہا یہاں تک تو پردہ پوشی اور آرام ہے

وزیں بگذری زیب و آرائش ست
اور اس کے آگے زیب و زینت ہے

نہ از بہر آں می ستانم خراج
میں خراج اس لیے وصول نہیں کرتا ہوں

کہ زینت کنم برخود و تخت و تاج
کہ اپنے لیے تخت و تاج کی زینت کروں

چو ہمچوں زناں حلہ در تن کنم
جب عورتوں کی طرح جسم پر جوڑا سجاؤں

بمردی کجا دفع دشمن کنم
تو پھر بہادری سے دشمن کی مدافعت کب کر سکتا ہوں

مرا ہم ز صد گونہ آز و ہواست
مجھے بھی سو قسم کی آرزوئیں اور خواہشیں ہیں۔

ولیکن خزینہ نہ تنہا مراست
لیکن خزانہ تنہا میرا نہیں ہے

خزائن پر از بہر لشکر بود
خزانے لشکر کے لیے بھرے جاتے ہیں

نہ از بہر آئین و زیور بود
آراستگی اور زیور کے لیے نہیں ہوتے

سپاہی کہ خوشدل نباشد ز شاہ
وہ سپاہی جو بادشاہ سے خوش نہ ہو

ندارد حدود ولایت نگاہ
وہ مملکت کی سرحدوں کی حفاظت نہیں کرتا

چو دشمن خر روستائی برد
جب دشمن دیہاتی کا گدھا چھین لے

ملک باج و دہ یک چرا می خورد
تو بادشاہ خراج اور دسواں کیوں کھاتا ہے

مخالف خرش برد و سلطاں خراج
دشمن اس کا گدھا اور بادشاہ خراج لے گیا

چہ اقبال بینی دراں تخت و تاج
تو اس تخت و تاج میں تو کیا اقبال دیکھے گا

مروت نباشد بر افتادہ زور
کمزور پر زور کرنا شرافت نہیں ہے

برد مرغ دوں دانہ از پیش مور
کمینہ پرند چیونٹی کا دانہ چھینتا ہے

رعیت درختست گر پروری
رعایا ایک درخت ہے اگر تو اس کی پرورش کرے گا

بکام دل دوستاں برخوری
دوستوں کی خواہش کے مطابق پھل کھائے گا!

بہ بے رحمی از بیخ و بارش مکن
بے رحمی سے اس کی جڑ اور پھل نہ توڑ!

کہ ناداں کند حیف بر خویشتن
اس لیے کہ نادان خود اپنے اوپر افسوس کرتا ہے

کساں برخورند از جوانی و بخت
جوانی اور نصیبہ سے وہی لوگ پھل کھاتے ہیں

کہ بر زیر دستاں نگیرند سخت
جو ماتحتوں پر سختی نہیں کرتے —

اگر زیر دستے در آید ز پای
اگر کوئی کمزور گر پڑے

حذر کن ز نالیدنش بر خدای
تو خدا کے سامنے اس کی فریاد کرنے سے ڈر

؎1 یعنی ایسی قبا سلوا لے جس کا ابرا چینی دیبا کا ہو۔
؎2 یعنی میرا جی بھی عیش و عشرت کو چاہتا ہے مگر سرکاری خزانہ عوام کی ملکیت ہے۔
؎3 یعنی بادشاہ تو ٹیکس اسی لیے وصول کرتا ہے کہ اس کو لشکر پر خرچ کرے تاکہ سرحدیں دشمن سے محفوظ رہیں

چو شاید گرفتن بنرمی دیار
اگر[1] ملک نرمی سے حاصل کر سکتا ہے

به پیکار خوں از مسامے میار
تو لڑ کر ایک بال کی جڑ سے بھی خون نہ نکال

بمردی که ملک سراسر زمیں
جوانی کی قسم کہ پورے روئے زمین کی بادشاہت

نیرزد که خونے چکد بر زمیں
مناسب نہیں جب خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر ٹپکے

حکایت

شنیدم که جمشید[2] فرخ سرشت
میں نے سنا ہے کہ مبارک طبیعت جمشید نے

بسر چشمهٔ بر بسنگے نوشت
ایک چشمہ کے ایک پتھر پر کندہ کر دیا

بدیں چشمه چوں ما بسے دم زدند
اس چشمہ پر مجھ جیسے بہت سوں نے دم لیا

برفتند چوں چشم بر هم زدند
جو پلک جھپکتے میں چلے گئے

گرفتیم عالم بمردی و زور
ہم نے دنیا بہادری اور زور سے حاصل کی

ولیکن نبردیم با خود بگور
لیکن اپنے ساتھ قبر میں نہ لے جا سکے

چو بر دشمنے باشدت دسترس
جب کسی دشمن پر تجھے قابو حاصل ہو جائے

مرنجانش کو را همیں غصه بس
تو اس کو نہ ستا، اس کے لیے یہی غصہ کافی ہے

عدو زنده سرگشته پیرامنت
زندہ[3] پریشان دشمن تیرے چاروں طرف

به از خون او کشته در گردنت
تیری گردن پر اس کے خون سے بہتر ہے۔

حکایت

شنیدم که دارائے[4] فرخ تبار
میں نے سنا ہے کہ دارا مبارک خاندان والا

ز لشکر جدا ماند روز شکار
شکار کے روز لشکر سے جدا ہو گیا

دواں آمدش گله بانے به پیش
ایک چرواہا دوڑتا ہوا اس کے سامنے آیا

شهنشه بر آورد تغلق ز کیش
بادشاہ نے ترکش سے تیر نکال لیا

بصحرا در از دشمناں دار باک
جنگل میں دشمن کا خیال رکھنا

که در خانه باشد گل از خار پاک
اس لیے کہ گھر میں تو پھول کانٹے سے پاک ہوتا ہے

بر آورد چوپانِ بد دل خروش
خوف زدہ چرواہا چیخا

که دشمن نیم در هلاکم مکوش
کہ میں دشمن نہیں ہوں مجھے مارنے کی کوشش نہ کر

من آنم که اسپان شه پرورم
میں تو وہی ہوں جو بادشاہ کے گھوڑے پالتا ہوں

بخدمت دریں مرغزار آورم
خدمت گزاری کے لیے اس چراگاہ میں لاتا ہوں

ملک را دل رفته آمد بجای
بادشاہ کا دھڑکتا دل جگہ پر آیا

بخندید و گفت اے نکوهیده رای
ہنسا اور کہا کہ اے بے وقوف

ترا یاوری کرد فرخ سروش[5]
تیری غیبی فرشتے نے مدد کر دی

وگرنه زه آورده بودم بگوش[6]
ورنہ میں تو چلّہ کان کی برابر کھینچ چکا تھا

---

[1] اگر ملک بدون خوں ریزی کے فتح ہو سکے تو خوں ریزی کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

[2] جمشید مشہور بادشاہ ہے جس نے سینکڑوں سال بادشاہت کی اور پھر ضحاک کے ہاتھوں مارا گیا۔

[3] یعنی جب کسی دشمن پر قابو حاصل ہو جائے تو اس کا خون اپنی گردن پر نہ لینا چاہیے۔

۱۰

[4] ایران کا مشہور بادشاہ تھا جو سکندر کی جنگ میں خود اپنے لشکر کے ہاتھوں مارا گیا۔

[5] "سروش" حضرت جبرئیل یا ہر پیغام لانے والے فرشتے کو کہا جاتا ہے۔

[6] جب کمان زہ کر لی جاتی ہے تو بس تیر چل ہی پڑتا ہے۔

نگهبان مرعیٰ بخندید و گفت
چراگاہ کا نگہبان ہنسا اور اس نے کہا

نہ تدبیر محمود و رائے نکوست
یہ قابل تعریف تدبیر اور بہتر رائے نہیں ہے

چنانست در مہتری شرطِ زیست
سرداری میں جینے کی یہ شرط ہے

مرا بارہا در حضر دیدہٗ
تو نے مجھے بارہا دربار میں دیکھا ہے

کنونت بمہر آمدم پیش باز
اب کہ میں مہربانی سے تیرے سامنے آیا۔

توانم من اے نامور شہریار
اے نامور بادشاہ میں یہ کر سکتا ہوں

مرا گلہ بانی بعقلست و رای
میں عقل اور سمجھ سے چرواہا پن کرتا ہوں

دراں دار ملک از خلل غم بود
اس سلطنت میں نقصان کا غم ہے

نصیحت ز یاراں نشاید نہفت
یاروں سے نصیحت کو نہ چھپانا چاہیے

کہ دشمن نداند شہنشہ ز دوست
کہ بادشاہ دوست دشمن میں تمیز نہ کر سکے

کہ ہر کہترے را بدانی کہ کیست
کہ تو ہر ماتحت کو پہچانے کہ وہ کون ہے

ز خیل و چراگاہ پرسیدہٗ
گھوڑوں اور چراگاہ کے حالات دریافت کیے ہیں

نمی دانیم از بد اندیش باز
تو پھر تو مجھے دشمن سے ممتاز نہ کر سکا

کہ اسپے بروں آرم از صد ہزار
کہ ہزاروں میں سے ایک گھوڑے کو نکال لاؤں

تو ہم گلۂ خویش داری بپای
تو بھی اپنے ریوڑ کو قائم رکھ!

کہ تدبیر شاہ از شباں کم بود
جہاں بادشاہ کی تدبیر چرواہے سے بھی کم ہو

گفتار

تو کے بشنوی نالۂ دادخواہ
تو انصاف چاہنے والے کی فریاد کب سن سکتا ہے

چناں خسپ کاید فغانت بگوش
ایسا سو کہ فریاد کان میں آسکے تیرے

کہ نالد ز ظالم کہ در دورِ تست
کہ تیرے زمانے میں ظالم سے کون نالہ کرے

نہ سگ دامن کارواں نے درید
کتے نے قافلہ کا دامن چاک نہیں کیا

دلیر آمدی سعدیا در سخن
اے سعدی بات کہنے میں تو دلیر ہے

بگو انچہ دانی کہ حق گفتہ بہ
جو کچھ تو جانتا ہے کہہ ڈال اس لیے کہ سچی بات کا کہنا بہتر ہے

زباں بند و دفتر ز حکمت بشوی
زبان کو بند کر اور کتاب دانائی سے دھو ڈال

بکیواں برت کلۂ خوابگاہ
جب تیری خوابگاہ کا پردہ ساتویں آسمان پر ہو

اگر دادخواہے برآرد خروش
اگر کوئی انصاف چاہنے والا فریاد کرے

کہ ہر جور کو می کند جورِ تست
بلکہ وہ جو ظلم کر رہا ہے وہ تیرا ظلم ہے

کہ دہقان ناداں کہ سگ پرورید
بلکہ اس بیوقوف کاشتکار نے جس نے کتا پالا

چو تیغے بدستست فتحے بکن
جب تلوار تیرے ہاتھ میں ہے تو فتح کر!

نہ رشوت ستانی و نہ عشوہ دہ
تو نہ رشوت خور ہے نہ فریب دہ

طمع بگسل و ہرچہ خواہی بگوی
لالچ کو ختم کر دے اور پھر جو چاہے کہہ

۱ کیوان زحل ستارے کو کہتے ہیں اور وہ ساتویں آسمان پر ہے۔
۲ بادشاہ کی غفلت سے اگر کسی ظالم کو ظلم کرنے کا موقع ملے تو یہ ظلم دراصل بادشاہ ہی کی جانب سے ہے
۳ یعنی جو نصیحتیں بھی کر سکتا ہے کر ڈال
۴ اگر نصیحت نہیں کرنا چاہتا ہے تو پھر اپنی کتابوں سے حکمت کی باتیں دھو ڈال اور خاموش ہو ورنہ لالچ کو چھوڑ کر بے دریغ نصیحت کر۔

حکایت

خبر یافت گردن کشے در عراق
عراق میں ایک بادشاہ کو معلوم ہوا

که می گفت مسکینے از زیر طاق
کہ ایک مسکین محل کے نیچے کہہ رہا تھا

تو ہم بر درے ہستی امیدوار
تو بھی کسی دروازے کا امیدوار ہے

پس امید بر در نشیناں برار
لہٰذا دروازے پر پڑے ہوؤں کی امید پوری کر

دلِ دردمند برآور ز بند
دردمندوں کے دل کو فکر سے چھڑا

که ہرگز نباشد دلت دردمند
تاکہ تیرا دل کبھی دردمند نہ ہو

پریشانیٔ خاطرِ دادخواہ
انصاف چاہنے والے کی دل کی پریشانی

براندازد از مملکت پادشاہ
بادشاہ کو گدی سے اتار پھینکتی ہے

تو خفتہ خنک در حرم نیمروز
تو دوپہر میں آرام سے محل میں سویا ہوا ہے

غریب از بروں گو بگرما بسوز
تو پردیسی سے کہہ دے کہ باہر گرمی سے جل

ستانندۂ دادِ آں کس خداست
اس شخص کا خدا انصاف لیتا ہے

که نتواند از پادشہ داد خواست
جو بادشاہ سے انصاف نہ چاہ سکے

حکایت

یکے از بزرگان اہلِ تمیز
بزرگوں میں سے ایک اہلِ تمیز

حکایت کند ز ابنِ عبد العزیز
عمر ابن عبدالعزیز کا قصہ بیان کرتا ہے

که بودش نگینے بر انگشتری
کہ اس کی انگوٹھی پر ایک نگ تھا

فرو ماندہ در قیمتش جوہری
جوہری اس کی قیمت لگانے سے عاجز تھے

بشب گفتی آں جرمِ گیتی فروز
اس جہان کے روشن کرنے والے جسم کو تو رات میں کہے گا

دُرے بود در روشنائی چو روز
کہ وہ موتی چمک میں دن کی طرح تھا

قضارا درآمد یکے خشک سال
اتفاقاً ایک ایسا خشک سال آیا

کہ شد بدرِ سیمائے مردم ہلال
کہ لوگوں کا چودھویں رات کے چاند جیسا چہرہ ہلال بن گیا

چو در مردم آرام و قوّت ندید
جب اس نے انسانوں میں آرام اور قوت نہ دیکھی

خود آسودہ بودن مروّت ندید
تو اپنے آپ آرام کرنا شرافت نہ سمجھا

چو بیند کسے زہر در کامِ خلق
جب کوئی انسانوں کے منہ میں زہر دیکھ رہا ہو

کیش بگذرد آبِ نوشیں بحلق
تو بہترین پانی اس کے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے

بفرمود و بفروختندش بسیم
اس نے حکم دیدیا کہ اس کو چاندی کے عوض فروخت کر دیں

کہ رحم آمدش بر غریب و یتیم
کیونکہ اسکو مسافر اور یتیم پر رحم آیا

بیک ہفتہ نقدش بتاراج داد
اس کی نقدی ایک ہفتہ میں لٹا دی

بدرویش و مسکین و محتاج داد
درویش اور مسکین اور محتاج کو دی

ماعراق مشہور ملک کا نام ہے اس کے دو حصہ ہیں ایک عراق عرب جو دجلہ و بغداد کی جانب ہے اور دوسرا عراق عجم جو ایران میں ہے۔

ما حضرت عمر بن عبدالعزیز مشہور اموی خلیفہ ہیں جن کو خلفائے راشدین میں شمار کیا جاتا ہے۔

مٹا لوگوں کے چودھویں کے چاند جیسے چہرے کمزور اور زرد ہو کر پہلی تاریخ کے چاند کی طرح ہو گئے۔

بر بندند بر روے ملامت کناں
ملامت کرنے والوں نے اس کو طعنہ دیا

کہ دیگر بدستت نیاید چناں
کہ اب اس جیسا ہاتھ نہ لگے گا

شنیدم کہ می گفت و باران دمع
میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا اور آنسوؤں کی بارش

بعارض فرو میدویدش چو شمع
اس کے رخساروں پر شمع کی طرح بہہ رہی تھی

کہ زشتست پیرایہ بر شہر یار
بادشاہ کے لیے زینت بری ہے

دل شہری از ناتوانی فگار
جب کسی بھی شہری کا دل کمزوری سے زخمی ہو

مرا شاید انگشتری بے نگیں
میرے لیے بے نگ کی انگوٹھی مناسب ہے

نشاید دل خلقے اندوہ گیں
لیکن رعایا کا غمگین دل مناسب نہیں ہے

خنک آنکہ آسایش مرد و زن
وہ آدمی بہت خوب ہے جو مردوں اور

گزیند بر آسایش خویشتن
عورتوں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے

نکردند رغبت ہنر پروراں
ہنرمندوں نے رغبت نہیں کی

بشادی خویش از غم دیگراں
اپنی خوشی کی دوسروں کے غم سے

اگر خوش بخسپد ملک بر سریر
اگر بادشاہ تخت پر آرام سے سوئے

نہ پندارم آسودہ خسپد فقیر
مجھے یقین نہیں کہ فقیر آرام سے سو سکے

وگر زندہ دارد شب دیر باز
اور اگر دراز رات تک وہ جاگے

بخسپند مردم بآرام و ناز
تو لوگ آرام و راحت سے سوئیں گے

بحمد اللہ ایں سیرت و راہ راست
خدا کا شکر ہے کہ یہ عادت اور سیدھا راستہ

اتابک ابو بکر بن سعد راست
اتابک ابو بکر بن سعد کو حاصل ہے

کس از فتنہ در پارس دیگر نشاں
فارس میں کوئی بھی کسی اور فتنہ کا نشان

نہ بیند مگر قامت مہوشاں
نہیں دیکھتا سوائے چاند جیسے چہروں والوں کے قد کے

یکے پنج بیتم خوش آمد بگوش
ایک پانچ شعر مجھے سننے میں بھلے معلوم ہوئے

کہ در مجلسے میسرودند دوش
جو شب گزشتہ لوگ ایک مجلس میں پڑھ رہے تھے

قول

مرا راحت از زندگی دوش بود
مجھے کل شب زندگی کا لطف حاصل تھا

کہ آں ماہ رویم در آغوش بود
اس لیے کہ وہ چاند جیسے چہرے والا آغوش میں تھا

مر او را چو دیدم سر از خواب مست
میں نے اس کو جب نیند میں مست دیکھا

بدو گفتم اے سرو پیش تو پست
میں نے اس سے کہا کہ اے وہ کہ تیرے مقابلہ میں سرو بھی پست ہے

دمے نرگس از خواب نوشیں بشوی
تھوڑی دیر کے لیے نرگس جیسی آنکھ کو میٹھی نیند سے دھولے

چو گلبن بخند و چو بلبل بگوی
پھولوں کی شاخ کی طرح ہنس اور بلبل کی طرح چہک

چہ می خسپی اے فتنۂ روزگار
اے جہان کے فتنے کیا سوتا ہے تو

بیا و ز مئے لعل دوشیں بیار
آ اور کل کی سرخ شراب لا

۱؎ نگینہ فروخت کرکے خیرات کردینے پر ملامت کرنے والوں نے کہا اب ایسا ہاتھ نہ آئے گا۔
۲؎ جو دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے وہی آدمی بہتر ہے۔
۳؎ اگر بادشاہ رعایا کی خاطر رات کو جاگے گا رعایا آرام سے سوئے گی

نگہ کرد شوریدہ از خواب و گفت
نیند سے گھبرا کر اس نے دیکھا اور کہا:۔

مرا فتنہ خوانی و گوئی مخفت
مجھے فتنہ بھی کہہ رہا ہے اور کہتا ہے نہ سو۔

در ایامِ سلطانِ روشن نفس
روشن دل بادشاہ کے زمانے میں

نہ بیند دگر فتنہ بیدار کس
اب کوئی فتنہ کو بیدار نہیں دیکھے گا

حکایت

در اخبارِ شاہانِ پیشینہ ہست
پہلے بادشاہوں کی حکایتوں میں مذکور ہے

کہ چوں تکلہ بر تختِ زنگی نشست
کہ جب[1] زنگی کے تخت پر تکلہ جانشین ہوا

بدورانش از کس نیازرد کس
اس[2] کے زمانہ میں کوئی کسی سے ناخوش نہ ہوا

سبق بُرد گر خود ہمیں بود و بس
وہ بازی لے جاتا اگر اس میں صرف یہی ایک خصلت ہوتی

چنیں گفت یکرہ بصاحبدلے
ایک بار اس نے ایک صاحبدل سے کہا

کہ عمرم بسر رفت بیجا صلے
کہ میری بے نتیجہ عمر ضائع ہوئی

چو می بگذرد ملک و جاہ و سریر
جب حکومت اور ملک اور تخت ختم ہو جانے والی چیز ہے

نبُرد از جہاں دولت اِلّا فقیر
تو پھر دنیا سے فقیر کے علاوہ کوئی دولت نہیں لے گیا

بخواہم بکنجِ عبادت نشست
میں چاہتا ہوں کہ عبادت کے گوشے میں بیٹھوں

کہ دریابم ایں پنج روزے کہ ہست
شاید (عمر کے باقی) کچھ تھوڑے[4] دنوں کو حاصل کر لوں

چو بشنید دانائے روشن نفس
جب روشن دل عقلمند نے سنا

بہ تندی بر آشفت کائے تکلہ بس
تو غصہ سے بگڑ گیا کہ اے تکلہ بس

طریقت[5] بجز خدمتِ خلق نیست
مخلوق کی خدمت کے علاوہ طریقت اور کچھ نہیں ہے

بہ تسبیح و سجّادہ و دلق نیست
تسبیح اور مصلے اور گدڑی سے نہیں ہے

تو بر تختِ سلطانیِ خویش باش
تو اپنی بادشاہت کے تخت پر رہ!

باخلاقِ پاکیزہ درویش باش
اور پاکیزہ اخلاق کے ذریعہ درویش بنا رہ

بصدق و ارادت میاں بستہ دار
سچائی اور ارادت پر کمر بستہ رہ!

ز طامات و دعوی زباں بستہ دار
بیہودہ باتوں اور ڈینگوں سے زبان روکے رکھ

قدم باید اندر طریقت نہ دم
طریقت میں عمل درکار ہے، دعوے نہیں

کہ اصلے ندارد دمِ بے قدم
کیونکہ بے عمل دعوے کی کوئی اصل نہیں۔

بزرگاں کہ نقدِ صفا داشتند
وہ بزرگ جو صفائی کی دولت رکھتے ہیں

چنیں خرقہ زیرِ قبا داشتند
قبا[6] کے نیچے ایسی ہی گدڑی چھپائے رکھتے ہیں

حکایت

شنیدم کہ بگریست سلطانِ روم
میں نے سنا ہے کہ روم کا کوئی بادشاہ

برِ نیک مردے ز اہلِ علوم
عالموں میں سے ایک نیک مرد کے سامنے رو پڑا

۱۰

[1] یعنی ابوبکر ابن سعد زنگی
[2] اتابک خاندان سے کا شیراز کا دوسرا بادشاہ زنگی ہے جو ۵۷۱ھ میں مرا اس کے بعد اس کا بیٹا تکلہ تخت نشین ہوا۔
[3] یعنی اس کی یہی ایک خوبی اس کو دوسرے بادشاہوں پر فوقیت دے دیتی ہے۔
[4] لفظ پنج خاص عدد کے لیے بھی آتا ہے اور کسی چیز کی کمی کو بیان کرنے کے لیے بھی بولتے ہیں
[5] یعنی اصل طریقت خلق اللہ کی خدمت ہے۔
[6] یعنی شاہی لباس میں فقیری کرتے ہیں۔

که پایایم از دستِ دشمن نماند
دشمن کے ہاتھوں مجھ میں طاقت نہ رہی

بسے جہد کردم که فرزندِ من
میں نے بہت کوشش کی کہ میرا لڑکا

کنوں دشمنِ بدگہر دست یافت
اب جب بداصل دشمن کو قابو حاصل ہو گیا ہے

چه تدبیر سازم چه چاره کنم
کیا تدبیر کروں کیا علاج کروں

برآشفت دانا که ایں گریه چیست
عقلمند بگڑا کہ یہ رونا کیسا؟

ولایت چه باشد غمِ خویش خور
حکومت کا کیا غم کرتا ہے اپنا غم کر

ترا ایں قدر تا بمانی بس است
جب تک تو زندہ ہے تیرے لیے یہ بہت ہے

اگر ہوشمند ست اگر بیخرد
خواہ وہ عقلمند ہے یا بے وقوف

مشقّت نیرزد جہاں داشتن
سلطنت کرنا تکلیف اٹھانے کے قابل چیز نہیں ہے

تو تدبیرِ خود کن که آں پُر خرد
تو اپنی فکر میں لگ اس لیے کہ وہ عقلمند

بدیں پنج روزه اقامت مناز
اس پنج روزہ قیام پر ناز نہ کر

کرا دانی از خسروانِ عجم
عجم کے بادشاہوں میں سے تو کس کو جانتا ہے

که در تخت و مُلکش نیامد زوال
کہ ان کے تخت اور ملک میں زوال نہ آیا ہو

کرا جاوداں ماندن امید نیست
ہمیشہ زندہ رہنے کی کسی کو امید نہیں ہے

کرا سیم و زر ماند و گنج و مال
چاندی اور سونا اور خزانہ اور مال کس کا رہا ہے

وزاں کس که خیرے بماند رواں
جس شخص کی کوئی بھلائی جاری رہتی ہے

جز ایں قلعه و شہر با من نماند
اس قلعہ اور شہر کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ رہا

پس از من بود سرورِ انجمن
میرے بعد انجمن کا سردار رہے

سر دستِ مردی و جہدم بتافت
اس نے میری طاقت اور بہادری کا پنجہ موڑ دیا ہے

که از غم بفرسود جان و تنم
کہ غم سے میری جان اور جسم گھل گئے ہیں

بریں عقل و ہمت بباید گریست
اس عقل اور ہمت پر رونا چاہیے

که از عمر بہتر شد و بیش تر
کہ عمر کا بہتر اور بیشتر حصہ ختم ہو گیا ہے

چو رفتی جہاں جائے دیگر کس ست
جب تو گیا تو دنیا دوسرے کی جگہ ہے

غم او مخور کو غمِ خود خورد
تو اس کا غم نہ کر وہ آپ اپنی فکر کرے گا

گرفتن بشمشیر و بگذاشتن
تلوار کے زور سے حاصل کرنا اور چھوڑ کر چلے جانا

که بعد از تو باشد غمِ خود خورد
جو تیرے بعد آئے گا خود اپنا غم کرے گا

باندیشه تدبیرِ رفتن بساز
چلنے کی تدبیر کی فکر کر

که کردند بر زیر دستاں ستم
جنھوں نے ماتحتوں پر ظلم کیے تھے

نماند بجز مُلکِ ایزد تعال
حق تعالیٰ کی سلطنت کے علاوہ کسی کی نہیں رہتی

که گیتی ہمیں جائے جاوید نیست
کیونکہ یہ دنیا ہمیشگی کی جگہ نہیں ہے

پس از وے بچندیں شود پایمال
اس کے بعد چند دنوں میں پامال ہو جاتا ہے

دمادم رسد رحمتش بر رواں
اس کی روح پر رحمتیں پے در پے پہنچتی ہیں

۱؎ جب سلطنت کا خلاصہ یہ ہے کہ تلوار کے زور سے فتح کرے اور مرتے وقت چھوڑ کر چلا جائے تو پھر یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کی خاطر انسان تکلیف اٹھائے



۲؎ چند روزہ زندگی فخر کے قابل نہیں موت کی فکر کرنی چاہیے۔

بزرگے کزو نام نیکو بماند
وہ بڑا آدمی جس کا نیک نام باقی رہا
تواں گفت با اہلِ دل کو بماند
اہل دل سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ خود باقی رہا

الا تا درخت کرم پروری
آگاہ! ضرور تو سخاوت کے درخت کی پرورش کر
کہ بے شک بر کامرانی خوری
تو بے شک کامیابی کا پھل کھائے گا

کرم کن کہ فردا کہ دیواں نہند
کرم کر کل کو جب حساب کریں گے
منازل بمقدار احساں دہند
احسان کی بقدر مرتبے دیں گے

یکے را کہ سعی قدم بیش تر
جس کی کوشش کا قدم بڑھا ہوگا
بدرگاہِ حق منزلت پیشتر
حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسی کا مرتبہ زیادہ ہوگا

یکے باز پس خائن و شرمسار
جو پچھڑا ہوا خائن اور شرمسار ہوگا،
بپوشد ہمی مرد ناکردہ کار
وہی بیکار شخص چھپتا پھرے گا

مل جس شخص کے لیے نیکی کرنے کے اسباب مہیا تھے اور اس نے پھر بھی نیکی نہ کی اس کو چھوڑ کہ وہ خود شرمندہ ہوگا۔

بہل تا بدنداں برد پشت دست
جانے دے تاکہ ہاتھ کی پشت دانتوں تک لیجائے
تنورے چنیں گرم و ناں در نہ بست
تنور اتنا گرم اور اس نے اس میں روٹی نہ پکائی

بدانی گہ غلہ برداشتن
پیداوار اٹھانے کے وقت تجھے پتہ لگے گا
کہ سستی بود تخم ناکاشتن
کہ بیج نہ بونا کتنی غفلت ہوتی ہے

حکایت

خدا دوست نامی در اقصائے شام
خدا دوست نام والے ایک شخص نے شام کے اطراف میں
گرفت از جہاں کنج غارے مقام
دنیا کو چھوڑ کر ایک غار کے گوشے میں مقام بنالیا

مل یعنی اس نے اس تاریک گوشے میں صبر کیا تو قناعت کی دولت حاصل ہو گئی۔

بصبرش دراں کنج تاریک جای
اس کے صبر کی وجہ سے اس تاریک گوشے میں
بگنج قناعت فرو رفتہ پای
قناعت کے خزانے میں اس کا قدم جم گیا

بزرگاں نہادند سر بر درش
بڑے لوگوں نے اس کے دروازے پر سر رکھا
کہ درمی نیامد بدرہا سرش
کیونکہ اس کا سر دروازوں پر نہ آیا

تمنا کند عارف پاکباز
خداشناس پاکباز تمنا کرتا ہے
بدریوزہ از خویشتن ترک آز
دعا کرکے - حرص ترک کرنے کی

چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ
جب ہر لمحہ اس کو نفس کہے کہ دے
بخواری بگرداندش دہ بدہ
تو ذلت کے ساتھ اس کو گاؤں در گاؤں پھراتا ہے

دراں مرز کیں پیر ہشیار بود
جس جگہ یہ ہشیار مرد تھا
یکے مرزبان ستمگار بود
ایک ظالم حاکم تھا

کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے
وہ جس کمزور کو پاتا
بسر پنجگی پنجہ برتافتے
طاقت سے اس کا پنجہ موڑ دیتا

جہاں سوز و بے رحمت و خیرہ کش
عالم کو تباہ کرنے والا، بے رحم، بے باکی سے قتل کرنے والا
ز تلخیش روی جہانے ترش
اس کی بدمزاجی کی وجہ سے سب کا منہ ترش تھا

گروہے برفتند زاں ظلم و عار
بہت سے لوگ اس ظلم اور ذلت سے بھاگ چلے
ببردند نامِ بدش در دیار
وہ اس کا برا نام ملکوں میں لے گئے

گروہے بماندند مسکین و ریش
کچھ لوگ مسکین اور زخمی دل رہ گئے
پسِ چرخہ نفریں گرفتند پیش
انھوں نے غائبانہ ملامت کرنا اختیار کر لیا

یدِ ظلم جائیکہ گردد دراز
ظلم کا ہاتھ جس جگہ دراز ہو
نہ بینی لبِ مردم از خندہ باز
تو اس جگہ لوگوں کے ہونٹ ہنسی سے کھلے نہ دیکھے گا

بدیدارِ شیخ آمدے گاہ بگاہ
وہ بھی کبھی کبھی شیخ کے دیدار کو آتا
خدا دوست در روے نکردے نگاہ
خدا کا دوست اس کی طرف دھیان نہ کرتا

ملک نوبتے گفتش اے نیک بخت
بادشاہ نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ اے نیک بخت
بنفرت ز ما در مکش روئے سخت
نفرت سے ہماری طرف سے منہ نہ موڑ

مرا با تو دانی سرِ دوستیست
تجھے معلوم ہے کہ مجھے تیرے ساتھ دوستی کا خیال ہے
ترا دشمنی با من از بہر چیست
تجھے مجھ سے دشمنی کیوں ہے

گرفتم کہ سالارِ کشور نیم
میں نے مانا کہ میں تمام ملک کا سردار نہیں ہوں
بعزت ز درویش کمتر نیم
لیکن عزت میں کسی فقیر سے تو کم نہیں ہوں

نگویم فضیلت نہم بر کسے
میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے کسی سے بڑھا
چناں باش با من کہ با ہر کسے
میرے ساتھ ایسا برتاؤ تو کر جیسا ہر شخص سے

شنید ایں سخن عابدِ ہوشیار
عابد ہوشیار نے یہ بات سنی،
برآشفت و گفت اے ملک ہوشدار
بگڑ گیا اور کہا اے بادشاہ ہوش کر

وجودت پریشانیِ خلق از وست
تیرے وجود سے مخلوق کی پریشانی ہے
ندارم پریشانیِ خلق دوست
اور میں مخلوق کی پریشانی پسند نہیں کرتا ہوں

تو با دوستدارانِ من دشمنی
جب تو میرے دوستوں کا دشمن ہے
نہ پندارمت دوستدارِ منی
تو میں تجھے اپنا دوست نہیں سمجھ سکتا،

گر افتد ہمی دوستی با منت
اگر یہ بھی ہو جائے کہ میری تیری دوستی ہو جائے
مگر آں کہ دارد خدا دشمنت
لیکن خدا تو تجھے دشمن سمجھتا ہے

خدا دوست را گر بدرند پوست
خدا سے دوستی رکھنے والے کی اگر لوگ کھال کے بھی ٹکڑے کر دیں
نخواہد شدن دشمنِ دوست دوست
تو وہ دوست کے دشمن کا دوست نہیں ہو سکتا

عجب دارم از خواب آں سنگدل
مجھے اس سنگدل کے سونے پر تعجب آتا ہے
کہ شہرے بخسپند از و تنگ دل
جس سے پورا شہر تنگ دل ہو کر سوئے

الا گر ہنر داری و عقل و ہوش
آگاہ اگر ہنر اور عقل اور ہوش رکھتا ہے
بفضل و ترحم میاں بند و کوش
تو احسان اور رحم پر کمر باندھ اور کوشش کر

گفتار

مہا زور مندی مکن بر کہاں
اے بڑے، چھوٹوں پر زور مند نہ دکھا!
کہ بر یک نمط می نماند جہاں
کیونکہ زمانہ ایک حالت پر نہیں رہتا

۱۰

۱۔ چرخہ لوگوں کا مجمع، پس چرخہ یعنی لوگوں کے پیٹھ پیچھے

سرِ پنجۂ ناتواں بر مپیچ
کسی کمزور کا ہاتھ نہ موڑ
کہ گر دست یابد برآید بہیچ
اس لئے کہ اگر اس کو موقع ملا تو دم بھر میں غالب آجائے گا

مبر گفتمت پائے مردم زجائی
میں تجھ سے کہتا ہوں کہ لوگوں کو نہ ستا !
کہ عاجز شوی گر درآئی ز پائی
اس لیے کہ اگر تو گر پڑا تو لاچار ہو جائے گا

دلِ دوستاں جمع بہتر کہ گنج
دوستوں کی دل جمعی خزانہ جمع کرنے سے بہتر ہے
خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج
انسانوں کے رنجیدہ ہونے کی بہ نسبت خزانہ خالی رہنا بہتر ہے

میندازدر پای کارِ کسے
کسی کے[2] کام میں سستی نہ برت
کہ افتد کہ در پایش افتی بسے
ہو سکتا ہے کہ تجھے اس کے پاؤں پڑنا پڑے

تحمّل کن اے ناتواں از قوی
اے ناتواں قوی کی برداشت کر
کہ روزے توانا تر از وے شوی
ایک دن تو اس سے قوی ہو جائیگا

بہمّت برآر از ستیزندہ شور
لڑنے والے کو ہمت سے عاجز کردے[3]
کہ بازوئے ہمّت بہ از دستِ زور
اس لیے کہ طاقت کے ہاتھ سے ہمت کا بازو بہتر ہے

لبِ خشکِ مظلوم را گو مخند
کہدے[4] مظلوم کے خشک ہونٹوں پر نہ ہنس
کہ دندانِ ظالم بخواہند کند
اس لیے کہ وہ ظالم کے دانتوں کو اکھاڑ ڈالیں گے

ببانگِ دہل خواجہ بیدار گشت
نوبت کی آواز سے آقا بیدار ہوا،
چہ داند شب پاسباں چوں گذشت
اس کو کیا معلوم چوکیدار کی رات کس طرح کٹی

خورد کارواں غمِ بارِ خویش
قافلہ اپنے بوجھ کا غم کرتا ہے
نسوزد دلش بر خرِ پشت ریش
گدھے کی زخمی کمر پر اس کا دل نہیں کڑھتا

گرفتم کز افتادگاں نیستی
میں نے مانا تو گرا ہوا نہیں ہے
چو افتادہ بینی چرا بایستی
جب تو گرے ہوئے کو دیکھ رہا ہے تو کیوں کھڑا ہے

بریں گفتہ بگویم یکے سرگذشت
اس پر میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں
کہ سستی بود زیں سخن درگذشت
کیونکہ اس قصہ سے درگزر کرنا بے عقلی ہے

حکایت

چناں قحط شد سالے اندر دمشق[5]
دمشق میں ایسی قحط سالی ہوئی
کہ یاراں فراموش کردند عشق[6]
کہ دوست عشق کو بھول گئے

چناں آسماں بر زمیں شد بخیل
آسمان زمین پر ایسا بخیل ہوا
کہ لب تر نکردند زرع و نخیل
کہ کھیتی اور کھجورستان ہونٹ تک تر نہ کرسکے

بخوشید سرچشمہائے قدیم
پرانے چشمے سوکھ گئے
نماند آب جز آبِ چشمِ یتیم،
یتیم کی آنکھ کے سوا کہیں پانی نہ رہا

نبودے بجز آہِ بیوہ زنے
بیوہ عورت کی آہ کے سوا نہ ہوتا
اگر برشدے دودے از روزنے[7]
اگر کسی سوراخ سے دھواں بلند ہوتا

[1] پائے مردم زجا بُردن - لوگوں کو ستانا، ذلیل کرنا۔
[2] کار را در پا انداختن یعنی کام میں تاخیر کرنا، سستی برتنا
[3] شور بر آوردن ہلاک کرنا۔ عاجز کردینا یعنی ہمت کے ذریعہ ظالم کو عاجز کردے۔
[4] ایک راحت مند انسان کو دوسروں کی بے چینی سے بے چین ہوجانا چاہیے۔ کھڑا رہ کر گرے ہوؤں کا تماشہ نہ دیکھنا چاہیے۔
[5] دمشق شام کا دارالخلافہ ہے جو بہترین آب و ہوا کا شہر سمجھا جاتا ہے۔
[6] ہو سکتا ہے عشق سے مراد عشق و محبت ہو۔ نیز اہل تصوف باہمی ملاقات میں السلام علیکم کی بجائے لفظ عشق بولتے تھے یعنی لوگوں نے باہمی ایک سلیک چھوڑ دی کہ کہیں دوسرا کچھ سوال نہ کر بیٹھے۔
[7] گھروں سے کھانا پکانے کے دھوئیں کی بجائے بیواؤں کی آہ کا دھواں اٹھتا تھا۔

چو درویش بے برگ دیدم درخت
میں نے درختوں کو بے ساز و سامان فقیر کی طرح دیکھا
نہ بر کوہ سبزی نہ در باغ شخ
نہ پہاڑ پر سبزہ، نہ باغ میں کوئی شاخ
دراں حال پیش آمدم دوستے
اس حالت میں میرے سامنے ایک دوست آیا
شگفت آمدم کو قوی حال بود
مجھے تعجب ہوا کیونکہ وہ قوی حال تھا
بدو گفتم اے یارِ پاکیزہ خوی
میں نے اس سے کہا اے پاک خصلت دوست
بغرید بر من کہ عقلت کجاست
مجھ پر غرّایا کہ تیری عقل کہاں ہے؟
نہ بینی کہ سختی بغایت رسید
تو نہیں دیکھتا کہ سختی انتہا کو پہنچ گئی ہے
نہ باراں ہمی آید از آسماں
نہ آسمان سے بارش اترتی ہے
بدو گفتم آخر ترا باک نیست
میں نے اس سے کہا کہ آخر تجھے خوف نہیں ہے
گر از نیستی دیگرے شد ہلاک
اگر ناداری کی وجہ سے دوسرے مرے ہیں
نگہ کرد رنجیدہ در من فقیہ
اس سمجھ دار نے رنج سے مجھے دیکھا
کہ مرد ارچہ بر ساحلست ای رفیق
کہ اے دوست! اگرچہ انسان کنارے پر ہو
من از بے نوائی نیم روی زرد
بے سروسامانی کی وجہ سے زرد رُو نہیں ہوں
نخواہم کہ بیند خردمند ریش
میں یہ پسند نہیں کرتا ہوں کہ کوئی عقلمند زخم دیکھے
بحمد اللہ ار چہ ز ریش ایمنم
خدا کا شکر ہے اگرچہ میں زخم سے محفوظ ہوں
منغص بود عیش آں تندرست
اس تندرست کا عیش بدمزہ ہو جاتا ہے

قوی بازواں سست و درماندہ سخت
قوی بازو والے سست اور عاجز ہو گئے
ملخ بوستاں خورد و مردم ملخ
ٹڈیاں باغ کو اور انسان ٹڈیوں کو کھا گئے
از و ماندہ بر استخواں پوستے
جس کی ہڈیوں پر صرف کھال باقی تھی
خداوند جاہ و زر و مال بود
مرتبے اور سونے اور مال کا مالک تھا
چہ درماندگی پیشت آمد بگوی
بتا تجھکو کیا مصیبت پیش آئی ہے
چو دانی و پرسی سوالت خطاست
جب تو جانتا ہے اور پھر پوچھتا ہے تو تیرا پوچھنا غلط ہے
مشقت بحدِّ نہایت رسید
مشقت آخری حد پر پہنچ گئی ہے
نہ بر می رود دودِ فریاد خواں
نہ فریادیوں کی آہ کا دھواں چڑھتا ہے
کُشد زہر جائیکہ تریاک نیست
زہر اس جگہ مارتا ہے جہاں تریاق نہیں ہے
ترا ہست و بط را ز طوفاں چہ باک
تیرے پاس تو ہے۔ بطخ کو طوفان کا کیا ڈر
نگہ کردنِ عالم اندر سفیہ
جیسا کہ ایک عالم جاہل کو دیکھتا ہے
نیاساید و دوستانش غریق
اس کو چین نہیں آتا جب کہ اس کے دوست ڈوبے ہوں
غم بے نوایاں دلم خستہ کرد
بے سروسامان لوگوں کے غم نے میرا دل توڑ دیا ہے
نہ بر عضو مردم نہ بر عضو خویش
نہ انسانوں کے عضو پر نہ اپنے عضو پر
چو ریشے بہ بینم بلرزد تنم
جب میں زخم دیکھتا ہوں تو میرا بدن لرزتا ہے
کہ باشد بہ پہلوئے بیمار سست
جو کسی سست بیمار کے پہلو میں ہو

۱؎ پانی کے طوفان سے بطخ کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا وہ تیرنے والا پرند ہے۔

چو بینم کہ درویش مسکیں نخورد
جب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ مسکین فقیر نے نہیں کھایا ہے

بکام اندرم لقمہ زہر است و درد
تو میرے حلق میں لقمہ زہر اور درد ہے

یکے را بزنداں بری دوستاں
کسی کے دوستوں کو جب تو قید خانہ میں لے جائے

کجا ماندش عیش در بوستاں
تو اس کے لیے باغ میں عیش کہاں رہتا ہے

حکایت

شبے دود خلق آتشے برفروخت
ایک رات لوگوں کی آہ نے ایسی آگ لگائی

شنیدم کہ بغداد نیمے بسوخت
میں نے سنا ہے کہ آدھا بغداد[1] جل گیا

یکے شکر گفت اندراں خاک و دود
اس دھول اور دھوئیں میں ایک نے شکر ادا کیا

کہ دکانِ ما را گزندے نبود
کہ میری دکان کا کوئی نقصان نہیں ہوا

جہاندیدۂ گفتش اے بوالہوس
ایک جہاں دیدہ نے اس سے کہا اے بوالہوس!

ترا خود غمِ خویشتن بود و بس
تجھے صرف اپنا ہی غم تھا

پسندی کہ شہرے بسوزد بنار
تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ پورا شہر آگ سے جل جائے

وگرچہ سرایت بود برکنار
اگرچہ تیری سرائے کنارے پر ہو

بجز سنگدل کے کند معدہ تنگ
سنگدل کے علاوہ کون معدہ کو بھر سکتا ہے

چو بیند کساں بر شکم بستہ سنگ
جب لوگوں کو پیٹ پر پتھر باندھے دیکھے

توانگر خود آں لقمہ چوں میخورد
مالدار خود لقمہ کیسے کھاتا ہے

چو بیند کہ درویش خوں میخورد
جب وہ دیکھ رہا ہے کہ فقیر خون[2] کھا رہا ہے

مگو تندرست است رنجور دار
یہ نہ کہہ کہ تیمارداری کرنے والا تندرست ہے

کہ می پیچد از غصہ رنجور وار
اس لیے کہ وہ بھی بیمار کی طرح غم سے پیچ و تاب میں ہے

تنکدل چو یاراں بمنزل رسند
نرم دل دوست جب منزل پر پہنچ جاتے ہیں

نخسپند کہ واماندگاں از پسند
تو بھی وہ نہیں سوتے کیونکہ بچھڑے ہوئے پیچھے ہیں

دلِ پادشاہاں شود بارکش
بادشاہوں کے دل پر بوجھ رہتا ہے

چو بینند در گل خرِ خارکش
جب وہ دیکھتے ہیں کہ لکڑہارے کا گدھا گارے میں پھنسا ہے

اگر در سرائے سعادت کس است
اگر خوش نصیبی کے گھر میں کوئی ہے

ز گفتارِ سعدیش حرفے بس است
تو اس کے لیے سعدی کی بات کا ایک حرف کافی ہے

ہمینت بسند است اگر بشنوی
تیرے لیے یہی کافی ہے اگر تو سنے

اگر خار کاری سمن ندروی
اگر کانٹے بوئے گا تو سمن نہ کاٹے گا

گفتار

خبرداری از خسروانِ عجم
تجھے معلوم ہے عجم کے بادشاہوں کے بارے میں

کہ کردند بر زیردستاں ستم
کہ انھوں نے ماتحتوں پر ظلم کیا۔

[1] بغداد دراصل باغ داد تھا یعنی انصاف کا باغ چوں کہ نوشیرواں اس مقام پر ہر ہفتہ انصاف کے لیے ایک عام جلسہ کیا کرتا تھا اس لیے یہ نام پڑا تھا۔
[2] خون کھانے سے مراد غم کھانا ہے۔

نہ آں شوکت و پادشائی بماند
نہ وہ شوکت اور بادشاہی رہی

نہ آں ظلم بر روستائی بماند
نہ دہقان پر وہ ظلم باقی رہا

خطا بیں کہ بر دستِ ظالم برفت
دیکھ جو ظلم ظالم کے ہاتھ سے ہوا

جہاں ماند اُو با مظالم برفت
دنیا تو باقی رہی اور وہ ظلموں کو سمیٹ لے گیا

خنک روزِ محشر تنِ دادگر
قیامت کے دن منصف کا جسم ٹھنڈا رہے گا

کہ در سایۂ عرش دارد مقر
اس لیے کہ عرش کے سایے میں اس کا ٹھکانا ہوگا

بقومے کہ نیکی پسند خدائے
جس قوم کے لیے خدا بھلائی پسند فرماتا ہے

دہد خسروے عادلِ نیک رائے
تو اس کو نیک رائے منصف بادشاہ عنایت فرماتا ہے

چو خواہد کہ ویراں شود عالمے
جب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ملک ویران ہو جائے

کند مُلک در پنجۂ ظالمے
تو ملک کو کسی ظالم کے پنجہ میں دے دیتا ہے

سگالند از و نیک مرداں حذر
نیک مرد اس سے بچاؤ کی سوچتے ہیں

کہ خشمِ خدا ایست بیدادگر
اس لیے کہ ظالم خدا کا قہر ہے

بزرگی ازو دان و منّت شناس
بڑائی اسی کی دی ہوئی جان اور شکر ادا کر!

کہ زائل شود نعمت ناسپاس
اس لیے کہ ناشکر گذار سے نعمت جاتی رہتی ہے

نہ خود خواندۂ در کتابِ مجید
کیا تو نے خود قرآن مجید میں نہیں پڑھا ہے

کہ در شکرِ نعمت شود بر مزید
کہ شکر کرنے سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے

اگر شکر کردی بریں مُلک و مال
اگر تو نے اس ملک و مال پر شکر ادا کیا

بمالے و مُلکے رسی بے زوال
تو تو لازوال مال و ملک تک پہونچے گا

وگر جور در پادشائی کنی
اگر تو پادشاہی میں ظلم کرے گا

پس از پادشاہی گدائی کنی
تو بادشاہی کے بعد گداگری کرے گا

حرامست بر پادشہ خوابِ خوش
بادشاہ پر میٹھی نیند حرام ہے

چو باشد ضعیف از قوی بارکش
جب کمزور قوی کے بوجھ سے دبا ہو

میازار عامی بیک خردلہ
عوام کو رائی کی برابر بھی نہ ستا

کہ سلطاں شبانست و عامی گلہ
اس لیے کہ بادشاہ چرواہا، عوام اس کا گلہ ہیں

چو پرخاش بینند و بیداد ازو
جب وہ اس کی جانب سے عداوت اور ظلم دیکھیں

شباں نیست گرگست فریاد ازو
تو وہ چرواہا نہیں بھیڑیا ہے اس سے فریاد ہے

بد انجام رفت و بد اندیشہ کرد
بد انجام چلا گیا اور اس نے برا سوچا

کہ با زیر دستاں جفا پیشہ کرد
کہ اس نے ماتحتوں پر ظلم کی عادت ڈالی

نہ خواہی کہ نفریں کنند از پست
اگر تو نہیں چاہتا کہ تیرے بعد تجھے برا کہیں

نکو باش تا بد نگوید کست
تو نیک بن تا کہ تجھے کوئی برا نہ کہے

؀۱ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ منصف بادشاہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا۔
؀۲ قرآن مجید میں آیا ہے اگر تم شکر کروگے تو ہم تمہیں اور زیادہ دیں گے۔

حکایت

شنیدم کہ در مرزے از باختر
میں نے سنا ہے کہ مغرب[1] کے ایک شہر میں

سپہدار و گردن کش و پیلتن
بہادر، متکبر اور ہاتھی جیسے

پدر ہر دو را سہمگیں مرد یافت
باپ نے دونوں کو رعب دار پایا

بہ رفت آں زمیں را دو قسمت نہاد
اس نے مرتے وقت زمین کے دو حصے کر دیے

مبادا کہ بر یکدگر سر کشند
نہ ہو[2] کہ ایک دوسرے پر سرکشی کریں

پدر بعد ازاں روزگارے شمرد
اس کے بعد باپ نے چند دن گنے

اجل بگسلانیدش طناب اَمل
موت نے اس کی امید کے رسّے ڈھیلے کر دیے

مقرر شد آں مملکت بر دو شاہ
وہ مملکت دو بادشاہوں کے لیے ہو گئی

بحکم نظر در بہ افتادہ خویش
اپنی رائے کے مطابق اپنی بھلائی کے لیے

یکے عدل تا نام نیکو برد
ایک نے انصاف کیا تاکہ نیک نامی کمائے

یکے عاطفت سیرتِ خویش کرد
ایک نے مہربانی کرنا اپنی عادت بنائی

بنا کرد و ناں داد و لشکر نواخت
تعمیر کی اور روٹیاں باٹیں اور لشکر کو نوازا

خزائن تہی کرد و پُر کرد جیش
خزانے خالی کر ڈالے اور لشکر جمع کیا

بگردوں شدے بانگ شادی چو رعد
گرج کی طرح خوشی کی آوازیں آسمانوں تک جاتی تھیں

خدیو خردمند فرخ نہاد
نیک طبیعت عقلمند بادشاہ

برادر دو بودند از یک پدر
ایک باپ سے دو بھائی تھے

نکو روی و دانا و شمشیر زن
خوبصورت، عقلمند، تلوار باز

طلبگار جولان و ناورد یافت
گھوڑ دوڑ کا شوقین اور جنگ جو پایا

بہر یک پسر زاں نصیبے بداد
ہر ایک لڑکے کو اس میں سے ایک حصہ دیدیا

بہ پیکار شمشیر کیں بر کشند
لڑائی سے کینہ کی تلواریں سونتیں،

بجاں آفریں جان شیریں سپرد
شیریں جان جان کے پیدا کرنے والے کے سپرد کی

وفاتش فروبست دست عمل
موت نے اس کے کام کے ہاتھ کو باندھ دیا

کہ بے حد و مر بود گنج و سپاہ
اس لیے کہ خزانہ اور سپاہی بے حد اور ان گنت تھے

گرفتند ہر یک یکے راہ پیش
ہر ایک نے ایک راستہ اختیار کیا

یکے ظلم تا مال گرد آورد
دوسرے نے ظلم شروع کیا تاکہ مال جمع کرے

درم داد و تیمار درویش کرد
روپیہ خرچ کیا اور غریبوں کی دیکھ بھال کی

شب از بہر درویش شب خانہ ساخت
فقیروں کی رات کے لیے مسافر خانہ بنایا

چناں کز خلائق بہنگام عیش
جیسا کہ عیش کے وقت لوگ کرتے ہیں

چو شیراز در عہد بوبکر سعد
جیسا کہ ابوبکر سعد کے زمانے میں شیراز ہے

کہ شاخ امیدش برومند باد
خدا کرے اس کی امید کی شاخ پھلے

ق

[1] باختر مغرب اور مشرق دونوں معنی میں آتا ہے
[2] آپس کی لڑائی کی وجہ سے ملک تقسیم کرکے دونوں کو دے دیا۔



[3] یعنی باپ مرگیا۔
[4] یعنی ابوبکر کے دور میں جس طرح خوشیاں مناتے ہیں اور جشنوں میں آوازیں آسمان تک پہونچتی ہیں۔

حکایت شنو کودکِ نامجوئے
اس نامور لڑکے کا قصہ سنو۔

ملازم بدلدارئے خاص و عام
ہر خاص و عام کی دلداری کا پابند

دراں ملک قاروں برفتے دلیر
اس ملک میں[1] روپے پیسے والا اطمینان سے سفر کرتا تھا

نیامد برا ایّامِ او بر دلے
اس کے زمانہ میں کسی کے دل پر نہ لگا

سر آمد بتائیدِ مُلک از سراں
ملک کی تائید سے بڑوں پر بڑا بن گیا

دگر خواست کافزوں کند تخت و تاج
دوسرے (لڑکے) نے چاہا کہ تخت و تاج کو بڑھائے

طمع کرد در مال بازارگاں
تاجروں کے مال میں لالچ کرنے لگا

نگویم کہ بدخواہِ درویش بود
میں[3] یہ نہیں کہتا کہ وہ فقیروں کا دشمن تھا

بامید بیشی نداد و نخورد
اضافہ کے لالچ میں نہ دیا نہ کھایا

کہ تا جمع کرد آں زر از گربزی
مکاری سے اس نے جب تک لشکر جمع کیا

شنیدند بازارگاناں خبر
تاجروں کو یہ معلوم ہوا

بریدند از آنجا خرید و فروخت
انہوں نے اس جگہ سے خرید و فروخت بند کردی

چو اقبالش از دوستی سر بتافت
جب اقبال نے اس کی دوستی سے منہ پھیر لیا

ستیزِ فلک بیخ و بارش بکند
آسمان کی دشمنی نے اس کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دی

وفا در کہ جوید چو پیماں گسیخت
وفاداری کس سے چاہے جب عہد و پیمان توڑ ڈالے[4]

چہ نیکی طمع دارد آں بے صفا
وہ بد باطن بھلائی کی کیسا امید رکھے

پسندیدہ پے بود و فرخندہ خوئے
جو نیک قدم مبارک عادت تھا

ثنا گوئے حق بامداداں و شام
صبح و شام خدا کی تعریف کرنے والا

کہ شہ دادگر بود و درویش سیر
کیونکہ بادشاہ منصف اور فقیر پیٹ بھرا ہوا تھا

بگویم کہ خارے کہ برگ گلے
میں کانٹا ہی نہیں کہتا ہوں بلکہ پھول کی پتی بھی

نہادند سر بر خطش سروراں
بڑوں[2] نے اس کے حکم پر سر جھکایا

بیفزود بر مردِ دہقاں خراج
کاشتکاروں پر ٹیکس کا اضافہ کر دیا

بلا ریخت بر جانِ بیچارگاں
ان بیچاروں کی جان پر ہلاکت ڈھائی

حقیقت کہ او دشمنِ خویش بود
[3] حقیقتاً وہ خود اپنا دشمن تھا

خردمند داند کہ ناخوب کرد
عقلمند جانتے ہیں کہ برا کیا۔

پراگندہ شد لشکر از عاجزی
تنگ آکر لشکر ادھر ادھر ہوگیا

کہ ظلمست در بومِ آں بے ہنر
کہ اس بے ہنر کے ملک میں ظلم ہے

زراعت نیامد رعیّت بسوخت
کھیتی نہ اُگی رعایا جل بھن گئی

بناکام دشمن بر و دست یافت
تو لامحالہ دشمن اس پر قابو پاگیا

سُمِ اسپِ دشمن دیارش بکند
دشمن کے گھوڑوں کے سموں نے اس کی سرزمین روند دی

خراج از کہ خواہد چو دہقاں گریخت
ٹیکس کس سے وصول کرے جب کاشتکار بھاگ گئے

کہ باشد دعائے بدش در قفا
بد دعا جس کے پیچھے لگی ہو

[1] قاروں سے مالدار بخیل مراد لیا جاتا ہے۔
[2] یعنی بڑے بڑے سردار اس کی ہر تحریر پر سرِ تسلیم خم کرتے تھے۔
[3] چونکہ اس کا طرزِ عمل خود اس کی تباہی کا سبب تھا لہذا وہ خود اپنا دشمن ثابت ہوا۔
[4] یعنی جب خود غدار تھا تو دوسرے وفادار کیسے ہوتے۔

چو بختش نگوں بود در کاف کُن
لفظ کُن[1] کے کاف میں جب اُس کا نصیبہ اوندھا تھا

نکرد آنچہ نیکانش گفتند کُن
اس نے وہ نہ کیا جو نیکوں نے کرنے کو کہا

چہ[2] گفتند نیکاں براں نیک مرد
اُس بھلے مانس کے لیے نیکوں نے کیا کہا

تو بر خور کہ بیداد گر بر نخورد
تو فائدہ اٹھا جب اس ظالم نے نہ اٹھایا

گمانش خطا بود و تدبیر سست
اُس کا خیال غلط اور تدبیر کمزور تھی

کہ در عدل بود آنچہ در ظلم جُست
اس لیے کہ انصاف میں وہ تھا جو اس نے ظلم سے چاہا

حکایت

یکے بر سرِ شاخ و بُن می بُرید
ایک شخص شاخ پر تھا اور جڑ کاٹ رہا تھا

خداوندِ بستاں نگہ کرد و دید
باغ کے مالک نے نظر ڈالی اور دیکھا

بگفتا گر ایں مرد بد می کند
اس نے کہا یہ شخص اگر برا کر رہا ہے

نہ با من کہ با نفسِ خود می کند
تو میرے ساتھ نہیں بلکہ خود اپنے ساتھ کر رہا ہے

نصیحت نجاتست اگر بشنوی
اگر تو سُنے، نصیحت نجات کا سبب ہے

ضعیفاں میفگن بکتف قوی
قوی بازو سے کمزوروں کو نہ گرا

کہ فردا بداور بر د خسروے
اس لیے کہ کل خدا کے سامنے بادشاہ کو پکڑ کر لے جائیگا

گدائے کہ پیشت نیرزد جوے
وہ فقیر جو تیری نگاہ میں ایک جو کے قابل بھی نہیں ہے

چو خواہی کہ فردا بوی مہترے
اگر تو چاہتا ہے کہ کل کو بڑا بنے

مکن دشمنِ خویشتن کہترے
کسی چھوٹے کو اپنا دشمن نہ بنا

کہ چوں بگذرد بر تو ایں سلطنت
اس لیے کہ جب تیری حکومت جاتی رہے گی

بگیرد بکیں آں گدا دامنت
تو کینہ کی وجہ سے وہ فقیر تیرا پلہ پکڑے گا

مکن پنجہ از ناتواناں بدار
ایسا نہ کر، پنجہ کو کمزوروں سے ہٹائے رکھ

کہ گر بفگنندت شوی شرمسار
اس لیے کہ اگر وہ تجھے گرالیں گے تو شرمندہ ہوگا

کہ زشتست در چشمِ آزادگاں
کیونکہ آزاد لوگوں کی نگاہ میں برا ہے

بیفتادن از دستِ افتادگاں[3]
ذلیلوں کے ہاتھ ذلیل ہونا

بزرگانِ روشن دلِ نیک بخت
بڑے لوگ، روشن دل، نیک نصیب

بفرزانگی تاج بردند و تخت
دانائی سے تاج و تخت (حاصل کر) لے گئے ہیں

بدُنبالہ راستاں کج مرو
سیدھوں کے ساتھ ٹیڑھا نہ چل!

و گر راست خواہی ز سعدی شنو
اور اگر سچ چاہتا ہے تو سعدی کی سن!

صفت جمعیت اوقات درویش راضی

خدائی فیصلوں پر راضی رہنے والے درویش کے جمعیت اوقات کی صفت

بگو جاہے از سلطنت بیش نیست
یہ نہ کہہ کہ سلطنت سے بڑھکر کوئی رتبہ ہی نہیں ہے

کہ ایمن تر از مُلکِ درویش نیست
کیونکہ درویش کے ملک سے بڑھکر کوئی چیز قابل اطمینان نہیں ہے

---

[1] کُن بمعنی ہو جا قرآن پاک میں ہے کہ حق تعالیٰ جب کسی چیز کو پیدا فرمانا چاہتا ہے تو لفظ کُن فرما دیتا ہے، اور وہ ہو جاتی ہے تو کن سے مراد ازل ہے اور کاف سے مراد ازل کا پہلا دن۔

[2] مصرع اول میں سوال اور دوم میں جواب ہے۔

[3] کم تر درجہ کے لوگوں سے شکست کھانا بھی ذلت آمیز ہے

[4] ظاہری سلطنت تو زوال پذیر ہے اور درویش کو جو تسلیم و رضا کی دولت حاصل ہوتی ہے وہ ناقابلِ زوال ہے۔

سبکبار مردم سبکتر روند
ہلکے بوجھ والے تیز جاتے ہیں
حق اینست و صاحب دلاں بشنوند
یہی سچ ہے اور صاحب دل سچی بات سنتے ہیں

تہیدست تشویش نانے خورد
خالی ہاتھ والا ایک روٹی کی فکر کرتا ہے
ملک ہم بقدر جہانے خورد
بادشاہ تاتمام ملک کی بقدر غم کھاتا ہے

گدا را چو حاصل شود نان شام
فقیر کو جب شام کی روٹی مل جاتی ہے
چناں خوش بخسپد کہ سلطان شام
ایسے آرام سے سوتا ہے جیسے کہ شام کا بادشاہ

غم و شادمانی بسر می رود
غم اور خوشی دونوں گزر جاتے ہیں
بمرگ ایں دو از سر بدر می رود
مرنے پر یہ دونوں چیزیں سر سے نکل جاتی ہیں

چہ آں را کہ بر سر نہادند تاج
کیا حاصل اسکو جس نے سر پر لوگوں نے تاج رکھا
چہ آں را کہ بر گردن آمد خراج
کیا حاصل اس کو جس کی گردن پر ٹیکس واجب ہے

اگر سرفرازے بکیواں برست
اگر کوئی بڑا زحل پر ہے
وگر تنگدستے بزنداں درست
اور اگر کوئی مفلس قید خانہ میں ہے

ق

دراں دم کہ اجل بر سر ہر دو تاخت
اس وقت جبکہ موت دونوں کے سر پر لپک پڑے
نمی شاید از یکدگر شاں شناخت
ان میں سے ایک کو دوسرے سے پہچانا نہیں جا سکتا

حکایت

شنیدم کہ یکبار در دجلہ
میں نے سنا ہے کہ ایک بار دجلہ میں
سخن گفت با عابدے کلّہ
ایک کھوپڑی نے ایک عابد سے کہا

کہ من فرّ فرماندہی داشتم
کہ میں حکمرانی کا دبدبہ رکھتی تھی
بسر بر کلاہ مہی داشتم
سر پر بڑائی کی ٹوپی رکھتی تھی

سپہرم مدد کرد و نصرت وفاق
آسمان نے میری مدد اور فتح نے موافقت کی
گرفتم بہ بازوے دولت عراق
حکومت کی طاقت سے میں نے عراق پر قبضہ کر لیا

طمع کردہ بودم کہ کرماں خورم
مجھے لالچ تھا کہ کرمان کو بھی ہڑپ کروں
کہ ناگہ بخوردند کرماں سرم
اچانک کیڑوں نے میرا سر کھالیا

بکن پنبہ غفلت از گوش ہوش
ہوش کے کان سے غفلت کی روئی نکال
کہ از مردگاں پندت آید بگوش
تاکہ تیرے کان میں مردوں کی نصیحت آئے

نصیحت در معنی نکوکاری و بدکاری و عاقبت آں
نیکی اور بدی کے بارے میں نصیحت اور اس کا انجام

نکوکار مردے نباشد بدش
نیکوں کے لیے بدی نہیں ہوتی ہے
نورزد کسے بد کہ نیک آیدش
ایسا نہیں ہوتا ہے کہ کوئی بدی کرے اور اسکو نیکی ملے

شر انگیز ہم در سر شر رود
شر پھیلانے والا بھی شر میں مبتلا ہوتا ہے
چو کژدم کہ با خانہ کمتر رود
بچھو کی طرح کہ بہت کم بل میں لوٹتا ہے

---

۱ حدیث شریف میں ہے ہلکے پھلکے نجات پا گئے اور بوجھ والے ہلاک ہوئے
۲ یعنی مرنے کے بعد غریب و امیر یکساں ہیں
۳ مجھے کرمان کے فتح کرنے کا خیال تھا کہ موت آگئی اور کیڑوں نے میرا سر کھا لیا
۴ انسان کو مرے ہوئے انسانوں سے نصیحت حاصل کرنا چاہیے۔
۵ یعنی نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ بدی ہے۔
۶ شر انگیز بالحالہ اپنے شر کی پاداش بھگتتا ہے۔ بچھو کاٹنے کے خیال سے بل سے نکلتا ہے عموماً مارا جاتا ہے۔

اگر نفع کس در نہادِ تو نیست
اگر تیری طبیعت میں کسی کو نفع پہنچانا نہیں ہے

غلط گفتم اے یارِ شائستہ خوی
اے عمدہ خصلت یار میں نے غلط کہا۔

چنیں آدمی مردہ بہ ننگ را
عیب دار ہونے کی وجہ سے ایسے آدمی کا مرنا بہتر ہے

نہ ہر آدمی زادہ از دد بہ است
ہر آدمی درندہ سے افضل نہیں ہے

بہ است از دد انسانِ صاحب خرد
صاحبِ عقل انسان درندہ سے بہتر ہے

چو انساں نداند بجز خورد و خواب
جب انسان کھانے اور سونے کے علاوہ کچھ نہ جانتا ہو

سوارِ نگوں بخت بے راہ رو
اوندھے نصیبہ والا۔ بے راہ چلنے والا سوار

کسے دانہ نیک مردی نکاشت
کوئی ایسا نہیں ہے جس نے نیکی کا دانہ بویا ہو

نہ ہرگز شنیدم در عمر خویش
میں نے اپنی عمر میں ہرگز نہیں سنا

چنیں جوہر و سنگِ خارا یکیست
تو ایسا گوہر اور سنگِ خارا یکساں ہے

کہ نفع است در آہن و سنگ و روی
کیونکہ لوہے اور پتھر اور کانسی میں تو فائدہ ہے

کہ بروے فضیلت بود سنگ را
جس پر پتھر کو بھی فضیلت حاصل ہو

کہ دد ز آدمی زادہ بد بہ است
اس لیے کہ بد انسان سے درندہ بہتر ہے

نہ انساں کہ در مردم افتد چو دد
نہ وہ انسان جو درندے کی طرح انسانوں کو پھاڑے

کہ امش فضیلت بود بر دواب
اس کو چوپاؤں پر کیا فضیلت ہے

پیادہ بَرَد زو برفتن گرو
اس پر پیدل چلنے والا سبقت لے جاتا ہے

کز و خرمنِ کامِ دل برنداشت
پھر اس سے دلی مقصد کا کھلیان نہ اٹھایا ہو

کہ بد مرد را نیکی آید بہ پیش
کہ برے انسان کے آگے نیکی آئی ہو

حکایت

گر بزے بچاہے در افتادہ بود
ایک پہلوان کنوئیں میں گر پڑا تھا،

بد اندیش مردم بجز بد ندید
لوگوں کا برا سوچنے والے نے برائی کے سوا کچھ نہ دیکھا

ہمہ شب ز فریاد و زاری نخفت
تمام رات پکارنے اور رونے کی وجہ سے نہ سویا

تو ہرگز رسیدی بفریادِ کس
تو بھی کبھی کسی کی فریاد کو پہنچا تھا

ہمہ تخم نیکو دمی کاشتی
تو نے تو تمام نیک دی کے بیج کی کاشت کی تھی

کہ بر جانِ ریشت نہد مرہمے
تیری زخمی جان پر کون مرہم رکھے؟

کہ از ہول او شیر نر مادہ بود
جس کے ڈر سے نر شیر مادہ تھا

بیفتاد و عاجز تر از خود ندید
وہ گرا اور اس نے اپنے سے زیادہ عاجز کسی کو نہ دیکھا

یکے بر سرش کوفت سنگے و گفت
ایک شخص نے اس کے سر پر پتھر مارا اور کہا

کہ می خواہی امروز فریاد رس
کہ آج فریاد کو پہنچنے والے کا خواہش مند ہے

ببیں لاجرم بر کہ بر داشتی
دیکھ لامحالہ تو نے کیا پھل پایا۔

کہ دلہا ز ریشت بنالد ہمے
جب کہ تیرے لگائے ہوئے زخموں سے دل نالاں ہیں

۱؎ یعنی اگر کوئی انسان گوہر ہی کیوں نہ ہو جب اس کی طبیعت میں نفع رسانی نہیں ہے تو وہ اور پتھر برابر ہیں بلکہ وہ پتھر سے بھی برا ہے کیونکہ پتھر اور لوہا تو پھر بھی کچھ نہ کچھ کام آہی جاتا ہے

۲؎ یہ اس سے مذاق میں کہا ورنہ وہ تو ظالم تھا۔

۱۰

تو ما را همی چاه کندی براه
تونے ہمارے لئے راستہ میں کنواں کھودا

بسر لاجرم در فتادی بچاه
لامحالہ تو اوندھا کنوئیں میں گرا

دو کس چه کنند از پئے خاص و عام
دو آدمی خاص و عام کے لیے کنواں کھودتے ہیں

یکے نیک محضر دگر زشت نام
ایک نیک طبیعت دوسرا بدنام

یکے تا کند تشنه را تازه حلق
ایک اس لیے کہ پیاسے کو تازہ حلق بنائے

دگر تا بگردن در افتند خلق
دوسرا اس لیے کہ لوگ سر کے بل اس میں گریں

اگر بد کنی چشم نیکی مدار
اگر تو برا کرتا ہے تو نیکی کی توقع نہ رکھ!

که هرگز نیارد گز انگور بار
اس لیے کہ جھاؤ کبھی انگور کا پھل نہیں دیتا ہے

نه پندارم اے در خزاں کشته جو
اے وہ کہ جس نے خزاں کے موسم میں جو بویا ہے مجھے خیال نہیں ہے

که گندم ستانی بوقت درو
کہ تو کٹنے کے وقت گیہوں حاصل کرے گا

درخت زقوم ار بجاں پروری
تھوہر کے درخت کو تو اگر جان لگا کے پرورش کرے

مپندار هرگز کز و بر خوری
تو یہ نہ سمجھ کہ اس سے پھل کھائے گا

رطب ناورد چوب خر زهره بار
کنیر کی شاخ کھجور کا پھل نہ لائے گی

چه تخم افگنی بر همان چشم دار
تو نے جو بویا ہے اسی کی توقع رکھ!

حکایت

حکایت کنند از یکے نیک مرد
ایک نیک انسان کا قصہ بیان کرتے ہیں

که اکرام حجاج یوسف نکرد
کہ اس نے حجاج بن یوسف کی عزت نہ کی

بسرهنگ دیواں نگه کرد تیز
کچہری کے سپاہی کو اس نے گھور کر دیکھا،

که نطعش بینداز و ریگش بریز
کہ اس کے لیے چمڑا بچھائے اور اس پر ریتا پھیلائے

چو حجت نماند جفا جوئے را
ظالم کے پاس جب دلیل نہیں رہتی

بپرخاش درهم کشد روئے را
تو لڑائی کے لیے چہرہ غصہ میں بھرتا ہے

بخندید و بگریست مرد خدای
باخدا آدمی ہنسا اور رو دیا

عجب ماند سنگین دل تیره رای
بدنمائے، سنگدل تعجب میں پڑ گیا

چو دیدش که خندید و دیگر گریست
جب اس نے دیکھا کہ وہ ہنسا اور پھر رو دیا

بپرسید کیں خنده و گریه چیست
تو اس نے پوچھا کہ یہ ہنسنا اور رونا کیسا؟

بگفتا همی گریم از روزگار
اس نے کہا زمانہ کے ظلم سے روتا ہوں

که طفلان بیچاره دارم چهار
اس لئے کہ چار بے سہارا بچے رکھتا ہوں

همی خندم از لطف یزدان پاک
خدائے پاک کی مہربانی سے ہنستا ہوں

که مظلوم رفتم نه ظالم بخاک
کہ میں مظلوم بنکر جا رہا ہوں ظالم بنکر نہیں

یکے گفتش اے نامور شهریار
کسی نے اس سے کہا کہ اے مشہور بادشاہ

مکن دست ازیں پیر دهقاں بدار
نہ کر۔ اس بڈھے گنوار سے ہاتھ اٹھالے

---

۱ اسی لیے مشہور ہے چاہ کنندہ را چاہ درپیش

۲ یعنی بیساکھ جیٹھ کے زمانہ میں جبکہ کوئی چیز بھی نہیں اگتی ہے۔

۳ حجاج بن یوسف ثقفی مشہور ظالم گورنر تھا

۴ سرِ دربار اگر کسی کو قتل کیا جاتا تھا تو چمڑا بچھا کر اس پر ریتا پھیلا دیتے تھے پھر اس پر قتل کرتے تھے تاکہ خون اِدھر اُدھر نہ بہے۔

که خلقی بدو تکیه دارند و پشت
اس لیے کہ کچھ لوگ اسی کا سہارا رکھتے ہیں

روا نیست خلقی بیکبار کشت
سب کو یکبارگی مار ڈالنا درست نہیں ہے[1]

بزرگی و عفو و کرم پیشه کن
بڑائی اور درگذر اور بخشش کی عادت ڈال

ز خردان اطفالش اندیشه کن
اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال کر!

مگر دشمن خاندان خودی
شاید تو اپنے ہی خاندان کا دشمن ہے[2]

که بر خاندانها پسندی بدی
کہ خاندانوں کے لیے بدی پسند کرتا ہے

بینداره دلها بداغ تو ریش
جبکہ دل تیرے داغوں سے زخمی ہیں تو یہ نہ سمجھ

که روز پسین آیدت خیر پیش
کہ مرنے کے دن تیرے سامنے بھلائی آئے گی

نخفتست مظلوم از آهش بترس
جو مظلوم نہیں سویا اس کی آہ سے ڈر

ز دود دل صبحگاهش بترس
اس کی صبح کے وقت کے دل کے دھوئیں سے ڈر!

نترسی که پاک اندرونے شبے
تو نہیں ڈرتا کہ کوئی پاک باطن کسی رات میں

برآرد ز سوز جگر یاربے
سوزِ جگر سے یا رب کہے۔[3]

بسود اچناں بروے افشاند دست
غصہ میں اس نے اس پر ایسے ہاتھ پھینکے

که حجاج را دست حجت ببست
کہ حجاج کے دلیل کے ہاتھ باندھ دیے

نه ابلیس بد کرد و نیکی ندید
کیا ایسا نہیں ہوا کہ شیطان نے برائی کی اور نیکی نہ دیکھی

بر پاک ناید ز تخم پلید
ناپاک بیج سے پاک پھل نہیں پیدا ہوتا ہے[4]

مدر پرده کس بهنگام جنگ
لڑتے وقت کسی کا پردہ چاک نہ کر

که باشد ترا نیز در پرده ننگ
اس لیے کہ تیرے بھی کچھ عیب پردے میں ہوں گے

مزن بانگ بر شیر مردان درشت
شیر مردوں کو سخت نہ للکار!

چو با کودکاں برنیائی بمشت
جب کہ تو مکہ بازی میں بچوں سے بھی نہیں جیت سکتا۔

شنیدم که نشنید و خونش بریخت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک نہ سنی اور اس کا خون بہایا

ز فرمان داور که داند گریخت
اللہ کے حکم سے بھاگنا کون جانتا ہے[5]

بزرگے دراں فکرت آں شب نخفت
وہ بزرگ اس رات اسی فکر میں نہ سویا۔

بخواب اندروں دید درویش و گفت
خواب میں درویش کو دیکھا اور اس نے کہا

دمے بیش بر من سیاست نراند
وہ مجھے تھوڑی دیر سے زیادہ سزا نہ دے سکا

عقوبت برو تا قیامت بماند
اس پر قیامت تک کے لیے عذاب مسلط ہو گیا

حکایت

یکے پند میداد فرزند را
ایک شخص لڑکے کو نصیحت کر رہا تھا

نکو دار پند خردمند را
عقلمند کی نصیحت کو اچھی طرح یاد رکھ!

مکن جور بر خردگاں اے پسر
اے لڑکے! چھوٹوں پر ظلم نہ کر

که یک روز افتد بزرگے بسر
اس لیے کہ ایک روز کوئی بڑا تجھ سے بھی بھڑے گا

[1] یعنی بچوں کا اس پر گذارا ہے یہ مر جائے گا تو وہ سب مر جائیں گے۔
[2] جو دوسرے خاندانوں پر ظلم ڈھاتا ہے وہ در اصل اپنے خاندان کا دشمن ہے۔
[3] یعنی بد دعا کرے۔
[4] برچہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند کا بھی یہی مطلب ہے۔
[5] یعنی اللہ کو یہی منظور تھا سو ہوا۔

نمی ترسی اے کودک کم خرد — کہ روزے پلنگیت برہم درد
دیکھ اے کم عقل لڑکے تو نہیں ڈرتا — کہ کسی روز کوئی چیتا تجھے پھاڑ ڈالے

بخردی درم زور سرپنجہ بود — دل زیر دستاں زمن رنجہ بود
بچپن میں مجھے بھی طاقت کا زور تھا — مجھ سے کمزوروں کا دل رنجیدہ تھا

بخوردم یکے مشت زور آوراں — نکردم دگر زور بر لاغراں
میں نے طاقتوروں کا ایک گھونسا کھایا — پھر کبھی کمزوروں پر زور نہیں کیا۔

گفتار

الا تا بغفلت نخسپی کہ نوم — حرامست بر چشم سالار قوم
دیکھ تو غفلت سے ہرگز نہ سو اس لیے کہ سونا — قوم کے سردار کی آنکھ پر حرام ہے

غم زیر دستاں بخور زینہار — بترس از زبردستی روزگار
کمزوروں کا غم ضرور کھا۔ — زمانہ کی زبردستی سے ڈر!

نصیحت کہ خالی بود از غرض — چو داروئے تلخست دفع مرض
جو نصیحت غرض سے خالی ہو — کڑوی دوا کی طرح مرض کی دافع ہے

حکایت دریں معنی

یکے را حکایت کنند از ملوک — کہ بیماری رشتہ کردش چو دوک
بادشاہوں میں سے ایک کا قصہ بتاتے ہیں — کہ اس کو نہروے[1] کی بیماری نے تکلے کی طرح کر دیا

چنانش درانداخت ضعف جسد — کہ می برد بر کمتریناں حسد
بدن کی کمزوری نے اس کو ایسا عاجز کر دیا — کہ وہ کمتر لوگوں پر بھی حسد کرنے لگا،

کہ شاہ ارچہ بر عرصہ نام آورست — چو ضعف آمد از بیدقے کمترست
اس لیے کہ شاہ شطرنج اگرچہ بساط پر نام آور ہے — جب کمزور پڑ جائے تو پیادہ سے بھی کم ہے

ندیمے زمین ملک بوسہ داد — کہ عمر خداوند جاوید باد
ایک ہمنشین نے بادشاہ کی زمین چومی — کہ حضور کی عمر دراز ہو

دریں شہر مردے مبارک دمست — کہ از پارسایاں چنوئے کمست
اس شہر میں ایک ایسا مبارک دم انسان ہے — کہ پرہیزگاروں میں اس جیسے کم ہیں

نبردند پیشش مہمات کس — کہ مقصود حاصل نشد در نفس
لوگ[2] اس کے سامنے اپنی مشکلات نہیں لے گئے — کہ دم بھر میں مدعا حاصل نہ ہو گیا ہو،

بخواں تا بخواند دعائے بریں — کہ رحمت رسد ز آسماں بر زمیں
اس کو بلا بھیج تاکہ اس مرض پر دعا پڑھ دے — تاکہ آسمان سے زمین پر رحمت پہنچ جائے

بفرمود تا مہتران خدم — بخواندند پیر مبارک قدم
اس نے فرما دیا تو نوکروں کے سرداروں نے — مبارک قدم بوڑھے کو بلا لیا

[1] نہروا ایک قسم کا پھوڑا ہے جس کی جڑیں دھاگے کی طرح بدن میں پھیل جاتی ہیں۔
[2] اس کی دعا سے فوراً مدعا حاصل ہو جاتا ہے۔

بگفتا دعائے کن اے ہوشمند
اس نے کہا اے ہوشمند دعا فرما دیجیے

شنید ایں سخن پیر خم بودہ پشت
جھکی کمر بڈھے نے یہ بات سنی،

کہ حق مہربانست بر دادگر
کہ خدا انصاف کرنے والے پر مہربان ہے

دعائے منت کے شود سودمند
میری دعا تیرے لیے کب مفید ہو گی،

تو ناکردہ بر خلق بخشایشے
تو نے مخلوق پر بخشش نہیں کی،

ببایدت عذرِ خطا خواستن
تجھے تو خطا کا عذر کرنا چاہیے

کجا دست گیرد دعائے ویت
اس کی دعا تیری دستگیری کب کر سکتی ہے

شنید ایں سخن شہریارِ عجم
عجم کے بادشاہ نے یہ بات سنی

برنجید و پس با دلِ خویش گفت
رنجیدہ ہوا پھر اپنے دل میں کہا:-

بفرمود تا ہر کہ در بند بود
اس نے حکم دیدیا جو بھی قید میں تھا

جہاں دیدہ بعد از دو رکعت نماز
دو رکعت نماز کے بعد جہاندیدہ نے

کہ اے بر فرازندۂ آسماں
کہ اے[3] آسمان کے بلند کرنے والے!

ولی ہمچناں بر دعا داشت دست
ولی کے اسی طرح دعا میں ہاتھ اٹھے ہوئے تھے

تو گفتی ز شادی بخواہد پرید
تو یہ کہے گا کہ خوشی سے اڑ جائے گا،

بفرمود و گنجینۂ گوہرش
اس نے حکم دیدیا کہ اس کے موتیوں کے خزانہ کو

حق از بہر باطل نشاید نہفت
باطل کی خاطر حق کو چھپانا نہ چاہیے

کہ در رشتہ چوں سوزنم پائے بند
کہ سوئی کی طرح دھاگوں والی بیماری سے میں بندھا ہوں

بہ تندی بر آورد بانگ درشت
غصہ سے سخت آواز نکالی،

ببخشای و بخشایشِ حق نگر
بخشش کر اور خدا کی بخشش دیکھ

اسیرانِ مظلوم در چاہ و بند
مظلوم قیدی تو کنوئیں اور قید میں ہیں

کجا بینی از دولت آسایشے
تو دولت سے راحت کہاں دیکھ سکے گا،

پس از شیخ صالح دعا خواستن
پھر نیک بزرگ سے دعا کرانی چاہیے

دعائے ستمدیدگاں در پیت
جبکہ مظلوموں کی بد دعا تیرے درپے ہے

ز خشم و خجالت بر آمد بہم
تو غصہ اور شرمندگی سے بگڑ گیا،

چہ رنجم حقست ایں کہ درویش گفت
میں رنجیدہ کیوں ہوں درویش نے جو کچھ کہا صحیح ہے

بفرمانش آزاد کردند زود
اس کے حکم سے انھیں نے فوراً چھوڑ دیا

بدادر بر آورد دستِ نیاز
عاجزی کا ہاتھ خدا کی طرف اٹھایا۔

بجنگش گرفتی بصلحش بماں
اس کو تو نے جنگ میں گرفتار فرمایا صلح پر اس کو چھوڑ دے

کہ رنجور افتادہ بر پائے جست
کہ پڑا ہوا بیمار اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا

چو طاؤس چوں رشتہ در پا ندید
مور کی طرح جب پیر میں تار دہ نہ دیکھا

فشاندند در پای و زیر سرش
لوگوں نے اس کے پیروں اور سر پر نچھاور کر دیا

ازاں جملہ دامن بیفشاند و گفت
اس تمام خزانے سے اس نے دامن جھٹک دیا اور کہا

۱۰

[1] سخت قسم کے مجرموں کو کنوئیں میں بند کر دیا جاتا تھا۔
[2] انسان کو پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے پھر ہی کسی بزرگ کی دعا مفید ہو سکتی ہے۔
[3] یعنی ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی کہ وہ گناہوں کی وجہ سے مرض کی قید میں تھا اب اس کو اچھا کر دے
[4] یعنی اس کو مرض سے نجات پا جانے کی ایسی خوشی ہوئی کہ رقص طاؤسی کرنے لگا

مرو باسر رشته بارِ دگر — مبادا که دیگر کند رشته سر

نہر کی جڑ کی طرف پھر دوبارہ نہ جانا — ایسا نہ ہو کہ دوبارہ ناروسرا ابھارے

چو بارے فتادی نگهدار پای — که یکبارِ دیگر نلغزد زجای

جب ایک بار تو گرا ہے تو پیروں کو سنبھال — کہ دوبارہ جگہ سے نہ پھسلے

زسعدی شنو کیں سخن راستست — نه هر بارے افتاده برخاستست

سعدی سے سن لے یہ سچی بات ہے — کوئی گر کر ہر مرتبہ نہیں اٹھتا ہے

گفتار

جهاں اے پسر ملک جاوید نیست — ز دنیا وفاداری امید نیست

اے لڑکے دنیا ہمیشگی کا ملک نہیں ہے — دنیا سے وفاداری کی امید نہیں ہے

نه بر باد رفتے سحرگاه وشام — سریر سلیمان علیه السلام

کیا صبح وشام ہوا پر نہ اڑتا تھا — حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت

بآخر ندیدی که برباد رفت — خنک آنکه با دانش وداد رفت

آخر میں تو نے نہیں دیکھا کہ برباد ہوگیا — خوش تو وہ ہے جو دانائی اور انصاف کے ساتھ مرا

کسے زیں میاں گوئے دولت ربود — که در بند آسایش خلق بود

حکومت کی بازی ان میں سے وہ جیت لے گیا — جو مخلوق کے آرام کی فکر میں رہا

بکار آمد آنها که برداشتند — نه گرد آوریدند و بگذاشتند

وہی کام میں آیا جو سمیٹ لے گئے — نہ کہ جمع کر گئے اور چھوڑ گئے

حکایت

شنیدم که در مصر میر اجل — سپه تاخت بر روزگارش اجل

میں نے سنا ہے کہ مصر میں ایک بڑا سردار — اس کی عمر پر موت نے فوج دوڑا دی

جمالش برفت از رخ دل فروز — چو خور زرد شد بس نماند ز روز

اس کے دل کو روشن کرنے والے رخ سے حسن جاتا رہا — اس لیے کہ جب سورج پیلا پڑا پھر دن کا کچھ باقی نہیں رہتا

گزیدند فرزانگاں دست فوت — که در طب ندیدند داروئے موت

عقلمندوں نے اس کے فوت ہونے پر ہاتھ کو کاٹا — اس لیے کہ انھوں نے طب میں موت کی دوا نہ پائی

همه تخت وملکے پذیرد زوال — بجز ملک فرمانده لایزال

تمام تخت اور ملک زوال کو قبول کرتے ہیں — ہمیشہ رہنے والے حاکم کے ملک کے علاوہ

چو نزدیک شد روز عمرش بشب — شنیدند وی گفت در زیر لب

جب اس کی زندگی کا دن رات کے قریب ہوا — تو لوگوں نے سنا وہ آہستہ سے کہتا تھا

که در مصر چوں من عزیزے نبود — چو حاصل همیں بود چیزے نبود

میری طرح کا کوئی عزیز مصر میں نہ تھا — جب نتیجہ یہی تھا تو کچھ بھی نہ تھا

---

۱ دوبارہ ظلم وستم نہ کرنا ورنہ پھر مرض میں مبتلا ہو جائے گا۔

۲ یعنی ضروری نہیں کہ تو ہر گرنے سے ہر بار معافی ہو جائے گا۔

۳ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسا تخت عنایت کیا تھا جو صبح کو ایک ماہ کی اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتا تھا۔

۴ یعنی جو کچھ خدا کے راستے میں صرف کر گئے وہ ساتھ لے گئے جو مال جمع کر کے چھوڑ گئے وہ دوسروں کا ہوا۔

۵ یعنی اس کی موت کا وقت آ گیا۔

۶ مصر کے ہر بادشاہ کو عزیز کہا جاتا تھا۔

جہاں گرد کردم نخوردم برش
میں نے دنیا جمع کی اس کا پھل نہ کھایا
برفتم چو بیچارگاں از سرش
عاجزوں کی طرح اس پر سے میں چلا گیا

پسندیدہ رائے کہ بخشید و خورد
بہتر رائے والا وہی ہے جس نے دیا اور کھایا
جہاں از پئے خویشتن گرد کرد
دنیا اپنے لیے جمع کی ،

دریں کوش تا با تو ماند مقیم
اس میں کوشش کر جب تک وہ تیرے پاس ہو
کہ ہر چہ از تو ماند دریغست و بیم
کہ جو تجھ سے رہ جائے گا وہ افسوس ہے اور خوف

کند خواجہ بر بسترِ جاں گداز
جان گھلانے والے بستر پر آقا
یکے دست کوتاہ و دیگر دراز
ایک ہاتھ سمیٹتا ہے ایک پھیلاتا ہے

دراں دم ترا می نماید بدست
اس وقت تجھے ہاتھ کے ذریعہ دکھا رہا ہے
کہ دہشت زبانش زگفتن ببست
اس لیے کہ خوف نے اس کی زبان باندھ دی ہے

کہ دستے بجود و کرم کن دراز
کہ ایک ہاتھ تو دینے میں اور بخشش میں پھیلا
دگر دست کوتہ کن از ظلم و آز
دوسرا ہاتھ ظلم اور حرص سے کوتاہ کر

کنونت کہ دستست خارے بکن
اب کہ تیرا ہاتھ ہے کوئی کانٹا نکال
دگر کے برآری تو دست از کفن
پھر کفن سے ہاتھ کب نکال سکے گا۔

بتابد بسے ماہ و پروین و ہور
کافی وقت ایسا ہوگا کہ چاند ستارے سورج چمکیں گے
کہ سر بر نداری ز بالینِ گور
تو قبر کے سرہانے سے سر نہ اٹھائے گا

حکایت

قزل ارسلاں قلعۂ سخت داشت
قزل ارسلاں ایک مضبوط قلعہ رکھتا تھا
کہ گردن بالوند بر می فراشت
جو الوند (پہاڑ) سے اپنی گردن اونچی رکھتا تھا

نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بہیچ
نہ اس کو کسی کا ڈر تھا نہ کسی کی ضرورت
چو زلفِ عروساں رہش پیچ پیچ
اس کا راستہ دلھنوں کی زلفوں کی طرح پیچ در پیچ تھا۔

چناں نادر افتادہ در روضۂ
باغیچے میں ایسا نادر واقع ہوا تھا
کہ بر لاجوردی طبق بیضۂ
جیسا کہ سبز طباق میں انڈا

شنیدم کہ مردے مبارک حضور
میں نے سنا ہے کہ ایک بابرکت صحبت والا مرد
بنزدیک شاہ آمد از راہِ دور
دور راستہ سے بادشاہ کے پاس آیا

حقائق شناسے جہاندیدۂ
حقیقتوں کو پہچاننے والا جہاندیدہ ،
ہنرمندے آفاق گردیدۂ
ہنرمند ، دنیا میں گھومے ہوئے

بخندید کیں قلعۂ خرم است
وہ ہنسا کہ یہ قلعہ مبارک ہے
ولیکن نہ پندارمش محکم است
لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ مضبوط ہے

نہ پیش از تو گردن کشاں داشتند
کیا تجھ سے پہلے بادشاہ نہیں رکھتے تھے
دمے چند بودند و بگذاشتند،
چند دن ٹھہرے اور چھوڑ کر چلے گئے

۱۰

۱ یعنی نیکیاں کر کے دنیا سے اپنا ذخیرہ آخرت جمع کیا۔
۲ یعنی اس پر مرتے وقت افسوس ہوگا اور خدا کی مواخذہ کا خوف ہوگا۔
۳ نزع کے وقت انسان عموماً ایک ہاتھ سکوڑتا ہے اور ایک دراز کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ سکوڑ کر ظلم و حرص سے ہاتھ کھینچے اور دراز کر کے بخشش کی طرف ہاتھ بڑھانے کا اشارہ کرتا ہے۔
۴ کسی کی مدد کر کے اس کی تکلیف دور کر۔
۵ قزل ارسلان سلجوقی فارس کا مشہور بادشاہ ہے۔ الوند ہمدان کا مشہور پہاڑ ہے جس سے بارہ ہزار چشمے بہتے ہیں۔
۶ یعنی اس قلعہ کو کسی دشمن کا ڈر نہ تھا اور اپنی ضرورتوں میں کسی کا محتاج نہ تھا
۷ سبزہ زار میں مرمریں قلعہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا سبز لگن میں انڈا۔
۸ موت کے حملہ سے نہ بچا سکے گا۔
۹ اس قلعہ میں تجھ سے بہت آئے اور چلے گئے۔

نہ بعد از تو شاہانِ دیگر برند
کیا تیرے بعد دوسرے بادشاہ نہیں برتیں گے
ز دوران و مُلکِ پدر یاد کن
باپ کے ملک اور زمانہ کو یاد کر!
چناں روزگارش بکنجے نشاند
زمانہ نے اس کو اس طرح گوشہ میں بٹھا دیا
چو نومید ماند از ہمہ چیز و کس
جب وہ ہر چیز اور ہر شخص سے نا امید ہوا
بر مردِ ہشیار دنیا خس است
ہوشیار انسان کے نزدیک دنیا تنکا ہے

درختِ امید ترا بر خورند
تیری امیدوں کے درخت سے پھل کھائیں گے
دل از بندِ اندیشہ آزاد کن
دل کو فکر کی قید سے آزاد کر!
کہ بر یک پشیزش تصرّف نماند
اس کا ایک پیسہ پر تصرف نہ رہا
امیدش بفضلِ خدا ماند و بس
فقط خدا کی مہربانی پر اس کی امید رہی
کہ ہر مدتے جائے دیگر کس است
کہ ہر زمانہ میں دوسرے کی جگہ ہے

حکایت

چنیں گفت شوریدۂ در عجم
ایک بے باک نے عجم میں
اگر مُلک بر جم بماندے و بخت
اگر ملک اور نصیبہ جمشید کا ساتھ دیتا
اگر گنجِ قاروں بدست آوری
اگر قارون کا خزانہ تیرے ہاتھ لگ جائے

بکسریٰ کہ اے وارثِ مُلکِ جم
کسریٰ کو کہا کہ اے جمشید کے ملک کے وارث
ترا کے میسر شدے تاج و تخت
تاج و تخت تجھے کیسے میسر آتا
نماند مگر آنچہ بخشی بری
وہ بھی نہ رہے گا، ہاں جو تو بخشے گا وہ لیجائے گا

حکایت

چو الپ ارسلاں جاں بجاں بخش داد
جب الپ ارسلاں نے جان دینے والے کو جان دی
بتربت سپردندش از تاج و گاہ
تخت اور تاج سے ہٹا کر اس کو قبر کے سپرد کیا
چنیں گفت دیوانۂ ہوشیار
ایک ہوشیار دیوانہ نے یہ کہا
زہے مُلک و دوراں سر در نشیب
کیا ہی اندھا ملک اور زمانہ ہے
چنین است گردیدنِ روزگار
زمانہ کی گردش ایسی ہی ہے
چو دیرینہ روزے سر آورد عہد
جب بوڑھا اپنا زمانہ ختم کرتا ہے

پسر تاجِ شاہی بسر بر نہاد
لڑکے نے شاہی تاج سر پر رکھا
نہ جائے نشستن نہ آماج گاہ
نہ بیٹھنے کی جگہ نہ ٹہلنے کی
چو دیدش پسر روزِ دیگر سوار
جب اس نے اس کے لڑکے کو دوسرے دن سوار دیکھا
پدر رفت و پائے پسر در رکیب
باپ چلا گیا اور بیٹے کا پیر رکاب میں ہے
سبک سیر بد عہد ناپائدار
تیز رفتار، بد عہد، ناپائیدار
جواں دولتے سر بر آرد ز مہد
جوان دولت والا گہوارے سے سر اٹھاتا ہے

قبر جس میں نہ بیٹھنے کی گنجائش تھی نہ چلنے پھرنے کی

منہ بر جہاں دل کہ بیگانہ ایست
دنیا سے دل نہ لگا یہ بیگانہ ہے
چو مُطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
گویّے کی طرح کہ ہر روز ایک گھر میں ہے

نہ لائق بود عیش با دلبرے
ایسے دلبر کے ساتھ زندگی مناسب نہیں ہے
کہ ہر بامدادش بود شوہرے
کہ ہر صبح کو جس کا ایک شوہر ہو

نکوئی کن امسال چوں دہ تراست
اس سال نیکی کر جب گانوں تیرے قبضہ میں ہے
کہ سالِ دِگر دیگرے دہ خداست
کیونکہ دوسرے سال گانوں کا مالک دوسرا ہوگا

حکایت

بزرگے جفا پیشہ در حدِ غور[1]
غور کے علاقہ میں ایک ظالم بادشاہ
گرفتے خرِ روستائی بزور
گانوں والے کا گدھا زبردستی پکڑ لیتا

خراں زیرِ بارِ گراں بے علف
بھاری بوجھ میں بے گھاس چرے گدھے
بروزے دو مسکیں شدندے تلف
دو ایک روز میں بیچارے مر جاتے

چو مُنعم کند سفلہ را روزگار
جب زمانہ کسی کمینے کو بڑا بنا دیتا ہے
نہد بر دلِ تنگِ درویش بار
تو وہ فقیر کے تنگ دل پر بار ڈالتا ہے

چو بامِ بلندش بود خود پرست
جب کسی خود پرست کی اٹاری اونچی ہوتی ہے
کند بول و خاشاک بر بامِ پست
وہ پیشاب اور کوڑا نیچی چھت پر ڈالتا ہے

شنیدم کہ بارے بعزمِ شکار
میں نے سنا ہے کہ ایک بار شکار کے ارادے سے
بروں رفت بیداد گر شہریار
ظالم بادشاہ باہر نکلا

پیاپے بدنبالِ صیدے براند
پے در پے ایک شکار کے پیچھے دوڑا
شبش در گرفت از حشم دور ماند
اس کو رات نے آ پکڑا، نوکروں سے دور رہ گیا

بہ تنہا ندانست روی و رہے
اکیلا کسی شخص اور راستہ کو نہ پہچان سکا
بناداخت ناکام شب در دہے
ناکام ہو کر رات کو ایک گانوں میں ڈیرا ڈال دیا

خرے دید پوئیندۂ کار گر
اس نے ایک گدھا دیکھا، بھاگنے والا، کام کا
توانا و زور آور و بار بر
تگڑا، طاقت ور، بوجھ لے جانے والا

یکے مردِ کُرد استخوانے بدست
ایک کُرد کی ہڈی ہاتھ میں لیے ہوئے
چناں میزدش کاستخواں می شکست
اس کو اس طرح مار رہا تھا کہ اس کی ہڈیاں توڑتا تھا

شہنشہ برآشفت و گفت اے جواں
بادشاہ بگڑ گیا اور بولا اے جوان!
زحد رفت جورت بریں بے زباں
اس بے زبان پر تیرا ظلم حد سے بڑھ گیا

چو زور آوری خود نمائی مکن
اگر تجھ میں طاقت ہے تو خود نمائی نہ کر
بر افتادہ زور آزمائی مکن
کمزور پر زور آزمائی نہ کر!

پسندش نیامد فرومایہ قول
کمزور بات اس کو پسند نہ آئی۔
یکے بانگ بر پادشہ زد بہول
وہ بادشاہ پر خوفناک آواز سے چیخا۔

[1] ایک علاقہ کا نام ہے یا ایک شہر کا۔ غوری خاندان جو ہندستان کا حکمراں رہا ہے اسی کی طرف منسوب ہے۔
[2] گانوں والوں کے گدھے جبراً بیگار میں پکڑ لیتا تھا، بھاری بوجھ ان پر لادتا اور ان کو چارہ بھی نہ دیتا تھا۔

گرفتم نہ بیہودہ اینکار پیش
میں نے یہ کام خواہ مخواہ نہیں کیا ہے

بسا کس کہ پیش تو معذور نیست
بہت سے آدمی جو تیرے نزدیک معذور نہیں ہیں

ملک را درشت آمد از وے خطاب
اس کی گفتگو بادشاہ پر گراں گذری

کہ پندارم از عقل بیگانہ
کیونکہ میں سمجھتا ہوں تو عقل سے بیگانہ ہے

بخندید کاے ترک ناداں خموش
وہ ہنسا کہ اے بے عقل ترک چپ رہ

نہ دیوانہ خواند کس اُو را نہ مست
اس کو نہ کوئی دیوانہ کہتا ہے، نہ مست

جہاں جوی گفت اے ستمگارہ مرد
بادشاہ نے کہا اے ظالم انسان!

دراں بحر مردے جفا پیشہ بود
اس سمندر میں ایک ظالم انسان تھا

جزائر ز کردارِ او پُر خروش
جزیروں کے باشندے اس سے نالاں تھے

پس آں راز بہر مصالح شکست
تو اُس کو مصلحتوں کی وجہ سے توڑا تھا

شکستہ متاعے کہ در حرز تست
وہ شکستہ سامان جو تیرے قبضہ میں ہے

بخندید دہقانِ روشن ضمیر
روشن باطن گاؤں والا ہنسا

نہ از جہل می بشکنم پائے خر
میں نادانی کی وجہ سے گدھے کا پیر نہیں توڑ رہا ہوں

خر ایں جایگہ لنگ و تیمار کش
اس جگہ لنگڑا رنجیدہ گدھا

تواں را نگوئی کہ کشتی گرفت
تو اسے کچھ نہیں کہتا جس نے کشتی پکڑ لی

تفو بر چناں ملک و دولت کہ راند
ایسے ملک اور حکومت پر تھو ہے جو اس نے چلائی

برو چوں ندانی پس کارِ خویش
جب تو نہیں جانتا تو اپنے کام میں لگ

چوں وا بینی از مصلحت دور نیست
اگر غور سے دیکھے گا تو مصلحت سے خالی نہیں ہے

بگفتا بیا تا چہ بینی صواب
اس نے کہا تو کیا خوبی دیکھتا ہے بتا

نہ مستی ہمانا کہ دیوانہ
مست نہیں بلکہ تو دیوانہ ہے

مگر حالِ خضرت نیامد بگوش
شاید خضر کا حال تیرے کانوں میں نہیں پڑا

چرا کشتیٔ ناتواناں شکست
اس نے غریبوں کی کشتی کیوں توڑی

چہ دانی کہ خضر آں برائے چہ کرد
تجھے کیا معلوم کہ خضر نے وہ کیوں کیا تھا

کہ دلہا از و بحر اندیشہ بود
جس کی وجہ سے دل فکر کا سمندر تھے

جہانے ز دستش چو دریا بجوش
ایک دنیا اس کے ہاتھ سے دریا کی طرح متلاطم تھی۔

کہ سالار ظالم نگیرد بدست
تاکہ ظالم سردار نہ پکڑ لے

ازاں بہ کہ در دست دشمن درست
اس سے بہتر ہے کہ وہ سالم دشمن کے ہاتھ پڑے

کہ پس حق بدست منست اے امیر
کہ پھر تو حق میرے ہاتھ میں ہے اے بادشاہ

کہ از جورِ سلطان بیداد گر
بلکہ ظالم بادشاہ کے ظلم سے ڈر کر

ازاں بہ کہ پیش ملک بار کش
اس سے بہتر ہے کہ بادشاہ کے پاس بوجھ اٹھانے والا ہو

کہ چوں تا ابد نام زشتی گرفت
کہ اس نے قیامت تک کے لیے کیسی بدنامی حاصل کی

کہ لعنت بر او تا قیامت بماند
کہ اس پر برائی قیامت تک کے لیے رہی۔

مطلب تجھے بظاہر ان کا کام غلط معلوم ہو گا لیکن اگر غور سے دیکھے گا تو اس کام میں مصلحت نظر آئے گی کیونکہ جس مصلحت سے خضر نے کشتی توڑی تھی اسی مصلحت سے میں گدھے کو لنگڑا بنا رہا ہوں۔

ستمگر جفا بر تنِ خویش کرد
ظالم نے اپنے اوپر ظلم کیا

کہ فردا دراں محفل نام و ننگ
اس لیے کہ کل کو عزت اور ذلت کی اس محفل میں[2]

نہد بارِ او زارہ بر گردنش
گناہوں[3] کا بوجھ اس کی گردن پر دھرے گا

گرفتم کہ خر بارِش اکنوں کشد
میں مانتا ہوں آج گدھا اس کا بوجھ اٹھاتا ہے

گر انصاف پرسی بداختر کسست
اگر تو انصاف سے پوچھے تو بدنصیب وہ شخص ہے

ہمیں پنج روزش تنعم بود
یہی کچھ دن[5] اس کی راحت کے ہوتے ہیں

اگر بر نخیزد بہ آں مردہ دل
اگر وہ[6] مردہ دل سو کر نہ اٹھے تو بہتر ہے

شہ ایں جملہ بشنید و چیزے نگفت
بادشاہ نے یہ سب کچھ سنا اور کچھ نہ بولا

ہمہ شب ز بیداری اختر شمرد
تمام رات بیداری میں ستارے گنے،

چو آوازِ مرغِ سحر گوش کرد
جب مرغِ سحر کی آواز اس کے کان میں آئی

سواراں ہمہ شب بہ رگ تاختند
تمام رات سوار ڈھونڈھتے رہے

براں عرصہ بر اسپ دیدند و شاہ
اس میدان میں انھوں نے گھوڑے اور بادشاہ کو دیکھا

بخدمت نہادند سر بر زمیں
انھوں نے تعظیم میں زمین پر سر رکھ دیے

بزرگاں نشستند و خواں خواستند
بڑے لوگ بیٹھے اور انھوں نے دسترخوان طلب کیا

چو شورِ طرب در نہاد آمدش
جب اس کی طبیعت پر مستی کا جوش آیا

بفرمود و جستند و بستند سخت
اس نے حکم دے دیا وہ دوڑ پڑے اور اس کو مضبوط باندھا

نہ بر زیردستانِ درویش کرد
نہ کہ غریب ماتحتوں پر

بگیرد گریبان و ریشش بچنگ
وہ چنگل سے اس کا گریبان اور داڑھی پکڑے گا

نیارد سر از عار بر کردنش
وہ اپنے کیے کی ذلت سے سر نہ اٹھائے گا

دراں روز بارِ خراں چوں کشد
اس دن[4] گدھے کا بوجھ وہ کیسے اٹھائے گا۔

کہ در راحتش رنج دیگر کسست
کہ اس کے آرام میں دوسرے کو تکلیف ہے

کہ شادیش در رنجِ مردم بود
کیونکہ اس کی خوشی لوگوں کے رنج میں ہوتی ہے

کہ خسپند از و مردم آزردہ دل
جس کی وجہ سے لوگ آزردہ دل ہو کر سوئیں

ببست اسپ و سر بر نمدِ زیں بخفت
گھوڑا باندھا اور زین کے نمدے پر سر رکھ کر لیٹ گیا

ز سودا و اندیشہ خوابش نبرد
پریشانی اور سوچ میں اس کو نیند نہ آئی

پریشانیِ شب فراموش کرد
رات کی پریشانی کو بھول گیا

سحر گہ پئے اسپ بشناختند
صبح کو انھوں نے گھوڑے کی پیڑ پہچانی

پیادہ دویدند یکسر سپاہ
تمام سپاہی پیدل دوڑ پڑے

چو دریا شد از موجِ لشکر زمیں
لشکر کی پٹار سے زمین سمندر بن گئی،

بخوردند و مجلس بیاراستند
کھایا پیا اور محفل آراستہ کی،

ز دہقانِ دوشینہ یاد آمدش
اس کو گزشتہ رات کا گاؤں والا یاد آیا

بخواری فگندند در پائے تخت
ذلت کے ساتھ اس کو تخت کے پائے کے پاس ڈال دیا

[1] ظالم سے چونکہ ظلم کا بدلہ لیا جائے گا لہٰذا اس کا ظلم خود اپنے اوپر ہے۔
[2] یعنی میدانِ حشر میں
[3] مظلوم کے گناہ ظالم پر لادے جائیں گے۔
[4] یعنی قیامت کے روز
[5] پنج روز سے مراد دنیا کی چند روزہ زندگی مراد ہے۔
[6] یعنی سونے کے بعد زندہ نہ اٹھے۔

سیہ دل برآہیخت شمشیر تیز
جلاد نے تیز تلوار سونتی
شمرد آں دم از زندگی آخرش
وہ سمجھ گیا اس کی زندگی کا آخری وقت ہے،
نہ بینی کہ چوں کارد بر سر بود
تو نے نہیں دیکھا جب چاقو سر پر رکھا جاتا ہے
چو دانست کز خصم نتواں گریخت
جب اس نے سمجھ لیا کہ دشمن سے بچکر نہیں بھاگ سکتا ہے
سر ناامیدی برآورد و گفت
مایوسی کا سر اٹھایا اور کہا
زنامہربانی کہ در دور تست
اس بے رحمی سے جو تیرے دور میں ہے
نہ من کردم از دست جورت نفیر
صرف میں ہی تیرے ظلم کے ہاتھ سے نالاں نہیں ہوں
عجب گر زمنت بر دل آمد درشت
تعجب ہے کہ صرف میرا کہنا ہی تجھے گراں گذرا
وگر سخت آمد نکوہش ز من
اگر میری بدگوئی تجھے گراں گذری ہے
ترا چارہ از ظلم برگشتن است
تیری تدبیر ظلم چھوڑ دینا ہے
چو بیداد کردی توقع مدار
جب تو نے ظلم کیا ہے تو توقع نہ رکھ!
ندانم کہ چوں خسپدت دیدگاں
میں نہیں سمجھتا، تیری آنکھیں کیسے سوتی ہیں
بداں کے ستودہ شود پادشاہ
سمجھ لے! اس طرح بادشاہ قابلِ تعریف کب ہو سکتا ہے
چہ سود آفریں بر سر انجمن
لوگوں کے مجمع میں تعریف کا کیا فائدہ
گرفت ایں سخن شاہِ ظالم بگوش
یہ بات ظالم بادشاہ کے کان میں پڑی
دراں دہ کہ طالع نمودش بہی
جس گاؤں میں اس کے نصیبہ نے بہتری دکھائی

ندانست بیچارہ روئے گریز
وہ بیچارہ بھاگنے کا رخ نہ جان سکا،
بگفت آنچہ گردید در خاطرش
جو کچھ اس کے مزاج میں آیا اس نے کہہ ڈالا
قلم را زبانش رواں تر بود
قلم کی نوک تیز ہو جاتی ہے
بنا باکی او تیر ترکش بریخت
اس نے بے باکی سے ترکش کے تیر چلائے
شب گور در دہ محالست خفت
قبر میں سونے کی رات کو گاؤں میں سونا ناممکن ہے
ہمہ عالم آوازۂ جور تست
تمام عالم میں تیرے ظلم کا شہرہ ہے
کہ خلقے زخلقے بگشتہ گیر
بلکہ تمام مخلوق۔ تمام مخلوق سے ایک مرا ہوا سمجھ
بکش گر توانی ہمہ خلق کشت
اگر مار سکتا ہے تو سب کو مار ڈال!
بانصاف بیخ نکوہش بکن
تو انصاف سے کام لیکر بدگوئی کی جڑ کو ختم کر دے
نہ بیچارۂ بے گنہ کشتن است
نہ کہ ایک بیچارے بے گناہ کو قتل کرنا
کہ نامت بہ نیکی رود در دیار
کہ تیرا نام ملکوں میں نیکی سے پھیلے گا
نخفتہ ز دستت ستمدیدگاں
جب تیرے ہاتھ کے ستائے ہوئے نہیں سوتے ہیں
کہ خلقش ستایند در بارگاہ
کہ لوگ دربار میں اس کی تعریف کریں
پس چرخہ نفریں کناں مرد و زن
جب مرد و عورت پیٹھ پیچھے ملامت کریں
زسرمستئے غفلت آمد بہوش
غفلت کی سرمستی سے ہوش میں آ گیا
دہی را بہ بخشید فرماں دہی
وہاں کی سرداری اس گاؤں والے کو دے دی

۱؎ جس طرح قلم کو تراشنے سے نوک قلم تیز ہو جاتی ہے اسی طرح انسان کے سر پر جب تلوار دھر دی جاتی ہے اور وہ زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے تو جو دل میں آتا ہے کہہ ڈالتا ہے

۲؎ یعنی آمادہ بجنگ ہو گیا۔

۳؎ یعنی جس رات میں قبر میں سونا مقدر ہو گاؤں میں وہ رات بسر نہیں ہو سکتی ہے۔

۴؎ تیرے ظلم سے صرف میں ہی نالاں نہیں ہوں بلکہ ساری پبلک نالاں ہے اب اگر ان میں سے صرف مجھے ماریگا تو کیا نتیجہ ہو۔

۵؎ ظلم کی بجائے انصاف کرنے لگ تاکہ بدگوئی کی جو اصل وجہ ہے وہ ختم ہو جائے

۶؎ یعنی اس کو نصیحت حاصل ہوئی

بیاموزی از عالماں عقل و خوی
تو عقل[۱] و اخلاق عالموں سے سیکھتا ہے
نہ چندانکہ از جاہل عیب جوی
لیکن اسقدر نہیں جس قدر عیب جو جاہل سے

ز دشمن شنو سیرت خود کہ دوست
اپنے حالات دشمن سے سنو اس لیے کہ دوست تو
ہر آنچہ از تو آید بچشمش نکوست
جو کچھ تم سے ہوتا ہے اس کی آنکھ کو بھاتا ہے

ستایش سرایاں نہ یارِ تو اند
تعریف کرنے والے تیرے دوست نہیں ہیں
ملامت کناں دوستدارِ تو اند
ملامت کرنے والے تیرے دوست ہیں۔

ترش روی بہتر کند سرزنش
بدمزاج بہتر سرزنش کرتا ہے۔
کہ یاران خوش طبع شیریں منش
نہ کہ خوش مزاج، میٹھی طبیعت دوست

ازیں بہ نصیحت نگوید کست
تجھے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہ کرے گا
وگر عاقلی یک اشارت بست
اور اگر تو سمجھدار ہے تو ایک اشارہ کافی ہے

حکایت

چو دور خلافت بمامون رسید
جب مامون[۲] کا دور خلافت آیا
یکے ماہ پیکر کنیزک خرید
تو ایک چاند جیسے جسم والی لونڈی خریدی

بچہرہ آفتابے بتن گلبنے
چہرہ کے اعتبار سے آفتاب جسم کے لحاظ سے پھولوں کی شاخ
بعقل خردمند بازی کنے
عقلمند کی عقل سے کھیلنے والی

بخون عزیزاں فرو بردہ چنگ
عاشقوں[۳] کے خون میں چنگل ڈبوئے ہوئے
سر انگشتہا کردہ عناب رنگ
انگلیوں کے سروں کو عنابی بنائے ہوئے

برابروئے عابد فریبش خضاب
اس کی عابد فریب ابرو پر نیل[۴]
چو قوس قزح بود بر آفتاب
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ آفتاب پر دھنک کمان

شب خلوت آں لعبت حور زاد
خلوت کی رات میں اس حور کی نسل کی گڑیا نے
بگرتن در آغوش مامون نداد
البتہ اپنے آپ کو مامون کی بغل کے سپرد نہ کیا

گرفت آتش خشم در وے عظیم
غصہ کی بہت بڑی آگ اس میں بھڑک اٹھی
سرش خواست کردن چو جوزا[۵] دو نیم
اس نے اس کے سر کو جوزا کی طرح دو ٹکڑے کر دینا چاہا

بگفتا سر اینک بشمشیر تیز
وہ بولی یہ سر موجود ہے اس کو تیز تلوار سے
بینداز و با من مکن خفت و خیز
اتار پھینک اور میرے ساتھ سونا اور نشست برخاست نہ کر

بگفت از کہ بر دل گزند آمدت
اس نے کہا کسی سے تیرے دل کو تکلیف پہنچی ہے
چہ خصلت ز من ناپسند آمدت
میری کون سی عادت تجھے ناپسند آئی ہے

بگفت ار کشی ور شگافی سرم
وہ بولی اگر تو مجھے مار بھی ڈالے اور میرے سر کو پھاڑ دے
ز بوئے دہانت برنج اندرم
تیرے منہ کی بدبو سے مجھے تکلیف ہے

کشد تیر پیکار و تیغ ستم
جنگ کا تیر اور ستم کی تلوار مار ڈالتی ہے
بیکبار و بوئے دہاں دمبدم
یکبارگی اور منہ کی بدبو پے در پے

---

۱ انسان عالموں سے تو سیکھتا ہی ہے لیکن جاہلوں سے بھی بہت کچھ سیکھ لیتا ہے۔

۲ مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا۔

۳ یعنی اس کے پوروں پر مہندی نہ تھی بلکہ عاشقوں کا خون تھا۔

۴ سنگھار میں ابروؤں پر نیل کا خط کھینچا جاتا تھا۔



۵ جوزا آسمان کے بارہ برجوں میں سے ایک برج کا نام ہے جس کی شکل دو جڑواں انسانوں کی طرح بتائی جاتی ہے۔

شنید این سخن سرور نیک بخت
نیک بخت بادشاہ نے یہ بات سنی تو
بشورید و برخود بپیچید سخت
پریشان ہوگیا اور اپنے اوپر سخت پیچ و تاب کھانے لگا

دلش گرچہ در حال ازو رنجہ شد
اگرچہ فی الحال اس کا دل اس سے رنجیدہ ہوا
دوا کرد و خوشبوی چوں غنچہ شد
دوا کی اور خوشبو لگائی تو غنچہ جیسا ہوگیا

پری چہرہ را ہمنشیں کرد و دوست
اس نے پری چہرہ کو ہم نشین اور دوست بنا لیا
کہ این عیب من گفت یار من اوست
کہ اس نے میرا عیب بتا دیا یہ میرا دوست ہے

بنزد من آں کس نکو خواہ تست
میرے نزدیک تیرا خیر خواہ وہ ہے
کہ گوید فلاں خار در راہ تست
جو بتا دے کہ تیرے راستہ میں فلانہ کانٹا ہے

بگمراہ رفتن نکو میروی
غلط راستہ چلنے پر یہ کہنا کہ تو ٹھیک جا رہا ہے
جفائے تمامست و جور قوی
پورا ستم اور بہت بڑا ظلم ہے

ہر آنگہ کہ عیبت نگویند پیش
جب کہ تیرا عیب سامنے نہ بتائیں
ہنر دانی از جاہلی عیب خویش
تو نادانی سے اپنے عیب کو ہنر سمجھے گا

مگو شہد شیریں شکر فائقست
مت کہہ شہد شیریں ہے اور شکر سب سے بڑھکر ہے
کسے را کہ سقمونیا لائقست
اس شخص سے جو سقمونیا کے لائق ہے

چہ خوش گفت یکروز دارو فروش
ایک روز ایک دارو فروش نے کیا اچھی بات کہی
شفا بایدت داروئے تلخ نوش
اگر تجھے شفا چاہیے تو کڑوی دوا پی

بپرویزن معرفت بیختہ
جو معرفت کی چھلنی میں چھنی ہوئی ہو
بشہد عبادت بر آمیختہ
اور عبادت کے شہد میں ملی ہوئی ہو

۱۔ گندہ دہنی کا خوشبو سے معالجہ کیا تو منہ غنچہ کی طرح معطر ہوگیا۔

۲۔ یعنی جو شخص صفراوی امراض میں مبتلا ہے اس کو دوا سقمونیا استعمال کرنی چاہیے اس کے سامنے میٹھے کے فضائل بیان نہ کر

حکایت

شنیدم کہ از نیک مردے فقیر
میں نے سنا ہے کہ ایک نیک مرد فقیر سے
دل آزردہ شد پادشاہے کبیر
ایک بڑا بادشاہ دل آزردہ ہوگیا

مگر بر زبانش حقے رفتہ بود
شاید اس کی زبان پر کوئی حق بات آگئی ہوگی
ز گردن کشی بر وے آشفتہ بود
وہ تکبر کی وجہ سے اس پر ناراض تھا

بزنداں فرستادش از بارگاہ
اس کو دربار سے قید خانہ میں روانہ کر دیا
کہ زور آزمائیست بازوئے شاہ
اس لیے کہ بادشاہ کا بازو قوی ہوتا ہے

زیاراں یکے گفتش اندر نہفت
دوستوں میں سے کسی نے اس سے چپکے سے کہا
مصالح نبود این سخن گفت، گفت
یہ بات کہنی مناسب نہ تھی۔ اس نے کہا

رسانیدن امر حق طاعتست
سچی بات کہہ دینا عبادت ہے
ز زنداں نترسم کہ یک ساعتست
میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا کیونکہ تھوڑی دیر کے لیے ہے

ہماں دم کہ در خفیہ این راز رفت
اسی وقت جبکہ یہ راز کی بات چپکے سے ہوئی
حکایت بگوش ملک باز رفت
خبر بادشاہ کے کان میں پڑ گئی۔

بخندید کو ظن بیہودہ برد
وہ ہنسا کہ یہ اس کا بیہودہ خیال ہے

غلامے بدرویش برد ایں پیام
ایک غلام یہ پیام درویش کے پاس لے گیا

کہ دنیا ہمیں ساعتے بیش نیست
کہ دنیا ہی تھوڑی دیر سے زیادہ نہیں ہے

نہ گر دستگیری کنی خرمم
اگر تو دستگیری کرے تو میں خوش نہیں ہوں

ترا گر سپاہست و فرمان و گنج
تیرے پاس اگر لشکر اور حکم اور خزانہ ہے

بدروازۂ مرگ چوں در شویم
جب ہم موت کے دروازے میں داخل ہوں گے

منہ دل بریں دولت پنج روز
اس چندروزہ دولت سے دل نہ لگا

نہ پیش از تو بیش از تو اندوختند
تجھ سے پہلے لوگوں نے تجھ سے زیادہ جمع نہیں کیا

چناں زی کہ ذکرت بتحسیں کنند
اس طرح زندگی گذار کہ تیرا ذکر بھلائی سے کریں

نباید برسم بد آئیں نہاد
بری رسموں کا قانون نہ بنانا چاہیے

وگر برسر آید خداوند زور
اور اگر کوئی طاقت والا غالب آجائے

بفرمود دلتنگ روی از جفا
ظالم نے ازروی جفا حکم دیا

چنیں گفت مرد حقائق شناس
حقیقتوں کے جاننے والے انسان نے یہ کہا

من از بیزبانی ندارم غمے
مجھے اپنے بے زبان ہوجانے کا بھی غم نہیں ہے

اگر بے نوائی برم ور ستم
مجھے بے نوائی برداشت کرنی پڑے خواہ ظلم

عروسی بود نوبت ماتمت
تیرے ماتم کا وقت بھی شادی ہے ۔

نداند کہ خواہد دراں حبس مرد
وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ جیل خانہ میں مریگا

بگفتا بخسرو بگو اے غلام
وہ بولا اے غلام بادشاہ سے کہہ دے

غم و خرمی پیش درویش نیست
غم اور خوشی درویش کے نزدیک کچھ نہیں ہے

نہ گر سر بری در دل آید غمم
اگر تو سر قلم کرے تو میرے دل میں غم نہ آئے گا

مرا گر عیالست و حرمان و رنج
میرے پاس اگر بال بچے اور محرومی اور غم ہے

بیک ہفتہ باہم برابر شویم
ایک ہفتہ میں برابر ہوجائیں گے

تن خویشتن را بآتش مسوز
اپنا جسم آگ میں نہ جلا

نہ بیداد کردن جہاں سوختند
بلکہ انھوں نے ظلم کرکے جہان کو جلایا

چو مردی نہ بر گور نفریں کنند
جب تو مرے تو قبر پر لعنت نہ کریں

کہ گویند لعنت بر آں کیں نہاد
کہ لوگ کہیں خدا کی اس پر پھٹکار جس نے یہ بنایا

نہ زیرش کند عاقبت خاک گور
کیا انجام کار قبر کی مٹی اس کو زیر نہیں کرتی ہے

کہ بیروں کنندش زباں از قفا
کہ اس کی زبان گدھی سے کھینچ لیں

ازیں ہم کہ گفتی ندارم ہراس
جو تو نے حکم دیا اس سے بھی مجھے خوف نہیں

کہ دانم کہ ناگفتہ داند ہمے
اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ بدون کہے بھی جان جاتا ہے

گرم عاقبت خیر باشد چہ غم
اگر انجام بخیر ہوجائے تو غم کیا ہے

گرت نیک روزی بود خاتمت
اگر تجھے بہتر خاتمہ میسر آجائے

۱ یعنی وہ سمجھ رہا ہے کہ میں اس کو چند دن کی قید کر رہا ہوں میں نے تو اس کو حبس دوام کی سزا دی ہے۔

۲ یعنی میں یہ نہیں سمجھا بلکہ میرے نزدیک تو دنیا ہی چندروزہ ہے اور درویشوں کے یہاں دنیا کا رنج وخوشی کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے۔

۳ چند دن میں دونوں کا جسم یکساں طور پر گل سڑ کر برابر ہوجائیگا

۴ ہم نے روی از جفا کو ازروی جفا پڑھکر ترجمہ کیا ہے اگر دلتنگ روی پڑھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے وہ شخص جس کے چہرہ پر دل تنگی رونما ہو۔

۵ کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بات بھی جانتا ہے۔

۶ یعنی مرنے کا وقت جو دراصل ماتم کا وقت ہے وہ دراصل شادی کا وقت ہے۔

حکایت

یکے مشت زن بختِ روزی نداشت
ایک پہلوان کے مقدر میں روزی نہ تھی

زجورِ شکم گل کشیدے بپشت
پیٹ کے ظلم سے کمر پر مٹی ڈھوتا

مدام از پریشانیٔ روزگار
زمانہ کی پریشانی سے ہمیشہ

گہش جنگ با عالمِ خیرہ کُش
کبھی اس کی جنگ بیباکی سے قتل کرنے والے زمانہ سے ہوتی

گہ از دیدنِ عیشِ شیریں خلق
کبھی لوگوں کے شیریں عیش کو دیکھنے سے

گہ از کارِ آشفتہ بگریستے،
کبھی اپنے بگڑے کاموں سے روتا

کساں شہد نوشند مرغ و برہ
لوگ شہد اور مرغ اور حلوان کھاتے ہیں

گر انصاف پُرسی نہ نیکوست ایں
اگر تو انصاف سے پوچھے تو یہ بات اچھی نہیں ہے

دریغ ار فلک شیوۂ ساختے
ہائے اگر آسمان کوئی ایسا رستہ بنا دیتا

مگر روزگارے ہوس راندمے
شاید کبھی دن میں دل کی حسرت نکال لیتا

شنیدم کہ روزے زمینے بکافت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک دن زمین کھودی

بخاکِ اندرش عقدِ بگسیختہ
اس کا ہار مٹی میں ٹوٹا ہوا

دہاں بے زباں پندمی گفت و راز
بے زبان منہ نصیحت اور راز کی بات کہہ رہا تھا

نہ اینست حالِ دہن زیرِ گل
مٹی کے نیچے منہ کا کیا یہ حال نہیں ہے

غم از گردشِ روزگاراں مدار
زمانہ کی گردش کا غم نہ کر!

نہ اسبابِ شامش مہیا نہ چاشت
نہ اس کے لیے شام کا سامان مہیا تھا نہ صبح کا

کہ روزی محالست خوردن بمشت
اس لیے کہ پہلوانی کے ذریعہ روزی کمانا ناممکن ہے

دلش محنت آلود و تن سوگوار
اس کا دل مشقت میں تھا اور جسم رنجیدہ رہتا تھا

گہ از بختِ شوریدہ رویش ترش
کبھی پریشان نصیبہ کی وجہ سے اس کا منہ بنا ہوتا

فرو می شدے آبِ تلخش بحلق
اس کے گلے سے پانی کڑوا اترتا

کہ کس دید ازیں صعب تر زیستے
کہ کسی نے اس سے زیادہ سخت زندگی دیکھی ہے۔

مرا روئے ناں می نہ بیند ترہ
میری روٹی ساگ کا بھی منہ نہیں دیکھتی ہے

برہنہ من و گربہ را پوستیں
کہ میں تو ننگا اور بلی کے لیے پوستین

کہ گنجے بدست من انداختے
کہ کوئی خزانہ میرے ہاتھ میں ڈال دیتا

زخود گردِ محنت بیفشاندمے
اپنے سے محنت کی گرد جھاڑ لیتا

عظامِ زنخدانِ بوسیدہ یافت
اس میں سے ٹھوڑی کی بوسیدہ ہڈیاں ملیں۔

گہرہائے دنداں فرو ریختہ
دانتوں کے موتی گرے ہوئے

کہ اے خواجہ با بے مرادی بساز
کہ اے خواجہ محرومی سے موافقت کر!

شکر خوردہ انگار یا خونِ دل
شکر کھائے ہوئے سمجھ یا خون دل پیے ہوئے

کہ بے جا بگردد بسے روزگار
اس لیے کہ بسا اوقات زمانہ بے جا بھی گردش کرتا ہے

---

۱ یعنی اس کا ذریعہ معاش مزدوری کرنا تھا۔

۲ لوگوں کے عیش و عشرت کو دیکھ کر پانی بھی کڑوا لگتا تھا۔

۳ وہ ننگا تھا بلی کے بدن پر بال ہوتے ہیں۔

۴ اس ٹھوڑی پر دانت جھڑ گئے تھے۔

۵ یعنی اس منھ نے خواہ شکر کھائی ہو، خواہ خونِ دل پیا ہو۔

ہماں لحظہ کیں خاطرش روی داد
اسی وقت جب یہ اس کے دل میں آیا
غم از خاطرش رخت یکسو نہاد
غم نے اس کی طبیعت سے اپنا سامان ایک طرف رکھ دیا

کہ اے نفس بے رای و تدبیر و ہش
کہ اے بے رائے اور بے تدبیر اور بے ہوش نفس!
بکش بارِ تیمار و خود را مکش
غم کا بوجھ برداشت کر اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کر

اگر بندۂ بار بر سر برد
خواہ انسان سر پر بوجھ اٹھائے
وگر سر باوج فلک بر برد
خواہ آسمان کی بلندی پر سر لے جائے

ق

دراں دم کہ حالش دگرگوں شود
جس وقت اس کا حال دگرگوں ہوگا
بمرگ از سرش ہر دو بیروں شود
موت کی وجہ سے دونوں چیزیں اس کے سر سے نکل جائیں گی

غم و شادمانی نماند ولیک
غم اور خوشی باقی نہیں رہتی ہاں
جزائے عمل ماند و نامِ نیک
عمل کا بدلہ اور نیک نام رہتا ہے

کرم پائے دارد نہ دیہیم و تخت
بخشش باقی رہتی ہے نہ تاج و تخت
بدہ کز تو ایں ماند اے نیک بخت
دے تاکہ تجھ سے یہ باقی رہے اے نیک بخت

مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حشم
حکومت اور مرتبے اور لشکر پر بھروسہ نہ کر
کہ پیش از تو بودست و بعد از تو ہم
اس لیے کہ یہ چیزیں تجھ سے پہلے بھی تھیں اور تیرے بعد بھی رہیں گی

زر افشاں چو دنیا بخواہی گذاشت
سونا نچھاور کردے جب تو دنیا کو چھوڑے ہی گا
کہ سعدی دُر افشاند گر زر نداشت
اس لیے کہ سعدی موتی نچھاور کرتا ہے اگر وہ سونا نہیں رکھتا

حکایت

حکایت کنند از جفا گسترے
لوگ ایک ظالم کا قصہ بتاتے ہیں
کہ فرماندہی داشت بر کشورے
کہ وہ ایک ملک پر حکومت رکھتا تھا

در ایامِ او روزِ مردم چو شام
اس کے زمانہ میں لوگوں کا دن شام کی طرح تھا
شب از بیم او خواب مردم حرام
رات کو اس کے خوف سے لوگوں کی نیند حرام تھی

ہمہ روز نیکاں ازو در بلا
تمام دن نیک لوگ اس کی وجہ سے مصیبت میں
بشب دست پاکاں ازو بر دعا
رات کو پاک لوگوں کے ہاتھ اس کے لیے بد دعا میں

گروہے بر شیخ آں روزگار
ایک جماعت اس دور کے ایک بزرگ کے پاس جاکر
ز دستِ ستمگر گرستند زار
ظالم کے ہاتھ سے زار زار رونے لگی

کہ اے پیر دانائے فرخندہ رای
کہ اے عقلمند مبارک تدبیر والے بزرگ!
بگو ایں جواں را بترس از خدای
اس جوان سے کہہ کہ وہ خدا سے ڈرے

بگفتا دریغ آیدم نامِ دوست
اس نے کہا اس کے سامنے خدا کا نام لینے سے میں رکتا ہوں
کہ ہر کس نہ در خورد پیغام اوست
اس لیے کہ ہر شخص اس کے پیغام کے لائق نہیں ہے

کسے را کہ بینی ز حق بر کراں
جب تو کسی کو حق سے منحرف دیکھے
منہ باوے اے خواجہ حق درمیاں
تو اے صاحب اس کے معاملہ میں خدا کو بیچ میں نہ لا

۱۔ مرتے وقت متکبر اور مزدور کی یکساں حالت ہے
۲۔ یعنی اپنا کلام جو موتیوں کی طرح ہے۔
۳۔ دن کا نور خوشی سے اور شام کی تاریکی رنج و غم سے کنایہ ہے
۴۔ خدا کا پیغام ہر شخص کو نہیں دیا جاسکتا۔

حقت گفتم اے خسرو نیک رای
اے نیک رائے بادشاہ میں تجھ سے صحیح کہا

برمرد ناداں نریزم علوم
بیوقوف آدمی کے سامنے میں علوم نہیں بکھیرتا ہوں

چو در روے نگیرد عدو دانم
جب وہ بات اس میں اثر نہ کریگی مجھے دشمن سمجھے گا

ترا عادت اے پادشہ حق رویست
اے بادشاہ تجھے تو حق پر چلنے کی عادت ہے

نگیں خصلتے دارد اے نیک بخت
اے نیک بخت نگ کے نقوش کی یہ خاصیت ہے

عجب نیست گر ظالم از من بجاں
کوئی تعجب نہیں ہے اگر ظالم مجھ سے دل سے

تو ہم پاسبانی بانصاف وداد
تو بھی انصاف اور عطا کے ذریعہ محافظ ہے

ترا نیست منت زروے قیاس
از روے قیاس تیرا احسان نہیں ہے

که در کار خیرت بخدمت بداشت
اس لیے کہ اسی نے تجھے کار خیر کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے

همه کس بمیدان کوشش درانند
سب انسان کوشش کے میدان میں ہیں

تو حاصل نه کردی بکوشش بهشت
تو نے اپنی کوشش سے بہشت حاصل نہیں کی

دلت روشن و وقت مجموع باد
خدا کرے تیرا دل روشن رہے اور تجھے دل جمعی حاصل رہے

حیاتت خوش و رفتنت بر صواب
تیری زندگی اچھی رہے، تیرا چلن ٹھیک رہے

تواں گفت حق پیش مرد خدای
مرد خدا کے سامنے ہی حق بات کہی جا سکتی ہے

که ضائع کنم تخم در شورہ بوم
کہ میں شوریلی زمین میں بیج ضائع کروں

برنجد بجان و برنجاندم
دل سے رنجیدہ ہوگا اور مجھے بھی رنجیدہ کریگا

دل مرد حق گوی ازینجا قویست
اسی وجہ سے حق گو انسان کا دل قوی ہے

که در موم گیرد نه در سنگ سخت
کہ وہ موم میں اثر کرتا ہے نہ کہ سخت پتھر میں

برنجد که دزد ست و من پاسباں
رنجیدہ ہو کیونکہ وہ چور اور میں نگہبان ہوں

که حفظ خدا پاسبان تو باد
خدا کرے اللہ کی حفاظت تیری نگہبان رہے

خداوند را فضل و منّ و سپاس
مہربانی اور احسان اور شکر خدا کے لئے ہے

نه چوں دیگرانت معطل گذاشت
دوسروں کی طرح تجھے بیکار نہیں بنایا

ولے گوی بخشش نه هر کس برند
لیکن بخشش کی بازی ہر شخص نہیں جیتتا ہے

خدا در تو خوے بهشتی سرشت
خدا نے تیرے اندر بہشت والوں کی عادت پیدا فرمادی

قدم ثابت و پایه مرفوع باد
تو ثابت قدم رہے اور تیرا مرتبہ بلند ہو

عبادت قبول و دعا مستجاب
بندگی قبول ہو، اور دعا منظور ہو

۱۔ یہاں سے سعدی نے اپنے ممدوح ابوبکر کو خطاب کیا ہے۔
۲۔ عموماً انگوٹھی کے نگ پر نقوش کندہ ہوتے ہیں انگوٹھی موم پر لگائی جائے تو موم پر وہ نقش آجاتے ہیں
۳۔ یعنی اگر اللہ تجھ سے اپنی مخلوق کی حفاظت کرا رہا ہے تو تجھے احسان جتانے کا موقع نہیں بلکہ یہ سب خدا کے فضل و کرم سے ہے
۴۔ ہر شخص ہی نیکی کی کوشش کرتا ہے لیکن یہ سعادت کسی کسی کو میسر آتی ہے۔

گفتار

همی تا بر آید بتدبیر کار
جب تک تدبیر سے کام نکلے

مدارای دشمن به از کارزار
دشمن سے نرمی برتنا لڑائی سے بہتر ہے

چو نتواں عدو را بقوت شکست
جب دشمن کو طاقت سے شکست نہ دیجا سکے

بنعمت بباید در فتنه بست
انعام کے ذریعہ فتنہ کا دروازہ بند کرنا چاہیے

گر اندیشہ داری ز دشمن گزند
اگر تجھے دشمن سے نقصان کا اندیشہ ہے

عدو را بجائے خسک زر بریز
دشمن کے لیے گھوکھرو کی بجائے سونا بچھا دے

بتدبیر شاید جہاں خوردو بوس
تدبیر اور خوشامد کے ذریعہ دنیا سے فائدہ اٹھا

بتدبیر رستم در آید بہ بند[1]
تدبیر سے رستم بھی قید میں آجاتا ہے

عدو را بفرصت تواں کند پوست
موقع سے دشمن کی کھال کھینچ لینی چاہیے

حذر کن ز پیکار کمتر کسے
کم درجہ کے آدمی سے لڑنے سے بچ

مزن تا توانی برابرو گرہ
جہاں تک ہوسکے پیشانی پر گرہ نہ ڈال!

بود دشمنش تازہ و دوست ریش
اس کا دشمن تازہ دم اور دوست زخمی ہوگا

مزن با سپاہے ز خود بیشتر
اپنے سے زیادہ تعداد کے لشکر پر حملہ نہ کر

وگر زو توانا تری در نبرد
اور اگر تو لڑائی میں اس سے زیادہ قوی ہے

اگر پیل زوری وگر شیر جنگ
اگر تو ہاتھی کے زور والا اور شیر کے پنجہ والا ہے

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست
اگر تمام تدبیروں سے ہاتھ عاجز آجائے

اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ
اگر دشمن صلح چاہے تو سر نہ موڑ۔

کہ گروے بہ بندد در کارزار
اس لیے کہ اگر وہ لڑائی کا دروازہ بند کرے گا

ورا و پائے جنگ آورد در رکاب
اور اگر وہ لڑائی کا پیر رکاب میں لائے

تو ہم جنگ را باش چوں فتنہ خاست
تو بھی جنگ کے لیے تیار رہ جب فتنہ اٹھے

بتعویذ احساں زبانش بہ بند
تو احسان کے تعویذ سے اس کی زبان بندی کردے

کہ احساں کند کند دندان تیز
اس لیے کہ احسان تیز دانتوں کو کُند کردیتا ہے

چو دستے نشاید گزیدن ببوس
جب کوئی ہاتھ کاٹا نہ جا سکے تو اس کو بوسہ دے

کہ اسفندیارش نہ جست از کمند
جس کی کمند سے اسفندیار نہ بچ سکا۔

پس او را مراعت چناں کن کہ دوست[2]
پھر اس سے دوست کی طرح رعایت برت

کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے
اس لیے کہ بسا اوقات میں نے قطرہ سے سیلاب بنتا دیکھا ہے

کہ دشمن اگرچہ زبوں دوست بہ
اس لیے کہ دشمن اگرچہ کمزور ہو اس کا دوست ہونا بہتر ہے

کسے کش بود دشمن از دوست بیش[3]
جس کے دشمن دوستوں سے زیادہ ہوں

کہ نتواں زد انگشت با نیشتر[4]
اس لیے کہ انگلی نشتر پر نہیں ماری جاسکتی

نہ مردیست بر ناتواں زور کرد
تو کمزور پر زور کرنا بہادری نہیں ہے

بنزدیک من صلح بہتر کہ جنگ[5]
میرے نزدیک جنگ سے صلح بہتر ہے

حلالست بردن بشمشیر دست
تو تلوار پر ہاتھ لے جانا درست ہے

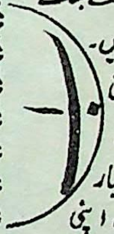
وگر جنگ جوید عناں بر مپیچ
اور اگر وہ لڑائی چاہے تو باگ نہ موڑ

ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
تیرا مرتبہ اور ہیبت ایک ہزار گنا ہوجائے گا۔

نخواہد بحشر از تو داور حساب[6]
تو اللہ میدان حشر میں تجھ سے حساب نہ لے گا

کہ بر کینہ ور مہربانی خطاست
اس لیے کہ کینہ پرور پر مہربانی کرنا غلطی ہے

[1] اسفندیار ابن گشتاسب کو مشہور پہلوان رستم نے ہلاک کردیا تھا۔
[2] یعنی دشمن پر فتح پانے کے بعد کرم کرنا چاہیے۔
[3] انسان کو دشمنوں سے زیادہ دوست بنانے چاہییں۔



[4] یعنی اپنے اختیار سے اپنی اذیت کا سامان نہ کرے۔
[5] والصلح خیر (جنگ سے صلح بہتر ہے) قرآن میں فرمایا گیا ہے۔
[6] جنگ میں مرنے والوں کا تجھ سے محاسبہ نہ ہوگا۔

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی
جب تو مہربانی اور خوشی سے کسی کمینہ سے گفتگو کریگا

چو دشمن در آید بعجز از درت
جب دشمن عاجزی کے ساتھ تیرے دروازہ پر آئے

چو زنہار خواہد کرم پیشہ کن
جب وہ امان چاہے کرم اختیار کر

ز تدبیر پیر کہن بر مگرد
پرانے بوڑھوں کی تدبیر سے انحراف نہ کر

در آرند بنیاد روئیں ز پائے
کانسی کی دیوار اکھاڑ ڈالتے ہیں

بیندیش در قلب ہیجا مفر
لڑائی کے دوران میں بچاؤ کی جگہ کی سوچ رکھ

چو بینی کہ لشکر ز ہم دست داد
جب تو دیکھے کہ لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا

اگر بر کناری بر فتن بکوش
اگر تو کنارے پر ہے تو چلے دینے کی کوشش کر

وگر خود ہزاری و دشمن دویست
اور اگر تو ایک ہزار اور دشمن دو سو ہے

شب تیرہ پنجہ سوار از کمیں
اندھیری رات میں پچاس سوار کمین گاہ سے نکل کر

چو خواہی بریدن بشب راہہا
اگر تو رات میں راستے طے کرنا چاہے

میان دو لشکر چو یک روزہ راند
دونوں لشکروں کے درمیان جب لشکر یکروزہ مسافت طے کرے

تو آسودہ بر لشکر ماندہ زن
تو آرام اٹھاتے ہوئے، تھکے ہوئے لشکر پر حملہ کرے

چو دشمن شکستی میفگن علم
جب تو دشمن کو شکست دیدے پھر بھی جھنڈا نہ گرا

بسے در قفائے ہزیمت مراں
بھاگے ہوئے کا زیادہ پیچھا نہ کر!

ہوا بینی از گرد ہیجا چو میغ
اور لڑائی کی گرد کی وجہ سے تو ہوا کو ابر کی طرح دیکھے گا

فزوں گرددش کبر و گردن کشی
تو اس کا غرور اور تکبر اور زیادہ ہو جائیگا

بدر کن ز دل کین و خشم از سرت
تو دل سے کینہ اور سر سے غصہ نکال دے

ببخشای و از مکرش اندیشہ کن
معاف کر دے، اور اس کے مکر سے ڈرتا رہ!

کہ کار آزمودہ بود سال خورد
اس لیے کہ پرانا آدمی تجربہ کار ہوتا ہے

جواناں بہ شمشیر و پیراں برائے
جوان تلوار سے اور بوڑھے عقل سے

چہ دانی کز آن کہ باشد ظفر
تجھے کیا معلوم فتح کس کے حصہ میں ہے

بہ تنہا مدہ جان شیریں بباد
تو پیاری جان کو تنہا برباد نہ کر

وگر در میاں لبس دشمن بپوش
اور اگر درمیان میں ہے تو دشمن کا لباس پہن لے

چو شب شد در اقلیم دشمن مایست
جب رات ہو جائے دشمن کے ملک میں مت ٹھہر!

چو پانصد بشوکت بدرد زمیں
پانچسو کی طرح دبدبہ سے زمین دہلا دیتے ہیں

حذر کن نخست از کمیں گاہہا
تو پہلے کمین گاہوں سے بچاؤ کر لے

سر پنجہ زورمندش نماند
اس کا طاقتور سر پنجہ ختم ہوا

کہ ناداں ستم کرد بر خویشتن
اس لیے کہ اس نادان نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے

کہ بازش نیاید جراحت بہم
تاکہ اس کے زخم پھر بھر نہ آئیں

نباید کہ دور افتی از یاوراں
ایسا نہ ہو کہ تو مددگاروں سے دور پڑ جائے

بگیرند گردت بزوبین و تیغ
تو وہ نیزے اور تلوار سے تجھے گھیر لیں گے

۱؎ الخروج قبل الولوج یعنی گھسنے سے پہلے نکلنے کی فکر کر
۲؎ تاکہ دشمن تجھے اپنا آدمی سمجھے۔
۳؎ عام نسخوں میں اشعار اسی طرح پر ہیں لیکن بہار بوستان میں اس طور پر لکھے ہیں۔ میان دو لشکر چو یک روزہ راہ۔ بماند بزن خیمہ بر بیگاہ۔ گر او پیش دستی کند غم مدار۔ ور افراسیاب است مغزش برآر۔ زندانی کہ لشکر چو یکبار روزہ راند۔ سر پنجہ زورمندش نماند
ان اشعار کا مطلب نہایت واضح ہے۔
۴؎ تو مددگاروں سے دور پڑ جائے گا اور لڑائی کا گرد و غبار ابر کی طرح تجھے مددگاروں کی نگاہ سے اوجھل کر دے گا اور دشمن تجھ کو گھیر لے گا

بدنبال غارت نرانند سپاه
لشکر لوٹ کے پیچھے نہ پڑے

که خالی بماند پس پشت شاه
کہ بادشاہ کی پشت خالی رہ جائے گی

سپه را نگهبانیے شهریار
لشکر کے لیے بادشاہ کی حفاظت

به از جنگ در حلقهٔ کارزار
لڑائی کے میدان میں جنگ کرنے سے بہتر ہے

گفتار

دلاور که بارے تهوّر نمود
کوئی بہادر جب ایک مرتبہ بہادری دکھائے

بباید بمقدارش اندر فزود
تو اس کی بہادری کی بقدر اس کا مرتبہ بڑھا دینا چاہیے

که بارِ دگر دل نهد بر هلاک
اس لیے کہ وہ دوبارہ جان دینے پر آمادہ ہو جائے گا

ندارد ز پیکارِ یاجوج باک
یاجوج کی جنگ سے بھی نہ ڈرے گا

سپاهی در آسودگی خوش بدار
راحت کے وقت لشکر کو خوش رکھ!

که در حالت سختی آید بکار
تاکہ سختی کے وقت کام آئے

کنوں[3] دست مردانِ جنگی ببوس
جنگی بہادروں کی اب دست بوسی کرلے

نه آنگه که دشمن فرو کوفت کوس
نہ کہ اس وقت جب دشمن نقارہ بجا دے

سپاهی که کارش نباشد برگ
جس سپاہی کے پاس ساز و سامان نہ ہو

چرا دل نهد روزِ هیجا بمرگ
وہ جنگ میں مرنے پر کیسے آمادہ ہوگا

نواحیِ ملک از کفِ بدسگال
ملک کے اطراف کی بدخواہ کے ہاتھ سے

بلشکر نگهدار و لشکر بمال
لشکر کے ذریعہ اور لشکر کی مال کے ذریعہ حفاظت کر

ملک را بود بر عدو دست چیر
بادشاہ کا دشمن پر غلبہ کا ہاتھ ہو

چو لشکر دل آسوده باشند و سیر
جب لشکر آرام سے اور پیٹ بھرا ہو

بهای سرِ خویشتن می خورد
وہ اپنے سر کی قیمت کھاتا ہے

نه انصاف باشد که سختی برد
تو یہ انصاف نہ ہوگا کہ وہ سختی جھیلے —

چو دارند گنج از سپاهی دریغ
جب خزانے کو لشکر سے بچا کر رکھیں

دریغ آیدش دست بردن به تیغ
تو اس کو تلوار کی طرف ہاتھ بڑھانا برا معلوم ہوگا

چه مردی کند در صفِ کارزار
جنگ کی صف میں کیا بہادری کرے گا

چو دستش تهی باشد و کار زار
جب کہ اس کا ہاتھ خالی ہو اور کام خراب ہو

گفتار

به پیکارِ دشمن دلیراں فرست
دشمن سے جنگ کے لیے بہادروں کو بھیج

هژبراں بناوردِ شیراں فرست
شیروں سے لڑنے کے لیے خوں خوار شیر دلوں کو بھیج

برای جهاں دیدگاں کار کن
زمانہ دیکھے ہوؤں کی رائے کے مطابق کام کر!

که صید آزمودست گرگِ کهن
اس لیے کہ پرانا بھیڑیا شکار کا تجربہ رکھتا ہے

---

[1] سپاہی اگر لوٹ مار میں لگ جائیں گے بادشاہ بے یار و مددگار رہ جائیگا

[2] بہادری کا صلہ ملنے سے بہادری میں اور اضافہ ہو جاتا ہے
یاجوج ماجوج یافث ابن نوح کی ایک نسل ہے

[3] صلح کے وقت سپاہیوں کی خاطر مدارات اخلاص پر مبنی ہوگی۔ اور جنگ کے وقت خوشامد پر محمول ہوگی۔

[4] ہژبر مطلقاً شیر اور درندہ شیر کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

مترس از جوانان شمشیر زن
تلوار باز جوانوں سے نہ ڈر!

جوانان پیل افگن شیر گیر
ہاتھی کو پچھاڑ دینے والے شیروں کو پکڑ لینے والے نوجوان

خردمند باشد جہاندیدہ مرد
جہاندیدہ انسان عقلمند ہوتا ہے

جوانان شایستہ و بخت ور
لائق اور نصیبہ ور نوجوان

گرت مملکت باید آراستہ
اگر تجھے منظم ہوئی مملکت چاہیے

سپہ را مکن پیشرو جز کسے
لشکر کا پیشرو اس شخص کے سوا کسی کو نہ بنا

نتابد سگ صید روی از پلنگ
شکاری کتا چیتے سے منہ نہیں موڑتا ہے

چو پروردہ باشد پسر در شکار
جب لڑکا شکار میں پلا ہو

بکشتی و نخچیر و آماج و گوی
کشتی اور شکار اور نشانہ بازی اور گیند سے

بگرما بہ پروردہ و عیش و ناز
عیش اور ناز اور حمام میں پلا ہوا

دو مردش نشانند بر پشت زیں
دو مرد اس کو زین پر بٹھائیں

یکے را کہ دیدی تو در جنگ پشت
لڑائی میں تو جس کی پشت دیکھے

مخنث بہ از مرد شمشیر زن
ایسے تلوار باز مرد سے ہیجڑا بہتر ہے

حذر کن ز پیران بسیار فن
چالباز بوڑھوں سے بچ

ندانند دستان روباہ پیر
بوڑھی لومڑی کے حیلے نہیں جانتے ہیں

کہ بسیار گرم آزمودست و سرد
اس لیے کہ اس نے گرم و سرد بہت آزمایا ہے

ز گفتار پیراں نہ پیچند سر
بوڑھوں کی بات سے سر نہیں موڑتے۔

بدہ کار معظم بنو خاستہ
تو بڑے کام نوجوانوں کے سپرد نہ کر!

کہ در جنگہا بودہ باشد بسے
جو بہت سی لڑائیوں میں رہا ہو

ز روبہ رمد شیر نادیدہ جنگ
لڑائی نہ دیکھا ہوا شیر لومڑی سے بھاگ جاتا ہے

نترسد چو پیش آیدش کارزار
اگر اس کو جنگ پیش آ جائے تو وہ نہ ڈریگا

دلاور شود مرد پرخاش جوی
جنگجو انسان بہادر بن جاتا ہے

برنجد چو بیند در جنگ باز
پریشان ہوتا ہے جب لڑائی کا دروازہ کھلا دیکھتا ہے

بود کش زند کودکے بر زمیں
تو بہتر ہوگا کہ اس کو بچہ زمین پر پٹخ دے گا

بکش گر عدو در مصافش نکشت
اس کو مار دے اگر جنگ میں دشمن نے اسکو نہیں مارا ہے

کہ روز وغا سر بتابد چو زن
جو کہ جنگ کے دن سر موڑ کر عورت کی طرح بھاگے

حکایت

چہ خوش گفت گرگیں بفرزند خویش
گرگیں نے اپنے لڑکے سے کیا خوب کہا

اگر چوں زناں جست خواہی گریز
اگر تو عورتوں کی طرح بھاگنا چاہے

چو قربان پیکار بربست و کیش
جب لڑائی کی کمان کی میان اور ترکش باندھا

مرد آب مردان جنگی مریز
تو مت جا، بہادروں کی آبرو ریزی نہ کر!

۱ ناتجربہ کار بہادر اس قدر خوفناک نہیں ہے جس قدر کہ باتدبیر بوڑھا
۲ کسی مملکت کا بہتر نظم جب ہی قائم ہوگا جبکہ نظم بوڑھوں کے ہاتھ میں ہو۔
۳ کشتی گیری شکار بازی۔ نشانہ بازی۔ چوگان، بچوں میں بہادری پیدا کرتے ہیں۔
۴ اگر اس قدر ناتجربہ کار ہو کہ دو آدمیوں کے سہارے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو بچہ بھی اس کو مار لے گا
۵ بھاگنے والا سپاہی لشکر کی تباہی کا سبب ہوتا ہے
۶ ایران کے ایک پہلوان کا نام ہے۔

سوارے کہ بنمود در جنگ پشت
وہ سوار جو لڑائی میں پشت دکھائے

نہ خود را کہ نام آوراں را بکشت
اس نے اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ بہادروں کو تباہ کر دیا

تہوّر نیاید مگر زاں دو یار
بہادری ان ہی دو دوستوں سے ہوتی ہے

کہ افتند در حلقۂ کارزار
جو جنگ کے حلقہ میں پھنس جائیں

دو ہمجنس و ہم سفرہ و ہم زباں
دو ہم جنس، ہم نوالہ، ہم زبان

بکوشند در قلب ہیجا بجاں
جنگ کے درمیان میں جان سے کوشش کرتے ہیں

کہ ننگ آیدش رفتن از پیش تیر
اس لیے کہ تیر کے سامنے سے بھاگنے سے شرم آتی ہے

برادر بچنگال دشمن اسیر
جب ایک بھائی دشمن کے پنجہ میں قیدی ہو

چو بینی کہ یاراں نباشند یار
جب تو دیکھے کہ دوست، دوست نہیں

ہزیمت بجائے غنیمت شمار
تو مال غنیمت کی بجائے پسپائی سمجھ

گفتار

دو تن پرور اے شاہ کشور نواز
اے کمزوروں کی پرورش کرنیوالے بادشاہ دو آدمیوں کی پرورش کر

یکے اہل بازو دوم اہل راز
ایک طاقتور کی دوسرے راز دار کی

ز نام آوراں گوئے دولت برند
ایسے لوگ ناموروں سے بازی جیت لے جاتے ہیں

کہ دانا و شمشیر زن پرورند
جو عقلمند اور سپاہی کی پرورش کرتے ہیں

ہر آں کو قلم را نورزید و تیغ
جس نے قلم اور تلوار کی مشق نہ کی

برو گر بمیرد مگوے دریغ
اگر وہ مرجائے تو اس پر ہائے کا نعرہ نہ لگا

قلم زن نگہدار و شمشیر زن
انشاء پرداز اور تلوار باز کی نگہداشت کر

نہ مطرب کہ مردی نیاید ز زن
نہ کہ گویے کی اس لیے کہ عورت سے بہادری نہیں ہو سکتی

نہ مردیست دشمن در اسباب جنگ
انسانیت نہیں ہے کہ دشمن سامان جنگ میں لگا ہو

تو مدہوش ساقی و آواز چنگ
تو ساقی اور ستار میں مدہوش ہو

بسا اہل دولت ببازی نشست
بہت سے اہل دولت بازی میں لگے

کہ دولت برفتش ببازی ز دست
بازی کی وجہ سے اچانک دولت ان کے ہاتھ سے نکل گئی

گفتار

نگویم ز جنگ بد اندیش ترس
میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ دشمن کی جنگ سے ڈر

در آوازۂ صلح ازو بیش ترس
بلکہ صلح کے پیام سے اس سے زیادہ ڈر

بسا کس بروز آیت صلح خواند
بہت سے ایسے ہیں جنھوں نے دن میں صلح کی آیت پڑھی تھی

چو شب شد سپہ بر سر خفتہ راند
جب رات ہوئی سوتے ہوئے کے سر پر لشکر چڑھا لایا

زرہ پوش خسپند مرد اوژناں
بہادروں کو پچھاڑنے والے زرہ پہنکر سوتے ہیں

کہ بستر بود خوابگاہ زناں
اس لیے کہ بستر عورتوں کی خواب گاہ ہے

۱؎ بھاگنے والا سپاہی پورے لشکر کی تباہی کا سبب ہے۔

۲؎ یعنی لشکروں کی باہمی ناموافقت



شکست کا سبب ہوتی ہے۔

۳؎ بادشاہ کو لشکر اور عقلمندوں کی پرورش کرنی چاہیئے۔

بخیمه درون مردِ شمشیر زن
بہادر انسان خیمہ میں

برہنہ نخسپد چو در خانہ زن
گھر میں عورتوں کی طرح ننگے نہیں سوتے ہیں

بباید نہاں جنگ را ساختن
جنگ کی تیاری خفیہ طور پر کرنی چاہیے

کہ دشمن نہاں آورد تاختن
اس لیے کہ دشمن خفیہ طور پر حملہ کرتا ہے

حذر کارِ مردانِ کارآگہ است
واقف کار بہادروں کا کام احتیاط ہے

یزک سدِّ رویین لشکرگہ است
فوج کا اگلا حصہ لشکر گاہ کے لیے کانسی کی دیوار ہے

گفتار

میانِ دو بدخواه کوتاه دست
دو کمزور دشمنوں کے درمیان

نہ فرزانگی باشد ایمن نشست
اطمینان سے بیٹھنا عقلمندی نہیں ہے

کہ گر ہر دو باہم سگالند راز
اس لیے کہ اگر دونوں آپس میں مشورہ کریں گے

شود دستِ کوتاهِ ایشاں دراز
ان کا کوتاہ ہاتھ دراز ہو جائے گا

یکے را بہ نیرنگ مشغول دار
ایک کو حیلہ میں مشغول رکھ!

دگر را بر آور ز ہستی دمار
دوسرے کے وجود سے ہلاکت پیدا کر

اگر دشمنے پیش گیرد ستیز
اگر کوئی دشمن لڑائی پر آمادہ ہو

بشمشیرِ تدبیر خونش بریز
تدبیر کی تلوار سے اس کی خونریزی کر دے

برو دوستی گیر با دشمنش
جا اور اس کے دشمن سے دوستی کر لے

کہ زنداں شود پیرہن بر تنش
تاکہ اس کے بدن پر کپڑا قید خانہ بن جائے

چو در لشکرِ دشمن افتد خلاف
جب دشمن کے لشکر میں اختلاف ہو

تو بگذار شمشیرِ خود در غلاف
تو اپنی تلوار کو میان میں کر لے

چو گرگاں پسندند بر ہم گزند
جب بھیڑیے ایک دوسرے کو ستانا پسند کریں

برآساید اندر میاں گوسپند
ان میں بکری آرام سے رہتی ہے

چو دشمن بدشمن شود مشتغل
جب دشمن، دشمن کے ساتھ مشغول ہو

تو با دوست بنشیں بآرامِ دل
تو دل کے آرام کے ساتھ دوست کے ساتھ بیٹھ

گفتار اندر ملاطفت دشمن از روئے عاقبت اندیشی
عاقبت اندیشی کے طور پر دشمن کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کا بیان

چو شمشیرِ پیکار برداشتی
جب تو لڑائی کی تلوار سونتے

نگہدار پنہاں رہِ آشتی
تو خفیہ طور پر صلح کے راستہ کی نگاہ رکھ!

کہ لشکر کشوفانِ مغفر شگاف
اس لیے کہ لشکر چیرنے والے، خود کو پھاڑنے والے

نہاں صلح جویند و پیدا مصاف
پوشیدہ طور پر صلح جوئی اور علی الاعلان جنگ کرتے ہیں

دلِ مردِ میداں نہانی بجوی
مردِ میدان کی خفیہ طور پر دل جوئی کر

کہ باشد کہ در پایت افتد چو گوی
ہو سکتا ہے کہ گیند کی طرح تیرے پیروں میں آ پڑے

۱؎ بہادر انسان جنگ کے خیمہ میں ہتھیار پہنکر سوتے ہیں، عورتیں گھر میں ہتھیار سے ننگی سوتی ہیں۔

۲؎ یزک مقدمۃ الجیش کو کہتے ہیں جس کا کام لشکر گاہ کی حفاظت اور دشمن سے باخبر رہنا ہے۔

۳؎ ہاتھ کی کوتاہی کمزوری سے اور درازدستی غلبہ سے کنایہ ہے۔

۴؎ اگر تو دشمن کے دشمن سے دوستی کرے تو تیرا دشمن خود بخود تنگ آ جائے گا۔

۵؎ جب تیرا دشمن اپنے کسی اور دشمن سے برسرپیکار ہے تو تجھے اطمینان حاصل ہے۔

۶؎ دانائی یہی ہے کہ حالتِ جنگ میں بھی صلح پر آمادہ رہنا چاہیے۔

چو سالارے از دشمن افتد بجنگ
دشمن کا اگر کوئی سردار جنگل میں آ جائے
بکشتن برش کردہ باید درنگ
تو اس کے قتل کرنے میں تاخیر کرنی چاہیے

کہ افتد کزیں نیمہ ہم سرورے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس لشکر کا بھی کوئی سردار
بماند گرفتار در چنبرے
کسی گھیرے میں گرفتار ہو جائے

وگر کشتی ایں بندۂ ریش را
اگر تو نے اس زخمی قیدی کو مار ڈالا
نہ بینی دگر بندۂ خویش را
تو پھر تو اپنے قیدی کو کبھی نہ دیکھے گا ۱

نترسد کہ دورانش بندی کند
کیا نہیں ڈرتا کہ زمانہ اس کو قیدی کر دے
کہ بر بندیاں زورمندی کند
جو کہ قیدیوں پر بہادری دکھاتا ہے

کسے بندیاں را بود دستگیر
قیدیوں کی وہی دستگیری کرتا ہے
کہ خود بودہ باشد بہ بندی اسیر
جو خود قید میں گرفتار رہا ہے

اگر سر نہد بر خطت سرورے
اگر کوئی سردار تیرے حکم پر سر دھرے
چو نیکش بداری نہد دیگرے
اگر تو اس سے معاملہ اچھا کریگا تو دوسرا اپنا سر دھریگا

وگر خفیہ دہ دل بدست آوری
اگر تو خفیہ طور پر دس دلوں کو ہاتھ میں لے
ازاں بہ کہ صد رہ شبیخوں بری
اس سے بہتر ہے کہ سو بار شبخون مارے

گفتار اندر حذر کردن از دشمنے کہ در طاعت آید

اس دشمن سے احتیاط کرنے کا بیان جو تیری اطاعت کرے

گرت خویش دشمن شود دوستدار
اگر دشمن کا کوئی اپنا تیرا دوست بن جائے
ز تلبیس ایمن مشو زینہار
تو ہرگز فریب سے مطمئن نہ ہونا

کہ گردد درونش بکین تو ریش
اس لیے کہ اس کا باطن تیرے کینہ سے زخمی ہوگا
چو یاد آیدش مہر و پیوند خویش
جب اس کو اپنے کا رشتہ اور محبت یاد آئیگی

بد اندیش را لفظ شیریں مبیں
دشمن کی میٹھی بات کا خیال نہ کر
کہ ممکن بود زہر در انگبیں
اس لیے کہ شہد میں زہر ہو سکتا ہے

کسے جاں از آسیب دشمن برد
وہی شخص دشمن کی اذیت سے جان بچائے گا
کہ مر دوستاں را بدشمن شمرد
جو ۲ خالص دوستوں کو بھی دشمن سمجھے

نگہدارد آں شوخ در کیسہ دُر
تھیلی میں موتی وہ محفوظ رکھتا ہے وہ چالاک
کہ بیند ہمہ خلق را کیسہ بُر
جو تمام مخلوق کو جیب تراش سمجھے

سپاہی کہ عاصی شود در امیر
وہ ۳ سپاہی جو کسی حاکم کا نافرمان ہو
ورا تا توانی بخدمت مگیر
جب تک ممکن ہو اس کو خدمت میں نہ لے

ندانست سالار خود را سپاس
جب وہ اپنے سردار کی شکر گزاری نہ جانا
ترا ہم نداند ز غدرش ہراس
تو تیری بھی نہ جانے گا، اس کی غداری سے ڈر

بسوگند و عہد استوارش مدار
قسم اور عہد کی وجہ سے اس کو ہموار نہ سمجھ!
نگہبان پنہاں برو بر گمار
خفیہ محافظ اس پر مقرر کر دے

۱ یعنی وہ بھی تمہارے قیدی قتل کر دے گا۔
۲ یعنی دوستوں سے بھی ایسا محتاط رہے جیسا کہ دشمنوں سے۔
۳ جس سپاہی میں غداری کی عادت ہوتی ہے وہ ہر جگہ غداری کرتا ہے۔

نو آموز را ریسماں کن دراز
نو سیکھ کی رسّی ڈھیلی کر دے

چو اقلیم دشمن بجنگ و حصار
جب کہ تو دشمن کا ملک اور قلعہ لڑائی سے

کہ بندی چو دنداں بخوں در برد
اس لیے کہ قیدی خون میں دانت ڈبو لیتا ہے

چو بر کندی از دست دشمن دیار
جب تو نے دشمن کے ہاتھ سے ملک چھین لیا

کہ گر باز کوبد در کارزار
اس لیے کہ اگر وہ دوبارہ جنگ کا دروازہ کھٹکھٹائیگا

و گر شہریاں را رسانی گزند
اور اگر تو نے شہریوں کو تکلیف پہنچائی ہے

مگو دشمن تیغ زن بر در ست
یہ نہ کہہ کہ تلوار باز دشمن دروازہ پر ہے

بتدبیر جنگ بد اندیش کوش
مخالف سے جنگ کی تدبیر کر

منہ در میاں راز با ہر کسے
ہر کسی کے سامنے راز نہ رکھ!

سکندر کہ با شرقیاں حرب داشت
سکندر جس کا مشرق والوں سے جنگ کا ارادہ تھا

چو بہمن بزاولستاں خواست شد
بہمن کو جب زاولستاں کی خواہش ہوئی

اگر جز تو داند کہ عزم تو چیست
اگر تیرے سوا کوئی جان جائے کہ تیرا ارادہ کیا ہے

کرم کن نہ پرخاش و کیں آوری
بخشش کر نہ کہ لڑائی اور کینہ وری

چو کارے بر آید بلطف و خوشی
جب مہربانی اور خوشی سے کام نکلے

نخواہی کہ باشد دلت دردمند
اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ تیرا دل دردمند ہو

ببازو توانا نباشد سپاہ
محض قوت بازو سے لشکر قوی نہیں ہوتا

نہ بگسل کہ دیگر نہ بینیش باز
نہ توڑ کہ تو اس کو دوبارہ نہ دیکھے گا

بگیری بزندانیانش سپار
لے لے، تو اس کو قیدیوں کے سپرد کر دے

ز حلقوم بیداد گر خوں خورد
تو ظالم کے گلے سے خون پیتا ہے

رعیت بسامان تر از وے بدار
تو رعیت کو اس سے زیادہ آرام سے رکھ

بر آرند عام از در باغش دمار
عوام اس کا سر توڑ ڈالیں گے

در شہر بر روئے دشمن مبند
تو شہر کا دروازہ دشمن پر بند نہ کر

کہ ہمباز دشمن بشہر اندر ست
اس لیے کہ دشمن کا شریک شہر کے اندر ہے

مصالح بیندیش و نیت بپوش
مصلحتوں کو سوچتا رہ اور نیت کو پوشیدہ رکھ

کہ جاسوس ہم کاسہ دیدم بسے
اس لیے کہ اکثر جاسوس کو ہم پیالہ دیکھا ہے

در خیمہ گویند در غرب داشت
کہتے ہیں اس کے خیمہ کا دروازہ مغرب کی طرف تھا

چپ آوازہ افگند و از راست شد
بائیں جانب کی شہرت دی اور دائیں جانب روانہ ہوا

بر آں رای و دانش بباید گریست
اس رائے اور عقل پر رونا چاہیے

کہ عالم بزیر نگیں آوری
تاکہ عالم کو تو قبضہ میں لے آئے

چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی
تو سختی اور سرکشی کی کیا ضرورت ہے؟

دل دردمنداں بر آور ز بند
تو دردمندوں کا دل قید سے چھڑا دے

برو ہمت از ناتواناں بخواہ
جا اور کمزوروں سے دعا کرا؟

ا جو تیرا قدیمی ملازم نہ ہو اس کو بالکل آزاد نہ کر ورنہ بھاگ جائیگا
۲ دشمن کا قلعہ فتح کرنے کے بعد اس کو اسی دشمن کے قیدیوں کے سپرد کر دے کیونکہ اس کے جانی دشمن ہوں گے تو اس کو دوبارہ قابض نہ ہونے دینگے۔
۳ دنداں بخوں بردن مصیبت جھیلنا
۴ تاکہ وہ تیرے دلدادہ ہو جائیں اور پہلے بادشاہ پر تجھے ترجیح دیں۔
۵ اس لیے کہ دروازہ بند کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا خود اندرونی بغاوت پیدا ہو جائیگی
۶ وہی تیری جابا دشمن سے ساز باز کریگی
۷ سکندر نے چینیوں پر حملہ کا ارادہ کیا تھا مگر اس نے اپنا خیمہ مغرب رخ ڈال رکھا تھا تاکہ اس کے ارادہ کو کوئی نہ سمجھ سکے
۸ بہمن اردشیر پسر اسفندیار شاہ ایران کا نام ہے زاولستان سیستان کو کہتے ہیں

دُعائے ضعیفانِ امیدوار
کمزور امیدواروں کی دعا
زبازوئے مردی بہ آید بکار
طاقت کے بازو سے بہتر کام آتی ہے

ہر آنکہ استعانت بدرویش برد
جسنے درویش سے مدد چاہی
اگر بافریدوں زد از پیش برد
اگر فریدوں سے مقابلہ ہوا جیت گیا

بابِ دوم دراحسان
دوسرا باب احسان کے بیان میں

اگر ہوشمندی بمعنیٰ گرای[۱]
اگر تو ہوشمند ہے تو حقیقت کی طرف توجہ کر
کہ معنیٰ زصورت بماند بجای
کیونکہ حقیقت ظاہر سے زیادہ پائیدار ہے

کرا دانش وجود و تقویٰ نبود
جس کو عقل اور سخاوت اور تقویٰ حاصل نہ ہو
بصورت درش ہیچ معنیٰ نبود
اس کے ظاہر میں کوئی حقیقت نہیں ......

کسے خسپد آسودہ در زیرِ گل[۲]
مٹی کے نیچے وہ آرام سے سوتا ہے
کہ خسپند زو مردم آسودہ دل
جس سے لوگ آرام سے سوئیں

غمِ خویش در زندگی خورکہ خویش[۳]
زندگی میں اپنی فکر کرلے اس لیے کہ اپنے لوگ
بمردہ نپرداند از حرصِ خویش
اپنی حرص کی وجہ سے مردے کی نہیں لگتے ہیں

زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست[۴]
سونا اور نعمت اب خرچ کرلے کیونکہ تیری ملکیت میں ہے
کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست
تیرے مرنے کے بعد تیرے حکم سے باہر ہے

نخواہی کہ باشی پراگندہ دل
اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ پراگندہ خاطر ہو
پراگندگاں را ز خاطر مہل
تو پریشان لوگوں کو دل سے نہ نکال

پریشاں کن امروز گنجینہ چست
خزانہ کو آج فوراً بانٹ دے
کہ فردا کلیدش نہ در دست تست
اس لیے کہ کل کو اس کی کنجیاں تیرے ہاتھ میں نہ ہونگی

تو با خود ببر توشۂ خویشتن
تو اپنا توشہ خود اپنے ساتھ لے لے
کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن
اس لیے کہ بیوی بچے مہربانی نہیں کرتے

کسے گوئے دولت ز دنیا برد
دنیا سے وہ شخص بازی جیت کرلے جاتا ہے
کہ با خود نصیبے بعقبیٰ برد
جو خود اپنا حصہ آخرت میں لے جاتا ہے

بغمخوارگی جز سرانگشت من
غمخوارگی کے ساتھ سوائے اپنی انگلیوں کے
نخارد کسے در جہاں پشت من
کوئی شخص دنیا میں میری کمر نہیں کھجاتا

مکن بر کفِ دست نہ ہر چہ ہست[۵]
جو کچھ ہے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ ایسا نہ کر
کہ فردا بدنداں بری پشتِ دست
کہ کل کو ہاتھ کی پشت دانتوں تک لے جائے

بپوشیدن ستر درویش کوش[۶]
فقیر کی ستر پوشی کی کوشش کر!
کہ ستر خدایت بود پردہ پوش
تاکہ خدا کا پردہ تیرا ستر پوش ہو

مگرداں غریب از درت بے نصیب
مسافر کو دروازہ سے محروم نہ لوٹا
مبادا کہ گردی بدرہا غریب
ایسا نہ ہو کہ تو دروازوں پر مسافر بنا پھرے

[۱] جس انسان میں باطنی خوبیاں نہیں ہیں وہ ایک بے معنی تصویر ہے۔
[۲] یعنی قبر میں۔
[۳] انسان کو دنیا میں عقبیٰ کی فکر کرلینی چاہیے۔ مرنے کے بعد عزیز و اقارب اپنی دوڑ دھوپ میں لگے رہتے ہیں مرنے والے کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔
[۴] یعنی نیک کام کرکے اور صدقہ و خیرات کرکے آخرت کا توشہ تیار کرلے۔
[۵] یعنی تھیلی میں بند نہ کر اور خدا کی راہ میں صرف کردے لیکن کا تعلق دوسرے مصرع سے ہے۔
[۶] فقرا کو لباس دے تاکہ خدا تیرے گناہوں کی ستر پوشی کرے۔

بزرگے رساند بمحتاج خیر
بڑا آدمی ضرور تمند کو خیر پہنچاتا ہے

کہ ترسد کہ محتاج گردد بغیر
کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ وہ غیر کا محتاج بنے

بحالِ دلِ خستگاں در نگر
دل ٹوٹے ہوؤں کے حال کو دیکھ!

کہ بارے دلِ خستہ باشی مگر
شاید تو بھی کبھی دلگیر ٹوٹا ہوا بنے

فروماندگاں را درون شاد کن
عاجزوں کے دلوں کو خوش کر!

زروزِ فروماندگی یاد کن
عاجزی کے دن کو یاد کر!

نہ خواہندۂ بر درِ دیگراں
اگر تو دوسروں کے دروازے پر بھیک مانگنے والا نہیں ہے

بشکرانہ خواہندہ از در مراں
تو اس کے شکرانہ میں بھیک مانگنے والے کو دروازہ سے نہ بھگا

گفتار اندر نواختن یتیماں و رحمت بر حال ایشاں

کہاوت یتیموں کو نوازنے اور ان کے حال پر رحم کرنے کے بیان میں

پدر مردہ را سایہ بر سر فگن
جس کا باپ مرگیا ہو اس کے سر پر سایہ کر

غبارش بیفشان و خارش بکن
اس کا غبار جھاڑ اور اس کا کانٹا نکال!

ندانی چہ بودش فرو ماندہ سخت
کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کو کیا ہوا ہے کہ وہ سخت عاجز ہے

بود تازہ بے بیخ ہرگز درخت
بے جڑ کا درخت کبھی تازہ ہوتا ہے؟

چو بینی یتیمے سر افگندہ پیش
جب تو کسی یتیم کو سامنے سر ڈالے دیکھے

مدہ بوسہ بر روئے فرزندِ خویش
اپنے بچے کے رخسار پر بوسہ نہ دے

یتیم ار بگرید کہ نازش خرد
یتیم اگر روتا ہے اس کا ناز کون اٹھاتا ہے

وگر خشم گیرد کہ بارش برد
اگر وہ غصہ کرتا ہے تو اس کا بوجھ کون برداشت کرتا ہے

الا تا نگرید کہ عرشِ عظیم
خبردار! وہ رو نہ پڑے اس لیے کہ عرشِ عظیم

بلرزد ہمی چوں بگرید یتیم
لرزتا ہے جب یتیم روتا ہے

برحمت بکن آبش از دیدہ پاک
محبت سے اس کی آنکھ سے آنسو پونچھ

بشفقت بیفشانش از چہرہ خاک
مہربانی سے اس کے چہرہ سے خاک جھاڑ

اگر سایۂ خود برفت از سرش
اگر اس کے سر سے اس کا سایہ چلا گیا ہے

تو در سایۂ خویشتن پرورش
تو اپنے سایے میں اس کی پرورش کر

من آنگہ سر تاجور داشتم
میرا سر اس وقت ایک بادشاہ کا سر تھا!

کہ سر در کنارِ پدر داشتم
جب میں باپ کی گود میں سر رکھتا تھا

اگر بر وجودم نشستے مگس
اگر میرے جسم پر مکھی بیٹھتی

پریشاں شدے خاطرِ چند کس
تو بہت سے آدمیوں کی طبیعت پریشان ہو جاتی

کنوں گر بزنداں برندم اسیر
اب اگر مجھے قید خانہ میں قیدی بنا کر لے جائیں

نباشد کس از دوستانم نصیر
میرے دوستوں میں سے کوئی مددگار نہ ہوگا

مرا باشد از دردِ طفلاں خبر
بچوں کے درد کی مجھے خبر ہوگی

کہ در طفلی از سر برفتم پدر
اس لیے کہ بچپن میں میرے سر پر سے باپ چلا گیا

ا۔ یتیم بچہ کی مثال بے جڑ کے درخت کی سی ہے جو کبھی سرسبز و شاداب نہیں رہتا۔
۲۔ یعنی جس کا باپ مرگیا ہے۔
۳۔ یعنی مصیبت زدہ کا وہی خیال کرتا ہے جو خود کسی مصیبت میں پھنسا ہو۔

۱۰

حکایت در ثمرۂ نیکوکاری

حکایت نیکی کے پھل کے بیان میں

کسے دید در خواب صدر خجند
خجند کے سردار کو کسی نے خواب میں دیکھا

کہ خارے ز پائے یتیمے بکند
جس نے ایک یتیم کے پیر سے کانٹا نکالا تھا

ہمی گفت در روضہ ہا می چمید
باغیچوں میں ٹہلتا ہوا کہہ رہا تھا

کزاں خار برمن چہ گلہا دمید
کہ اس کانٹے کی بدولت میرے لئے کس قدر پھول کھلے ہیں

مشو تا توانی ز رحمت بری[1]
جب تک ہو سکے تو رحم سے خالی نہ ہو

کہ رحمت برندت چو رحمت بری
جب تو رحم کرے گا تو تجھ پر رحم کریں گے

چو انعام کردی مشو خود پرست
جب تو احسان کرے تو متکبر نہ بن

کہ من سرورم دیگرے زیر دست
کہ میں سردار ہوں اور دوسرا کمزور ہے

اگر تیغ دورانش انداختست[2]
اگر اس کو زمانہ کی تلوار نے گرایا ہے

نہ شمشیر دوراں ہنوز آختست
تو کیا اب زمانہ کی تلوار کھنچی ہوئی نہیں ہے

چو بینی دعا گوئے دولت ہزار
جب تو ہزاروں دولت کو دعا دینے والے دیکھے

خداوند را شکر نعمت گزار
اللہ کے انعام کا شکر ادا کر

کہ چشم از تو دارند مردم بسے
کہ بہت سے انسان تجھ سے امید رکھتے ہیں

نہ تو چشم داری بدست کسے
تو کسی کے ہاتھ سے امید نہیں رکھتا

کرم خواندہ ام سیرت سروراں
میں نے پڑھا ہے کہ کرم سرداروں کی سیرت ہے[3]

غلط گفتم اخلاق پیغمبراں
میں نے غلط کہا یہ تو پیغمبروں کا اخلاق ہے

حکایت در اخلاق پیغمبراں

حکایت پیغمبروں کے اخلاق کے بیان میں

شنیدم کہ یک ہفتہ ابن السبیل
میں نے سنا ہے کہ ایک ہفتہ تک کوئی مسافر

نیامد بمہماں سرائے خلیل
حضرت خلیل اللہ کے مہمان خانہ میں نہ آیا

ز فرخندہ خوئی نخوردے پگاہ[4]
مبارک عادت کی وجہ سے وہ صبح کو نہ کھاتے

مگر بینوائے در آید ز راہ
شاید کوئی بیچارہ راستہ سے آجائے

بروں رفت و ہر جانبے بنگرید[5]
باہر نکلے اور ہر جانب دیکھا

بر اطراف وادی نگہ کرد و دید
جنگل کے کناروں پر نظر ڈالی اور دیکھا

بہ تنہا یکے در بیاباں چو بید
ایک شخص بید جیسا اکیلا جنگل میں

سر و مویش از برف پیری سفید
اس کا سر اور بال بڑھاپے کی وجہ سے برف کی طرح سفید

بدلداریش مرحبائے بگفت
اس کی دلداری کے لیے خوش آمدید کہا

برسم کریماں صلائے[6] بگفت
سخیوں کی عادت کے مطابق کھانے کی دعوت دی

کہ اے چشمہائے مرا مردمک
کہ اے میری آنکھوں کی پتلی!

یکے مردمی کن بنان و نمک
روٹی اور نمک کھا کر مہربانی کیجیے

---

[1] حدیث شریف میں ہے:- "ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء" تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

[2] اگر قدرت نے تجھے یہ موقع دیا کہ تو دوسروں پر احسان کر سکے تو گھمنڈ نہ کر اس لیے کہ وہ تلوار جس کے دوسرے گھائل ہوتے ہیں اب بھی کھنچی ہوئی ہے۔

۱۰

[3] کرم سرداروں کی نہیں بلکہ پیغمبروں کی سیرت ہے۔

[4] روزمرہ صبح سے شام تک مہمان کے منتظر رہتے۔

[5] یعنی ایک ہفتہ کے بعد ایسا ہوا۔

[6] صلا۔ دعوت دینے کو کہتے ہیں۔

نعم گفت و برجست و برداشت گام
اس نے "ہاں" کہا اٹھا اور قدم اٹھائے

رقیبان مہمان سرائے خلیل
خلیل اللہ کے مہمان خانے کے محافظوں نے

بفرمود و ترتیب کردند خوان
انھوں نے فرمایا اور انھوں نے دسترخوان لگا دیا

چو بسم اللہ آغاز کردند جمع
جب سب نے بسم اللہ شروع کی

چنیں گفتش اے پیر دیرینہ روز
خلیل اللہ نے اس کو یہ فرمایا کہ بڑی عمر کے بوڑھے!

نہ شرط ست وقتیکہ روزی خوری
کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وقت تو کھانا کھائے

بگفتا نگیرم طریقت بدست
اس نے کہا میں تمہاری بات نہیں مانتا تمہارا راستہ بنا ہے

بدانست پیغمبر نیک فال
نیک شگون پیغمبر نے جان لیا

بخواری براندش چو بیگانہ دید
اس کو ذلت کے ساتھ نکالدیا جب اس کو بیگانہ دیکھا

سروش آمد از کردگار جلیل
خدائے بزرگ کی جانب سے وحی آئی

منش دادہ صد سالہ روزی و جاں
میں نے سو سال تک اس کو روزی اور جان دی

گر او می برد پیش آتش سجود
اگر وہ آگ کے سامنے سجدہ کرتا ہے

کہ دانست خلقش علیہ السلام
کیونکہ ان کے اخلاق جانتا تھا (ان پر خدا کا سلام ہو)

بعزت نشاندند پیر ذلیل
بوڑھے کمزور کو عزت سے بٹھایا

نشستند بر ہر طرف ہمگناں
ہر جانب سب بیٹھ گئے

نیامد ز پیرش حدیثے بسمع
اس بوڑھے کی تو کوئی بات کان تک نہ آئی۔[1]

چو پیراں نمی بینمت صدق و سوز
میں تجھ میں بوڑھوں کا سا صدق اور سوز نہیں دیکھتا ہوں[2]

کہ نام خداوند روزی بری
کہ روزی کے مالک کا نام لے

کہ نشنیدم از پیر آذر پرست
اس لیے کہ میں نے آتش پرست پیر سے سنا ہے۔

کہ گبر است پیر تبہ بودہ حال
کہ تباہ حال بوڑھا آتش پرست ہے

کہ منکر بود پیش پاکاں پلید
اس لیے کہ پاک لوگوں کے پاس ناپاک برا ہوتا ہے

بہیبت ملامت کناں کاے خلیل
جلال کے ساتھ ملامت کرتی ہوئی کہ اے خلیل!

ترا نفرت آمد ازو یک زماں
تجھے اس سے تھوڑی دیر کے لیے بھی نفرت ہوئی

تو واپس چرا می بری دست جود[3]
تو سخاوت کا ہاتھ کیوں پیچھے ہٹاتا ہے

گفتار اندر احسان با مردم نیک و بد

کہاوت نیک اور بد انسانوں کے ساتھ احسان کرنیکے بیان میں

گرہ بر سر بند احساں مزن
احسان کے بند کے سرے پر گرہ نہ لگا

زیاں می کند مرد تفسیر داں
تفسیر کا جاننے والا نقصان کرتا ہے۔

کجا عقل با شرع فتویٰ دہد
عقل مع شرع کے یہ فتویٰ کب دے سکتے ہیں۔

کہ ایں زرق و شیداست و آں مکر و فن
کہ یہ تو جھوٹ اور بناوٹ ہے وہ چالاکی اور فریب ہے

کہ علم و ادب می فروشد بناں[4]
کہ علم اور ادب کو روٹی کے بدلے بیچتا ہے

کہ مرد خرد دیں بدنیا دہد
کہ عقلمند آدمی دنیا کے بدلے میں دین دے دے

[1] یعنی اس بوڑھے نے بسم اللہ نہ پڑھی
[2] بڑھاپے میں لامحالہ خدا سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔
[3] یعنی لوگوں کے عیوب نکال کر اپنی داد و دہش کو بند کر
[4] جو واعظ روٹیوں کے لیے وعظ کہتا ہے وہ برا کرتا ہے۔

ولیکن تو بستاں کہ صاحب خرد / ازارزاں فروشاں برغبت خرد

لیکن تو خریدلے اس لیے کہ عقلمند انسان / سستا بیچنے والوں سے شوق سے خریدتا ہے

حکایت عابد با شیاد شوخ دیدہ

عابد کی حکایت مکار بیباک کے ساتھ

زباندانے آمد بصاحبدلے / کہ محکم فروماندہ ام در گلے

ایک لسان ایک صاحبدل کے پاس آیا / کہ میں دلدل میں بری طرح پھنس گیا ہوں۔

یکے سفلہ را دہ درم بر من است / کہ دانگے ازو بر دلم دہ من است

ایک کمینے کے دس درہم[۲] مجھ پر واجب ہیں / جس کے ایک دانگ کا میرے دل پر دس من وزن ہے

ہمہ شب پریشاں ازو حال من / ہمہ روز چوں سایہ دنبال من

اس کی وجہ سے میرا حال ساری رات پریشان رہتا ہے / پورے دن وہ سایہ کی طرح میرے پیچھے رہتا ہے

بکرد از سخنہائے خاطر پریش / درون دلم چوں در خانہ ریش

دل پریشان کرنے والی باتوں سے اس نے / میرے دل میں ایسے ہی زخم ڈالدیے ہیں جیسا کہ دروازہ میں[۳]

خدایش بکرتا ز مادر بزاد / جز آں دہ درم چیز دیگر نداد

شاید خدا نے جب سے اس کو ماں نے جنا ہے / ان دس درہموں کے علاوہ کچھ دیا ہی نہیں ہے

ندانستہ از دفتر دیں الف / نخواندہ بجز باب لاینصرف

دین کی کتاب کا الف بھی وہ نہیں جانتا ہے / لاینصرف[۴] کے باب کے علاوہ اس نے کچھ نہیں پڑھا ہے

خور از کوہ یک روز سر بر نزد / کہ آں قلتباں حلقہ بر در نزد

سورج نے کسی دن بھی پہاڑ سے سر نہیں ابھارا / کہ اس دیوث نے دروازہ پر زنجیر نہ بجائی ہو

در اندیشہ ام تاکدام کریم / ازاں سنگدل دست گیرد بسیم

میں اسی فکر میں ہوں تاکہ کوئی سخی / مجھے چاندی دیکر اس سنگدل سے دستگیری کرے

شنید ایں سخن پیر فرخ نہاد / درستے دو در آستینش نہاد

بوڑھے مبارک طبیعت نے یہ بات سنی / دو اشرفیاں اس کی آستین میں رکھدیں

زر افتاد در دست افسانہ گوی / بروں رفت ازانجا چو زر تازہ روی

بات بنے کے ہاتھ سونا لگا! / اس جگہ سے آفتاب کی طرح تازہ رو ہو کر باہر آیا

یکے گفت شیخ ایں ندانی کہ کیست / برو گر بمیرد نباید گریست

ایک شخص بولا اے شیخ آپ کو معلوم نہیں یہ کون ہے / اگر وہ مرجائے تو اس پر رونا نہ چاہیے[۵]

گدائے کہ بر شیر نر زیں نہد / ابو زید را اسپ و فرزیں نہد

یہ ایسا گداگر ہے کہ نر شیر پر زین کستا ہے[۶] / ابوزید کے سامنے گھوڑا اور فرزین رکھ دیتا ہے

بر آشفت عابد کہ خاموش باش / تو مرد زباں نیستی گوش باش

وہ عبادت گذار بگڑا کہ چپ رہ! / تو زبان کا مرد[۷] نہیں ہے کان بن جا

اگر راست بود انچہ پنداشتم / ز خلق آبرویش نگہداشتم

[۸] اگر وہی درست ہے جو میں نے خیال کیا ہے / تو میں نے مخلوق سے اس کی آبرو بچادی ہے

ا یعنی دنیا دیکر دین خریدلے۔

۲ درہم ۳ ماشہ اور چار رتی کے وزن کا سکہ تھا۔ دانگ اس کے چھٹے حصے کے وزن کا سکہ تھا۔

۳ یعنی اس نے باتوں سے میرا دل ایسا ہی زخمی کردیا جس طرح تقاضوں کی آمد و رفت میں دروازہ گھس دیا ہے۔

۴ لاینصرف کے معنی وہ نہیں واپس ہوگا "نحو کی کتابوں میں غیر منصرف کا باب ہوتا ہے جس میں ایسے صیغوں کا ذکر ہوتا ہے جو ایک حالت پر قائم رہتے ہیں

۵ ایسا برا شخص ہے کہ اس کا مرجانا بہتر ہے

۶ نر شیر پر زین کسنا بہت ہی چالاک شخص کا کام ہے۔ ابوزید مشہور شطرنج باز اور مکار شخص ہے۔ اسپ و فرزین نہادن یعنی گھوڑے اور فرزین کی چال چل کر بازی جیتنا۔

۷ زبان کا مرد وہ ہے جو سلیقہ سے بات کر سکے

۸ یعنی دو دشمن[illegible]

اگر شوخ چشمی و سالوس کرد
اگر اس نے بے حیائی اور مکاری کی ہے
الا تا نہ پنداری افسوس کرد
ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں افسوس کروں گا

کہ خود را نگہداشتم آبروی
اس لیے کہ میں نے اپنی آبرو بچا لی
ز دستِ چناں گربزِ یاوہ گوی
ایسے مکار بیہودہ گو کے ہاتھ سے

بد و نیک را بذل کن سیم و زر
برے اور اچھے پر چاندی سونا خرچ کر
کہ ایں کسبِ خیر ست و آں دفعِ شر
اس لیے کہ یہ[۱] بھلائی کمانا ہے اور وہ شر کو دفع کرنا ہے

خنک آنکہ در صحبتِ عاقلاں
وہ شخص خوش نصیب ہے جو عقلمندوں کی صحبت میں
بیاموزد اخلاقِ صاحبدلاں
نیک لوگوں کے اخلاق سیکھے

گرت عقل و رائیست و تدبیر و ہوش
اگر تجھ میں عقل اور رائے اور تدبیر اور ہوش ہے
بعزت کنی پندِ سعدی بگوش
تو سعدی کی نصیحت کو عزت سے سنے گا

کہ اغلب بریں شیوہ دارد مقال
اس لیے کہ اس کی گفتگو عموماً اسی طرز کی ہوتی ہے
نہ در چشم و زلف و بناگوش و خال
نہ کہ آنکھ اور زلف اور کان کی لو اور تل کے بارے میں[۲]

حکایتِ پدرِ ممسک و فرزندِ جوانمرد
بخیل باپ اور سخی لڑکے کا قصہ

یکے رفت و دنیا ازو یادگار
ایک شخص مرگیا اور دنیا کی دولت اسکی یادگار رہ گئی
خلف بود صاحبدلے ہوشیار
اس کا لڑکا نیک اور ہوشیار تھا

نہ چوں ممسکاں دست بر زر گرفت
بخیلوں کی طرح اس نے سونے پر مٹھی نہیں بھینچی
چو آزادگاں دست ازو بر گرفت
شریفوں کی طرح اس سے ہاتھ اٹھا لیا

ز درویش جا را نماندے برش
اپنے پاس کی جگہ فقیروں سے خالی نہ رکھتا
مسافر بمہماں سرای اندرش
اس کے مہمان خانہ میں مسافر ہوتے

دلِ خویش و بیگانہ خرسند کرد
اپنے اور غیر کے دل کو خوش کیا
نہ ہمچوں پدر سیم و زر بند کرد
باپ کی طرح چاندی اور سونے کو بند نہ کیا

ملامت کنے گفتش اے باد دست
ایک ملامت کرنیوالے نے اس سے کہا کہ اے فضول خرچ
بیک رہ پریشاں مکن ہرچہ ہست
جو کچھ تیرے پاس ہے اس کو یکبارگی ختم نہ کر!

بسالے تواں خرمن اندوختن
ڈھیر سالوں میں جمع کیا جاسکتا ہے
بیک دم نہ مردی بود سوختن
ایک دم سے پھونک دینا انسانیت نہیں ہے

چو در تنگدستی نداری شکیب
جب تنگدستی کے وقت تو صبر نہ کرسکے
نگہدار وقتِ فراخی حسیب
تو فراخی[۳] کے وقت حساب کو مدنظر رکھ!

مثل

بدختر چہ خوش گفت بانوئے دہ
گاؤں کی بی بی نے لڑکی سے کیا بھلی بات کہی
کہ روزِ نوا برگِ سختی بنہ
مالداری کے زمانے میں تنگی کے وقت کے لیے کچھ رکھ دے

۱۔ اچھے پر خرچ کرنا بھلائی کمانا ہے اور برے پر خرچ کرنا اس کے شر سے بچنا ہے۔
۲۔ یعنی سعدی کا کلام نصیحت آمیز ہے وہ عاشقانہ غزلیں زیادہ نہیں کہتا ہے۔
۳۔ یعنی اندھا دھند خرچ نہ کر۔

همہ وقت پُر دار مشک و سبوئے
مشک اور ٹھلیا ہر وقت بھری رکھ!

کہ پیوستہ در دہ روان نیست جوئے
اس لیے کہ گاؤں میں ہر وقت نہر نہیں بہتی ہے

بدنیا تواں آخرت یافتن
دُنیا کے ذریعہ آخرت کو حاصل کیا جاسکتا ہے

بزر پنجۂ دیو بر تافتن،
سونے سے دیو کا پنجہ موڑا جاسکتا ہے

ز دستِ تہی بر نیاید امید
خالی ہاتھ سے کوئی امید پوری نہیں ہوتی ہے

بزر بر کنی چشمِ دیو سفید
سونے کے ذریعہ تو سفید دیو[2] کی آنکھ نکال سکتا ہے

اگر تنگ دستی مرو پیشِ یار
اگر تو تنگدست ہے تو یار کے سامنے نہ جا

وگر سیم داری بیا و بیار
اور اگر چاندی[3] رکھتا ہے آ اور لا

تہیدست در خوبرویاں مپیچ،
خالی ہاتھ حسینوں پر نہ ڈال

کہ بے ہیچ مردم نیرزد بہیچ
کیونکہ بدون مال کے انسان کسی قابل نہیں

وگر ہرچہ داری بکف بر نہی
اور اگر جو کچھ بھی تیرے پاس ہے ہتھیلی پر رکھ لے گا!

کفت وقتِ حاجت بماند تہی
تو ضرورت کے وقت تیری ہتھیلی خالی ہوگی

گدایاں بسعی تو ہرگز قوی[4]
فقراء تیری کوشش سے کبھی قوی—

نگردند و ترسم تو لاغر شوی
نہ ہوں گے اور مجھے ڈر ہے تو کمزور ہوجائے گا

باز آمدم بحکایتِ فرزندِ خلف

چو مناعِ خیر ایں حکایت بگفت
جب خیر سے روکنے والے نے یہ قصہ بیان کیا

ز غیرت جواں مرد را رگ بخفت
غیرت کی وجہ سے جواں مرد کی رگ سو گئی

پراگندہ دل گشت ازاں گفتگوے
اس گفتگو سے پریشان دل بنا

برآشفت و گفت اے پراگندہ گوے
بگڑ گیا اور بولا اے پریشان باتیں کرنے والے

مرا دستگاہے کہ پیرامنست
وہ سرمایہ جو میرے پاس ہے

پدر گفت میراثِ جدِّ منست
باپ[5] نے کہا تھا میرے دادا کی میراث ہے

نہ ایشاں بخسّت نگہداشتند
کیا انھوں نے کنجوسی سے اس کو جمع نہیں کیا

بحسرت بمردند و بگذاشتند،
حسرت سے وہ مر گئے اور چھوڑ گئے

بدستم بیفتاد مالِ پدر
باپ کا مال میرے ہاتھ پڑا

کہ بعد از من افتد بدستِ پسر
جو کہ میرے بعد لڑکے کے ہاتھ پڑے گا

ہماں بہ کہ امروز مردم خورند
یہی بہتر ہے کہ آج لوگ کھالیں

کہ فردا پس از من بیغما برند
اس لیے کہ کل کو میرے بعد لوٹیں گے۔

خور و پوش و بخشای و راحت رساں
کھا اور پہن اور دے اور آرام پہنچا

نگہ می چہ داری ز بہرِ کساں
لوگوں[6] کے لیے کیا حفاظت کرتا ہے

برند از جہاں با خود اصحاب رای
عقلمند لوگ دنیا سے اپنے ساتھ لیجاتے ہیں

فرومایہ ماند بحسرت بجای
کمینہ حسرت سے اپنی جگہ رہ جاتا ہے

[1] حالی نے کہا ہے "گر راہ خدا میں دو تو خدا بھی راضی"
[2] دیو سفید ایک دیو تھا جو جنگ میں رستم کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔
[3] یعنی اس کے گھر پر آ اور سونا چاندی لاکر خرچ کر۔
[4] یعنی اگر اپنا سب کچھ فقیروں میں تقسیم کردیگا تو فقیر مالدار نہ بنیں گے اور تو فقیر ہوجائے گا۔
[5] یعنی باپ دادا سے اسی طرح منتقل ہوتا آرہا ہے۔
[6] یعنی بخیل دوسروں کی دولت کا نگہبان ہے۔

زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست
سونا اور نعمت اب دیدے اس لیے کہ تیری ملکیت ہے
کہ بعد از تو بیرون زفرمان تست
کیونکہ تیرے بعد تیرے حکم سے باہر ہے

بدنیا توانی کہ عقبیٰ خری
تو یہ کر سکتا ہے کہ دنیا کے بدلے عقبیٰ خریدے
بخر جانِ من ورنہ حسرت خوری
خریدلے ۔ میری جان ورنہ حسرت کرے گا

حکایت اندر راحت رسانیدن ہمسایگاں

حکایت پڑوسیوں کو آرام پہنچانے کے بیان میں

بنالید وقتے زنے پیش شوے
ایک وقت ایک بیوی شوہر کے سامنے رو پڑی
کہ دیگر مخر نانِ بقال کوے
کہ کوچے کے بنیئے سے پھر روٹی نہ خریدنا

ببازارِ گندم فروشاں گرائے
گندم فروشوں کے بازار میں جا
کہ ایں جو فروش است و گندم نمائے
اس لیے کہ یہ گو گندم نما جو فروش ہے

نہ از مشتری کز زحامِ مگس
خریداروں کی وجہ سے نہیں بلکہ مکھیوں کے ہجوم کی وجہ سے
بیک ہفتہ رویش ندید ست کس
ایک ایک ہفتہ کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا

بدلداری آں مرد صاحب نیاز
اس نیاز مند نے دلداری کے ساتھ
بزن گفت کاے روشنائی بساز
بیوی سے کہا کہ اے گھر کی رونق! کہا مان

بامیدِ ما کلبہ آنجا گرفت
اس نے ہماری توقع پر یہاں دکان لی ہے
نہ مردی بود نفع ازو وا گرفت
اس کا نفع روکنا انسانیت نہیں ہے

رہِ نیک مردانِ آزادہ گیر
نیک شریف لوگوں کی روش اختیار کر
چو استادۂ دست افتادہ گیر
جب تو کھڑا ہے کسی گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ

ببخشای کانانکہ مردِ حقند
معاف کردے اس لیے کہ جو صحیح انسان ہیں۔
خریدارِ دکانِ بے رونقند
وہ بے رونق دوکان کے خریدار بنتے ہیں

جوانمردا گر راست خواہی ولیست
اگر تو سچی بات سننا چاہتی ہے تو سخی ولی ہے
کرم پیشۂ شاہِ مرداں علیست
سخاوت شاہ مرداں حضرت علی کا شیوہ ہے

حکایت

شنیدم کہ مردے براہِ حجاز
میں نے سنا کہ ایک شخص حجاز کے راستے میں
بہر خطوہ کردے دو رکعت نماز
ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتا

چناں گرم رو در طریقِ خدای
خدا کے راستے میں اس قدر تیز چلنے والا
کہ خارِ مغیلاں نکندے زپای
کہ ببول کے کانٹے پیر سے نہ نکالتا تھا

باخر ز وسواسِ خاطر پریش
بالآخر طبیعت کو پریشان کرنے والے خیالات کی وجہ سے
پسند آمدش در نظر کارِ خویش
اس کی نگاہ میں اس کو اپنا کام اچھا معلوم ہوا

بہ تلبیسِ ابلیس در چاہ رفت
شیطان کی مکاری کی وجہ سے وہ غرور میں پھنس گیا
کہ نتواں ازیں خوب تر راہ رفت
کہ اس سے بہتر راستہ کوئی نہیں چل سکتا ہے

۱؎ یعنی اس کی دوکان پر گاہک تو نظر نہیں آتا مکھیاں بھنکتی ہیں۔
۲؎ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے یہاں گاہک کم آتے ہیں لہذا انہی کے ذریعہ اس کا بھلا ہو جائے
۳؎ کیونکہ کانٹا نکالنے سے بھی سفر میں خلل پڑتا ہے۔
۴؎ شیطان نے اس کو یہ سمجھا دیا کہ وہ سب سے بہتر عبادت گذار ہے۔

گرش رحمت حق نہ دریافتے — غرورش سر از جادہ بر تافتے
اگر رحمت حق اس کو نہ آلیتی — تو غرور اس کا سر سیدھے راستے سے موڑ دیتا

یکے ہاتف از غیب آواز داد — کہ اے نیک بخت مبارک نہاد
ایک ہاتف نے غیب سے پکارا — کہ اے نیک بخت مبارک طبیعت!

پسندار اگر طاعتے کردۂ — کہ نزلے بدیں حضرت آوردۂ
اگر تو نے عبادت کی ہے تو گھمنڈ نہ کر! — کہ تو کوئی تحفہ اس دربار میں لایا ہے

باحسانے آسودہ کردن دلے — بہ از الف رکعت بہر منزلے
ایک دل کو احسان کے ذریعہ آرام پہنچانا — ہر پڑاؤ پر ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے

حکایت

بسرہنگ سلطاں چنیں گفت زن — کہ خیز اے مبارک در رزق زن
بادشاہ کے سپاہی کی بیوی نے کہا — کہ اے بابرکت اٹھ اور رزق کا دروازہ کھٹکھٹا

برو تا ز خوانت نصیبے دہند — کہ فرزندگانت بسختی درند
جا تاکہ دسترخوان سے تجھے بھی حصہ دیں — کیونکہ تیری اولاد مصیبت میں ہے

بگفتا بود مطبخ امروز سرد — کہ سلطاں بشب نیت روزہ کرد
اس نے کہا باورچی خانہ تو آج ٹھنڈا ہوگا — کیونکہ بادشاہ نے رات سے روزہ کی نیت کی ہے

زن از ناامیدی سر انداخت پیش — ہمی گفت با خود دل فاقہ ریش
بیوی نے ناامیدی سے سر جھکا لیا — فاقہ سے زخمی دل اپنے آپ سے کہتی تھی

کہ سلطاں ازیں روزہ گوئی چہ خاست — کہ افطار او عید طفلان ماست
بتا بادشاہ کو اس روزے سے کیا حاصل — کیونکہ اس کا افطار کرنا ہمارے بچوں کی عید ہے

خورندہ کہ خیرش بر آید ز دست — بہ از صائم الدہر دنیا پرست
وہ روزہ خور جس کے ہاتھ سے بھلائی ہو — دنیا پرست تمام عمر کے روزے رکھنے والے سے بہتر ہے[۱]

مسلم کسے را بود روزہ داشت — کہ درماندۂ را دہد نان چاشت
[۲] روزہ رکھنا اس کے لیے ٹھیک ہے — جو کسی عاجز کو دوپہر کی روٹی کھلائے

وگرنہ چہ حاجت کہ زحمت بری — ز خود باز گیری و ہم خود خوری
ورنہ کیا ضرورت ہے کہ تو تکلیف اٹھائے — [۳] اپنے آپ ہی سے لے اور خود ہی کھالے

خیالات نادان خلوت نشیں — بہم برکند عاقبت کفر و دیں
گوشہ نشین نادان کے خیالات — کفر اور دین کا انجام یکساں کر دیتے ہیں

صفائیست در آب و آئینہ نیز — ولیکن صفا را بباید تمیز
صفائی پانی میں بھی ہے اور آئینہ میں بھی — [۴] لیکن صفائی میں تمیز کرنی چاہیے

۱۔ جو روزہ فاقہ زدوں کے لیے مزید مصیبت کا سامان بنے وہ بیکار ہے۔

۲۔ روزہ کا حاصل تو یہ ہونا چاہیے کہ اپنا دوپہر کا کھانا کسی دوسرے بھوکے کو کھلا دے۔

۳۔ روزے کی وجہ سے جو دوپہر کا کھانا بچے وہ خود ہی شام کو کھالے

۴۔ پانی کی صفائی آئینہ کی صفائی سے بدرجہا بہتر ہے۔ پانی کی صفائی دوسروں کے لیے مفید ہے تو عبادت وہی بھلی ہے جس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے۔

حکایت کریم تنگ دست با سائل

ایک تنگدست سخی کا سائل کے ساتھ قصہ

یکے را کرم بود و قوت نہ بود
ایک شخص میں سخاوت تھی طاقت نہ تھی

کہ سفلہ خداوند ہستی مباد
خدا کرے کوئی کمینہ مالدار نہ ہو

کسے را کہ ہمت بلند اوفتد
جس کسی کی ہمت بلند ہوتی ہے

چو سیلاب ریزاں کہ بر کوہسار
جیسا[1] کہ بہنے والا سیلاب کہ پہاڑ پر

نہ درخورد سرمایہ کردے کرم
وہ سرمایہ[3] کے حساب سے سخاوت نہ کرتا

برش تنگ دستے دو حرفے بنشت
ایک تنگدست نے اس کو مختصراً لکھا :—

یکے دست گیرم بچندے درم
ایک بار چند درہم دے کر میری دستگیری کر

بچشم اندرش قدر چیزے نبود
اس[4] کی نگاہ میں کسی چیز کی قدر نہ تھی

بخصمان بندی فرستاد مرد
قیدی کے مخالفوں کے پاس اس مرد خدا نے پیغام بھیجا

ق

بدارید چنداں کف از دامنش
کچھ[5] دنوں کے لیے اس کے دامن سے ہاتھ ہٹا لو

وز آنجا بزنداں درآمد کہ خیز
اور اس جگہ سے وہ قید خانہ میں پہنچا کہ اٹھ!

چو گنجشک در باز دید از قفس
چڑیا جب پنجرہ کا دروازہ کھلا دیکھے

چو باد صبا زاں زمیں سیر کرد
ہوا کی طرح اس سرزمین سے چل دیا

گرفتند حالے جواں مرد را
انھوں نے فوراً اس سخی کو گرفتار کر لیا

چو بیچارگاں راہ زنداں گرفت
عاجزوں کی طرح اس نے قید خانہ کا راستہ لیا

کفافش بقدر مروت نبود
اس کا روزینہ سخاوت کی بقدر نہ تھا

جواں مرد را تنگ دستی مباد
سخی کو کبھی تنگ دستی نہ ہو

مرادش کم اندر کمند اوفتد
اس کا مقصد بہت کم رسی میں پھنستا ہے

نگیرد ہمی بر بلندی قرار
اونچائی پر نہیں ٹھہرتا ہے

تنک مایہ بودے ازیں لاجرم
اسی وجہ سے لامحالہ تنگدست رہتا

کہ اے خوب فرجام فرخ سرشت
کہ اے نیک انجام مبارک طبیعت

کہ چندست تا من بزنداں درم
کیونکہ میں چند دن سے قید میں پڑا ہوں

ولیکن بدستش پشیزے نبود
لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی پیسہ نہ تھا

کہ اے نیک نامان آزاد مرد
کہ اے ایک آزاد مرد کے بارے میں نیک نام لوگو

وگر میگریزد ضماں بر منش،
اور اگر وہ بھاگ جائے گا تو میں ذمہ دار ہوں

وزیں شہر تا پائے داری گریز
اور جتنا بھی بھاگ سکے اس شہر سے بھاگ جا

قرارش نبود اندرو یک نفس
تو اس کو ایک سانس کے برابر بھی اس میں قرار نہیں آتا

نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد
ایسی رفتار سے نہیں کہ ہوا بھی اس کی گرد کو پہنچ سکے

کہ حاصل کنی سیم یا مرد را
کہ تو چاندی یا اس آدمی کو لا!

کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت
کیونکہ پنجرے سے بھاگا ہوا پرند پکڑا نہیں جا سکتا

[1] کیونکہ اس کے مقاصد بھی بلند ہوتے ہیں تو وہ بہت کم حاصل ہوتے ہیں۔
[2] بلند ہمت انسان کی مثال پہاڑ کی سی ہے اور مقاصد بہنے والے سیلاب کی طرح ہیں۔
[3] یعنی آمدنی سے زیادہ داد و دہش کرتا تھا۔
[4] وہ اس کے لیے قیمتی سے قیمتی چیز خرچ کر ڈالتا لیکن اس کے پاس کچھ نہ تھا۔
[5] یعنی کچھ دن کے لئے اسکو قید سے آزاد کردو۔
[6] یعنی اس آزاد قیدی کو تو اب وہ نہ لا سکتا تھا۔

شنیدم کہ در حبس چندے بماند
میں نے سنا ہے کہ کچھ دن قید خانہ میں رہا
نہ رقعہ بنبشت و نہ فریاد خواند
نہ سفارش کے لیے خط لکھا اور نہ فریاد کی

زمانہا نیاسود و شبہا نخفت
بہت دنوں تک نہ آرام کیا، نہ راتوں کو سویا
بر و پارسائے گذر کرد و گفت
وہاں سے ایک نیک آدمی گذرا اور اس نے کہا

نہ پندارمت مال مردم خوری
میرا یہ خیال تو نہیں ہو سکتا کہ تو نے کسی کا مال مارا ہے
چہ پیش آمدت تا بزنداں دری
کیا معاملہ پیش آیا کہ تو قید خانہ میں ہے

بگفتا کہ ہاں اے مبارک نفس
اس نے کہا ہاں بابرکت سانس والے
نخوردم بحیلت گری مال کس
میں نے حیلہ گری سے کسی کا مال نہیں کھایا ہے

یکے ناتواں دیدم از بند ریش
میں نے ایک کمزور کو قید سے زخمی دیکھا
خلاصش ندیدم بجز بند خویش
میں نے اس کی رہائی بجز اپنی قید کے نہ دیکھی

ندیدم بنزدیک دانش پسند
عقل کی رو سے مجھے یہ بات پسند نہ آئی
من آسودہ و دیگرے پائے بند
کہ میں آرام سے ہوں اور دوسرا قیدی ہو

بمرد آخر و نیک نامی ببرد
انجام کار وہ مر گیا اور نیک نامی لے گیا
زہے زندگانی کہ نامش نمرد
کیا خوب زندگی ہے کہ اس کا نام نہ مرا

تن زندہ دل خفتہ در زیر گل
زندہ دل جسم مٹی کے نیچے سویا ہوا
بہ از عالمے زندۂ مردہ دل
ایک زندہ جہان سے بہتر ہے جو مردہ دل ہو

دل زندہ ہرگز نگردد ہلاک
زندہ دل ہرگز ہلاک نہیں ہوتا
تن زندہ دل گر بمیرد چہ باک
زندہ دل جسم اگر مر جائے تو کیا مضائقہ ہے

ملہ ایک زندہ دل انسان مر کر بھی دنیا بھر کے زندہ مردہ دلوں سے بہتر ہے۔ ملہ یعنی تیار ہوا ملہ یعنی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

حکایت در معنی احسان با خلق خدا

یکے در بیاباں سگ تشنہ یافت
ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو جنگل میں پایا
بروں از رمق در حیاتش نیافت
اس کی زندگی میں آخری سانس سے زیادہ کچھ نہ پایا

کلہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش
اس پسندیدہ طبیعت نے ٹوپی کا ڈول بنایا
چو حبل اندراں بستہ دستار خویش
اپنی پگڑی کو اس میں رسی کی طرح باندھا

بخدمت میاں بست و بازو کشاد
خدمت کے لیے کمر باندھی اور بازو کھولا
سگ ناتواں را دمے آب داد
کمزور کتے کو تھوڑا سا پانی دیا

خبر داد پیغمبر از حال مرد
اس شخص کے حال کی پیغمبر نے خبر دی
کہ داور گناہان او عفو کرد
کہ خدا نے اس کے گناہ معاف کر دیے

الا گر جفا کاری اندیشہ کن
خبردار اگر تو ظالم ہے تو ڈر!
کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن
سخاوت کی عادت ڈال اور وفا کو پیشہ بنا

کسے با سگے نیکوئی گم نہ کرد
کسی شخص نے کتے کے ساتھ نیکی کو بھی ضائع نہیں کیا
کجا گم شود خیر با نیک مرد
تو نیک انسان کے ساتھ بھلائی کب ضائع ہوگی

گرم کن براں کت برآید ز دست
کرم کر جس پر بھی تیرے ہاتھ سے ہو سکے

جہانباں درِ خیر بر کس نہ بست
خدا نے نیکی کا دروازہ کسی پر بند نہیں فرمایا ہے

گرت در بیاباں نباشد چہے
اگر جنگل میں تیرا کوئی کنواں نہ ہو

چراغے بنہ در زیارت گہے
تو کسی زیارت گاہ میں چراغ ہی رکھ دے

بقنطارہ زر بخش کردن ز گنج
خزانے میں سے بہت کچھ دیدینا

نہ چندانکہ دینارے از دست رنج
اتنا نہیں ہے جیسا کہ مزدوری سے ایک دینار

بَرَد ہر کسے بار در خوردِ زور
طاقت کے مطابق ہر شخص بوجھ لے جاتا ہے

گرانست پائے ملخ پیشِ مور
چیونٹی کے آگے ٹڈی کا پیر بھاری ہے

تو با خلق نیکی کن اے نیک بخت
اے نیک بخت! تو مخلوق کے ساتھ نیکی کر

کہ فردا نگیرد خدا بر تو سخت
تاکہ کل کو خدا تجھ پر سخت گیری نہ کرے

گراز پا درآید نماند اسیر
اگر گر بھی پڑے تو قیدی نہ رہے گا

کہ افتادگاں را بود دستگیر
جو کہ عاجزوں کا دستگیر ہو

بآزار فرماں مدہ بر رہی
نوکر کو تکلیف دہ حکم نہ دے

کہ باشد کہ افتد بفرماں دہی
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ حاکم بن جائے

چو تمکین و جاہت بود بر دوام
جب تیری قدرت اور مرتبہ ہمیشگی کے ساتھ ہو

مکن زور بر مردِ درویش عام
تب بھی عام فقیر انسان پر زور نہ کر!

کہ افتد کہ با جاہ و تمکین شود
اس لیے کہ ہو سکتا ہے وہ مرتبہ اور قدرت والا ہو جائے

چو بیدق کہ ناگاہ فرزیں شود
جیسا کہ پیادہ اچانک فرزیں ہو جاتا ہے

نصیحت شنو مردمِ نیک بیں
نصیحت سننے والا نیک بیں انسان

نباشد درو ہیچ دل تخمِ کیں
اس میں کوئی دل کینہ کا بیج نہیں ہوتا

خداوندِ خرمن زیاں می کند
کھلیان کا مالک تباہی کرتا ہے

کہ بر خوشہ چیں سر گراں می کند
کہ بال چننے والے پر ناراض ہوتا ہے

نترسد کہ نعمت بمسکیں دہد
اس سے نہیں ڈرتا کہ خدا مسکین کو دولت دیدے

وزاں بارِ غم بر دلِ ایں نہد
اور اس کے غم کا بوجھ اس کے دل پر رکھ دے

بسا زورمندا کہ افتاد سخت
بہت سے طاقتور ہیں کہ وہ سخت گرے

بس افتادہ را یاوری کرد بخت
بہت سے گرے ہوؤں کی نصیبہ نے مدد کی

دلِ زیردستاں نباید شکست
کمزوروں کا دل نہ توڑنا چاہیے

مبادا کہ روزے شود زیردست
نہ ہو کہ کسی دن وہ خود کمزور ہو جائے

حکایت

بنالید درویشے از ضعفِ حال
حالت کی کمزوری سے ایک درویش رو پڑا

بر تند روئے خداوندِ مال
ایک مال دار بدمزاج کے سامنے

---

۱ یعنی اگر مسافروں کے لیے کنواں نہیں کھدوا سکتا ہے تو رہگذر پر چراغ ہی جلا دے

۲ تنگدست کو تھوڑا دینے پر جو ثواب مل جاتا ہے مالدار کو بہت کچھ خرچ کرنے پر بھی وہ نہیں ملتا۔

۳ یعنی سخی سے اگر کوئی گناہ بھی ہو گا تو اللہ اس کو معاف کر دیں گے۔

۴ پیادہ اور فرزیں شطرنج کے دو مہروں کے نام ہیں بعض چالوں میں پیادہ فرزیں بن جاتا ہے اور اس کو وزیر کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

۵ نیک بیں انسان میں کسی کی طرف سے کینہ نہیں ہوتا۔

نہ دینار دادش سیہ دل نہ دانگ
سیاہ دل نے اس کو نہ دینار دیا نہ پیسہ
دلِ سائل از جورِ اُو خوں گرفت
بھکاری کا دل اس کے ظلم سے خون ہوگیا
توانگر ترش روی بارے چراست
مالدار اس وقت ترش رو کیوں ہے
بفرمود کوتہ نظر تا غلام
کوتاہ نظر نے حکم دے دیا چنانچہ نوکر نے
بہ ناکردنِ شکرِ پروردگار
خدا کا شکر نہ کرنے کی وجہ سے
بزرگیش سر در تباہی نہاد
اس کی بزرگی نے تباہی میں سر دھرا
شقاوت برہنہ نشاندش چو سیر
بدبختی نے اس کو لہسن کی طرح ننگا کر بٹھایا
فشاندش قضا بر سر از فاقہ خاک
تقدیر نے اس کے سر پر فاقہ کی خاک اڑائی
سراپائے حالش دگرگوں گشت
اس کی پوری حالت دگرگوں ہوگئی
غلامش بدستِ کریمے فتاد
اس کا غلام ایک سخی کے ہاتھ پڑا
بدیدارِ مسکین آشفتہ حال
پریشان حال مسکین کو دیکھ کر
شبانگہ یکے بر درش لقمہ جست
رات کے وقت ایک شخص نے اس کے دروازہ پر لقمہ مانگا
بفرمود صاحب نظر بندہ را
رحم دل نے نوکر کو حکم دیا
چو نزدیک بردش ز خواں بہرۂ
جب وہ دسترخوان سے حصہ اس کے پاس لیگیا
چو نزدیک آمد بر خواجہ باز
جب مالک کے پاس لوٹ کر آیا
بپرسید سالارِ فرخندہ خوی
مبارک طبیعت آقا نے دریافت کیا

بروزد بسر باری از طیرہ بانگ
بے عقلی سے اس پر غصہ سے چیخ پڑا —
سر از غم برآورد و گفت اے شگفت
غم سے سر ابھارا اور بولا، ہائے تعجب!
مگر می نترسد ز تلخئے خواست
شاید وہ بھیک کی کڑواہٹ سے نہیں ڈرتا ہے
براندش بزاری و زجر تمام
ذلت اور پوری جھڑکی سے اس کو نکال دیا
شنیدم کہ برگشت از و روزگار
میں نے سنا ہے اس سے زمانہ برگشتہ ہوگیا
عطارد قلم در سیاہی نہاد
عطارد نے سیاہی میں قلم رکھا
نہ بارش رہا کرد و نے بارگیر
نہ اس کا سامان چھوڑا نہ بوجھ لادنے والا
مشعبد صفت کیسہ و دست پاک
بازیگر کی طرح اس کی تھیلی اور ہاتھ صاف ہوگیا
بگورش پس از مدتے بر گذشت
اس کے بعد جب اس کی تباہی پر ایک زمانہ گزر گیا
توانگر دل و دست و روشن نہاد
جو دل اور ہاتھ کا مالدار اور روشن طبیعت تھا
چناں شاد بودے کہ مسکیں بمال
اس طرح خوش ہوتا تھا جیسا کہ مسکین مال کو دیکھ کر
ز سختی کشیدن قدمہاش سست
سختی جھیلنے کی وجہ سے اس کے قدم سست تھے
کہ خشنود کن مردِ درماندہ را
کہ تھکے ہوئے کو خوش کر دے
برآورد بے خویشتن نعرہ
اس نے بے خود ہو کر نعرہ مارا
عیاں کرد اشکش بدیباچہ راز
اس کے چہرے کے آنسوؤں نے راز کھول دیا
کہ اشکت ز جورِ کہ آمد بروی
کہ تیرے چہرے پر آنسو کس کے ظلم سے آئے ہیں

۱؎ عطارد ایک ستارہ کا نام ہے جو آسمان کا منشی کہلاتا ہے۔ قلم در سیاہی نہادن، کسی تحریر کو قلم زد کر دینا۔
۲؎ بازیگر اپنے کرتب سے روپے اور تھیلیاں دکھاتا ہے لیکن انجام کار اس کے پاس کچھ نہیں رہتا۔

۱۰

۳؎ کسی پریشان حال کی پریشانی دور کر کے اس کو انتہائی خوشی ہوتی تھی۔
۴؎ جب وہ فقیر کو روٹی دینے گیا تو ایک دم سے چیخ مار کر رونے لگا۔

بگفت اندرونم بشورید سخت
اس نے کہا میرا دل سخت بے چین ہو گیا
براحوال ایں پیر شوریدہ بخت
اس پریشان نصیب بوڑھے کے احوال پر

کہ مملوکِ وے بودم اندر قدیم
اس لیے کہ میں پہلے اس کا غلام تھا
خداوندِ املاک و اسباب و سیم
جو کہ جائدادوں اور سامانوں و چاندی کا مالک تھا

چو کوتاہ شد دستش از عز و ناز
جب عزت اور ناز سے اس کا ہاتھ کوتاہ ہو گیا
کند دستِ خواہش بدرہا دراز
تو سوال کا ہاتھ دروازوں پر پھیلاتا ہے

بخندید و گفت اے پسر جور نیست
وہ ہنسا اور بولا اے لڑکے ظلم نہیں ہے
ستم بر کس از گردشِ دور نیست
زمانہ کی گردش کا کسی پر ظلم نہیں ہے

نہ آں تنگ روز یست بازارگاں[1]
کیا یہ وہی بدنصیب تاجر نہیں ہے
کہ بردے سر از کبر بر آسماں
جو تکبر کی وجہ سے آسمان پر سر رکھتا تھا

من آنم کہ آں روزم از در براند
میں وہی ہوں کہ اس روز دروازے سے مجھے نکلوا دیا تھا
بروزِ منش دورِ گیتی نشاند
دورِ زمانہ نے اس کو میری حالت پر پہنچا دیا

نگہ کرد باز آسماں سوئے من
آسمان نے دوبارہ میری طرف دیکھا
فرو شست گردِ غم از روئے من
میرے چہرے سے غم کی گرد دھوئی

خدا ار بحکمت ببندد درے
خدا اگر کسی مصلحت سے کوئی دروازہ بند کرتا ہے
کُشاید بفضل و کرم دیگرے
فضل و کرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے

بسا مفلسِ بے نوا سیر شد
بہت سے بے سروساماں مفلس ہیں جو پیٹ بھرے ہو گئے
بسا کارِ منعم زبر زیر شد
بہت سے مالداروں کا کام درہم برہم ہو گیا

حکایت

یکے سیرتِ نیک مرداں شنو
ایک بار نیک مردوں کی سیرت سن
اگر نیک مردی و پاکیزہ رو
اگر تو نیک مرد اور نیک چلن ہے

کہ شبلی[2] ز حانوتِ گندم فروش
گندم فروش کی دکان سے شبلی نے
بدہ بُرد انبانِ گندم بدوش
گیہوں کا بورا کندھے پر رکھ کر گاؤں میں لے گئے

نگہ کرد مورے در آں غلہ دید
نگاہ ڈالی تو اس غلہ میں ایک چیونٹی دیکھی
کہ سرگشتہ از ہر طرف میدوید
جو پریشان ہر طرف سے دوڑ رہی تھی

ز رحمت برو شب نیارست خفت[3]
اس پر شفقت کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکے
بماوائے خود بازش آورد و گفت
اس کو اس کے ٹھکانے پر واپس لائے اور بولے

مروت نباشد کہ ایں مور ریش[4]
انسانیت نہ ہوگی کہ اس پریشان چیونٹی کو
پراگندہ گردانم از جائے خویش
اس کی جگہ سے پریشان کر دوں

درونِ پراگندگاں جمع دار
پریشان لوگوں کے دل کو مطمئن کر
کہ جمعیت باشد از روزگار
تاکہ زمانہ سے تجھے اطمینان ہو

[1] میں وہی بھکاری ہوں جس کو اس نے دھکے دے کر نکلوایا تھا۔ اب آج اس پر وہ وقت ہے جو پہلے میرے اوپر تھا

[2] یہ ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ جو حضرت جنید بغدادی کے خلیفہ تھے۔

[3] اس چیونٹی کی بے چینی کو دیکھ کر بے چین ہو گئے۔

[4] یعنی چیونٹی کو جگہ سے بے جگہ کرنا انسانیت نہیں ہے

چہ خوش گفت فردوسی[1] پاک زاد — کہ رحمت براں تربت پاک باد
پاک نسل فردوسی نے کیا اچھا کہا ہے — خدا کرے اس قبر پر رحمت نازل ہو

میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جاں دارد و جان شیریں خوش است
اس چیونٹی کو نہ ستا جو ایک دانہ کھینچنے والی ہے — اس لیے کہ وہ بھی جان رکھتی ہے اور پیاری جان اچھی ہے

سیاہ اندروں باشد و سنگدل — کہ خواہد کہ مورے شود تنگدل
وہ سیاہ باطن اور سنگ دل ہے — جو یہ چاہے کہ کوئی چیونٹی بھی تنگ دل ہو

مزن بر سر ناتواں دست زور — کہ روزے بپایش درافتی چو مور
طاقت کا ہاتھ کمزور کے سر پر نہ مار — کہ کسی دن چیونٹی کی طرح اس کے پاؤں میں آئے گا

نہ بخشید بر حال پروانہ شمع[2] — نگہ کن کہ چوں سوخت در پیش جمع
شمع نے پروانہ کے حال پر ترس نہ کھایا — دیکھ مجمع میں کیسی جلی

گرفتم ز تو ناتواں تر بسے است — توانا تر از تو ہم آخر کسے است
میں مانتا ہوں بہت سے تجھ سے کمزور ہیں — آخر کوئی تو تجھ سے بھی زیادہ طاقتور ہے

گفتار اندر جواں مردی و ثمرۂ آں

سخاوت اور اس کے پھل کے بیان میں

بہ بخش اے پسر کآدمی زادہ صید — باحساں تواں کرد وحشی بقید[3]
اے لڑکے بخشش کر اس لیے کہ انسان کو شکار — احسان سے کیا جاسکتا ہے اور وحشی کو قید

عدو را بالطاف گردن بہ بند — کہ نتواں بریدن بہ تیغ ایں کمند
مہربانیوں سے دشمن کی گردن باندھ — اس لیے کہ یہ رسی تلوار سے نہیں کاٹی جاسکتی ہے

چو دشمن کرم بیند و لطف و جود — نیاید دگر خبث ازو در وجود
جب دشمن بخشش اور مہربانی اور سخاوت دیکھتا ہے — دوبارہ اس سے خباثت وجود میں نہیں آتی ہے

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک[4] — نروید ز تخم بدی بار نیک
برائی نہ کر ورنہ نیک دوست سے بھی برائی دیکھے گا — برائی کے بیج سے اچھا پھل نہیں اُگتا ہے

چو با دوست دشوار گیری و تنگ — نخواہد کہ بیند ترا نقش و رنگ
جب تو دوست کے ساتھ سخت گیری اور تنگی کرے گا — وہ نہیں چاہے گا کہ تیرا نقش اور رنگ دیکھے

وگر خواجہ با دشمناں نیک خوست — بسے بر نیاید کہ گردند دوست
اور اگر خواجہ دشمنوں کے ساتھ نیک عادت ہے — زیادہ وقت نہ گذرے گا کہ وہ دوست بن جائیں گے

حکایت در معنی صید کردن دلہا باحسان

احسان کے ذریعہ دلوں کا شکار کرنے کے بیان میں

بہ رہ در یکے پیشم آمد جواں — بتگ در پیش گوسفندے رواں
راستہ میں ایک نوجوان میرے سامنے آیا — ایک بکری اس کے پیچھے بھاگی چلی جارہی تھی

بدو گفتم ایں ریسمانست و بند[5] — کہ می آردت اندر پے گوسپند
میں نے اس سے کہا کہ یہ رسی اور بندش کی وجہ ہے — جو بکری کو تیرے پیچھے پیچھے لا رہی ہے

[1] شاہنامہ کا مصنف مشہور شاعر ہے۔
[2] شمع کا پگھلنا اس کی بے رحمی کی وجہ سے ہے۔
[3] داد و دہش سے انسان اور وحشی جانور کو پابند کیا جاسکتا ہے۔
[4] دوستوں کے ساتھ برائی کرو گے تو وہ بھی برائی سے پیش آئیں گے۔
[5] یعنی یہ بکری رسی کی وجہ سے تیرے پیچھے چل رہی ہے۔

بستنگ طوق و زنجیر ازو باز کرد
اس نے فوراً اس کا پٹا اور زنجیر کھول دی
چپ و راست پوئیدن آغاز کرد
اس نے بائیں اور دائیں طرف دوڑنا شروع کر دیا

برہ همچنان در پیش میدوید
راستہ پر اسی طرح اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی
که جو خورده بود از کف مرد و خوید
اس لیے کہ اس شخص کے ہاتھ سے جو اور خوید کھائے ہوئی تھی

چو باز آمد از عیش و بازی بجای
جب وہ کھیل کود سے اپنی جگہ واپس لوٹا
مرا دید و گفت اے خداوند رای
مجھے دیکھا اور بولا اے صاحب رائے!

نه این ریسمان می برد با منش
رسی اس کو میرے ساتھ نہیں لے چلتی ہے
که احسان کمندیست در گردنش
بلکہ احسان اس کے گلے کی رسی ہے

بلطفے که دیدست پیل دمان
مہربانی جو مست ہاتھی نے دیکھی ہر
نیارد همی حمله بر پیل بان
فیل بان پر حملہ نہیں کرتا ہے

بدان را نوازش کن اے نیکمرد
اے نیک مرد! بدوں پر مہربانی کر
که سگ پاس دارد چو نان تو خورد
کیونکہ کتا جب تیری روٹی کھاتا ہے تو تیری حفاظت کرتا ہے

بران مرد کند ست دندان یوز
اس شخص پر چیتے کے دانت کند ہو جاتے ہیں
که مالد زبان بر پنیرش دو روز
جس کے پنیر پر وہ دو دن زبان مل دیتا ہے

حکایت درویش با روباه
فقیر کا لومڑی کے ساتھ قصہ

یکے روبهے دید بیدست و پای
ایک شخص نے ایک لومڑی کو بے ہاتھ پاؤں کے دیکھا
فرو ماند در صنع و لطف خدای
خدا کی کاریگری اور مہربانی میں حیران رہ گیا

که چون زندگانی بسر می برد
کہ وہ زندگی کیسے بسر کرتی ہے
بدین دست و پا از کجا می خورد
ایسے ہاتھ پیر ہوتے ہوئے کہاں سے کھاتی ہے

درین بود درویش شوریده رنگ
فقیر دیوانہ وار اسی میں تھا
که شیرے در آمد شغالے بچنگ
کہ ایک شیر ایک گیدڑ کو پنجہ میں دبائے آیا

شغالے نگون بخت را شیر خورد
بدبخت گیدڑ کو شیر نے کھایا
بماند آنچه روباه ازو سیر خورد
جو بچا اس کو لومڑی نے پیٹ بھر کر کھایا

دگر روز باز اتفاقے فتاد
دوسرے دن بھی ایسا ہی اتفاق ہوا
که روزی رسان قوت روزش بداد
کہ روزی پہنچانے والے نے اس دن کی خوراک اس کو پہنچا دی

یقین مرد را دیده بیننده کرد
یقین نے اس شخص کی آنکھیں کھول دیں
شد و تکیه بر آفرینده کرد
روانہ ہو گیا اور پیدا کرنے والے پر بھروسہ کیا

کزین پس بکنجے نشینم چو مور
کہ اس کے بعد چیونٹی کی طرح ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں گا
که روزی نخوردند پیلاں بزور
اس لیے کہ ہاتھی بھی اپنی طاقت کے بل روزی نہیں کھاتے

زنخدان فرو برد چندے بجیب
تھوڑے دنوں تک ٹھوڑی گریبان میں ڈالے رکھی
که بخشنده روزی فرستد ز غیب
کہ دینے والا غیب سے روزی بھیجے گا

۱۔ خوید بوزن دوید ہے، جو کے سبز چارے کو کہا جاتا ہے۔
۲۔ فیل بان چونکہ ہاتھی پر احسان کرتا ہے اس لیے وہ بد مستی کی حالت میں بھی اس پر حملہ نہیں کرتا ہے۔
۳۔ چیتے کو پنیر کھلا کر ہلایا جاتا ہے۔

نہ بیگانہ تیمار خوردش نہ دوست
اس کا غم نہ غیر نے کیا نہ کسی دوست نے

چو صبرش نماند از ضعیفی و ہوش
جب ضعف کی وجہ سے اس کا صبر اور ہوش نہ رہا

برو شیر درندہ باش اے دغل
اے کمینہ جا اور پھاڑنے والا شیر بن

چناں سعی کن کز تو ماند چو شیر
ایسی کوشش کر کہ شیر کی طرح تجھ سے بچ رہے

چو شیراں کرا گردن فربہ است
جس کی گردن شیروں کی طرح موٹی ہے

بچنگ آر و با دیگراں نوش کن
پنجہ میں لا اور دوسروں کو کھلا

بخور تا توانی ببازوئے خویش
جب تک ہو سکے اپنے بازو کے ذریعہ کھا

چو مرداں ببر رنج و راحت رساں
مردوں کی طرح تکلیف اٹھا اور آرام پہنچا

برو دست گیر اے نصیحت پذیر
اے نصیحت کو قبول کرنیوالے جا اور دستگیری کر

خدا را براں بندہ بخشائش ست
اس بندہ پر خدا کی مہربانی ہے

کرم ورزد آں سر کہ مغزے درو ست
جس سر میں بھیجا ہے وہ کرم اختیار کرتا ہے

کسے نیک بیند بہر دو سرائے
دونوں جہان میں وہ نیکی دیکھتا ہے

چو چنگش رگ و استخواں ماند و پوست
اس کی رگیں اور ہڈیاں اور کھال ستار کی طرح ہو گئی[1]

ز دیوار محرابش آمد بگوش
محراب کی دیوار سے اس کے کان میں آیا

میندا از خود را چو روباہ شل
اپنے آپ کو لنجی لومڑی کی طرح نہ ڈال

چو روبہ چہ باشی بوا ماندہ سیر
لومڑی کی طرح بچے ہوئے سے کیوں پیٹ بھرتا ہے

گر افتد چو روبہ سگ ازوے بہ است
اگر وہ لومڑی کی طرح پڑا رہے تو کتا اس سے بہتر ہے

نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن
دوسروں کے بچے ہوئے پر کان نہ دھر

کہ سعیت بود در ترازوئے خویش
جب[2] تک تیری کوشش تیری ترازو میں ہے

مخنث خورد دست رنج کساں
لوگوں کی محنت کی کمائی ہیجڑا کھاتا ہے[3]

نہ خود را بیفگن کہ دستم بگیر
نہ کہ اپنے آپ کو گرا دے کہ میری دستگیری کر

کہ خلق از وجودش در آسائش ست
جس کے وجود سے مخلوق کو راحت ہے

کہ دوں ہمتانند بے مغز پوست
کیونکہ کم ہمت لوگ بے گری کا چھلکا ہیں۔

کہ نیکی رساند بخلق خدائے
جو خلق خدا کو نیکی پہنچاتا ہے

[1] یعنی وہ سوکھ کر ستار کی طرح بن گیا
[2] ترازو سے مراد بازو ہے یعنی جب تک تیرے بازو میں قوت ہے۔
[3] ایک مرد کا کام یہی ہے کہ دوسروں کی خاطر تکلیف اٹھائے دوسروں کی کمائی کھانا ہیجڑا پن ہے۔

حکایت عابد بخیل

بخیل عابد کا قصہ

شنیدم کہ مردیست پاکیزہ بوم
میں نے سنا کہ ایک شخص پاک طبیعت

شناسا و رہ رو در اقصائے روم
حق شناس اور سالک روم کے اطراف میں ہے

من و چند سالوک صحرا نورد
میں اور چند سیاح بیابان طے کرنے والے

برفتیم قاصد بدیدار مرد
اس انسان کی زیارت کا قصد کر کے چل پڑے

سر و چشم ہر یک ببوسید و دست
اس نے ہر ایک کے سر اور آنکھ اور ہاتھ کو بوسہ دیا

بتمکین و عزت نشاند و نشست
وقار اور عزت سے بٹھایا اور بیٹھ گیا

زرش دیدم و زرع و شاگرد و رخت
میں نے اس کا سونا اور کھیتی اور نوکر اور سامان دیکھا
بخلق و لطف گرم رو مرد بود
اخلاق اور مہربانی میں بہت تیز انسان تھا
ہمہ شب نبودش قرار و ہجوع
اس کو تمام رات سکون اور نیند نہ آئی
سحر گہ میاں بست و در باز کرد
صبح کو اس نے کمر کسی اور دروازہ کھولا
یکے بذلہ شیریں خوش طبع بود
ایک شیریں لطیفہ گو خوش طبع تھا
مرا بوسہ گفتا بہ تصحیف دہ
اس نے کہا ہمیں بوسہ تصحیف کے ساتھ دیجیے
بخدمت منہ دست بر کفش من
خدمتگاری میں میرے جوتے نہ اٹھا
بایثار مرداں سبق بردہ اند
ایثار کی وجہ سے لوگ بازی لے گئے ہیں
ہمی دیدم از پاسبان تتار
تتار کے پاسبان کو بھی میں نے ایسا ہی دیکھا
کرامت جوانمردی و ناں دہیست
شرافت، سخاوت اور روٹی دینا ہے
قیامت کسے باشد اندر بہشت
قیامت میں بہشت میں وہ ہوگا
بمعنی تواں کرد دعوی درست
حقیقت سے دعوے کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے

ولے بے مروت چو بے بر درخت
لہ لیکن ایسا بے مروت جیسے بے پھل کا درخت
ولے دیگدانش قوی سرد بود
لیکن اس کا چولھا بہت ٹھنڈا تھا
ز تسبیح و تہلیل و ما را ز جوع
تسبیح اور تہلیل کی وجہ سے اور ہمیں بھوک کی وجہ سے
ہماں لطف دوشینہ آغاز کرد
گزشتہ رات کی سی مہربانی شروع کی
کہ با ما مسافر دراں ربع بود
جو اس سرزمین میں ہمارے ساتھ مسافر تھا
کہ درویش را توشہ از بوسہ بہ
اس لیے کہ فقیر کے لیے بوسے سے توشہ بہتر ہے
مرا ناں دہ و کفش بر سر بزن
مجھے روٹی دے ۔ اور سر پر جوتے مار
نہ شب زندہ داراں دل مردہ اند
شب زندہ دار لوگ مرے ہوئے دل کے نہیں ہوتے ہیں
دل مردہ و چشم شب زندہ دار
دل مردہ اور آنکھ رات کو زندہ رکھنے والا
مقالات بیہودہ طبل تہیست
بیہودہ باتیں خالی ڈھول ہے
کہ معنی طلب کرد و دعوی بہشت
جس نے حقیقت طلب کی اور دعویٰ چھوڑ دیا
دم بے قدم تکیہ گاہیست سست
بے اصل باتیں کمزور ٹیکن ہے

حکایت حاتم طائی و صفت جوانمردی وے
حاتم طائی اور اس کی سخاوت کی خوبی کا قصہ

شنیدم در ایام حاتم کہ بود
میں نے سنا کہ حاتم کے زمانہ میں تھا
صبا سرعتے رعد بانگ ادہمے
صبا کی سی تیزی والا گرج کی آواز والا مشکی
بتگ ژالہ می ریخت بر کوہ و دشت
بھاگ سے پہاڑ اور جنگل میں اولے برساتا تھا

بخیل اندرش بادپائے چو دود
اس کے گھوڑوں میں دھوئیں کی طرح ایک تیز رو گھوڑا
کہ بر برق پیشی گرفتے ہمے
جو کہ بجلی سے بھی آگے بڑھ جاتا تھا
تو گفتی مگر ابر نیساں گذشت
تو یہ کہے گا کہ شاید بہار کے موسم کا ابر گذر رہا

لہ مالدار تھا لیکن بے پھل درخت کی طرح بے فیض تھا۔
لہ یعنی مہمانوں کے لئے اس کے چولھے پر کبھی کھانا نہ پکتا تھا
لہ تصحیف کے معنی ایک کلمہ کو نقطے بدل کر دوسرا کلمہ بنا کر پڑھنا۔ بوسہ کی با کا اگر نقطہ بدلکر اوپر دو نقطے کر دیئے جائیں تو توشہ بن جائے گا۔
لہ بھوکے کو کھانا نہ دیا جائے اور تعظیم کے لیے اس کے جوتوں پر ہاتھ رکھا جائے اس سے اس کو کیا فائدہ
لہ تتار ترکستان کا ایک علاقہ ہے
لہ تیز رفتاری میں اس کی ٹاپوں کی آواز ایسا سماں باندھ دیتی تھی گویا تڑاتڑ اولے برس رہے ہیں۔

یکے سیل رفتار ہاموں نورد
ایک سیلاب کی سی چال جنگل طے کرنے والا

بگفتند مردان صاحب علوم
جاننے والے لوگوں نے کہیں

کہ ہمتائے او در کرم مرد نیست
کہ سخاوت میں اس جیسا کوئی انہیں ہو

بیاباں نوردے چو کشتی بر آب
اس طرح سے جنگل کو طے کرنے والا جیسا کہ پانی پر کشتی

بدستور دانا چنیں گفت شاہ
عقلمند وزیر سے بادشاہ نے یہ کہا

من از حاتم آں اسپ تازی نژاد
میں حاتم سے وہ تازی نسل کا گھوڑا

ق

بدانم کہ در وے شکوہ مہیست
تو میں جانوں گا کہ اس میں بڑائی کی شان ہے

رسول خردمند عالم بطے
طے کو جاننے والا عقلمند قاصد

زمیں مردہ و ابر گریاں برو
زمین مردہ اور ابر اس پر رونے والا

بمنزل گہ حاتم آمد فرود
حاتم کی قیام گاہ پر اترنا ہوا

سماطے بیفگند و اسپے بکشت
اس نے دسترخوان بچھایا گھوڑا ذبح کیا

شب آنجا بودند و روز دگر
رات وہ اس جگہ ٹھہرے اور دوسرے دن

ہمی گفت و حاتم پریشاں چو مست
وہ کہہ رہا تھا اور حاتم دیوانہ کی طرح پریشان تھا

کہ اے بہرہ ور موبد نیک نام
اے نصیبہ ور نیک نام دانا

من آں باد رفتار دلدل شتاب
میں نے اسی ہوا کی سی رفتار والے دلدل کی طرح دوڑنے کے

کہ دانستم از دست باران و سیل
اسے لیے کہ میں جانتا تھا کہ بارش اور بہاؤ کی وجہ سے

کہ باد از پیش باز ماندے چو گرد
کہ ہوا بھی گرد کی طرح اس کے پیچھے رہجاتی تھی

سخنہائے حاتم بسلطان روم
حاتم کی باتیں سلطان روم سے

چو اسپش بجولان و ناورد نیست
اس کے گھوڑے جیسا بھاگنے میں اور جنگ میں کوئی نہیں ہے

کہ بالائے سیرش نپرد غراب
کہ اس کی رفتار سے زیادہ کوا بھی نہیں اڑ سکتا ہے

کہ دعوی خجالت بود بے گناہ
کہ ڈینگیں مارنا بغیر گناہ کی شرمندگی ہے

بخواہم گر او مکرمت کرد و داد
مانگوں گا اگر اس نے مہربانی کی اور دیدیا

وگر رد کند بانگ طبل تہیست
اور اگر اس نے انکار کیا تو خالی ڈھول کی آواز ہے

رواں کرد و دہ مرد ہمراہ وے
روانہ کر دیا اور دس آدمی اس کے ہمراہ

صبا کردہ بار دگر جاں درو
پروائے دوبارہ اس میں جان ڈالی

بر آسود چوں تشنہ بر زندہ رود
آرام پایا جیسا کہ کوئی پیاسا رواں نہر پر

بدامن شکر داد شاں زر بمشت
ان کے دامن میں شکر دی اور مٹھی میں سونا

بگفت انچہ دانست صاحب خبر
قاصد کو جو معلوم تھا اس نے کہا

ز حسرت بدنداں ہمیکند دست
حسرت کی وجہ سے دانتوں سے ہاتھ کاٹتا تھا

چرا پیش ازینم نگفتی پیام
تو نے اس سے پہلے مجھ سے پیغام کیوں نہ کہا

ز بہر شما دوش کردم کباب
گزشتہ رات تمہارے لیے کباب بنا دیئے

نشاید شدن در چراگاہ خیل
گھوڑوں کی چراگاہ نہ جایا جا سکے گا

ا۔ یہ قاصدوں کے پہنچنے کے وقت کا بیان ہے یعنی برسات کا موسم تھا

۲۔ ہم نے پہلے شعر کے ہمی گفت کا فاعل قاصد کو بنایا ہے لہذا یہاں ایک لفظ گفت جس کا فاعل حاتم ہوگا مقدر ماننا پڑے گا۔

بنوعے دگر روی و راہم نبود
اور کسی قسم کی طرف میری توجہ اور راستہ نہ تھا

مروّت ندیدم در آئینِ خویش
اپنے رسم ورواج کے مطابق میں نے انسانیت نہ سمجھی

مرا نام باید در اقلیم فاش
مجھے ملک میں آشکارا نام چاہیے

کساں را درم داد و تشریف و اسپ
ان لوگوں کو درہم اور خلعت اور گھوڑے دیے

خبر شد بروم از جوان مردِ طے
کلیے کے سخی کی خبر روم میں پہنچی

ز حاتم بدیں نکتہ راضی مشو
حاتم کے اس مختصر سے قصہ پر خوش نہ ہو

جز ایں بر درِ بارگاہم نبود
اس کے علاوہ میرے خیمہ کے دروازہ پر نہ تھا

کہ مہماں بخپید دل از فاقہ ریش
کہ مہمان فاقہ سے دل زخمی ہو کر سوئے

دگر مرکب نامور گو مباش
گو پھر مشہور سواری نہ ہیں

طبیعی است اخلاقِ نیکو نہ کسب
نیک[1] اخلاق طبعی ہوتے ہیں نہ کہ کسبی

ہزار آفریں کرد بر طبعِ وے
اس نے اس کی طبیعت پر ہزار آفریں کہی۔

ازیں نغز تر ماجرائے شنو
اس سے بھی زیادہ عجیب قصہ سُن

حکایت در آزمودن پادشاہ یمن حاتم را بآزاد مردی

شاہ یمن کا حاتم کو سخاوت میں آزمانے کا قصہ

ندانم کہ گفت ایں حکایت بمن
مجھے یاد نہیں یہ حکایت مجھ سے کس نے کہی ہے

ز نام آوراں گوئے دولت ربود
نامور[2] وں سے وہ دولت کی بازی جیت لے گیا تھا

تواں گفت اُو را سحابِ کرم
اس کو بخشش کا بادل کہا جاسکتا تھا

کسے نامِ حاتم نبردے برش
کوئی[3] شخص حاتم کا نام اس کے سامنے نہ لیتا

کہ چند از مقالاتِ آں باد سنج
کہ اُس ہوا[4] تولنے والے کی باتیں کب تک

شنیدم کہ جشنے ملوکانہ ساخت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک شاہی جشن منایا

درِ ذکرِ حاتم کسے باز کرد
کسی نے حاتم کے ذکر کا باب کھولا

حسد مرد را بر سر کینہ داشت
اس شخص کو حسد نے کینہ پر آمادہ کر دیا

کہ تا ہست حاتم در ایامِ من
کہ جب تک میرے زمانہ میں حاتم ہے

کہ بود ست فرماں دہے در یمن
کہ یمن میں ایک بادشاہ تھا

کہ در گنج بخشی نظیرش نبود
اس لیے کہ خزانے بخشنے میں اس کا نظیر نہ تھا

کہ دستش چو باراں فشاندے درم
اس لیے کہ اس کے ہاتھ بارش کی طرح درہم برساتے تھے

کہ سودا نرفتے از و در سرش
کہ اس کے سر میں غصہ نہ بھر جاتا

کہ نے ملک دارد نہ فرماں نہ گنج
جس کے پاس نہ ملک ہو نہ حکم ہے نہ خزانہ

چو چنگ اندراں بزم خلقے نواخت
چنگ[5] کی طرح اس محفل میں مخلوق کو نوازا

دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد
دوسرے نے اس کی تعریف کرنی شروع کر دی

یکے را بخوں خوردنش بر گماشت
ایک شخص کو اس کے قتل پر مقرر کر دیا

نخواہد بہ نیکی شدن نامِ من
میرا نام نیک نہ ہو سکے گا

[1] بناوٹ سے نیک خلقی نہیں آتی ہے۔
[2] مشہور سخیوں سے بھی زیادہ سخی تھا۔
[3] حاتم کا نام سنکر اس کو غصہ آجاتا اس لیے کہ اس کو اپنے سے زیادہ سخی سمجھتا تھا
[4] ہوا تولنے والا یعنی مفلس۔
[5] یعنی جس طرح چنگ کی آواز سے جملہ اہل مجلس خوش ہوتے ہیں اسی طرح سب کو خوش کر دیا۔

بلا جوئے راہِ بنی طے گرفت
بلا ڈھونڈھنے والے نے بنی طے کا راستہ لیا

جوانے برہ پیش باز آمدش
ایک جوان نے راستہ میں اس کا استقبال کیا

نکو روی و دانا و شیریں زباں
خوبصورت اور عقلمند اور شیریں زبان

کرم کرد و غم خورد و پوزش نمود
اس نے شرافت برتی اور غم خواری کی اور معافی چاہی[2]

نہادش سحر بوسہ بر دست و پای
صبح کو اس کے ہاتھ پیر پر چند بوسے دیے

بگفتا نیارم شد ایدر مقیم
اس نے کہا میں اب مقیم نہیں رہ سکتا

بگفت ار نہی با من اندر میاں
اس نے[3] کہا اگر تو وہ ہمارے درمیان رکھے گا

بمن دار گفت اے جواں مرد گوش
اس نے کہا اے بہادر دھیان لگا

دریں بوم حاتم شناسی مگر
شاید اس وطن میں تو حاتم کو جانتا ہوگا

سرش پادشاہ یمن خواستست
اس کا سر شاہِ یمن نے مانگا ہے

گرم رہنمائی بدانجا کہ اوست
اگر تو میری اس جگہ تک راہنمائی کر دے جہاں وہ ہے

بخندید برنا کہ حاتم منم
نوجوان ہنسا کہ حاتم تو میں ہی ہوں

نباید کہ چوں صبح گردد سفید
یہ مناسب[5] نہیں کہ جب صبح روشن ہو جائے

چو حاتم بآزادگی سر نہاد
جب حاتم نے آزادی سے سر رکھ دیا

بخاک اندر افتاد و برپائے جست
زمین پر گر پڑا اور اٹھا

بینداخت شمشیر و ترکش نہاد
تلوار پھینک دی اور ترکش رکھ دیا

بکشتن جواں مرد راپئے گرفت
اس سخی کے قتل کے درپے ہوگیا

کز و بوئے انسے فراز آمدش
جس سے اس کو محبت کی بو آئی

برِ خویش بردآں شبش میہماں
وہ اس رات میں اس کو اپنے پاس مہمان بنا کر لے گیا

بداندیش را دل بہ نیکی ربود
نیکی سے بدخواہ کا دل اچک لیا

کہ نزدیکِ ما چند روزے بپای
کہ ہمارے پاس چند دن ٹھہر

کہ در پیش دارم مہمے عظیم
اس لیے کہ مجھے ایک بڑا معاملہ درپیش ہے

چو یارانِ یک دل بکوشم بجاں
تو ایک دل دوستوں کی طرح میں پوری کوشش کروں[4]

کہ دانم جواں مرد را پردہ پوش
اس لیے کہ میں جانتا ہوں بہادر پردہ پوش ہوتے ہیں

کہ فرخندہ نامست و نیکو سیر
جو کہ مبارک نام اور نیک سیرت ہے

ندانم چہ کیں درمیاں خاستست
مجھے معلوم نہیں کہ دونوں میں کیا دشمنی ہے

ہمیں چشم دارم ز لطف تو دوست
تو دوست تیری مہربانی سے مجھے یہ توقع ہے

سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم
سر موجود ہے تلوار سے میرے تن سے جدا کرلے

گزندت رسد یا شوی ناامید
تو مجھے کوئی نقصان پہنچے یا تو ناامید ہو

جواں را برآمد خروش از نہاد
جوان کی ذات سے چیخ نکلی

گہش خاک بوسید و گہ پای و دست
کبھی اس کی زمین چومی کبھی ہاتھ پیر

چو فرماں براں دست بر کش نہاد
فرماں برداروں کی طرح سینہ پر ہاتھ رکھا



[1] یہ جوان کی صفات ہیں۔
[2] یعنی مہمان نوازی میں اپنی کوتاہیوں کی
[3] وہ معاملہ مجھے بتا میں تیری مدد کروں گا۔
[4] یعنی شاہ یمن کے قاصد نے اُس میزبان سے کہا
[5] یعنی رات کی تاریکی میں اپنا کام کرکے چل دے۔

که گر من گلے بر وجودت زنم — نه مردم که در کیش مرداں زنم
کہ اگر میں تیرے جسم پر ایک پھول بھی ماروں — تو میں[1] مرد نہیں ہوں بلکہ مردوں کی شریعت میں عورت ہوں

دو چشمش ببوسید و در بر گرفت — وزآں جا طریق یمن بر گرفت
اس کی دونوں آنکھیں چومیں اور بغلگیر ہوا — اور وہاں سے یمن کا راستہ لیا

ملک در میانِ دو ابروئے مرد — بدانست حالے که کارے نکرد
بادشاہ اس مرد کی دونوں[2] ابروؤں کے درمیان سے — فوراً جان گیا کہ اس نے کام نہیں کیا

بگفتش بیا تا چه داری خبر — چرا سر نه[3] بستی بفتراک بر
اس سے کہا آ کیا خبر رکھتا ہے — شکار دان سے سر کیوں نہیں باندھا

مگر بر تو نام آورے حمله کرد — نیاوردی از ضعف تابِ نبرد
شاید تجھ پر نام آور نے حملہ کر دیا — تو کمزوری سے لڑائی کی تاب نہ لایا

جواں مردِ شاطر زمیں بوسه داد — ملک را ثنا گفت و تمکیں نہاد
چالاک بہادر نے زمین کو بوسہ دیا — بادشاہ کی تعریف کی اور آداب بجا لایا

ق

بدو گفت کاے شاهِ با داد و ہوش — ازیں در سخنہائے حاتم نیوش
اس سے کہا اے بخشش اور ہوش والے بادشاہ — اس طور پر حاتم کی باتیں سن

که دریافتم حاتمِ نامجوی — ہنرمند و خوش منظر و خوب روی
میں نے نام آور حاتم کو پایا — ہنرمند اور خوش منظر اور خوبصورت

جواں مرد و صاحب خرد دیدمش — بمردانگی فوقِ خود دیدمش
میں نے اس کو بہادر اور عقلمند دیکھا — اس کو بہادری میں اپنے سے زیادہ دیکھا

مرا بارِ لطفش دوتا کرد پشت — بشمشیرِ احسان و فضلم بکشت
اس کی مہربانی نے میری کمر دوہری کر دی — احسان اور بڑائی کی تلوار سے اس نے مجھے مار ڈالا

بگفت آنچه دید از کرمہائے وے — شہنشه ثنا گفت بر آلِ طے
اس نے اس کے جو کرم دیکھے تھے بتائے — بادشاہ نے طے والوں کی تعریف کی

فرستاده را داد مُہر و درم — که مُہر است بر نامِ حاتم کرم
قاصد کو اشرفیاں اور درم دیئے — کہ حاتم کے نام پر کرم کی مُہر ہے

مر او را رسد گر گواہی دہند — که معنیٔ و آوازه اش ہمرہند[4]
اس کو حق پہنچتا ہے اگر لوگ یہ گواہی دیں — کہ اس کی حقیقت اور شہرت ساتھ ساتھ ہیں

حکایت دخترِ حاتم در روزگارِ پیغمبر علیه الصلوٰۃ والسلام

آنحضور ؐ کے زمانہ میں حاتم کی لڑکی کا قصہ

شنیدم که طے در زمانِ رسول — نکردند منشورِ ایماں قبول
میں نے سنا ہے کہ قبیلہ طے نے آنحضور ؐ کے زمانہ میں — ایمان کا حکم نامہ منظور نہ کیا

فرستاد لشکر بشیر و نذیر[5] — گرفتند ازیشاں گروہے اسیر
انھوں نے خوش خبری دینے والا اور ڈرانیوالا ایک لشکر روانہ کیا — جس نے ان میں سے ایک جماعت کو قیدی بنا کر پکڑ لیا

[1] یعنی تجھ جیسے شریف پر ہاتھ اٹھانا مردوں کا کام نہیں ہے۔
[2] یعنی پیشانی سے سمجھ گیا
[3] فتراک چمڑے کا ایک تھیلا زین سے آویزاں ہوتا تھا جس میں شکار کر کے ڈال لیتے تھے۔
[4] لوگ اس کی تعریفیں صحیح کرتے ہیں جیسی اس کی شہرت ہے وہ حقیقۃً ویسا ہی ہے۔
[5] یعنی آنحضور ؐ نے ایسا لشکر روانہ کیا جو ان کے مسلمان ہو جانے پر ان کو جنت کی خوشخبری دے اور نہ ماننے پر عذاب سے ڈرائے۔

۱۰

بفرمود کشتن بشمشیر کیں
غصہ کی تلوار سے مار ڈالنے کا انھوں نے حکم فرمایا

کہ ناپاک بودند و ناپاک دیں
اس لیے کہ وہ بے باک اور ناپاک دین والے تھے

زنے گفت من دختر حاتمم
ایک عورت نے کہا میں حاتم کی لڑکی ہوں

بخواہند ازیں نامور حاکمم[۱]
اس نامور حاکم سے لوگ میری درخواست کریں

کرم کن بجائے من اے محترم
اے محترم! مجھ پر کرم کیجیے

کہ مولائے من بود از اہل کرم
اس لیے کہ میرا باپ اہل کرم میں سے تھا

بفرمان پیغمبر پاک رائے
پاک رائے، پیغمبر کے حکم سے

کشادند زنجیر شاں از دست و پای
اس کے ہاتھ پیر سے زنجیر کھول دی

دراں قوم باقی نہادند تیغ
[۲] اس بقیہ قوم میں انھوں نے تلوار سونت لی

کہ رانند سیلاب خوں بے دریغ
تاکہ بے دریغ ان کا خون بہائیں!

بزاری بشمشیر زن گفت زن
عورت نے جلاد سے عاجزی سے کہا

مرا نیز با جملہ گردن بزن
سب کے ساتھ میری بھی گردن مار دے

مروت نہ بینم رہائی ز بند
میں قید سے رہائی شرافت نہیں سمجھتی ہوں

بہ تنہا و یارانم اندر کمند
اکیلی اور میرے ساتھی رسی میں ہوں

ہمی گفت گریاں برادران طے
طے کے بھائیوں پر روتے ہوئے وہ یہ کہہ رہی تھی

بسمع رسول آمد آواز وے
رسول کے کان میں اس کی آواز آئی

ببخشید شاں آں قوم و دیگر عطا
وہ قوم اس کو بخشدی اور پھر انعام دیا

کہ ہرگز نکرد اصل و گوہر خطا[۳]
کیونکہ اصل اور جوہر خطا نہیں کرتا ہے

حکایت در آزاد مردی و حاتم و ذکر پادشاہ اسلام

سخاوت اور حاتم اور اسلام کا قصہ

زبنگاہ حاتم یکے پیر مرد
ایک بوڑھے نے حاتم کے خیمہ سے

طلب دہ درم سنگ فانید کرد[۴]
دس درہم کی بقدر شکر مانگی

زراوی چنیں یاد دارم خبر
بیان کرنے والے کی یہ بات مجھے یاد ہے

کہ پیشش فرستاد تنگ شکر
کہ اس نے اس کے پاس شکر کا بورا بھیج دیا

زن از خیمہ گفت ایں چہ تدبیر بود
خیمہ سے عورت بولی یہ کیسا تدبیر تھی

ہماں دہ درم حاجت پیر بود
بوڑھے کی ضرورت تو دس درہم کی بقدر تھی

شنید ایں سخن نامبردار طے
طے کے نامور نے یہ بات سنی

بخندید و گفت اے دلارام حی
ہنسا اور بولا اے قبیلہ کے دل کی راحت

گر او در خور حاجت خویش خواست
اگرچہ اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگی

جواں مردی آل حاتم کجاست[۵]
تو حاتم کے خاندان کی سخاوت کہاں ہے

چو حاتم بآزاد مردی دگر
حاتم جیسا سخی پھر

ز دوران گیتی نیاید مگر
زمانہ کی گردش سے نہ پیدا ہوا، مگر

ق

[۱] یعنی لوگ آنحضور کے پاس جاکر میری درخواست پیش کردیں

[۲] چونکہ بنی طے نے جزیہ اور اسلام سے انکار کیا تھا لہٰذا ان کے قتل کے لیے تلوار سونت لی۔

[۳] یعنی آنحضور نے فرمایا کہ اس لڑکی نے اپنی قوم کے ساتھ شرافت کا ثبوت اس لیے دیا ہے کہ صحیح اور صحیح جوہر کی ہے۔

[۴] دس درہم کا وزن دو تولہ سات ماشہ چار مونگی ہوتا ہے

[۵] یعنی اگر میں اس کی فرمائش کی بقدر دیتا تو میری سخاوت پر دھبہ آجاتا۔

ابوبکر سعد آنکہ دستِ نوال
ابوبکر بن سعد جس کی عطا کے ہاتھ کو

نہد ہمتش بر دہانِ سوال
اس کی ہمت سوال کے منہ پر رکھ دیتی ہے

رعیت پناہا دلت شاد باد
اے رعیت پناہ تیرا دل خوش رہے

بسعیت مسلمانی آباد باد
تیری کوشش سے مسلمانی آباد ہو

سرافرازد ایں خاک فرخندہ بوم
یہ خاک مبارک زمین فخر کرتی ہے

زعدلت بر اقلیم یونان و روم
تیرے انصاف کی وجہ سے یونان اور روم پر

چو حاتم کہ گر نیستے فر وے
حاتم کی طرح کہ اگر اس کی شان و شوکت نہ ہوتی

نبردے کس اندر جہاں نامِ طے
تو دنیا میں کوئی طے کا نام بھی نہ لیتا

ثنا ماند ازاں نامور در کتاب
کتاب میں اس نامور کی تعریف باقی ہے

ترا ہم ثنا ماند و ہم ثواب
تیری بھی تعریف اور ثواب باقی رہے گا

کہ حاتم بداں نام و آوازہ خواست
اس لیے کہ حاتم نے تو اس سے نام اور شہرت چاہی

ترا سعی و جہد از برائے خداست
تیری کوشش اور محنت خدا کے لیے ہے

تکلف بر مردِ درویش نیست
فقیر پر بناوٹ نہیں ہے

وصیت ہمیں یک سخن بیش نیست
اس ایک بات سے زیادہ وصیت نہیں ہے

کہ چندانکہ جہدت بود خیر کن
کہ جس قدر تیری طاقت ہو بھلائی کر

ز تو خیر ماند ز سعدی سخن
تیری نیکی باقی رہے گی اور سعدی کا کلام

حکایت در حلم پادشاہاں

قصہ بادشاہوں کی بردباری کے بیان میں

یکے را خرے در گِل افتادہ بود
ایک شخص کا گدھا کیچڑ میں پھنس گیا تھا

ز سوداش خوں در دل افتادہ بود
غصہ سے اس کے دل میں خون پڑ گیا تھا

بیابان و باران و سرما و سیل
جنگل اور بارش اور جاڑا اور بہاؤ

فروہشتہ ظلمت بر آفاق ذیل
تاریکی اطراف پر دامن لٹکائے ہوئے

ہمہ شب دریں غصہ تا بامداد
تمام رات صبح تک اس غصہ میں

سقط گفت و نفرین و دشنام داد
بیہودہ بکتا رہا اور لعنت اور گالیاں دیتا رہا

نہ دشمن برست از زبانش نہ دوست
اس کی زبان سے نہ دشمن بچا نہ دوست بچا

نہ سلطاں کہ آں بوم و برزانِ اوست
نہ بادشاہ اس لیے وہ جنگل اور زمین اسی کا تھا

قضا شاہِ کشور یکے نام جوے
خدا کا کرنا کہ ملک کا نامور بادشاہ

بہ نخچیر گہ بُد بچوگان و گوے
شکارگاہ میں تھا مع بلے اور گیند کے

شنید آں سخنہائے دور از صواب
بادشاہ نے وہ غلط باتیں سنیں

نہ صبر شنیدن نہ روئے جواب
جنکے سننے کا نہ اسکو صبر تھا نہ جواب کا موقع تھا

نگہ کرد سالارِ اقلیم دید
اس نے نگاہ ڈالی ملک کے بادشاہ کو دیکھا

کہ بر پشتہ ماجرائے شنید
کہ اس نے ٹیلہ پر سے ماجرا سنا ہے

۱ یعنی ابوبکر عطا کا ہاتھ سائل کے منہ پر رکھ کر اس کو بند کر دیتا ہے
۲ تیری ذات گرامی سے شیراز کا مرتبہ یونان اور روم سے بڑھا ہوا ہے
۳ سخاوت سے حاتم کا مقصد نام آوری تھا تیرا منشا رضائے الٰہی ہے
۴ یعنی سعدی بے تکلف بات کہتا ہے

ملک شرمگیں در حشم بنگریست
بادشاہ نے شرما کر نوکروں کو دیکھا

یکے گفت شاہا بہ تیغش بزن
ایک بولا اے بادشاہ اس کو تلوار سے مار دے

نگہ کرد سلطانِ عالی محل
بلند مرتبہ بادشاہ نے نگاہ ڈالی

ببخشید بر حالِ مسکین مرد
مسکین انسان کے حال پر بخشش کی

زرش داد و اسپ و قبا پوستیں
اس کو سونا دیا اور گھوڑا اور پوستین کی قبا

یکے گفتش اے پیرِ بے عقل و ہوش
کسی نے اس سے کہا اے بے عقل و ہوش بوڑھے

اگر من بنالیدم از دردِ خویش
اگر میں اپنے درد کی وجہ سے نالاں ہوا

بدی را بدی سہل باشد جزا
برائی کا بدلہ برائی آسان ہے

کہ سودائے ایں بر من از بہر چیست
کہ اس کا غصہ مجھ پر کیوں ہے

کہ نگذاشت کس را نہ دختر نہ زن
اس لیے کہ اس نے کسی کو نہ چھوڑا نہ لڑکی کو نہ بیوی کو

خودش در بلا دید و خر در وحل
اس کو مصیبت میں دیکھا اور گدھے کو کیچڑ میں

فرو خورد خشم سخنہائے سرد
نامناسب باتوں کے غصہ کو پی گیا

چہ نیکو بود مہر در وقتِ کیں
غصہ کے وقت پیار کیا ہی بھلا ہے

عجب رستی از قتل گفتا خموش
قتل سے خوب بچا، وہ بولا چپ رہ

وے انعام فرمود در خوردِ خویش
اس نے اپنے مناسب انعام دیا

اگر مردی احسن الیٰ من اسا
اگر تو انسان ہے تو اس کے ساتھ احسان کر جس نے برا کیا ہے

حکایت توانگر سفلہ و درویش صاحبدل

کمینے مالدار اور صاحب دل فقیر کا قصہ

شنیدم کہ مغرورے از کبر مست
میں نے سنا ہے کہ ایک مغرور نے جو تکبر سے مست تھا

بکنجے فرو ماندہ بنشست مرد
وہ بھکاری تھک کر ایک گوشے میں بیٹھ گیا

شنیدش یکے مردِ پوشیدہ چشم
اس کو ایک اندھے نے سنا

فرو گفت و بگریست بر خاکِ کوئے
اس نے بیان کیا اور رو دیا کوچہ کی خاک پر

بگفت اے فلاں ترکِ آزار کن
وہ بولا اے فلاں رنج ختم کر!

بخلق و فریبش گریباں کشید
اخلاق اور تدبیر سے اس کا گریبان کھینچا۔

براسود درویش روشن نہاد
روشن طبیعت درویش نے پیٹ بھرا

در خانہ بر روئے سائل بہ بست
بھکاری پر دروازہ بند کر دیا

جگر گرم و آہ از تفِ سینہ سرد
(اس حال میں کہ) جگر گرم اور سینہ کی جلن سے آہ ٹھنڈی تھی

بگفتا چہ در تابت آورد و خشم
اس نے کہا تجھے گرمی اور غصہ میں کس چیز نے مبتلا کیا؟

جفائے کزاں شخصش آمد بروئے
اس ظلم کو جو اس شخص سے اس پر ہوا تھا

یک امشب بنزدِ من افطار کن
ایک یہ کہ آج رات میرے پاس افطار کر

بمنزل در آوردش و خواں کشید
اس کو گھر میں لایا اور دستر خوان بچھایا

بگفت ایزدت روشنائی دہاد
کہا خدا تجھے بینائی عنایت فرمائے

۱ اس نے سب ہی کو گالیاں دیں ہیں۔
۲ انسان کا کمال یہی ہے کہ غصہ کے مقام پر بھی پیار سے کام لے
۳ میں تو مصیبت زدہ تھا میرا واویلا بھی درست تھا اس نے جو کچھ کیا وہ اس کی شرافت کا تقاضا تھا
۴ یعنی رنج کی وجہ سے اس کا سینہ جل رہا تھا اور ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا۔
۵ یعنی اس کی آہیں ایک اندھے نے سن لیں۔

١٠

شب از نرگسش قطرہ چندے چکید
رات میں اس کی نرگس ؁ سے چند قطرے ٹپکے

حکایت بشہر اندر افتاد و جوش
شہر میں قصہ اور جوش پھیلا

شنید ایں سخن خواجۂ سنگدل
اس سنگدل صاحب نے یہ بات سنی

بگفتا حکایت کن اے نیک بخت
اس ؁ نے کہا نیک بخت بتا

کہ بر کرد ت ایں شمع گیتی فروز
جہان کو روشن کرنے والی تیری یہ شمع کس نے روشن کردی

تو کوتہ نظر بودی و سست رائے
تو کم نظر اور بد عقل تھا

بروئے من ایں در کسے کرد باز
میرے لئے یہ دروازہ اسی نے کھولا

اگر بوسہ بر خاک مرداں زنی
اگر ؃ بزرگوں کی خاک پر بوسہ دے گا

کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند
جو لوگ دل کے اندھے ہیں

چو برگشتہ دولت ملامت شنید
جب نصیب پھرے نے ملامت سنی

کہ شہباز من صید دام تو شد
کہ میرا شہباز تیرے جال کا شکار بن گیا

کسے چوں بدست آورد جرّہ باز
وہ شخص کس طرح سے شہباز کو پکڑ سکتا ہے

سحر دیدہ بر کرد و دنیا بدید
صبح اس نے آنکھ کھولی اور دنیا کو دیکھا

کہ بے دیدہ دیدہ بر کرد دوش
کہ گزشتہ رات ایک اندھا بینا ہوگیا ہے

کہ برگشت درویش ازو تنگدل
جس سے تنگدل ہوکر درویش واپس ہوا تھا

کہ چوں سہل شد بر تو ایں کار سخت
کہ یہ سخت کام تجھ پر کیسے آسان ہوگیا

بگفت اے ستمگارہ آشفتہ روز
اس نے کہا اے ظالم پریشان زمانہ

کہ مشغول گشتی بجغد از ہمائے
کہ ؂ ہما کے بدلے اُلو میں پھنس گیا

کہ کردی تو بر روئے او در فراز
جس پر تو نے دروازہ بند کیا تھا

بمردی کہ پیش آیدت روشنی
بزرگی کی قسم تیرے سامنے روشنی آئیگی

ہمانا کزیں توتیا غافلند
وہی اس توتیا سے غافل ہیں

سر انگشت حسرت بدنداں گزید
حسرت کی انگلی دانتوں سے کاٹی

مرا بود دولت بنام تو شد
دولت میری تھی تیرے نام ہوگئی

فرو بردہ چوں موش دنداں باز
جو چوہے کی طرح حرص میں دانت گاڑے ہو

گفتار اندر دلداری خلقے تا برسند باہل دلے

کہاوت مخلوق کی دلداری کے بیان میں تاکہ کسی اہل دل تک پہونچ جائیں

الا گر طلب کار اہل دلی
آگاہ! اگر تو کسی صاحب دل کا طلبگار ہے

خورش دہ بدرّاج و کبک و حمام
تیتر اور چکور اور کبوتر کو دانہ ڈال!

چو ہر گوشہ تیر نیاز افگنی
جب تو عاجزی کا تیر ہر طرف چلائے گا

ز خدمت مکن یک زماں غافلی
تو خدمت سے تھوڑی دیر کیلئے بھی غفلت نہ کر

کہ یکروز تا افتد ہمائے بدام
تاکہ کسی روز ہما تیرے جال میں آجائے

امیدست ناگہ کہ صیدے کنی
امید ہے کہ تو اچانک شکار کرلے گا

؁ یعنی آنکھوں سے کچھ پانی بہا۔
؂ یعنی وہی جس نے اس درویش کو نکال کر دروازہ بند کرلیا تھا اس اندھے کے پاس پہنچا اور بولا تیری مشکل کیسے حل ہوگئی
؃ یعنی دنیا کے لالچ کی وجہ سے ایک بزرگ کو گھر سے نکال دیا۔
؄ بزرگوں کی خاک کو بوسہ دینے سے دل روشن ہوجاتے ہیں۔
؅ جو ہما کو پھانسنا چاہے گا اس کو دوسرے پرندوں کو بھی دانہ چگانا پڑے گا اچھے بزرگ ظاہرداروں میں ملے جلے ہوتے ہیں۔

درے ہم برآید ز چندیں صدف
بہت سی سیپیوں میں سے کوئی موتی بھی نکل آتا ہے
ز صد چوبہ آید یکے بر ہدف
سو تیروں میں سے کوئی نشانہ پر بیٹھتا ہے

حکایت دریں معنیٰ
قصہ اسی بیان میں

یکے را پسر گم شد از راحلہ
منزل سے ایک شخص کا لڑکا گم ہو گیا
شبانگہ بگردید در قافلہ
رات کے وقت قافلہ میں چکر کاٹتا پھرا

ز ہر خیمہ پرسید و ہر سو شتافت[1]
ہر خیمہ میں پوچھا اور ہر جانب دوڑا
بتاریکی آں روشنائی بتافت
اندھیرے میں وہ نور کو چمکا

چو آمد بر مردم کارواں
جب قافلہ کے آدمیوں کے پاس پہنچا
شنیدم کہ می گفت با سارواں
تو میں نے سنا کہ اونٹ والے سے کہہ رہا تھا

ندانی کہ چوں راہ بردم بدوست
تجھے معلوم نہیں کہ میں دوست تک کیسے پہنچا
ہر آنکس کہ پیش آمدم گفتم اوست
جو بھی میرے سامنے آیا میں نے کہا وہی ہے

مشایخ بجاں طالب ہر کسند[2]
بزرگ دل سے ہر شخص کے طالب ہوتے ہیں
کہ باشد کہ وقتے بمردے رسند
تاکہ ہو سکے کہ کسی وقت وہ کسی انسان تک پہنچ جائیں

برند از برائے دلے بارہا[3]
ایک دل کی خاطر بہت سے بوجھ اٹھاتے ہیں
خورند از برائے گلے خارہا
ایک پھول کے لیے بہت سے کانٹے کھاتے ہیں

حکایت ہم دریں معنیٰ
قصہ اسی بیان میں

ز تاج ملک زادہ در مناخ
پڑاؤ میں ایک شہزادے کے تاج سے
شبے لعلے افتاد در سنگ لاخ
ایک رات ایک لعل پتھریلی زمین میں گر گیا

پدر گفتش اندر شب تیرہ رنگ
تاریک رنگ رات میں باپ نے اس سے کہا
چہ دانی کہ گوہر کدامست و سنگ
تجھے کیا معلوم کہ گوہر کونسا ہے اور پتھر کون سا

ہمہ سنگہا گوش دار اے پسر
اے لڑکے! سب پتھروں کی حفاظت کر
کہ لعل از میانش نباشد بدر
اس لیے کہ لعل ان سے باہر نہ ہوگا

در اوباش پاکان شوریدہ رنگ
پراگندہ رنگ نیک لوگ رندوں میں
ہماں جائے تاریک و لعل اندو سنگ
وہی اندھیری جگہ اور پتھر اور لعل ہیں

بعزت بکش بار ہر جاہلے
ہر جاہل کا بوجھ عزت سے برداشت کر
کہ افتی بسر وقت صاحبدلے
کسی وقت کسی صاحب دل تک پہنچ جائے گا

کسے را کہ با دوستے سرخوش است
کسی کو اگر کسی دوست سے عشق ہے
نہ بینی کہ چوں بار دشمن کشست
کیا تو نہیں دیکھتا وہ دشمن کا بوجھ کیونکر برداشت کرتا ہے

بدرد چو گل جامہ از دست خار
پھول کی طرح کپڑے کانٹوں سے پھاڑتا ہے
کہ خوں در دل افتادہ خندد چو نار[4]
بلکہ جس کا دل خون میں ڈوبا ہوا ہو وہ انار کی طرح ہنستا ہے

---

[1] یعنی ہر شخص کو اپنا لڑکا سمجھ کر تحقیق کرتا تھا تب لڑکا ملا۔
[2] یعنی ہر کس و ناکس کی خدمت کرنی پڑتی جب کسی کس تک پہنچتے ہیں۔
[3] یعنی محبوب کی خاطر رقیبوں کو سہنا پڑتا ہے۔
[4] یعنی جس کا دل عشق میں خون ہو وہ انار کی طرح ہنستا ہے سا انار کے دانے جب سرخ ہو جاتے ہیں تو چھلکا پھٹ جاتا ہے گویا وہ اس کا ہنسنا ہے۔

غمِ جملہ خور در ہوائے یکے
ایک کی محبت میں بہت سوں کا غم کھا
مراعاتِ صد کن برائے یکے
ایک کی وجہ سے سو کی رعایت کر

گرت خاکپایانِ شوریدہ سر
اگر دیوانے، گرے پڑے، تیری
حقیر و فقیر اند اندر نظر
نظر میں ذلیل اور محتاج ہیں

ق

تو ہرگز مبیں شاں بچشمِ پسند
تو ہرگز انہیں پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھ
کہ ایشاں پسندیدۂ حق بسند
اس لیے کہ ان کا پسندیدۂ حق ہونا کافی ہے

کسے را کہ نزدیک ظنت بد اوست
کسی ایسے شخص کے متعلق جو تیری نگاہ میں بُرا ہو
چہ دانی کہ صاحب ولایت خود اوست
تجھے کیا معلوم کہ وہ صاحبِ ولایت ہو

درِ معرفت بر کسانیست باز
معرفتِ خداوندی کا دروازہ ان پر کھلا ہے
کہ درہاست بر روئے ایشاں فراز
جن پر لوگوں کے دروازے بند ہیں

بسا تلخ عیشانِ تلخی چشاں
بہت سے کڑوی زندگی رکھنے والے کڑواہٹ چکھنے والے[1]
کہ آیند در حلّہ دامن کشاں
فاخرہ لباس میں دامن کھینچے ہوئے آئیں گے

بوسی گرت عقل و تدبیر ہست
اگر تجھ میں عقل اور تدبیر ہے تو بوسہ دے
ملک زادہ را در نواخانہ دست
شہزادے[2] کے ہاتھ کو قید خانہ میں

کہ روزے فرج یابد از شہر بند
اس لیے کہ وہ ایک دن قید خانہ سے رہائی حاصل کریگا
بلندیت بخشد چو گردد بلند
جب بلند ہو گا تو تجھے بلندی بخشے گا

مسوزاں درختِ گل اندر خریف
خزاں میں پھولوں کے درخت کو نہ جلا
کہ در نوبہارت نماید ظریف
کیونکہ نوبہار میں تجھے تازہ نظر آئے گا

حکایت پدرِ بخیل و فرزندِ لاابالی
بخیل باپ اور لاپرواہ لڑکے کا قصہ

یکے زہرۂ خرج کردن نداشت
ایک شخص خرچ کرنے کا پتہ نہ رکھتا تھا
زرش بود و یارائے خوردن نداشت
اس کے پاس مال تھا اور کھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا

نخوردے کہ خاطر بیاسایدش
وہ نہ کھاتا کہ اپنے آپ کو آرام پہنچائے
ندادے کہ فردا بکار آیدش
نہ دیتا کہ کل کو اس کے کام آئے

شب و روز در بندِ زر بود و سیم
دن رات سونے چاندی کی فکر میں تھا
زر و سیم در بندِ مردِ لئیم
سونا اور چاندی کمینہ شخص کی قید میں تھا

بدانست روزے پسر در کمیں
ایک دن لڑکے نے پوشیدہ مقام سے دیکھ لیا
کہ ممسک کجا کرد زر در زمیں
کہ بخیل نے سونا زمین میں کس جگہ رکھا ہے

ز خاکش بر آورد و برباد زاد
اُس نے زمین سے نکال لیا اور برباد کر دیا
شنیدم کہ سنگے در آنجا نہاد
میں نے سنا ہے ایک پتھر اس جگہ رکھ دیا

جواں مرد را زر بقائے نکرد
جوان لڑکے کے پاس سونا نہ ٹکا۔
بیک دستش آمد بدیگر بخورد
ایک ہاتھ سے اس کے پاس آیا دوسرے سے اڑا دیا

[1] یعنی دنیاوی زندگیوں میں جنھوں نے مصائب جھیلے ہیں جنت میں فاخرہ لباس میں ہوں گے۔

[2] یعنی جب وہ معتوب ہو تو اس کے ساتھ احسان کر تاکہ اقتدار پر آنے کے بعد تجھے فائدہ پہنچائے۔

کزیں کم زنے بود ناپاک رو
ایسا فضول خرچ اور بد وضع تھا

کلاہش بہ بازار و میزر گرو
کہ اس کی ٹوپی اور لنگی بازار میں گروی رہتی تھی

نہادہ پدر چنگ در نائے خویش
باپ[1] نے ستار حلق میں رکھا

پسر چنگی و نائی آورد پیش
لڑکے نے ستار اور شہنائی بجانیوالوں کو سامنے بلایا

پدر زار و گریاں ہمہ شب نخفت
باپ روتے دھوتے تمام رات نہ سویا

پسر بامداداں بخندید و گفت
لڑکا صبح کو ہنسا اور بولا

زر از بہرِ خوردن بود اے پدر
اے باپ سونا خرچ کے لیے ہوتا ہے

ز بہرِ نہادن چہ سنگ و چہ زر
رکھنے کے لیے پتھر اور سونا یکساں ہے

زر از سنگِ خارا بروں آورند
سنگ خارا[2] سے سونا نکالتے ہیں

کہ بخشند و پوشند و آساں خورند
تاکہ دیں اور پہنیں اور آرام سے کھائیں

زر اندر کفِ مردِ دنیا پرست
دنیا پرست کی ہتھیلی میں سونا

ہنوز اے برادر بسنگ اندر ست
ابھی تک اے بھائی پتھر ہی کے اندر ہے

چو در زندگانی بدی باعیال
جب تو زندگی میں متعلقین کے ساتھ برا ہے

گرت مرگ خواہند از ایشاں منال
اگر وہ تیرا مرنا چاہیں تو شکوہ نہ کر

چو چشمار[3] و آنگہ خورند از تو سیر
تو چشمارو کی طرح ہے وہ تجھ سے پیٹ بھر کر جب کھائیں گے

کہ از بام پنجہ گز افتی بزیر
جبکہ تو پچاس گز کی چھت سے نیچے گرے گا

بخیل توانگر بدینار و سیم
مالدار بخیل اشرفیوں اور چاندی پر

طلسمیست بالائے گنجے مقیم
ایک جادو ہے جو خزانہ پر قائم ہے

ازاں سالہا می بماند زرش
اسی واسطے برسوں اس کا روپیہ رہتا ہے

کہ لرزد[4] طلسمے چنیں بر سرش
کیونکہ اس طرح کا جادو اس پر پل رہا ہے

بسنگِ اجل ناگہش بشکنند
موت کے پتھر سے اچانک اس کو توڑیں گے

بآسودگی گنج قسمت کنند
آرام سے خزانہ بانٹ لیں گے

پس از بردن و گرد کردن چو مور
لے جانے اور چیونٹی کی طرح جمع کرنے کے بعد

بخور پیش ازاں کت خورد کرم گور
اس سے پہلے کھالے کہ تجھے قبر کے کیڑے کھائیں

سخنہائے سعدی مثالست و پند
سعدی کی باتیں مثال اور نصیحت ہیں

بکار آیدت گر شوی کاربند
تیرے کام آئیں گی اگر تو عمل کرے گا

دریغست ازیں روئے بر تافتن
ان سے منہ موڑنا افسوسناک ہے

کزیں روئے دولت تواں یافتن
کیونکہ انہی سے دولت پائی جاسکتی ہے

حکایت احسان اندک و ثمرۂ آں بے نہایت

تھوڑے سے احسان اور اس کے بے انتہا پھل کا قصہ

جوانے بدانگے[5] کرم کردہ بود
ایک نوجوان نے ایک دانگ بخشا تھا

تمنائے پیرے برآوردہ بود
ایک بوڑھے کی تمنا پوری کی تھی

---

[1] یعنی حلق سے رونے کی آوازیں نکالنے لگا۔
[2] سونا، پتھر کی رگوں میں سے نکالا جاتا ہے۔
[3] چشمارو، ڈراؤنا نشان ہوتا ہوتا ہے جو کھیتوں پر جانوروں کو ڈرانے کے لیے گاڑ دیا جاتا ہے۔
[4] مشہور ہے کہ خزانہ پر سانپ کا پتلا بنا کر جادو کر دیا جاتا ہے جو خزانہ نکالنے والے کو اژدہا نظر آتا ہے۔
[5] دانگ درم کا چھٹا حصہ ہوتا تھا اور درم ۳ تولہ ۲ ماشہ ۴ لا لڑی کا ہوتا تھا۔

بجرمے گرفت آسماں ناگہش
اچانک آسمان نے اس کو ایک جرم میں گرفتار کر لیا

تماشا کناں بر در و کوئے و بام
تماشائی دروازے اور کوچے اور چھت سے تماشا دیکھ رہے تھے

چو دید اندر آشوب درویش پیر
جب بوڑھے فقیر نے شور و غل میں دیکھا

دلش بر جواں مرد مسکیں بخست
جواں مرد مسکین پر اس کا دل زخمی ہو گیا

بر آورد زاری کہ سلطاں بمرد
رونے لگا کہ بادشاہ مر گیا ہے

بہم بر ہمے سود دستِ دریغ
افسوس کا ہاتھ ہاتھ پر ملتا تھا

بفریاد از ایشاں بر آمد خروش
ان کی فریاد سے شور پیدا ہو گیا

پیادہ بسر تا درِ بارگاہ
بارگاہ کے دروازے تک پیدل تیز

جواں از میاں رفت و بردند پیر
جوان درمیان سے نکل گیا وہ بوڑھے کو لے گئے

بہولش بپرسید و ہیبت نمود
اس کو دھمکا کر دریافت کیا اور رعب دکھایا

چو نیکست خوئے من و راستی
جبکہ میری عادت نیک اور ٹھیک ہے

بر آورد پیرِ دلاور زباں
بہادر بوڑھے نے زبان کھولی

بقولِ دروغیکہ سلطاں بمرد
اس جھوٹی بات کی وجہ سے کہ بادشاہ مر گیا

ملک زیں حکایت چناں بر شگفت
بادشاہ اس قصہ سے ایسا خوش ہوا

وزیں جانب افتان و خیزان جواں
اس جانب سے جوان گرتا پڑتا

یکے گفتش از چار سوئے قصاص
قصاص کے چوراہے سے ایک شخص نے اس سے کہا

ق

فرستاد سلطاں بکشتن گہش
بادشاہ نے اس کو قتل گاہ میں بھیج دیا

تگاپوئے ترکان و جوشِ عوام
سپاہیوں کی بھاگ دوڑ اور عوام کے جوش کا

جواں را بدستِ خلائق اسیر
جوان کو لوگوں کے ہاتھ میں قیدی

کہ بارے دل آوردہ بودش بدست
کیونکہ ایک بار اس نے اس کا دل ہاتھ میں لیا تھا

جہاں ماند و خوئے پسندیدہ برد
دنیا رہ گئی اور وہ اچھی عادتیں اپنے ساتھ لے گیا ہے

شنیدند ترکانِ آہختہ تیغ
تلوار سونتے ہوئے سپاہیوں نے سنا

تپانچہ زناں بر سر و روو دوش
سر اور چہرہ اور کاندھے پیٹتے ہوئے

دویدند و بر تخت دیدند شاہ
دوڑے اور انھوں نے بادشاہ کو تخت پر دیکھا

بگردن بر تختِ سلطاں اسیر
بادشاہ کے تخت پر گردن کے ذریعہ قیدی بنا کر

کہ مرگِ منت خواستن بر چہ بود
کہ تجھے میرا[۱] مرنا چاہنا کس بنا پر تھا — ؟

بدِ مردم آخر چرا خواستی
آخر[۲] انسانوں کی بدخواہی تو نے کیوں کی

کہ اے حلقہ در گوشِ حکمت جہاں
کہ اے بادشاہ جہان تیرے حکم کا تابعدار ہے

نمردی و بےچارہ جاں ببرد
تو نہ مرا اور وہ بےچارہ جان بچا لے گیا

کہ چیزیش بخشید و چیزے نگفت
کہ اس کو کچھ دیا اور کچھ نہ کہا

ہمی رفت و بیچارہ ہر سو دواں
جا رہا تھا اور ہر جانب کو بھاگ رہا تھا

چہ کردی کہ آمد بجانت خلاص
تو نے کیا کیا کہ تیری جان کو چھٹکارا ملا۔

[۱] تو میرے مرنے کا خواہاں کیوں تھا
[۲] اچھے بادشاہ کی موت کی تمنا مخلوق کی بدخواہی ہے
[۳] عموماً چوراہے پر قتل کرتے تھے تاکہ عبرت حاصل ہو۔

بگوشش فرو گفت کاے ہوشمند
اس نے اس کے کان میں کہا اے ہوشمند
بجانے و دانگے رہیدم ز بند
ایک[1] جان اور ایک دانگ کی وجہ سے میں قید سے چھوٹ گیا

یکے تخم در خاک ازاں می نہد
ایک شخص مٹی میں بیج اسی لیے ڈالتا ہے
کہ روزِ فرو ماندگی بر دہد
کہ ضرورت کے دن پھل دے گا

جوے باز دارد بلائے درشت
سخت[2] مصیبت کو ایک جَو ٹال دیتا ہے
عصائے ندیدی کہ عوج بکشت
تو نے نہیں دیکھا کہ لاٹھی نے عوج کو مار ڈالا

حدیثِ درست آخر از مصطفیٰ ست
آخر[3] آنحضورؐ کی حدیث صحیح ہے
کہ بخشایش و خیر دفعِ بلاست
کہ عطا اور بھلائی بلا کو دفع کرنے والی ہے

عدو را نہ بینی دریں بقعہ پاے
تو اس سرزمین میں دشمن کے قدم نہ دیکھے گا
کہ بوبکر سعد است کشور کشائے
اس لیے کہ بوبکر سعد بادشاہ ہے

بگیر اے جہانے بروئے تو شاد
اے وہ بادشاہ کہ دنیا تیرے چہرہ سے خوش ہو لے
جہانے کہ شادی بروئے تو باد
ایک دوسرے جہان کہ خدا کرے تیرا چہرہ خوش رہے

کس از کس بدورِ تو بارے نبرد
تیرے دور میں کسی نے کسی سے تکلیف نہیں اٹھائی
گلے در چمن جورِ خارے نبرد
چمن میں پھول نے کانٹے کا ظلم نہ سہا

توئی سایۂ لطفِ حق بر زمیں
تو زمین پر اللہ کی مہربانی کا سایہ ہے
پیمبر صفت رحمۃ العالمیں
پیغمبر[4] کی طرح دونوں جہان کے لئے رحمت ہے

ترا[5] قدر اگر کس نہ داند چہ غم
اگر کوئی تیرا مرتبہ نہ جانے تو کیا غم ہے
شبِ قدر را می نداند ہم
لوگ شب قدر کو بھی نہیں جانتے ہیں

حکایت در معنیٔ[1] ثمرۂ نیکوکاری
نیکی کرنے کے پھل کے بیان میں نقتہ

کسے دید صحرائے محشر بخواب
کسی نے خواب میں حشر کا میدان دیکھا
مسِ تفتہ روئے زمیں ز آفتاب
روئے زمین آفتاب کی وجہ سے گرم تانبا تھی

ہمی بر فلک شد ز مردم خروش
آدمیوں کا آسمان پر غل پہنچ گیا
دماغ از تپش می بر آمد بجوش
گرمی کی وجہ سے دماغ کھول رہا تھا

یکے شخص ازیں جملہ در سایہ
ان سب میں سے ایک شخص سایہ میں تھا
بگردن بر از خلد پیرایہ
گلے میں جنت کا لباس تھا

بپرسید کاے مجلس آرائے مرد
اس نے پوچھا کہ اے مجلس کی زینت انسان
کہ بود اندریں مجلست پایمرد
اس مجلس میں تیرا کون مددگار تھا

رزے داشتم بر درِ خانہ گفت
اس نے کہا گھر کے دروازے پر انگور کی بیل تھی
بسایہ درش نیک مردے بخفت
اس کے سایہ میں ایک نیک مرد سویا

دریں وقت نومیدی آں مرد راست
اس بھلے انسان نے اس ناامیدی کے وقت
گناہم ز دادارِ داور بخواست
منصف حاکم سے میرے گناہ کے بارے میں درخواست کی

[1] یعنی ایک شخص نے ایک دانگ کی وجہ سے مجھے بچا دیا۔
[2] معمولی صدقہ بڑی مصیبت کو ٹال دیتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی معمولی لکڑی نے عوج بن عنق کو فنا کر ڈالا تھا۔
[3] یعنی عقبےٰ کمالے۔
[4] آنحضور دونوں جہانوں کے لیو رحمت ہیں ایسا ہی تو بھی ہے
[5] اگر کسی اچھی چیز کو لوگ نہ جان سکیں تو اس میں برائی نہیں ہے۔ شب قدر کس قدر فضیلتوں بھری رات ہے لیکن کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کب ہوتی ہے۔

که یارب برین بنده بخشایشے
کہ اے خدا اس بندہ کی بخشش فرما

چه گفتم چو حل کردم این راز را
جب میں نے یہ راز حل کرلیا تو کیا خوب کہا

که آفاق در سایهٔ همتش
اس لیے کہ عالم اس کی ہمت کے سایے میں

درختیست مرد کرم باردار
سخی آدمی پھل دار درخت ہے

حطب را اگر تیشه بر پے زنند
ایندھن کی جڑ پر اگر کلہاڑا چلائیں

بسے پایدار اے درخت هنر
اے ہنر کے درخت خدا کرے تو بہت پائدار رہے

کز و دیده ام وقتے آسایشے
اس لیے کہ میں نے اس سے ایک وقت آرام پایا ہے

بشارت خداوند شیراز را
کہ شیراز کے بادشاہ کے لیے خوش خبری ہے

مقیم اند بر سفرهٔ نعمتش
اور اس کی نعمتوں کے دسترخوان پر ٹھہرا ہے

وز و بگذری هیزم کوهسار
اور اس کے علاوہ پہاڑ کا ایندھن ہے

درخت برومند را کے زنند
تو پھل دار درخت کو کب کاٹتے ہیں

که هم میوه داری و هم سایه در
کیونکہ تو میوہ دار بھی ہے اور سایہ دار بھی

گفتار اندر هیبت ملوک و سیاست ملک

بادشاہوں کی ہیبت اور ملک کی تدبیر کے بیان میں کہا وت

بگفتیم در باب احسان بسے
احسان کے بارے میں ہم نے بہت سی باتیں کہیں

بخور مردم آزار را خون و مال
انسانوں کو ستانے والے کا خون اور مال کھا جا

کسے را که با خواجهٔ تست جنگ
تیرے مالک سے جس کی لڑائی ہے

برانداز بیخیکه خار آورد
وہ جڑ اکھاڑ دے جو کانٹا اگائے

کسے را بده پایهٔ مهتران
سرداروں کا مرتبہ اس کو دے

مبخشای بر هر کجا ظالمیست
جہاں بھی کوئی ظالم ہے اس کو معاف نہ کر

جهان سوز را کشته بهتر چراغ
ظالم کا چراغ گل ہوا ہی بہتر ہے

هر آنکه که بر دزد رحمت کنی
جب تو چور پر رحم کرے

جفا پیشگاں را بده سر بباد
ظالموں کو برباد کردے

ولیکن نه تنها طست با هر کسے
لیکن ہر شخص کے ساتھ کرنا مناسب نہیں

که از مرغ بد کنده به پر و بال
اس لیے کہ شریر پرند کے بال و پر اکھڑے ہوئے ہی بہتر ہیں

بدستش چرا می دهی چوب و سنگ
اس کے ہاتھ میں لکڑی اور پتھر کیوں دیتا ہے

درختے بپرور که بار آورد
اس درخت کی پرورش کر جو پھل لائے

که بر کهتراں سر ندارد گراں
جو چھوٹوں پر بد دماغی نہ کرے

که رحمت برو جور بر عالمیست
کیونکہ اس پر رحم کرنا زمانہ پر ظلم ہے

یکے به در آتش که خلقے بداغ
ایک شخص کا آگ میں جلنا بہتر نہ تمام مخلوق کا رنج میں رہنا

ببازوئے خود کارواں می زنی
تو اپنی طاقت سے قافلہ پر ڈاکہ ڈال رہا ہے

ستم بر ستم پیشه عدلست و داد
ظالم پر ظلم کرنا عدل اور انصاف ہے

ـــا یعنی سخی کی مثال تو پھل دار درخت کی سی ہے اور بقیہ لوگ اس ایندھن کی طرح ہیں جو پہاڑوں پر اگتا ہے۔
ــ۲ بد انسان خدا کا دشمن ہے اس کی مدد نہ کرنی چاہیے۔
ــ۳ اس ظالم کو آگ میں جلا دینا بہتر ہے جس سے تمام مخلوق رنجیدہ ہو۔
ــ۴ چونکہ چور پر تیرا رحم کرنا قافلہ پر ڈاکہ زنی کا سبب بنا لہذا گویا تو نے ہی ڈاکہ ڈالا ہے۔

گفتار در معنی احسان باکسے کہ سزاوار نباشد

کہاوت اُس شخص پر احسان کرنے کے بیان میں جو اُس کا مستحق نہیں ہے

شنیدم کہ مردے غم خانہ خورد
میں نے سنا ہے کہ ایک شخص کو اپنے گھر کی فکر ہوئی
کہ زنبور در سقفِ او لانہ کرد
اس لیے کہ بھڑوں نے اس کی چھت میں چھتہ لگا لیا

زنش گفت از ینان چہ خواہی مکن
اس کی بیوی نے کہا ان سے تجھے کیا مطلب ہے، نہ اکھاڑ
کہ مسکیں پریشاں شوند از وطن
کہ بیچاری اپنی رہنے کی جگہ سے پریشان ہوں گی

بشد مردِ ناداں بکارِ خویش
بیوقوف شوہر اپنے کام میں لگ گیا
گرفتند یک روز زن را بہ نیش
ایک دن بھڑوں نے بیوی کو ڈنک مارا

بیامد ز دکّان سوئے خانہ مرد
شوہر دوکان سے گھر آیا
براں بے خرد زن بسے طیرہ کرد
اس پر بے عقل بیوی نے بہت غصہ کیا

زنِ بے خرد بر در و بام و کوی
بے عقل بیوی دروازے اور کوٹھے اور کوچہ میں
ہمی کرد فریاد و می گفت شوی
شور کر رہی تھی اور شوہر کہہ رہا تھا

ق

مکن روئے بر مردم اے زن ترش
اے عورت لوگوں پر منہ نہ بنا
تو گفتی کہ زنبورِ مسکیں مکش
تو نے ہی تو کہا کہ مسکین بھڑوں کو نہ مار۔

کسے با بداں نیکوئی چوں کند
بروں کے ساتھ کوئی بھلائی کس طرح کرے
بداں را تحمّل بدا فزوں کند[1]
بروں کی برداشت کرنا برائی کو بڑھاتا ہے

چوں اندر سرے بینی آزارِ خلق
اگر تو کسی سر میں لوگوں کی ایذا دیکھے
بشمشیر تیزش بیازار حلق
تیز تلوار سے اس کے حلق کو ستا

سگ آخر کہ باشد کہ خوانش نہند
آخر کتا کیا ہے کہ لوگ اس کے لیے دستر خوان بچھائیں
بفرمای تا استخوانش دہند
حکم دے تاکہ اس کو ہڈی ڈالیں

چہ نیکو زد ست ایں مثل پیر دہ
گانوں کے بڈھے نے کیا اچھی مثل بیان کی ہے
ستورِ لگد زن گرانبار بہ
دولتی[2] مارنے والا گدھا بوجھ سے لدا بہتر

اگر نیک مردی نماید عسس،
اگر سپاہی شرافت دکھائے
نیارد بشب خفتن از دزد کس
تو چور کی وجہ سے رات کو کوئی بھی نہ سو سکے

نئے نیزہ در حلقۂ کارزار
جنگ کے میدان میں نیزہ کی نے
بقیمت تر از نیشکر صد ہزار
نیشکر سے قیمت میں ایک لاکھ گنا زیادہ ہے

نہ ہر کس سزاوار باشد بمال
ہر شخص مال کے لائق نہیں ہے
یکے مال خواہد یکے گوشمال
ایک مال چاہتا ہے ایک گوشمالی

چو گربہ نوازی کبوتر برد
جب تو بلی کو نوازے گا کبوتر لے جائے گی
چو فربہ کنی گرگ یوسف درد
جب تو بھیڑیے کو موٹا کرے گا یوسف کو پھاڑے گا

بنائے کہ محکم ندارد اساس
جو عمارت مضبوط بنیاد نہ رکھے
بلندش[3] مکن ور کنی زو ہراس
اس کو بلند نہ کر اور اگر کرے گا تو اس سے ڈرتا رہ

[1] اگر انسان بروں سے تحمل برتتا ہے تو وہ اور سرکش ہو جاتے ہیں
[2] کیونکہ لدا ہوا گدھا دولتی نہ مار سکے گا۔
[3] یعنی بد اصل کو زیادہ بلند نہ کر

گفتار اندر پیش بینی و عاقبت اندیشی
پیش بینی اور انجام سوچنے کے بیان میں کہاوت

چہ خوش گفت بہرامِ صحرانشین
صحرانشین بہرام نے کیا خوب کہا
چو یکرانِ توسن زدش بر زمین
جب سرکش گھوڑے نے اس کو زمین پر پٹخ دیا

دگر اسپے از گلہ باید گرفت
گلے سے دوسرا ایسا گھوڑا پکڑنا چاہیے
کہ گر سرکشد باز شاید گرفت
جو سرکشی کرے تو تھاما جا سکے۔

سرِ چشمہ شاید گرفتن بمیل
چشمے کے منہ کو سلائی سے بند کر دینا چاہیے
چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل
جب وہ بھر جائے تو ہاتھی کے ذریعے بھی نہیں گذرا جا سکتا ہے

ببند اے پسر دجلہ گر آب کاست
اے لڑکے اگر دجلہ گھٹا ہوا ہو تب بند باندھ دے
کہ سودے ندارد چو سیلاب خاست
اس لیے کہ جب سیلاب پیدا ہو جائیگا پھر کوئی فائدہ نہیں

چو گرگِ خبیث آمد اندر کمند
جب خبیث بھیڑیا کمند میں آجائے
بکشش ورنہ دل برکن از گوسفند
اس کو مار ڈال ورنہ بکری سے دل ہٹالے

از ابلیس ہرگز نیاید سجود
شیطان سے کبھی سجدہ نہیں ہوتا
نہ از بدگہر نیکوئی در وجود
نہ بد اصل سے نیکی وجود میں آتی ہے

بداندیش را جائے و فرصت مدہ
مخالف کو جگہ اور موقع نہ دے
عدو در چہ و دیو در شیشہ بہ
دشمن کنوئیں میں اور دیو شیشی میں بہتر ہے

مگو شاید ایں مار کشتن بچوب
یہ نہ کہہ اس سانپ کو لکڑی سے مارنا چاہیے
چو سر زیرِ سنگِ تو دارد بکوب
جب اس نے تیرے پتھر کے نیچے سر کر لیا فوراً کوٹ دے

قلمزن کہ بد کرد با زیر دست
جس محرر نے کمزور کے ساتھ برائی کی ہو۔
قلم بہتر او را بشمشیر دست
اس کا ہاتھ تلوار سے قلم کرنا بہتر ہے

مدبر کہ قانونِ بد می نہد
جو وزیر برا قانون بناتا ہے
ترا می برد تا باتش دہد
وہ تجھے آگ میں ڈالنے لے جاتا ہے

مگو ملک را ایں مدبر بس است
یہ نہ کہہ کہ ملک کے لیے یہ وزیر کافی ہے
مدبر مخوانش کہ مُدبر کس است
اس کو منتظم نہ کہہ اس لیے کہ وہ بدبخت انسان ہے

سعید آورد قولِ سعدی بجائے
نیک بخت سعدی کی بات بجا لاتا ہے
کہ توفیرِ ملک است و تدبیر و رائے
کیونکہ وہ بات ملک کی بڑھوتری اور تدبیر اور رائے ہے

باب سوم در عشق
تیسرا باب عشق کے بیان میں

خوشا وقتِ شوریدگانِ غمش
اس کے غم کے دیوانے بھی خوش وقت ہیں
اگر ریش بینند و گر مرہمش
خواہ زخم دیکھیں یا زخم کا مرہم

گدایانے از پادشاہی نفور
ایسے گدا جو بادشاہی سے متنفر ہیں
بامیدش اندر گدائی صبور
اس کی تمنا میں گدائی پر صابر ہیں

۱ بہرام گور کو صحرانشین بھی کہا جاتا ہے چونکہ وہ گورخر کے شکار کے شوق میں جنگلوں میں پڑا رہتا تھا۔
۲ یعنی انسان ہمیشہ ایسے گھوڑے پر سوار ہو جس پر قابو پا سکے۔
۳ موقع پا کر دشمن کو کنوئیں میں دھکا دے دے مشہور ہے کہ جنوں کو شیشی میں بند کر دیا جاتا ہے۔

دمادم شراب الم درکشند
غم کی شراب پے در پے پیتے ہیں

وگر تلخ بینند دم درکشند
اگر کڑواہٹ بھی محسوس کرتے ہیں تو چپ رہتے ہیں

بلائے خمار است در عیشِ مُل
شراب کے عیش میں خمار[1] کی مصیبت ہے

سلحدار خار است با شاخ گل
پھول کی شاخ کے ساتھ کانٹا ہتھیار بند ہے

نہ تلخست صبری کہ بر یادِ اوست
جو اس کی یاد میں صبر ہے وہ کڑوا نہیں ہے

کہ تلخی شکر باشد از دستِ دوست
اس لیے کہ دوست کے ہاتھ سے کڑواہٹ شکر ہوتی ہے

اسیرش نخواہد رہائی ز بند
اس کا قیدی قید سے رہائی نہیں چاہتا

شکارش نجوید خلاص از کمند
اس کا شکار پھندے سے چھٹکارا نہیں چاہتا

سلاطین عزلت گدایانِ حے
خدائے گدا[2] گوشہ نشینی کے شاہ ہیں

منازل شناسان گم کردہ پے
منزلوں کو پہچاننے والے بے نشان ہیں

ملامت کشانند مستانِ یار
یار کے دیوانے ملامت برداشت کرنے والے ہیں

سبکتر برد اشتر مست بار
مست اونٹ بوجھ تیزی سے لے جاتا ہے

بسر وقتِ شان خلق کے رہ برند
ان کے اوقات کا مخلوق کو راستہ کب ملتا ہے

کہ چون آب حیوان بظلمت درانند
کیونکہ وہ آبِ حیات کی طرح اندھیرے میں ہیں

چو بیت المقدس دروں پر ز تاب
بیت المقدس کی طرح باطن نور سے بھرا ہے

رہا کردہ دیوار بیروں خراب
باہر کی دیوار کو خستہ و خراب چھوڑ رکھا ہے

چو پروانہ آتش بخود در زنند
پروانے کی طرح خود کو آگ میں ڈال دیتے ہیں

نہ چون کرم پیلہ بخود در تنند
ریشم کے کیڑے[3] کی طرح خود آرائی نہیں کرتے ہیں

دلآرام در بر دلآرام جوئے
حق تعالیٰ کے طالب معشوق در بغل ہیں[4]

لب از تشنگی خشک بر طرفِ جوئے
دریا کے کنارے پر ہیں اور پیاس کی وجہ سے ہونٹ خشک ہیں

نگویم کہ بر آب قادر نیند
میں یہ نہیں کہتا کہ وہ پانی پر قادر نہیں ہیں

کہ بر ساحل نیل مستسقی اند
بلکہ نیل کے کنارے پر جلندھر کے بیمار ہیں

گفتار اندر ثبوت عشق حقیقی بدلیل مجازی

عشق مجازی کی دلیل سے عشق حقیقی کے ثبوت کے بیان میں کہاوت

ترا عشق ہمچون خودی ز آب و گل
تیرا اپنے جیسے پانی مٹی کے بنے ہوئے سے عشق

رباید ہمی صبر و آرام دل
صبر اور دل کی راحت اڑا دیتا ہے

بہ بیداریش فتنہ بر خد و خال
بیداری میں اس کے رخسار اور تل پر فریفتہ

بخواب اندرش پائے بندِ خیال
سونے میں اس کے خیال کا پابند

بصدقش چنان سر نہی بر قدم
تو اس کے پیر پر ایسے خلوص سے سر رکھتا ہے

کہ بینی جہان با وجودش عدم
کہ اس کے وجود کے سامنے دنیا کو عدم سمجھتا ہے

چو در چشم شاہد نیاید زرت
جب تیرا روپیہ معشوق کی نظر میں نہیں آتا ہے

زر و خاک یکسان نماید برت
تو تجھے سونا اور مٹی یکساں معلوم ہوتا ہے

[1] خمار اس اعضاء شکنی کو کہا جاتا ہے جو نشہ کے اتار کے وقت بدن میں پیدا ہوتی ہے۔
[2] خدا رسیدہ اپنے آپ کو گم کر دیتے ہیں۔
[3] ریشم کا کیڑا اپنے اوپر ریشم تنتا ہے اور اس کے نتیجے میں خود اندر رہ جاتا ہے اور مر جاتا ہے تو گویا اس نے خود آرائی کی اور فنا ہو گیا۔
[4] اہل اللہ کو وصال دوست ہر وقت حاصل رہتا ہے لیکن ان کی پیاس کسی طرح نہیں بجھتی ہے۔

١٠

دگر با کسے بر نیاید نفس
پھر تیرا کسی دوسرے سے دل نہیں لگتا

تو گوئی بچشم اندرش منزلست
گویا تو اس تل کی جگہ آنکھ میں سمجھتا ہے

نہ اندیشہ از کس کہ رسوا شوی
تجھے کسی کا ڈر نہیں کہ تو رسوا ہو جائے گا

گرت جاں بخواہد بکف بر نہی
اگر وہ تیری جان مانگے تو ہتھیلی پر رکھ لے گا

چو عشقے کہ بنیاد او بر ہواست
جب وہ عشق جس کی بنیاد خواہش پر ہے

عجب داری از سالکان طریق
تو تجھے[2] راستہ کے سالکوں سے تعجب ہے

بسودائے جاناں ز جاں مشتغل
معشوق کی فکر میں جان سے بے نیاز ہیں

بیاد حق از خلق بگریختہ
خدا کی یاد میں مخلوق سے بھاگے ہوئے ہیں

نشاید بدارو دوا کردشاں
ان کا علاج دوا سے کرنا مناسب نہیں ہے

الست[3] از ازل ہمچناں شاں بگوش
ازل سے ان کے کان میں الست اسی طرح ہے

گروہے ہم[4] عملدار عزلت نشیں
ایک گروہ جو کارکن ہے گوشہ نشین ہے

بیک نعرہ کوہے ز جا بر کنند
ایک نعرہ سے پہاڑ کو جگہ سے ہلا دیں

چو باد اند پنہان و چالاک پوئے[5]
ہوا کی طرح پوشیدہ ہیں اور تیز رفتار ہیں

سحر ہا بگریند چندانکہ آب
آخر کی شب میں اس قدر روتے ہیں کہ آنسو

فرس[6] کشتہ از بس کہ شب راندہ اند
جن کا گھوڑا مردہ ہے چونکہ رات کو بہت چلایا ہے

شب و روز در بحر سودا و سوز
رات اور دن جنون اور سوز کے سمندر میں ہیں

کہ با او نماند دگر جائے کس
اس لیے کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کی گنجائش نہیں رہتی

وگر چشم برہم نہد در دلست
اور اگر تو آنکھ بند کرتا ہے تو وہ دل میں ہے

نہ قوت کہ یکدم شکیبا شوی
نہ طاقت کہ فوراً صابر بن جائے

ورت تیغ بر سر نہد سر نہی
اور اگر وہ تیرے سر پر تلوار رکھے تو تو سر دھر دیگا

چنیں فتنہ انگیز و فرماں رواست
اس قدر فتنہ انگیز اور فرماں روا ہے

کہ باشند در بحر معنی غریق
جو کہ وہ حقیقت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں

بذکر حبیب از جہاں مشتغل
معشوق کے ذکر میں دنیا سے غافل ہیں

چناں مست ساقی کہ مے ریختہ
ساقی کے ایسے مست ہیں کہ شراب لنڈھائے ہوئے ہیں

کہ کس مطلع نیست بر دردشاں
کیونکہ ان کے درد سے کوئی واقف نہیں ہے

بفریاد قالوا بلیٰ در خروش
قالوا بلیٰ کی فریاد کا شور کر رہے ہیں

قدم ہائے خاکی دم آتشیں
جن کے قدم خاک آلودہ ہیں جن کا سانس آتشیں ہے

بیک نالہ ملکے بہم بر کنند
ایک نالہ سے ملک کو برباد کر دیں

چو مشک اند خاموش و تسبیح گوئے
مشک کی طرح ہیں خاموش اور تسبیح کرنے والے ہیں

فرو شوید از دیدہ شاں کحل خواب
ان کی آنکھوں سے نیند کا سرمہ دھو دیتے ہیں

سحر گہ خروشاں کہ واماندہ اند
صبح کو فریاد کرنے والے کہ وہ درماندہ ہیں

ندانند از آشفتگی شب ز روز[7]
دیوانگی کی وجہ سے رات کا دن سے امتیاز نہیں کر سکتے ہیں۔

[1] یعنی بیداری میں معشوق آنکھوں میں سمایا رہتا ہے اور سونے میں اسی کے خواب نظر آتے ہیں۔
[2] جب عشق مجازی کے یہ احوال ہیں تو عشق حقیقی میں ان حالات پر کیا تعجب کی بات ہے۔
[3] حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں روحوں کو جمع کر کے دریافت کیا "اَلَستُ بِرَبِّکُم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ تو سب نے "بلیٰ" کہا تھا۔ یعنی کیوں نہیں ہے اسی کو عہد الست کہا جاتا ہے۔
[4] ابدال اور اقطاب دنیا میں تکوینی کاموں پر مقرر کیے گئے ہیں۔
[5] دنیاداروں کی نظر سے پوشیدہ ہیں لیکن فیض رساں ہیں۔
[6] گھوڑے سے مراد خاکی بدن ہے یعنی رات بھر کی عبادت میں جسم درماندہ کر دیتے ہیں پھر صبح کو بے قرار ہوتے ہیں کہ منزل دور ہے۔
[7] یعنی ان کی نگاہ میں رات دن یکساں ہے۔

چناں فتنہ بر حسنِ صورت نگار — کہ با حسنِ صورت ندارند کار
نقاش کے حسن پر اس قدر فریفتہ ہیں — کہ صورت کے حسن سے ان کو کوئی واسطہ نہیں

ندادند صاحبدلاں دل بپوست — وگر ابلہے داد بے مغز و پوست
صاحب دل چمڑی کو دل نہیں دیتے ہیں — اور اگر کسی بیوقوف نے دل لگایا ہے تو وہ نادان اور بیل ہے

مئے صرفِ وحدت کسے نوش کرد — کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد
وحدت کی خالص شراب اس نے پی ہے — جس نے دنیا اور عقبےٰ کو بھلا دیا ہے

حکایت گدازادہ با پادشاہزادہ

شہزادہ کے ساتھ فقیر کے لڑکے کا قصہ

شنیدم کہ وقتے گدازادۂ — نظر داشت با پادشازادۂ
میں نے سنا ہے کہ ایک زمانہ میں ایک فقیر کا لڑکا — ایک شہزادہ پر عاشق ہوگیا

ہمی رفت و می پخت سودائے خام — خیالش فرو برد دنداں بکام
جاتا اور اپنے کچے خیال کو پختہ کرتا — اس کا خیال مقصد میں دانت گڑوئے ہوئے تھا

زمیدانش خالی نبودے چو پیل[1] — ہمہ وقت پہلوئے اسپش چو پیل[2]
اس کے میدان سے نہ ہٹتا پیادے کی طرح — ہمیشہ فیل کی طرح اس کے گھوڑے کے پہلو میں رہتا

دلش خوں شد و راز در دل بماند[3] — ولے پایش از گریہ در گل بماند
اس کا دل خون بن گیا اور راز دل ہی میں رہا — لیکن اس کا پیر رونے کی وجہ سے دلدل میں پھنس گیا

رقیباں خبر یافتندش ز درد — دگر بارہ گفتندش ایں جا مگرد
رقیبوں کو اس کے درد کی خبر ہوگئی — انھوں نے اس سے کہا یہاں پھر چکر نہ لگانا

دمے رفت و یاد آمدش روئے دوست — دگر خیمہ زد بر سر کوئے دوست
تھوڑی دیر کیلئے چلا گیا اور اس کو دوست کا چہرہ یاد آیا — اس نے پھر دوست کے کوچہ پر پڑاؤ ڈال دیا

غلامے شکستش سر و دست و پائے — کہ بارے نگفتیمت ایدر میائے
ایک غلام نے اس کا سر اور ہاتھ پیر توڑ دیئے — کہ ایک بار ہم تجھے نہیں سمجھا چکے کہ یہاں نہ آ

دگر رفت و صبر و قرارش نبود — شکیبائی از روئے یارش نبود
وہ پھر چلا گیا اور اس کو صبر و قرار نہ تھا — وہ دوست کے چہرے سے صبر نہ کر سکتا تھا

مگس وارش از پیش شکر بجور — براندندے و باز گشتے بفور
مکھی کی طرح جبراً اس کو شکر پر سے — ہٹا دیتے اور فوراً واپس آجاتا

کسے گفتش اے شوخ دیوانہ رنگ — عجب صبر داری تو بر چوب و سنگ
کسی نے اس سے کہا اے بے حیا، دیوانے — تعجب ہے تو لکڑی اور پتھر کی مار سہار کر لیتا ہے

بگفت ایں جفا بر من از دستِ اوست — نہ شرط است نالیدن از دستِ دوست
اس نے کہا میرے اوپر یہ ظلم اس کے ہاتھوں ہے — دوست کے ہاتھ سے نالاں ہونا مناسب نہیں ہے

من اینک دمِ دوستی می زنم — گر او دوست دارد وگر دشمنم
میں اب دوستی کا دم بھر رہا ہوں — خواہ وہ مجھے دوست سمجھے یا دشمن سمجھے

۱۔ یعنی جب وہ چوگان کے میدان میں کھیلنے جاتا تو یہ پیادے کی طرح جما رہتا

۲۔ اسپ اور پیلہ شطرنج کے دو مہروں کا نام ہے جو ساتھ چلتے ہیں



۳۔ یعنی زبان سے تو اس نے رازِ دل نہ ظاہر کیا لیکن اس کے آنسوؤں نے راز کھول

زمن صبرِ بے او توقّع مدار
اس کے بدون ضبر کی توقع مجھ سے نہ رکھ!

نہ نیروئے صبرم نہ جائے ستیز
نہ مجھ میں صبر کی طاقت ہے نہ لڑائی کی

مگو زیں دربارگہ سر بتاب
یہ نہ کہہ کہ اس دربار سے سر موڑ لے

نہ پروانہ جاں دادہ در پائے دوست
کیا یہ نہیں ہے کہ دوست کے قدموں پر جان دیا ہوا پروانہ

بگفت ار خوری زخم چوگان او
اس نے کہا اگر تو اس کے بلے کا زخم کھائے

بگفتا سرت گر ببرد بہ تیغ
اس نے کہا اگر وہ تیرا سر تلوار سے کاٹ دے

یکے را کہ معشوق باشد یکے
کسی کا جب کوئی معشوق ہوتا ہے

مرا خود ز سر نیست چنداں خبر
مجھے اپنے سر کی اتنی بھی خبر نہیں ہے

مکن با منِ ناشکیبا عتیب
مجھ بے صبر سے پر غصہ نہ کر

چو یعقوبم ار دیدہ گردد سپید
حضرت یعقوب کی طرح اگر آنکھیں سفید بھی ہو جائیں

رکابش ببوسید روزے جواں
ایک دن جوان نے اس کی رکاب کو چوم دیا

بخندید و گفتا عناں بر مپیچ
وہ ہنسا اور بولا باگ نہ موڑ

مرا با وجودِ تو ہستی نماند
تیرے وجود کے سامنے میری ہستی نہ رہی

بگرم جرم بینی مکن عیب من
اگر تو میری کوئی خطا بھی دیکھے تو عیب نہ لگا

بداں زہرہ دستت زدم در رکاب
اسی ہمت سے میں نے تیری رکاب پر ہاتھ ڈالا ہے

کشیدم قلم در سرِ نامِ خویش
میں نے اپنے نام پر قلم کھینچ دیا ہے

کہ با او ہم امکاں ندارد قرار
اس لیے کہ اس کے ہوتے ہوئے بھی قرار کا امکان نہیں ہے

نہ امکانِ بودن نہ پائے گریز
نہ ٹھہرنے کا امکان ہے نہ بھاگنے کے قدم

وگر سر چو میخم کشد در طناب
اگرچہ وہ میخ کی طرح میرے سر کو رسی سے کس دے

بہ از زندہ در کنجِ تاریک اوست
اس پروانہ سے بہتر ہے جو تاریک گوشہ میں زندہ ہو

بگفتا بپایش در افتم چو گو
اس نے کہا گیند کی طرح اس کے پیروں پر گر پڑوں گا

بگفت ایں قدر نبود از وے دریغ
اس نے کہا اس سے مجھے افسوس نہ ہوگا

نیازارد از وے بہر اندکے
تو نہ وہ اس سے ہر تھوڑی سی بات پر ناخوش نہیں ہوتا ہے

کہ تاجست بر تارکم یا تبر
کہ میری سر پر تاج ہے یا کلہاڑا

کہ در عشق صورت نہ بندد شکیب
اس لیے کہ عشق میں صبر کی کوئی صورت نہیں بنتی ہے

نبرم ز دیدارِ یوسف امید
تو بھی یوسف کے دیدار کی امید منقطع نہ کرونگا

برآشفت و برتافت از وے عناں
وہ بگڑ گیا اور اس سے باگ موڑی

کہ سلطاں عناں بر نہ پیچد ز ہیچ
اس لیے کہ بادشاہ کسی سے باگ نہیں موڑتا ہے

بیادِ توام خود پرستی نماند
تیری یاد میں میری خودی نہ رہی

توئی سر برآوردہ از جیبِ من
اس لیے کہ تو نے ہی میرے گریبان سے سر نکالا ہے

کہ خود را نیاوردم اندر حساب
کیونکہ میں اپنے آپ کو گنتی میں نہیں لاتا

نہادم قدم بر سرِ کامِ خویش
اپنے مقصد کو میں نے پائمال کر دیا ہے

۱۔ یعنی جب اس کا دیدار بھی موجب بیقراری ہے تو اس کے بدون کیسے قرار آئے گا۔

۲۔ قرآن میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کے فراق میں رونے روتے حضرت یعقوب کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں۔

۳۔ تو شہزادہ ہے بادشاہ ہر شخص کے حاجت روا ہوتے ہیں

۴۔ یعنی اب میں ہمہ دوست کے مقام پر ہوں میں نہیں ہوں تو ہی تو ہے

۵۔ تیرے وجود کے سامنے میرا وجود فنا ہو چکا ہے

مرا خود کُشد تیر آں چشم مست
مجھے تو اس مست آنکھ کا تیر مارے ڈالتا ہے

چہ حاجت کہ آری بشمشیر دست
اس کی کیا ضرورت ہے کہ تو تلوار ہاتھ میں سونتے

تو آتش بہ نے در زن و درگذر
تو نرکل میں آگ لگا دے اور چلا جا

کہ نہ خشک در بیشہ ماند نہ تر
تاکہ جنگل میں نہ خشک رہے نہ تر

حکایت در معنیٔ فنائے اہل محبت

قصہ اہل محبت کے فنا کے بیان میں

شنیدم کہ بر لحن خنیاگرے
میں نے سنا ہے کہ ایک سازندہ کے گانے پر

برقص اندر آمد پری پیکرے
ایک پری جسم والا رقص میں آ گیا

ز دلہائے شوریدہ پیرامنش
اس کے چاروں طرف کے مست دلوں سے

گرفت آتش شمع در دامنش
شمع کی آگ اس کے دامن میں لگ گئی

پراگندہ خاطر شد و خشمناک
پریشان طبیعت اور غضبناک ہو گیا

یکے گفتش از دوستداراں چہ باک
دوستوں میں سے ایک نے اس سے کہا کیا مضائقہ ہے

ترا آتش اے دوست دامن بسوخت
اے دوست آگ نے تیرا تو دامن ہی جلایا ہے

مرا خود بیک بار از من بسوخت
مجھے تو خود ایکبارگی مجھ سے ہی جلا دیا

اگر یاری از خویشتن دم مزن
اگر تو عاشق ہے تو خودی کا دم نہ بھر

کہ شرکست با یار و با خویشتن
اس لیے کہ یار اور با خویشتن ہونا شرک ہے

حکایت در معنیٔ اشتغال اہل محبت

قصہ اہل محبت کی مشغولیت کے بیان میں

چنیں دارم از پیر دانندہ یاد
ایک دانا بوڑھے کی بات مجھے اس طرح یاد ہے

کہ شوریدہ سر بصحرا نہاد
کہ ایک دیوانہ جنگل کی طرف نکل گیا

پدر در فراقش نخورد و نخفت
اس کے فراق میں باپ نے نہ کھایا اور نہ سویا

پسر را ملامت بکردند و گفت
لوگوں نے لڑکے کو ملامت کی اور اس نے کہا

از آنگہ کہ یارم کس خویش خواند
جب سے دوست نے اپنا کہہ کر پکارا ہے

دگر با کسم آشنائی نماند
کسی دوسرے سے میری دوستی نہیں رہی

بحقش کہ تا حق جمالم نمود
اس کے حق کی قسم جب سے مجھے حق نے اپنا جمال دکھا دیا ہے

دگر ہرچہ دیدم خیالم نمود
اس کے علاوہ جو کچھ میں نے دیکھا مجھے وہم معلوم ہوا

نشد گم کہ روز خلائق بتافت
جس نے مخلوق سے منہ موڑا ہے وہ گم نہیں ہوا ہے

کہ گم کردۂ خویش را باز یافت
بلکہ اس نے اپنے گم شدہ کو پا لیا ہے

پراگندگانند زیر فلک
آسمان کے نیچے کچھ پراگندہ ہیں

کہ ہم دد تواں خواندشاں ہم ملک
کہ ان کو وحشی درندہ بھی کہا جاسکتا ہے اور فرشتہ بھی

ز یاد ملک چوں ملک نارمند
فرشتے کی طرح وہ خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے

شب و روز چوں دد ز مردم رمند
دن رات وحشی درندوں کی طرح انسانوں سے بھاگے رہتے ہیں

۱؎ یعنی یار کے ہوتے ہوئے خودی کا احساس شریعت عشق کا شرک ہے۔
۲؎ یعنی اولیاء اللہ جو بظاہر پراگندہ نظر آتے ہیں
۳؎ خدا کی یاد میں لگے رہنے کی وجہ سے فرشتے ہیں۔ انسانوں سے وحشت کی وجہ سے درندے ہیں

۱۰

قوی بازوانند کوتاہ دست
وہ قوی بازو والے کوتاہ ہاتھ والے ہیں

خردمند و شیدا و ہشیار مست
عقلمند ہیں دیوانے ہیں اور ہوشیار مست ہیں

گہ آسودہ در گوشۂ خرقہ دوز
کبھی گوشہ میں آرام سے گدڑی سینے والے ہیں

گہ آشفتہ در مجلسے خرقہ سوز
کبھی مجلس میں پریشان، کملی پھونکنے والے ہیں

نہ سودائے خودشاں نہ پروائے کس
نہ ان کو اپنا خیال نہ کسی کی پرواہ

نہ در کنج توحیدشاں جائے کس
نہ ان کی توحید کے گوشہ میں کسی کی جگہ

پریشیدہ عقل و پراگندہ ہوش
پریشان عقل اور پراگندہ ہوش ہیں

ز قول نصیحت گر آگندہ گوش
نصیحت کرنے والے کی بات سے کانوں کو بھرنے والے ہیں

بدریا نخواہد شدن بط غریق
بط دریا میں نہیں ڈوب سکتی

سمندر چہ داند عذاب الحریق
سمندر (کیڑا) آگ کا عذاب کیا جانے

تہیدست مردان پُر حوصلہ
خالی ہاتھ، پر حوصلہ بہادر ہیں

بیاباں نوردان بے قافلہ
بے قافلہ کے بیاباں کو طے کرنے والے ہیں

ندارند چشم از خلائق پسند
وہ مخلوق سے پسندیدگی کی توقع نہیں رکھتے

کہ ایشاں پسندیدۂ حق بسند
کیونکہ ان کو حق کا پسندیدہ ہونا کافی ہے

عزیزان پوشیدہ از چشم خلق
وہ مخلوق کی آنکھ سے چھپے ہوئے اللہ کے پیارے ہیں

نہ زنّار داران پوشیدہ دلق
وہ دلق پہننے والے زنار دار نہیں ہیں

پُر از میوہ و سایہ ور چوں رزاند
وہ انگور کی بیل کی طرح سایہ اور پھل سے پر ہیں

نہ چوں ما سیہ کار و ازرق رزاند
ہماری طرح سیاہ کار اور نیلا رنگنے والے نہیں ہیں

بخود سر فرو بردہ ہمچوں صدف
وہ سیپ کی طرح نیچے کو سر کیے ہوئے ہیں

نہ مانند دریا برآوردہ کف
دریا کی طرح جھگوں لائے ہوئے نہیں ہیں

نہ مردم ہمیں استخوانند و پوست
انسان ہڈیاں اور کھال ہی نہیں ہیں

نہ ہر صورتے جان معنی درست
ہر صورت میں حقیقت کی جان نہیں ہے

نہ سلطاں خریدار ہر بندہ ایست
نہ بادشاہ ہر غلام کا خریدار ہے

نہ در زیر ہر ژندہ زندہ ایست
نہ ہر گدڑی میں زندہ ہے

اگر ژالہ ہر قطرۂ دُر شدے
اگر پانی کا ہر قطرہ موتی ہو جاتا

چو خر مہرہ بازار ازو پُر شدے
گھونگھے کی طرح اس سے بازار بھر جاتا

چو غازی بخود بر نہ بندند پائے
وہ نٹوں کی طرح اپنے پر نہیں لگاتے ہیں

کہ محکم رود پائے چوبیں ز جائے
اس لیے کہ لکڑی کا پیر جگہ سے سخت پھسلتا ہے

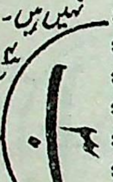
حریفان خلوت سرائے الست
وہ الست کی خلوت سرا کے ساتھی ہیں

بیک جرعہ تا نفخۂ صور مست
ایک گھونٹ سے صور پھنکنے تک مست ہیں

بہ تیغ از غرض بر نگیرند چنگ
تلوار سے وہ اپنے مقصد سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں

کہ پرہیز و عشق آبگینہ است و سنگ
اس لیے کہ خودی اور عشق کانچ اور پتھر ہے

ے۱ یعنی ان میں مختلف حیثیتوں سے مختلف صفات ہیں۔
ے۲ سمندر کیڑا تو آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اور آگ کا اس کو کوئی خوف نہیں یعنی یہ لوگ نہ جنت کے طالب ہیں نہ دوزخ سے بھاگنے والے ہیں
ے۳ وہ مخلوق کی نگاہ میں نہیں بھاتے لیکن اولیاء اللہ ہیں وہ مومن نما کافر نہیں ہیں۔



ے۴ نیلی کملی پہنکر سیاہ کاری کرنے والے نہیں ہیں۔
ے۵ بہت سے گدڑی پوش مُردہ دل ہیں۔
ے۶ یعنی اولیاء اللہ کی کثرت نہیں ہوتی ہے۔
ے۷ یعنی فرضی طور پر اپنی نمائش نہیں کرتے ہیں۔
ے۸ عہد الست کے پابند ہیں
ے۹ یعنی جس طرح کانچ اور پتھر میں بیر ہے اسی طرح خودی اور عشق میں بیر ہے

حکایت در معنی غلبۂ وجد و سلطنت عشق

قصہ بے خودی کے غلبہ اور عشق کی حکومت کے بیان میں

یکے شاہدے در سمرقند داشت — کہ گفتی بجائے سمرقند داشت[1]
ایک شخص سمرقند میں ایک معشوق رکھتا تھا — گویا قصہ کی بجائے شکر رکھتا تھا

جمالے گرو بردہ از آفتاب — ز شوخیش بنیادِ تقویٰ خراب
ایسا حسن جو آفتاب سے بازی لے گیا تھا — اس کی شوخی سے تقوے کی بنیاد تباہ تھی

تعالی اللہ از حسن تا غایتے — کہ پنداری از رحمتست آیتے
خدا برتر ہے، حسن کی ایسی انتہا — کہ تو یقین کرے کہ وہ خدائی رحمت کی ایک نشانی ہے

ہمی رفتے و دیدہا در پیش — دلِ دوستاں کردہ جاں بر خویش
وہ چلتا تو نگاہیں اس کے درپے ہوتیں — دوستوں کے دل اس کے پسینہ پر جان فدا کئے ہوئے تھے

نظر کردے ایں دوست در وے نہفت — نگہ کرد بارے بہ تندی و گفت
یہ عاشق اس کی طرف چپکے سے دیکھتا — اس نے ایک بار گھور کر دیکھا اور کہا

کہ اے خیرہ سر چند پوئی پیم — ندانی کہ من مرغِ دامت نیم
اے بے حیا کب تک میرا پیچھا کرے گا — تو نہیں جانتا کہ میں تیرے جال کا پرند نہیں ہوں

گرت بارِ دیگر بہ بینم بہ تیغ — چو دشمن ببرم سرت بے دریغ
اگر میں تجھے دوبارہ دیکھ لوں گا تو تلوار سے — دشمن کی طرح بے دریغ تیرا سر کاٹ ڈالوں گا

کسے گفتش اکنوں سرِ خویش گیر — ازیں سہل تر مطلبے پیش گیر
کسی نے اس سے کہا اب اپنا راستہ پکڑ — اس سے آسان معشوق تلاش کر

نہ پندارم ایں کام حاصل کنی — مبادا کہ جاں در سرِ دل کنی
میری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ مقصد تو حاصل کرلیگا — ایسا نہ ہو کہ دل کے خیال میں جان دیدے

چو مفتونِ صادق ملامت شنید — بدرد از دروں نالہ بر کشید
جب سچے عاشق نے ملامت سنی — درد کے ساتھ اندر سے ایک آہ کھینچی

کہ بگذار تا زخمِ تیغِ ہلاک — بغلطاندم لاشہ در خون و خاک
رہنے دے تاکہ ہلاکت کی تلوار کا زخم — میری لاش کو خون و خاک میں تڑپائے

مگر پیش دشمن بگویند و دوست — کہ ایں کشتۂ دست و شمشیر اوست
شاید لوگ دشمن اور دوست کے سامنے بیان کریں — کہ یہ اس کے ہاتھ اور تلوار کا کشتہ ہے

نمی بینم از خاکِ کویش گریز — بہ بیداد گو آبرویم بریز
میں اسکے کوچہ کی خاک سے بھاگنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں — کہدو کہ تو ظلم سے میری آبرو ریزی کر

مرا توبہ فرمائی اے خود پرست — ترا توبہ زیں گفتن اولیٰ تراست
اے خود پرست مجھ سے توبہ کرنے کو کہتا ہے — اس کہنے سے تجھے توبہ کرنا بہت مناسب ہے

ببخشائے بر من کہ ہر چہ او کند — وگر قصدِ خونست نیکو کند
مجھے معاف کر اس لیے کہ وہ جو کچھ بھی کرے گا — اچھا ہی کرے گا خواہ وہ قتل کا ارادہ کرے

[1] یعنی نہایت شیریں کلام تھا

بسوزاندم ہر شبے آتشش — سحر زندہ گردم ببوئے خوشش
اس کی آگ مجھے ہر رات کو جلا دیتی ہے — میں صبح کو اس کی خوشبو سے زندہ ہو جاتا ہوں

اگر میرم امروز در کوئے دوست — قیامت زنم خیمہ پہلوئے دوست
اگر آج میں دوست کی گلی میں مر جاؤں — قیامت میں دوست کے پہلو میں خیمہ زن ہوں گا

مدہ تا توانی دریں جنگ پشت — کہ زندہ است سعدی چو عشقش بکشت
جب تک بن سکے اس جنگ میں پشت نہ دکھا — اس لیے کہ سعدی زندہ ہے چونکہ اسکو عشق نے شہید کیا تھا

حکایت فدا شدن اہل محبت و ہلاکت را غنیمت شمردن

اہلِ محبت کے قربان ہونے اور ہلاکت کو غنیمت شمار کرنے کا قصہ

یکے تشنہ میرفت و جاں می سپرد — خنک نیک بختے کہ در آب مرد
ایک شخص پیاسا جا رہا تھا اور جان دے رہا تھا[1] — وہ بہت نیک بخت ہے جو پانی میں مرا

بدو گفت نابالغے کاے عجب — چو مُردی چہ سیراب و چہ خشک لب
اس کو ایک نابالغ[2] نے کہا تعجب ہے — جب تو مر گیا تو کیا سیراب اور کیا خشک ہونٹ

بگفتا نہ آخر دہاں تر کنم — کہ تا جانِ شیریں نش در سر کنم
اس نے کہا آخر میں بھی منہ تر نہ کر دوں — تا کہ شیریں جان اس کے خیال میں ختم کر دوں

فتد تشنہ در آبدانِ عمیق — کہ داند کہ سیراب میرد غریق
پیاسا گہرے گڑھے میں گر پڑتا ہے — اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ ڈوبا ہوا سیراب مرتا ہے

اگر عاشقی دامنِ او بگیر — و گر گویدت جاں بدہ گو بگیر
اگر تو عاشق ہے تو اس کا دامن تھام لے — اور اگر وہ کہے کہ جان دے تو کہہ لے لے

بہشتِ تن آسانی آنگہ خوری — کہ بر دوزخِ نیستی بگذری
تن آسانی کا میوہ تو جب کھائیگا — جب کہ نیستی کی دوزخ پر سے گذر جائے گا

دلِ تخم کاراں بود بارکش — چو خرمن برآید بخسپند خوش
کاشتکاروں کا دل تکلیف میں رہتا ہے — جب کھلیان ہو جاتا ہے آرام سے سوتے ہیں

دریں مجلس آں کس بکامے رسید — کہ در دورِ آخر بجامے رسید
اس مجلس میں وہی شخص مقصد کو پہنچا — جو آخری دور میں جام تک پہنچ گیا ہے

حکایت در صبر و ثبات روندگاں

سالکوں کے صبر و ثبات کا قصہ

چنیں نقل دارم ز مردانِ راہ — فقیرانِ منعم گدایانِ شاہ
مجھے یہ بات سالکوں سے پہونچی ہے — مالدار[3] فقیر شاہ گدا ہیں

کہ پیرے بدریوزہ شد بامداد — درِ مسجدے دید و آواز داد
کہ ایک بوڑھا صبح کو مانگنے نکلا — اس نے ایک مسجد کا دروازہ دیکھا اور صدا دی

یکے گفتش ایں خانۂ خلق نیست — کہ چیزے دہندت بشوخی مایست
کسی نے اس سے کہا کہ یہ مخلوق کا گھر نہیں ہے — کہ تجھے وہ کوئی چیز دیں شرارت سے نہ ٹھہر

۱۰

[1] یعنی وہ مرتے وقت یہ کہہ رہا تھا۔
[2] نابالغ سے مراد خام کار انسان ہے۔
[3] یعنی دنیاداروں سے استغنار کی وجہ سے مالدار معلوم ہوتے ہیں لیکن اللہ کی طرف ہر وقت محتاج ہیں مال و دولت نہ ہونے کی وجہ سے گدا ہیں لیکن دل کے استغنار کی وجہ سے شاہ ہیں
[4] بھیک انسانوں کے گھر سے مانگی جاتی ہے۔ یہ خدا کا گھر ہے۔

برسید این خانۂ کیست پس
اس نے پوچھا آخر یہ کس کا گھر ہے

بگفتا خموش این چہ لفظ خطاست
اس نے کہا چپ رہ یہ کیا غلط بات ہے

نگہ کرد قندیل و محراب دید
اس نے نگاہ کی قندیل اور محراب کو دیکھا

کہ حیف است ازینجا فراتر شدن
کہ اس جگہ سے آگے بڑھنا ظلم ہے

نرفتم بنومیدی از ہیچ کوئے
میں کسی کوچہ سے ناامید ہو کر واپس نہیں ہوا

ہم آنجا کنم دست خواہش دراز
وہاں بھی بھیک کا ہاتھ پھیلاؤں گا

شنیدم کہ سالے مجاور نشست
میں نے سنا ہے کہ ایک سال مجاور بنا بیٹھا رہا

شبے پائے عمرش فرو شد بگل
ایک رات اس کی عمر کا پیر مٹی میں دھنس گیا

سحر برد شخصے چراغش بسر
صبح کو ایک شخص اس کے سر کے پاس چراغ لے گیا

ہمیگفت غلغل کناں از فرح
خوشی میں گنگناتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا

طلبگار باید صبور و حمول
طلبگار کو صابر اور بردبار ہونا چاہیئے

چہ زرہا بخاک سیہ در کنند
کس قدر روپیہ سیاہ خاک میں ملاتا ہے

زر از بہر چیزے خریدن نکوست
سونا کوئی چیز خریدنے کے لیے بہتر ہے

گر از دلبرے دل بہ تنگ آیدت
اگر کسی معشوق سے تیرا دل تنگ ہو جائے

مبر تلخ عیشی ز روئے ترش
بدمزاج کی وجہ سے کڑوی زندگی نہ گذار

ولے گر بخوبی ندارد نظیر
لیکن اگر وہ حسن میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے

کہ بخشایشش نیست بر حال کس
کہ اس کی کسی کے حال پر عنایت نہیں ہے

خداوند خانہ خداوند ماست
گھر کا مالک ہمارا خدا ہے

بسوز از جگر نعرۂ بر کشید
جگر سوزی سے ایک نعرہ مارا

دریغ است محروم ازین در شدن
اس در سے محروم ہونا افسوسناک ہے

چرا از در حق روم زرد روئے
اللہ کے دروازے سے شرمندہ ہو کر کیسے جاؤں

کہ دانم نگردم تہیدست باز
اس لیے کہ میں جانتا ہوں ہاتھ خالی واپس نہ ہوں گا

چو فریاد خواہاں بر آورد دست
فریادیوں کی طرح ہاتھ اٹھائے رہا

طپیدن گرفت از ضعیفیش دل
کمزوری کی وجہ سے اس کے دل نے تڑپنا شروع کر دیا

رمق دید ازو چوں چراغ سحر
اس میں اس قدر رمق دیکھی جیسے صبح کا چراغ

ومن دق باب الکریم انفتح
جس نے بھی سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے وہ کھلا ہے

کہ نشنیدہ ام کیمیاگر ملول
اس لیے کہ میں نے کسی کیمیاگر کو ملول ہوتے نہیں سنا

کہ باشد کہ روزے مسے زر کند
کہ ہو سکتا ہے کسی دن تانبے کو سونا کر دے

نخواہی خریدن بہ از ناز دوست
دوست کے ناز سے زیادہ بہتر تو کوئی چیز نہ خرید سکے گا

دگر غمگسارے بچنگ آیدت
تو کوئی دوسرا غمگسار تیرے ہاتھ آ جائے گا

بآبے دگر آتشش باز کش
اس کی آگ کو دوسرے پانی سے بجھا دے

باندک دل آزار ترکش مگیر
تو تھوڑی سی دل آزاری کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑ

۱۔ خدا کے دربار سے محروم رہنا کسی طرح مناسب نہیں لہذا یہیں پڑاؤ ڈالوں گا۔

۲۔ جب دنیا کا طالب ہوس میں کبھی مایوس نہیں ہوتا تو خدا کے طالب کے لیے مایوسی حرام ہے۔

۱۰

۳۔ سونے چاندی کا مقصد اشیاء حاصل کرنا ہے تو خدا کی ذات سے بہتر اور کیا شے ہو سکتی ہے۔

توان از کسے دل بپرداختن — کہ دانی کہ بے او توان ساختن
اس شخص سے دل ہٹایا جا سکتا ہے — جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اس کے بدون گزارا ہو سکتا ہے

حکایت در معنیٰ آنکہ طالب صادق بجفا برنگردد

قصہ اس بیان میں کہ سچا عاشق ظلم برداشت کرنے سے نہیں ہٹتا

شبے تا سحر صالحے زندہ داشت — سحر دستہائے دعا بر فراشت
ایک بزرگ نے تمام رات شب بیداری کی — صبح کو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے

یکے ہاتف انداخت در گوشِ پیر — کہ بے حاصلی رو سرِ خویش گیر
بوڑھے کے کان میں ہاتف نے کہا — کہ تو بے مراد ہے جا اپنا راستہ پکڑ

بریں در دعائے تو مقبول نیست — بخواری برو یا بزاری بایست
اس دروازے پر تیری دعا مقبول نہیں ہے — ذلت سے نکل جا یا کھڑا رو تا رہ

شبے دیگر از ذکر و طاعت نخفت — مریدے ز حالش خبر داشت گفت
دوسری رات کو ذکر اور عبادت کی وجہ سے نہ سویا — ایک مرید کو اس کے حال کا علم تھا اس نے کہا

چو دیدی کزاں روئے بستست در — بہ بے حاصلی سعی چندیں مبر
جب تجھے معلوم ہے کہ اس جانب سے تیرا دروازہ بند ہے — بے کار اتنی کوشش نہ کر

بدیباجہ بر اشکِ یاقوت فام[1] — بحسرت ببارید و گفت اے غلام
چہرہ پر یاقوت جیسے آنسو — حسرت سے اس نے بہائے اور کہا اے لڑکے!

مپندار اگر روئے عناں بر شکست — کہ من باز دارم ز فتراک دست
یہ نہ خیال کر کہ اگر اس نے باگ موڑ لی ہے — تو میں شکار خانہ سے ہاتھ اٹھا لوں گا

بنومیدی آنگہ بگردیدمے — ازیں رہ کہ راہِ دگر دیدمے
ناامیدی سے میں اس وقت اس راستہ سے واپس ہوتا — جب کہ میں دوسرا راستہ دیکھتا

چو خواہندہ محروم گشت از درے — چہ غم گر شناسد درِ دیگرے
جب بھکاری کسی دروازے سے محروم ہو — اگر وہ دوسرے راستہ سے واقف ہے تو اس کو کیا غم ہے

شنیدم کہ راہم دریں کوئے نیست — ولے ہیچ راہے دگر روئے نیست
میں نے سن لیا ہے کہ اس کوچہ میں میرے لیے راستہ نہیں ہے — لیکن دوسری جانب بھی تو کوئی راستہ نہیں ہے

دریں بود سر بر زمینِ فدے — کہ گفتند در گوشِ جانش ندے
وہ اس حالت میں تھا کہ فدا کاری کی زمین پر سر تھا — کہ اس کے دل کے کان میں انھوں نے آواز دی

قبولست گرچہ ہنر نیستش — کہ جز ما پناہے دگر نیستش
اگرچہ اس کو لیاقت نہیں ہے لیکن قبول ہے — کیونکہ اس کے لیے ہمارے سوا کوئی پناہ نہیں ہے

حکایت

یکے در نشاپور[2] دانی چہ گفت — چو فرزندش از فرضِ خفتن بخفت
تجھے معلوم ہے کہ نیشاپور میں ایک شخص نے کیا کہا — جب اس کا لڑکا عشاء کی نماز بغیر پڑھے سو گیا

[1] یعنی وہ خونی آنسوؤں سے رویا
[2] نیشاپور خراسان کا ایک مشہور شہر ہے۔

توقع مدار اے پسر گر کسی
اے لڑکے اگر تو انسان ہے تو یہ توقع نہ رکھ

کہ بے سعی ہرگز بجائے رسی
کہ بدوں کوشش کے کسی مقام پر تو پہنچ جائے گا

سمیلان جو برنگیرد قدم
جو کا سمیلان قائم نہیں رہتا ہے

وجودیست بے منفعت چوں عدم
عدم کی طرح کا بے منفعت وجود ہے

طمع دار سود و بترس از زیاں
فائدے کی امید رکھ اور نقصان سے ڈر

کہ بے بہرہ باشند فارغ زیاں
اسلئے کہ نقصان سے اندیشہ نہ رکھنے والے بے نصیب ہیں

حکایت در صبر بر جفائے آنکہ از وصبر نتواں کرد

اس شخص کے ظلم پر صبر کرنے کا قصہ جس کے بغیر صبر نہیں آسکتا

شکایت کند نو عروس جواں
ایک نوجوان کی دلھن شکایت کرتی ہے

بہ پیرے ز داماد نامہرباں
بوڑھے سے ظالم داماد کی

کہ مپسند چندیں کہ با ایں پسر
کہ یہ بات گوارا نہ کر کیونکہ اس لڑکے کے ساتھ

بتلخی رود روزگارم بسر
اتنی کڑواہٹ سے میری زندگی گذرے

کسانیکہ بامن دریں منزلند
وہ عورتیں جو میرے ساتھ اس مقام پر ہیں

نہ بینم کہ چوں من پریشاں دلند
میں نہیں دیکھتی کہ وہ میری طرح پریشان دل ہیں

زن و مرد باہم چناں دوستند
بیوی اور شوہر آپس میں ایسے دوست ہیں

کہ گوئی دو مغز و یکے پوستند
کہ گویا دو گری اور ایک چھلکا ہیں

ندیدم دریں مدت از شوئے من
میں نے اس عرصہ میں اپنے شوہر سے یہ نہیں دیکھا

کہ بارے بخندید در روئے من
کہ وہ ایک مرتبہ بھی مجھے دیکھ کر مسکرایا ہو

شنید ایں سخن پیر فرخندہ فال
مبارک نصیب بوڑھے نے یہ بات سنی

سخنداں بود مرد دیرینہ سال
زیادہ عمر کا آدمی بات سمجھنے والا ہوتا ہے

جوابے چہ پیرانہ اش گفت خوش
کیا اچھے پیرایہ میں اس کو جواب دیا

کہ گر خوب رویست بارش بکش
کہ اگر وہ حسین ہے اس کا بوجھ برداشت کر

دریغست روی از کسے تافتن
ایسے شخص سے منہ موڑنا افسوسناک ہے

کہ دیگر نشاید چنو یافتن
جس کا مثل دوسرا نہ پایا جاسکے

چرا سرکشی زانکہ گر سر کشد
تو کیوں سرکشی کرتی ہے اس سے کہ اگر وہ سرکشی کرے

بحرف وجودت قلم درکشد
تو تیرے وجود کے حرف پر قلم پھیر دے گا

رضا دہ بفرمان حق بندہ وار
اللہ کے حکم پر بندوں کی طرح راضی رہ

کہ چوں او نہ بینی خداوندگار
اس لئے کہ اس جیسا آقا تو نہ دیکھ سکے گی

حکایت

یکم روز بر بندۂ دل بسوخت
ایک دن ایک غلام پر میرا دل جل گیا

کہ میگفت و فرماندہش میفروخت
جو کہہ رہا تھا اور اس کا آقا اس کو بیچ رہا تھا

ا۔ سمیلان ایک قسم کی گھاس ہے جو کھیتی کٹنے کے بعد خود بخود اگ آتی ہے لیکن وہ بالکل بے کار چیز ہے۔ محنت کی کاشت پھل دیتی ہے۔

۲۔ بے فکر انسان کبھی کوئی ترقی نہیں کرسکتا ہے

۳۔ یعنی نوجوان دلہن نے اپنے باپ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔

۴۔ یعنی شوہروں والی اور عورتیں میری طرح پریشان نہیں ہیں۔

۵۔ یعنی تیری زندگی ختم ہوجائیگی ہو، ناقا

ترا بندہ از من بہ افتد بسے | مرا چوں تو دیگر نیفتد کسے
تجھے مجھ سے بہتر بہت غلام مل جائیں گے | مجھے تجھ جیسا دوسرا نہ ملے گا

حکایت در معنیٰ اختیار درد بر درماں از قبل دوست

دوست کی جانب سے درد کو علاج پر ترجیح دینے کے بیان میں قصہ

طبیبے پری چہرہ در مرو بود | کہ در باغ دل قامتش سرو بود
مرو میں ایک طبیب تھا جس کا چہرہ پری جیسا تھا | کہ دل کے باغ میں جس کا قد سرو جیسا تھا

نہ از درد دلہائے ریشش خبر | نہ از چشم بیمار خویشش خبر
نہ اس کو زخمی دلوں کے درد کا علم تھا | نہ اپنی بیمار آنکھوں کی اس کو خبر تھی

حکایت کند دردمندے غریب | کہ خوش بود چندے سرم با طبیب
ایک پردیسی بیمار بیان کرتا ہے | کہ طبیب سے کچھ دن مجھے عشق رہا

نمی خواستم تندرستئ خویش | کہ دیگر نیاید طبیبم بہ پیش[1]
میں اپنا اچھا ہونا نہ چاہتا تھا | اس لئے کہ پھر طبیب میرے پاس نہ آئیگا

بسا عقل زور آور چیرہ دست | کہ سودائے عشقش کند زیر دست
بہت سی تیز، ہوشیار عقلیں ہیں | جن کو عشق کا جنون مغلوب کر لیتا ہے

چو سودا خرد را بمالید گوش | نیارد دگر سر بر آورد ہوش
جب عشق عقل کے کان کھینچتا ہے | تو پھر ہوش سر نہیں ابھارتا

حکایت در معنیٰ استیلائے عشق بر عقل

عشق کے عقل پر غلبہ کے بیان میں

یکے پنجۂ آہنیں راست کرد | کہ با شیر زور آوری خواست کرد
ایک شخص نے آہنی پنجے کو ٹھیک کیا | کیونکہ اس نے شیر کے ساتھ زور آزمائی ٹھانی

چو شیرش بسر پنجہ در خود کشید | دگر زور در پنجۂ خود ندید
جب اس کو شیر نے پنجہ سے اپنی طرف کھینچا | پھر اس نے اپنے پنجے میں زور نہ دیکھا

یکے گفتنش آخر چہ خسپی چو زن | بہ سر پنجۂ آہنینش بزن
ایک شخص نے اس سے کہا عورت کی طرح کیا سوتا ہے | اس کو آہنی پنجے سے مار

شنیدم کہ مسکیں در آں زیر گفت | نشاید بدیں پنجہ با شیر گفت
میں نے سنا ہے کہ بیچارہ نیچے پڑا ہوا کہہ رہا تھا | اس پنجے سے شیر کے ساتھ مار پیٹ نہیں ہو سکتی

چو بر عقل دانا شود عشق چیر[2] | ہماں پنجۂ آہنین است و شیر
جب عقلمند کی عقل پر عشق غالب آجاتا ہے | وہی آہنی پنجے اور شیر کا قصہ ہے

چو در پنجۂ شیر مرد او زنی | چہ سودت کند پنجۂ آہنی
جب تو مرد افگن شیر کے پنجے میں ہے | تو تجھے آہنی پنجہ کیا فائدہ دیگا

چو عشق آمد از عقل دیگر مگوے | کہ در دستِ چوگاں اسیر است گوے
جب عشق ہو جائے پھر عقل کی بات نہ کر | اس لئے کہ گیند تو بلے کے ہاتھ میں قیدی ہے

[1] یعنی اگر میں اچھا ہوگیا تو طبیب کی آمد و رفت بند ہو جائیگی۔

[2] یعنی عشق اور عقل کی مثال آہنی پنجے اور شیر کی سی ہے عشق کے مقابلہ میں عقل کی کچھ نہیں چلتی ہے

حکایت در معنیٔ عزّت محبوب در نظرِ محب

قصہ عاشق کی نظروں میں معشوق کی عزت کے بیان میں

میانِ دو عم زادہ وصلت فتاد
دو چچازادوں میں شادی ہو گئی
دو خورشید سیمائے مہتر نژاد
دونوں آفتاب جیسے چہرے والے شریف النسل تھے

یکے را بغایت خوش افتادہ بود
ایک[2] کو انتہا درجہ کا عشق تھا
دگر نافر و سرکش افتادہ بود
دوسرا[3] متنفر اور سرکش واقع ہوا تھا

یکے لطف و خلقِ پری وار داشت
ایک[4] محبت اور پری جیسے اخلاق رکھتا تھا
یکے روی در روی دیوار داشت
دوسرا چہرہ دیوار کی طرف رکھتا تھا

یکے خویشتن را بیاراستے
ایک[5] اپنے آپ کو سنوارتا بناتا
دگر مرگِ خویش از خدا خواستے
دوسرا[6] خدا سے اپنی موت کا خواہشمند تھا

پسر را نشاندند پیرانِ دہ
گاؤں کے بوڑھوں نے لڑکے کو بٹھایا
کہ مہرت بر و نیست مہرش بدہ
کہ جب تجھے اس سے محبت نہیں ہے تو اس کا مہر ادا کر دے

بخندید و گفتا بصد گوسفند
وہ ہنسا اور بولا[7] سو بکریوں کے بدلے
تغابن نباشد رہائی ز بند
قید سے چھٹکارا لینے کی بات نہیں ہے

بناخن پری چہرہ میکند پوست
پری[8] جیسے چہرہ والی ناخن سے کھال نوچتی تھی۔
کہ ہرگز بدین کے شکیبم ز دوست
کہ میں کبھی بھی دوست کو چھوڑ کر اس پر صبر نہیں کر سکوں گی

[9] وکند ترکِ مہر و وفا و وصول
وہ محبت اور وفاداری اور وصال کو ترک کرتا ہے
مرا زاں چہ گر رد کند یا قبول
مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں وہ انکار کرے یا قبول

بیا ہم چنیں زندگانی کنم
آ اسی طرح پر زندگی بسر کروں گی
جفا بینم و مہربانی کنم
ظلم سہوں گی اور مہربانی کرتی رہوں گی

نہ صد گوسفندم کہ سی صد ہزار
سو نہیں بلکہ تیس ہزار بکریاں بھی
نباید بنادیدنِ روئے یار
دوست کا چہرہ نہ دیکھنے کے بدلے میں نہیں چاہیں

ترا ہر چہ مشغول دارد ز دوست
دوست سے تجھے جو چیز بھی بے نیاز بنائے
گر انصاف پرسی دلآرامت اوست
اگر تو انصاف سے پوچھتا ہے تیرا معشوق تو وہ ہے

یکے پیش شوریدہ حالے نشست
ایک شخص نے خدا کے طالب کو لکھا
کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
کہ تو دوزخ کی تمنا کرتا ہے یا بہشت کی

بگفتا مپرس از من ایں ماجرا
اس نے کہا مجھ سے یہ قصہ نہ پوچھ
پسندیدم آنچہ او پسندد مرا
میں وہی پسند کرتا ہوں جو وہ میرے لیے پسند کرتا ہے

حکایت مجنون و صدق محبت او با لیلیٰ

مجنوں اور لیلیٰ کے ساتھ اس کی سچی محبت کا قصہ

بمجنوں کسے گفت کاے نیک پے
مجنوں سے کسی نے کہا اے نیک قدم
چہ بودت کہ دیگر نیائی بحے
تجھے کیا ہو گیا کہ اب تو قبیلہ میں نہیں آتا

---

۱ یعنی لڑکا اور لڑکی آپس میں چچازاد بھائی بہن تھے۔
۲ یعنی لڑکی لڑکے پر فریفتہ تھی۔
۳ یعنی لڑکا لڑکی سے متنفر تھا۔
۴ یعنی لڑکی کو محبت تھی۔ شوہر شب کو سوتے میں اپنا رخ دیوار کی طرف کر لیتا تھا بیوی کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔
۵ یعنی لڑکی



۶ یعنی شوہر اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا تھا۔
۷ مہر سو بکریاں تھیں۔
۸ مہر کی ادائیگی کے ذکر پر بیوی نے منہ پیٹ لیا اور جدائی پر راضی نہ ہوئی
۹ یعنی وہ میرے ساتھ خواہ کچھ بھی سلوک کرے میں اس کی وفادار ہوں۔

مگر در سرت شور لیلیٰ نماند
شاید تیرے سر میں لیلیٰ کا سودا نہیں رہا

خیالت دگر گشت و میلے نماند
تیرا خیال بدل گیا ہے اور محبت نہیں رہی

چو بشنید بیچارہ بگریست زار
جب بیچارے نے سنا زار زار رونے لگا

کہ اے خواجہ دستم ز دامن بدار
کہ اے صاحب میرا[1] پیچھا چھوڑ

مرا خود دلِ دردمند است خیز
جا میرا دل تو خود ہی دردمند ہے

تو نیزم نمک بر جراحت مریز
تو میرے زخم پر نمک نہ چھڑک

نہ دوری دلیلِ صبوری بود
دور رہنا صبر کی دلیل نہیں ہوتی ہے

کہ بسیار دوری ضروری بود
کیونکہ بسا اوقات دوری ضروری ہوتی ہے

بگفت اے وفادار فرخندہ خوے
اس نے کہا اے مبارک عادت والے وفادار

پیامے کہ داری بلیلیٰ بگوے
لیلیٰ کے لیے جو تیرا پیغام ہے کہہ!

بگفتا مبر نامِ من پیش دوست
اس نے کہا دوست کے سامنے میرا نام بھی نہ لینا

کہ حیف است ذکرِ من آنجا کہ اوست
اس لیے کہ جہاں وہ ہے اس جگہ میرا ذکر بھی ظلم ہے

حکایت سلطان محمود و صدقِ محبتِ او و سیرتِ ایاز

سلطان محمود اور اس کی سچی محبت اور ایاز کی سیرت کا قصہ

یکے خردہ بر شاہ غزنیں گرفت
غزنیں[2] کے بادشاہ کی ایک شخص نے عیب جوئی کی

کہ حسنے ندارد ایاز اے شگفت
کہ ہائے تعجب ایاز کوئی حسن بھی نہیں رکھتا

گلے را کہ نے رنگ باشد نہ بوے
جس[3] پھول میں نہ رنگ ہو نہ خوشبو

غریب است سودائے بلبل بروے
اس سے بلبل کا عشق عجیب ہے

بمحمود گفت ایں حکایت کسے
کسی نے یہ قصہ سلطان محمود سے کہہ دیا

بہ پیچید از اندیشہ بر خود بسے
اس نے فکر سے اپنے اوپر بہت پیچ و تاب کھایا

کہ عشقِ من اے خواجہ بر خوے اوست
اے صاحب مجھے اس کی عادت سے عشق ہے

نہ بر قد و بالائے نیکوئے اوست
نہ کہ اس کے قد اور خوبصورت قامت سے

شنیدم کہ در تنگنائے شتر
میں نے سنا ہے کہ اونٹ ایک تنگ جگہ میں

بیفتاد و بشکست صندوقِ دُر
گر پڑا اور موتیوں کا صندوق ٹوٹ گیا

بیغما ملک آستیں بر فشاند
بادشاہ نے لوٹ لینے کی اجازت دیدی

وز آنجا بتعجیل مرکب براند
اور وہاں سے جلدی سے سواری ہنکا دی

سواراں پے دُرّ و مرجاں شدند
سوار موتی اور مونگے کے درپے ہو گئے

ز سلطاں بیغما پریشاں شدند
لوٹ مار میں بادشاہ سے جدا ہو گئے

نماند از وشاقانِ گردن فراز
بلند مرتبہ والے نوکروں میں سے نہ رہا

کسے در قفائے ملک جز ایاز
کوئی بھی بادشاہ کے پیچھے ایاز کے سوا

نگہ کرد کائے دلبرِ پیچ پیچ
اس نے دیکھا کہ اے خم دار زلف میں دل پھنسانے والے

زیغما چہ آوردہ گفت ہیچ
لوٹ میں سے کیا لایا اس نے کہا کچھ بھی نہیں

---

[1] ایک مقام پر پہنچکر عاشق اپنے آپکو گم کر دیتا ہے. معشوق کے سامنے اس کا ذکر دوئی کی دلیل ہے۔

[2] کابل کے علاقہ میں غزنی ایک شہر کا نام ہے سلطان محمود وہاں کا بادشاہ تھا جو ایاز کے اخلاق پر عاشق تھا۔

[3] بے رنگ و بو کے پھول پر بلبل عاشق نہیں ہوتی محمود بدصورت ایاز پر کیوں عاشق ہے

[4] یعنی بڑے بڑے عہدہ دار بادشاہ سے غافل ہو کر لوٹ میں لگ گئے۔

۱۰

من اندر قفائے تو می تاختم
میں تو آپ کے پیچھے دوڑتا رہا

گرت قربتے ہست در بارگاہ
اگر دربار میں تجھے تقرب حاصل ہے

خلافِ طریقت بود کاولیا
طریقت کے خلاف ہوگا اگر اولیا

گر از دوست چشمت بر احسانِ اوست
اگر تیری نگاہیں دوست کے احسان پر لگی ہیں

ترا تا دہن باشد از حرص باز
جب تک حرص سے تیرا منہ کھلا ہے

حقیقت سرائیست آراستہ
حقیقت ایک آراستہ محفل ہے

نہ بینی کہ جائے کہ برخاست گرد
تو نے نہیں دیکھا کہ جہاں گرد اڑتی ہے

زخدمت بنعمت نپرداختم
خدمت گذاری کی وجہ سے میں نال میں نہ لگا

بخلعت مشو غافل از پادشاہ
شاہی پوشاک کی وجہ سے بادشاہ سے غافل نہ ہو

تمنا کنند از خدا جز خدا
خدا کے سوا خدا سے تمنا کریں گے

تو در بندِ خویشی نہ در بندِ دوست
تو اپنی فکر میں ہے دکہ دوست کی

نیاید بگوشِ دل از غیب راز
دل کے کان میں غیب سے راز نہیں آتا ہے

ہوا و ہوس گرد برخاستہ
خواہش اور ہوس اڑتی گرد ہے

نہ بیند نظر ور چہ بیناست مرد
نگاہ نہیں دیکھ سکتی خواہ انسان بینا ہی ہو

حکایت در معنی قدمِ درستِ مرداں

نیک مردوں کی راست روی کا قصہ

۱۰

قضا را من و پیرے از فاریاب
اتفاقاً میں اور فاریاب[۲] کا ایک بوڑھا

مرا یک درم بود و بر داشتند
میرے[۳] پاس ایک درہم تھا انھوں نے سوار کر لیا

سیاہاں براندند کشتی چو دود
ملاحوں نے کشتی کو دھوئیں کی طرح اڑا دیا

مرا گریہ آمد ز تیمارِ جفت
ساتھی کے غم پر مجھے رونا آگیا

مخور غم برائے من اے پر خرد
اے عقلمند مجھ پر غم نہ کر

بگستر د سجادہ بر روئے آب
پانی کی سطح پر اس نے مصلیٰ بچھایا

زمد ہوشیم دیدہ آں شب نخفت
مدہوشی میں میری اس رات آنکھ نہ لگی

عجب ماندی اے یارِ فرخندہ رای
اے مبارک خیال دوست تو تعجب میں پڑ گیا

رسیدیم در خاکِ مغرب بآب
دریا کے کنارے مغرب کی سرزمین میں پہونچے

بکشتی و درویش نگذاشتند
کشتی میں اور درویش کو نہ بیٹھنے دیا

کہ آں ناخدا ناخدا ترس بود
اس لئے کہ وہ کشتی والا خدا سے نہیں ڈرتا تھا

براں گریہ قہقہ بخندید و گفت
اس رونے پر وہ قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا

مرا آں کس آرد کہ کشتی برد
مجھے وہی ذات لائے گی جو کشتی لے جا رہی ہے

خیالست پنداشتم یا بخواب
میں سمجھا میرا وہم ہے یا خواب ہے

نگہ بامداداں بمن کرد و گفت
صبح کو اس نے مجھے دیکھا اور کہا

ترا کشتی آورد و مارا خدائے
تجھے کشتی لائی اور مجھے خدا

[۱] یعنی ہوا و ہوس کی گرد خدا کی ذات کو نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے
[۲] فاریاب ایک جگہ کا نام ہے۔
[۳] میرے پاس کرایہ تھا کشتی میں مجھے سوار کر لیا بوڑھا خالی ہاتھ تھا اس کو سوار نہ کیا۔
[۴] یعنی پانی پر مصلیٰ بچھانے کو میں حقیقت نہ سمجھا بلکہ محض خواب و خیال سمجھا

مر اہلِ صورت بدیں نگروند
تیری اس بات کا اہلِ ظاہر یقین نہ کریں گے
کہ ابدال در آب و آتش روند
کہ ابدال پانی اور آگ میں چلتے ہیں

نہ طفلے کز آتش ندارد خبر
کیا ایسا نہیں ہے کہ وہ بچہ جو آگ کو نہیں پہچانتا ہے
نگہدارد ش مادرِ مہرور
مہربان ماں اس کی نگہداشت کرتی ہے

پس آنانکہ در وجد مستغرق اند
تو وہ لوگ جو کہ حال میں مستغرق ہیں
چنیں داں کہ منظورِ عین الحق اند
یہ سمجھ کہ وہ اللہ کے منظورِ نظر ہیں

نگہ دارد از تابِ آتش خلیل
آگ کی گرمی سے ابراہیم خلیل اللہ کی نگہداشت کرتا ہے
چو تابوتِ موسیٰ ز غرقابِ نیل
جیسا کہ حضرت موسیٰ کے صندوق کو نیل میں ڈوبنے سے

چو کودک بدستِ شناور برست
جب بچہ تیراک کے ہاتھ میں ہے
نترسد و گر دجلہ پہناور ست
تو وہ نہیں ڈرتا اگرچہ دجلہ چوڑے پاٹ دار ہے

تو بر روئے دریا قدم چوں زنی
تو دریا کی سطح پر کیسے قدم دھر سکتا ہے
چو مرداں کہ بر خشک تر دامنی
ابدال کی طرح جب کہ تو زمین پر فاسق ہے

گفتار اندر معنیٰ فنائے موجودات با کبریائے باری عزّ اسمہ

خدا کی کبریائی کے مقابلہ میں موجودات کے فنا کا قصّہ

رہِ عقل جز پیچ بر پیچ نیست
عقل کا راستہ پیچ در پیچ ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے
بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
عارفوں کے نزدیک خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے

تواں گفتن ایں با حقائق شناس
حقیقت شناسوں سے یہ بات کہی جا سکتی ہے
و لے خردہ گیرند اہلِ قیاس
ہاں عقل والے اس پر عیب لگائیں گے

کہ پس آسمان و زمیں چیستند
کہ پھر آسمان اور زمین کیا ہیں
بنی آدم و دام و دد کیستند
انسان اور چرند پرند درندے کیا ہیں

پسندیدہ پرسیدی اے ہوشمند
اے ہوشمند تو نے اچھی بات پوچھی
بگویم گر آید جوابت پسند
میں تجھے جواب دیتا ہوں اگر پسند آ جائے

ق

کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک
کہ جنگل اور دریا اور پہاڑ اور آسمان
پری و آدمی زاد و دیو و ملک
پری اور انسان اور دیو اور فرشتے

ہمہ ہر چہ ہستند ازاں کمترند
جو کچھ بھی ہیں اس سے کمتر ہیں
کہ با ہستیش نام ہستی برند
کہ اس کے وجود کے سامنے وجود دکھلائیں

عظیم ست پیشِ تو دریا بموج
تیرے نزدیک موج کی وجہ سے دریا بڑی چیز ہے
بلند است گردونِ گرداں باوج
بلندی کی وجہ سے گھومنے والا آسمان بلند ہے

و لے اہلِ صورت کجا پے برند
لیکن اہلِ ظاہر کہاں پتہ پا سکتے ہیں
کہ اربابِ معنیٰ بملکے درند
کہ اہلِ باطن ایک ایسے ملک میں ہیں

کہ گر آفتاب ست یک ذرہ نیست
کہ اگر آفتاب ہے تو ایک ذرہ نہیں ہے
و گر ہفت دریاست یک قطرہ نیست
اگر سات دریا ہیں تو ایک قطرہ نہیں ہیں

۱؎ سعدی کہتے ہیں میں نے جو اس بزرگ کی کرامات بتائی ہیں اس پر اہلِ ظاہر کو یقین نہ آئے گا۔

۲؎ ابدال اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہوتا ہے

۳؎ چونکہ اولیاء اللہ حال میں ڈوبے رہتے ہیں اور خودی سے بالکل غافل ہوتے ہیں لہٰذا خدا ان کے وجود کی خود نگرانی فرماتا ہے۔

۴؎ کہ وہ انسان خشکی پر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے سمندر میں خدا اس کی [illegible] کیا حفاظت کرے گا۔

۵؎ یعنی خواہ تیری عقل میں نہ آئے لیکن عارف باللہ جانتے ہیں کہ اصل وجود وجودِ باری ہے۔

۶؎ یعنی جس قدر بھی مخلوق خدا ہے۔

۷؎ اہلِ ظاہر چونکہ مشاہدہ حق سے محروم ہیں لہٰذا ان کی نگاہ میں کائنات کی عظمت ہے لیکن جو ہر وقت ذات و صفات کا مشاہدہ کرتے ہیں یہ کل کائنات ان کی نگاہ میں ہیچ ہے

چو سلطان عزت علم برکشد　　جہاں سر بجیب عدم درکشد
عزت کا بادشاہ جب جھنڈا بلند کر دیتا ہے　　تو دنیا عدم کے گریبان میں سر ڈال دیتی ہے

حکایت دہقاں در لشکر سلطاں
دیہاتی کا شاہی لشکر میں آنے کا قصہ

رئیس دہے با پسر در رہے　　گذشتند بر قلب شاہنشہے
گاؤں کا چودھری مع اپنے لڑکے کے ایک راستے میں　　ایک بادشاہ کے لشکر پر سے گذرے

پسر چاؤشاں دید و تیغ و تبر　　قباہائے اطلس کمرہائے زر
لڑکے نے نقیب اور تلوار اور تبر دیکھے　　اطلس کی قبائیں پہنے زریں پیٹیاں لگائے

یلان کماں دار نخچیر زن　　غلامان ترکش کش تیر زن
تیر کمان والے شکاری پہلوان دیکھے　　ترکش اٹھانے والے، تیر انداز غلام دیکھے

یکے در برش پرنیانی قباہ　　یکے بر سرش خسروانی کلاہ
کسی کے بدن پر پرنیاں کی قبا　　کسی کے سر پر شاہی ٹوپی

پسر کاں ہمہ شوکت و پایہ دید　　پدر را بغایت فرومایہ دید
جس لڑکے نے یہ تمام شوکت اور دبدبہ دیکھا　　باپ کو انتہائی کم درجہ دیکھا

کہ حالش بگردید و رنگش بریخت　　ز ہیبت بہ بیغولہ در گریخت
کہ اس کی حالت بگڑ گئی اور اس کا رنگ اڑ گیا　　خوف سے ایک طرف کو بھاگا

پسر گفتش آخر بزرگ دہی　　بسرداری از سر بزرگاں مہی
لڑکے نے اس سے کہا آخر تو گاؤں کا سردار ہے　　سرداری میں بڑے سرداروں سے بڑا ہے

چہ بودت کہ بریدی از جاں امید　　بلرزیدی از پادشاہے چو بید
تجھے کیا ہوا کہ جان سے ناامید ہو گیا　　بادشاہ سے بید کی طرح لرزنے لگا

بلے گفت سالار و فرماں دہم　　ولے عزتم ہست تا در دہم
اس نے کہا ہاں میں سردار اور حاکم ہوں　　لیکن میری اسی وقت تک عزت ہے جب تک گاؤں میں ہوں

بزرگاں ازاں دہشت آلودہ اند　　کہ در بارگاہ ملک بودہ اند
بڑے لوگ اسی وجہ سے دہشت زدہ ہو جاتے ہیں　　کیونکہ وہ بادشاہ کے دربار میں رہ چکے ہیں

تو اے بے خبر ہمچناں در دہی　　کہ بر خویشتن منصبے می نہی
اے بے خبر تو تو گاؤں ہی میں ہے　　کہ اپنے لیے کوئی مرتبہ سمجھ رہا ہے

نگفتند حرفے زباں آوراں　　کہ سعدی نگوید مثالے براں
شاعروں نے کوئی بات نہیں کہی　　کہ سعدی نے اس پر کوئی مثال نہ کہدی ہو

حکایت کرم شب تاب
جگنو کا قصہ

مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ　　بتابد بشب کرمکے چوں چراغ
شاید تونے باغ اور سبزہ زار میں دیکھا ہوگا　　رات میں ایک کیڑا چراغ کی طرح چمکتا ہے

۱؎ یعنی جب وجود حقیقی ظہور اختیار کرلے تو ممکنات بے حقیقت ہیں۔

۲؎ یعنی کوئی نقیب پرنیاں کی قبا پہنے تھا، کوئی نقیب شاہی ٹوپی اوڑھے تھا۔

۳؎ یعنی لڑکے نے شاہی لشکر کی یہ شان و شوکت دیکھی ادھر دیکھا کہ باوا رعب کی وجہ سے زبوں حال ہے۔

۴؎ یعنی ہر بڑے کے سامنے چھوٹا بے حقیقت ہے تو جن لوگوں کو مشاہدۂ حق ہے ان کی نگاہ میں ممکنات لاشیٔ محض ہیں۔

یکے گفتش اے مرغک شب فروز
کسی نے اس سے کہا اے رات کو روشن کرنے والے کیڑے
چہ بودت کہ بیروں نیائی بروز
تجھے کیا ہوا ہے کہ دن میں نہیں نکلتا ہے

ببیں کاتشیں کرمک خاک زاد
دیکھ خاک سے پیدا شدہ آگ جیسے کیڑے نے
جواب از سر روشنائی چہ داد
روشن دلی سے کیا جواب دیا

کہ من روز و شب جز بصحرا نیم
کہ میں تو دن رات جنگل ہی میں ہوں
ولے پیش خورشید پیدا نیم
لیکن آفتاب کے ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا ہوں

حکایت دانشمند با اتابک سعد بن زنگی غفر اللہ لہ
ایک عقلمند کا اتابک بن زنگی کے ساتھ قصہ

ثنا گفت بر سعد زنگی کسے
کسی شخص نے سعد بن زنگی کی تعریف کی
کہ بر تربتش باد رحمت بسے
خدا کرے اس کی قبر پر بہت رحمت نازل ہو

درم داد و تشریف و بنواختش
اس کو مال اور پوشاک دی اور اس کو نوازا
بمقدار خود منزلت ساختش
اپنی حیثیت کے اعتبار سے اس کی منزلت کی

چو اللہ و بس دید بر نقش زر
جب[2] اس نے زری کی کڑھائی میں اللہ و بس دیکھا
بشورید و برکند خلعت ز بر
دیوانہ ہوگیا اور بدن سے پوشاک اتار ڈالی

ز سوزش چناں شعلہ در جاں گرفت
دیوانگی سے اس کے بدن میں ایسی آگ لگی
کہ بر جست و راہ بیاباں گرفت
کہ اچھلا اور جنگل کا راستہ لیا

یکے گفتش از ہمنشینان دشت
جنگل کے ساتھیوں میں سے ایک نے اس سے کہا
چہ دیدی کہ حالت دگرگونہ گشت
تو نے کیا دیکھا کہ حالت دگرگوں ہو گئی

تو اول زمیں بوسہ دادی سہ جائے
تو[3] نے شروع میں زمین کو تین جگہ بوسہ دیا
نبا بستی آخر زدن پشت پائے
آخر میں لات مارنا مناسب نہ تھا

بخندید کاول ز بیم و امید
وہ ہنسا کہ شروع میں تو خوف اور امید سے
ہمی لرزہ بر تن فتادم چو بید
میرے بدن پر بید کی طرح لرزہ پڑا

باخر ز تمکین اللہ و بس
آخر میں اللہ و بس[4] کے دبدبے سے
نہ چیزم بچشم اندر آید نہ کس
میری نگاہ میں نہ کوئی چیز آئی نہ کوئی انسان

حکایت مرد حق شناس
حق کو پہچاننے والے کا قصہ

بشہرے دراز شام غوغا فتاد
شام کے علاقے کے ایک شہر میں شور رہا ہوا
گرفتند پیرے مبارک نہاد
لوگوں نے ایک مبارک طبیعت انسان کو گرفتار کرلیا

ہنوز آں حدیثم بگوش اندر است
وہ بات اب تک میرے کان میں گونج رہی ہے
چو قیدش نہادند بر پا و دست
جب اس کے ہاتھ اور پیر میں بیڑی پہنائی

ق

کہ گفت ار نہ سلطان اشارت کند
کہ اس نے کہا اگر بادشاہ اشارہ نہ کرے
کرا زہرہ باشد کہ غارت کند
کس کا پتہ ہے کہ لوٹے

---

[1] ہر بڑی حقیقت کے مقابلہ میں چھوٹی چیز کالعدم ہے اسی طرح وجود باری کے سامنے کائنات لاشی محض ہیں۔

[2] جو پوشاک دی تھی اس پر زری سے اللہ و بس یعنی صرف اللہ ہی کو کڑھا ہوا تھا۔

[3] یعنی جب دربار میں پہنچا تو مال و دولت کی خاطر بادشاہ کے دربار کی زمین کو تین بار بوسہ دیا آخر میں سب پر لات مار کر جنگل نکلا

[4] یعنی اس جرم میں جس کا شور رہا تھا۔

[5] یعنی حوادث سب خدا کی مشیت سے ہیں۔

بباید چنیں دشمنے دوست داشت
ایسے دشمن کو دوست سمجھنا چاہیے

کہ میدانمش دوست برمن گماشت
جس کے بارے میں مجھے معلوم ہو کہ دوست نے مسلط کیا ہے

اگر عز و جاہست وگر ذُلّ و قید
خواہ عزت اور مرتبہ ہو، خواہ ذلت اور قید ہو

من از حق شناسم نہ از عمر و زید
میں اللہ ہی کی جانب سے سمجھتا ہوں نہ کہ عمر اور زید کی جانب سے

ز علت مدارائے خردمند بیم
اے عقلمند بیماری سے نہ ڈر

چو داروئے تلخت فرستد حکیم
اگر طبیب تجھے کڑوی دوا بھیجے

بخور ہر چہ آید ز دستِ حبیب
جو دوست کے ہاتھ سے آئے وہ کھالے

نہ بیمار دانا تر است از طبیب
اس لیے کہ بیمار طبیب سے زیادہ عقلمند نہیں ہے

حکایت صاحب نظر پارسا

نیک عادت کا قصہ

یکے را چو من دل بدستِ کسے
میری طرح ایک شخص کا دل ایک کے ہاتھ

گرو بود میبرد خواری بسے
گروی تھا اور بہت ذلت برداشت کرتا تھا

پس از ہوشمندی و فرزانگی
ہوشمندی اور عقلمندی کے بعد

بدف بر زدندش ز دیوانگی
اس کی دیوانگی کے ڈھول پٹوا دیے

قفا خوردے از دستِ یارانِ خویش
اپنے دوستوں سے طمانچے کھاتا

چو مسمار پیشانی آوردہ پیش
کیل کی طرح آگے کو پیشانی ٹکائے ہوئے

خیالش چناں بر سر آشوب کرد
اس کا خیال اس کے سر پر اس طرح مسلط ہو گیا

کہ بامِ دماغش لکد کوب کرد
کہ اس کے دماغ کی اٹاری کو پائمال کر دیا

ز دشمن جفا بردے از بہر دوست
دوست کی خاطر دشمن کا ظلم سہنا

کہ تریاکِ اکبر بود زہر دوست
اس لیے کہ دوست کا زہر بڑا تریاق ہوتا ہے

نبودش ز تشنیع یاراں خبر
دوستوں کے طعن و تشنیع کی اس کو خبر نہ تھی

کہ غرقہ ندارد ز باراں خبر
اس لیے کہ ڈوبا ہوا بارش سے بے خبر ہوتا ہے

کرا پائے خاطر برآید بسنگ
جس کی طبیعت کا پاؤں پتھر پر پڑ جائے

نیندیشد از شیشۂ نام و ننگ
وہ نام و ننگ کے شیشے کی فکر نہیں کرتا ہے

شبے دیو خود را پری چہرہ ساخت
ایک دن شیطان نے اپنے آپکو پری چہرہ بنایا

در آغوشِ آں مرد بر وے بتاخت
اس مرد کی بغل میں اور اس پر ڈاکہ ڈالا

سحرگہ مجال نمازش نبود
صبح کو اس کو نماز کی گنجائش نہ رہی

ز یاراں کس آگہ ز رازش نبود
اس کے راز پر دوستوں میں سے کوئی آگاہ نہ تھا

بآبے فرو رفت نزدیکِ بام
صبح کے وقت وہ پانی میں اتر گیا

برو بستہ سرما درے از رخام
جس کا دروازہ موسم سرما نے سنگ مرمر سے بند کر دیا تھا

نصیحت گرے لومش آغاز کرد
ایک نصیحت کرنیوالے نے اس کو ملامت شروع کر دی

کہ خود را بکشتی دریں آب سرد
کہ تو نے اس ٹھنڈے پانی میں اپنے آپ کو مار ڈالا

ملہ یہ رضا بالقضا کا مقام ہے۔
۲ حضرت حق تعالےٰ آلام میں مبتلا کر کے نیک بندوں کی اصلاح فرماتے ہیں اور مصیبتوں کو گناہوں کا کفارہ بناتے ہیں
۳ پہلے اس کو سب عقلمند کہتے تھے عشق کے بعد اس کو دیوانہ مشہور کر دیا
۴ معشوق کے تصور نے اس کی سب بلند خیالیاں ختم کر دیں وہ ہر ذلت برداشت کرتا۔
۵ یعنی اس کو بدخوابی میں نہانے کی حاجت ہو گئی۔
۶ یعنی وہ پانی یخ بستہ تھا۔

زبرنائے منصف برآمد خروش
منصف نوجوان کو جوش آگیا
کہ زنہار ازیں حرف منکر خموش
کہ خبردار اس بری بات سے چپ رہ

مرا پنج روز ایں پسر دل فریفت
کچھ دنوں سے اس لڑکے پر میرا دل فریفتہ ہے
زمہرش چنانم کہ نتواں شکیفت
اس کی محبت میں ایسا ہوگیا کہ صبر نہیں کر سکتا

نپرسید بارے بخلق خوشم
اس نے ایک بار بھی خوش خلقی سے میری مزاج پرسی نہیں کی
نگہ تا چہ بارش بجاں می کشم
دیکھ اس کا کس قدر بار دل سے برداشت کر رہا ہوں

پس آنرا کہ شخصم زخاک آفرید
تو وہ ذات کہ جس نے مجھے خاک سے پیدا کیا
بقدرت درو جان پاک آفرید
قدرت سے اس نے اس میں پاک جان ڈالی

عجب داری ار بار امرش برم
اگر میں اس کے حکم کا بوجھ برداشت کرتا ہوں تو تجھے تعجب ہوتا ہے
کہ دائم باحسان و فضلش درم
جب کہ میں ہمیشہ اس کے فضل اور احسان میں ہوں

گفتار اندر سماع اہل دل و تقریر حق و باطل آں

اہل دل کے گانا سننے اور اس کے حق و باطل ہونے کی گفتگو

اگر مرد عشقی کم خویش گیر
اگر تو عشق کا مرد ہے تو اپنے آپکو گم کر دے
وگرنہ رہ عافیت پیش گیر
ورنہ آرام کا راستہ اختیار کر!

مترس از محبت کہ خاکت کند
محبت سے نہ ڈر کہ وہ تجھے خاک کر دے گی
کہ باقی شوی گر ہلاکت کند
بلکہ[2] تو باقی رہے گا اگر وہ تجھے ہلاک کر دیگی

نروید نبات از حبوب درست
صاف دانوں سے سبزہ نہیں اُگتا ہے
مگر خاک بر روے بگردد نخست
بلکہ ان پر پہلے خاک پھرتی ہے

ترا با حق آں آشنائی دہد
تجھے[3] حق سے وہی چیز متعارف کرائے گی
کہ از دست خویشت رہائی دہد
جو تیرے ہاتھ سے تجھے چھٹکارا دلائے گی

کہ تا باخودی در خودت راہ نیست
اس لیے کہ جب تک تو خودی میں ہے تجھے اپنے اندر کا راستہ نہ ملیگا
وزیں نکتہ جز بیخود آگاہ نیست
اور اس نکتہ سے سوائے بے خودوں کے کوئی واقف نہیں ہے

نہ مطرب کہ آواز پائے ستور
گوتیے کی آواز ہی نہیں بلکہ چوپائے کے پیر کی آواز
سماعست اگر عشق داری و شور
گانا ہے اگر تو عشق اور مستی رکھتا ہے

مگس پیش شوریدہ دل پر نزد
کسی[4] عاشق مزاج کے سامنے مکھی نے پر نہیں پھڑپھڑائے
کہ او چوں مگس دست بر سر نزد
کہ اس نے مکھی کی طرح دو ہتھڑ سر پر نہ مارا ہو

نہ بم داند آشفتہ ساماں نہ زیر
عاشق مزاج زیر[5] و بم نہیں جانتا
بآواز مرغے بنالد فقیر
بلکہ فقیر پرند کی آواز پر رو دیتا ہے

سراینده خود می نگردد خموش
گانے والا خود کسی وقت بھی خاموش نہیں ہے
ولیکن نہ ہر وقت باز است گوش
لیکن ہر وقت کان کھلے ہوئے نہیں ہیں

چو شوریدگاں مے پرستی کنند
جب عاشق مے پرستی کرنے لگتے ہیں
بر آواز دولاب مستی کنند
رہٹ کی آواز پر جھومنے لگتے ہیں

---

١ یعنی انسان جب عشق مجازی میں سب کچھ برداشت کرتا ہے تو عشق حقیقی میں اسس کو بدرجۂ اولیٰ برداشت کرنا چاہیے

٢ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق۔

٣ یعنی وہی کیفیت جو تیری خودی کو فنا کر گئی تجھے وصل بحق بنا دے گی۔

٤ یعنی صاحب دل کو مکھی کی بھنبھناہٹ پر بھی وجد آجاتا ہے۔

٥ زیر و بم دو پردوں کا نام ہے جن سے آواز ہلکی بھاری ہوتی ہے۔

برقص اندر آیند دولاب وار
رہٹ کی طرح رقص میں آجاتے ہیں

بہ تسلیم سر در گریباں برند
خدا کو سونپنے کے لیے گریبان میں سر ڈال دیتے ہیں

بگویم سماع اے برادر کہ چیست
بھائی بتا دوں کہ سماع کیا چیز ہے

گر از برجِ معنی بود طیرِ او
اگر اس کا طائرِ روح حقیقت کے برج کا ہے

وگر مرد لہوست و بازی و لاغ
اور اگر کھیل کود اور تفریح کا بندہ ہے

چہ مرد سماعست شہوت پرست
شہوت پرست کیا مرد سماع ہے؟

پریشاں شود گل بباد سحر
صبح کی نسیم سے پھول پریشان ہوتا ہے

جہاں پر سماعست و مستی و شور
سماع اور مستی اور شور سے جہان بھرا پڑا ہے

مکن عیب درویش حیران و مست
حیران اور مست درویش کی عیب جوئی نہ کر!

نہ بینی شتر بر حدائے عرب
تو نے نہیں دیکھا کہ اونٹ عرب کی حدی پر

شتر را چو شورِ طرب در سرست
جب مستی کا شور اونٹ کے سر میں بھی ہے

چو دولاب بر خود بگریند زار
رہٹ کی طرح اپنے اوپر زار زار رونے لگتے ہیں

چو طاقت نماند گریباں درند
جب طاقت نہیں رہتی تو گریبان پھاڑ ڈالتے ہیں

مگر مستمع را بدانم کہ کیست
مگر میں سننے والے کو جان لوں کہ وہ کون ہے

فرشتہ فرو ماند از سیرِ او
تو اس کی رفتار سے فرشتہ بھی عاجز ہے

قوی تر شود لہوش اندر دماغ
تو کھیل ہی اس کے دماغ میں اور قوی ہوگا

بآوازِ خوش خفتہ خیزد نہ مست
اچھی آواز سے سویا ہوا بیدار ہوتا ہے نہ کہ مدہوش

نہ ہیزم کہ نشگافدش جز تبر
نہ کہ سوختہ جس کو کلہاڑا ہی پھاڑے گا۔

ولیکن چہ بیند در آئینہ کور
لیکن اندھا آئینہ میں کیا دیکھ سکتا ہے؟

کہ غرقست ازاں می زند پا و دست
اس لیے کہ وہ تو ڈوبا ہوا ہے اسی وجہ سے ہاتھ پیر مارتا ہے

کہ چونش برقص اندر آرد طرب
اس کو مستی کس طرح رقص میں لے آتی ہے

اگر آدمی را نباشد خرست
اگر آدمی میں نہ ہو تو وہ گدھا ہے

حکایت

شکر لب جوانے نے آموختے
ایک شیریں لب نوجوان بانسری بجانا سیکھتا

پدر بارہا بانگ بر وے زدے
غصے سے باپ بارہا اس پر چیختا

شبے بر ادائے پسر گوش کرد
ایک رات لڑکے کی ادائیگی کو سنا

ہمی گفت و بر چہرہ افگندہ خوے
چہرے پر پسینہ لائے ہوئے یہ کہہ رہا تھا

کہ دلہا در آتش چو نے سوختے
شعلے جو نرکل کی طرح دلوں کو آگ میں جلاتا

بہ تندی و آتش دراں نے زدے
غصے سے اور اس بانسری کو آگ میں جلا دیتا

سماعش پریشان و مدہوش کرد
سماع نے اس کو پریشان اور مدہوش کر دیا

کہ آتش بمن زد دریں بار نے
کہ اس بار تو بانسری نے مجھ میں آگ لگا دی

۱؎ یعنی اگر اس کی روح طائرِ لاہوتی ہے۔
۲؎ کائنات کا ہر ذرہ سماع کی کیفیت پیدا کر سکتا ہے لیکن طبیعت میں صلاحیت شرط ہے۔
۳؎ چونکہ وہ بحرِ محبت میں غرق ہوتا ہے اس لیے وجد کی حالت میں ہاتھ پیر مارتا ہے۔



۴؎ حدی وہ اشعار کہلاتے ہیں جن کو سن لینے سے اونٹ مست ہو کر چلتا ہے۔
۵؎ اس کی آواز سے عشق کی آگ بھڑک اٹھتی تھی۔

ندانی که شوریده حالان مست
تجھے معلوم نہیں کہ شوریدہ حال مست

چرا بر فشانند در رقص دست
رقص میں ہاتھ کیوں پھینکتے ہیں

کشاید درے بر دل از واردات
واردات کا دل پر دروازہ کھل جاتا ہے

فشانند سر دست بر کائنات
کائنات سے اپنا ہاتھ جھاڑتا ہے

حلالش بود رقص بر یادِ دوست
دوست کی یاد پر اس کو رقص جائز ہے

که هر آستینیش جانے دروست
جس کی ہر آستین میں ایک حقیقت ہو

گرفتم که خود چابکی در شنا
میں نے مانا کہ تیرنے میں خود ہوشیار ہو

برہنه توانی زدن دست و پا
لیکن ننگا ہو کر ہی ہاتھ پیر مار سکتا ہے

بکن خرقهٔ نام و ناموس و زرق
نام اور عزت اور مکر کا لباس اتار پھینک

که عاجز بود مرد با جامه غرق
اس لیے جو کپڑوں میں ڈوبا ہو وہ عاجز ہوتا ہے

تعلق حجابست و بے حاصلی
تعلق ایک پردہ ہے اور تو بے نتیجہ ہے

چو پیوندها بگسلی واصلی
جب تو تعلق منقطع کرے گا واصل بحق ہو

حکایت

کسے گفت پروانه را کاے حقیر
کسی نے پروانے سے کہا اے حقیر

برو دوستے درخورِ خود بگیر
جا اپنے مناسب کوئی دوست بنا

رہے رو که بینی طریقِ رجا
ایسا راستہ چل جس میں تجھے امید کی راہ نظر آئے

تو و مہرِ شمع از کجا تا کجا
تو اور شمع کی محبت، کہاں وہ کہاں تو۔

سمندر نهٔ گردِ آتش مگرد
تو سمندر نہیں ہے آگ کے چکر نہ لگا

که مردانگی باید آنگه نبرد
اس لیے کہ بہادری چاہیے پھر لڑائی

ز خورشید پنہاں شود موشِ کور
چھچھوندر سورج سے چھپتی ہے

که جہلست با آہنیں پنجه زور
اس لیے کہ آہنی پنجہ سے زور کرنا نادانی ہے

کسے را که دانی که خصمِ تو اوست
جس کے بارے میں تجھے علم ہے کہ وہ تیرا دشمن ہو

نه از عقل باشد گرفتن بدوست
اس کو دوست بنانا عقل کی بات نہیں ہے

ترا کس نگوید نکو می کنی
تجھے کوئی یہ نہیں کہتا کہ تو اچھا کرتا ہے

که جاں در سرِ کارِ او می کنی
کہ اس کی خاطر جان قربان کرتا ہے

گدائے که از پادشه خواست دخت
جس فقیر نے بادشاہ سے لڑکی چاہی

قفا خورد و سودائے بیہوده پخت
اس نے طمانچہ کھایا اور بیہودہ خیال پکایا

کجا در حساب آورد چوں تو دوست
تجھ جیسے دوست کو وہ کس گنتی میں لائے گی

که روئے ملوک و سلاطیں دروست
جبکہ ملوک اور سلاطین کا رخ اس طرف ہے

مپندار کو در چناں مجلسے
یہ نہ سمجھ کہ وہ اس جیسی مجلس میں

مدارا کند با چو تو مفلسے
تجھ جیسے مفلس کی خاطر تواضع کرے گی

۱۔ جب عالم لاہوت کے راز منکشف ہونے لگتے ہیں تو کائنات سے دست فشانی کرتا ہے

۲۔ جو راز ہائے حقیقت سے واقف ہے اس کو رقص جائز ہوگا

۳۔ جب تک مجاز کو ختم نہ کر دیگا بحرِ حقیقت میں شناوری نہ کر سکے گا

۴۔ یعنی ماسوی اللہ سے تعلق۔

۵۔ سمندر آگ کے چوہے کو کہتے ہیں مشہور ہے کہ جب آگ مسلسل ایک ہزار سال تک روشن رہتی ہے تو اس میں ایک چوہا پیدا ہوتا ہے جس کی نشو و نما آگ ہی میں ہوتی ہے

۶۔ چونکہ اس کی آنکھیں آفتاب کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں لہذا وہ منہ چھپا لیتی ہے

۷۔ شمع تیری دشمن ہے تجھے جلا کر خاک کر دیتی ہے۔

۸۔ اگر کوئی فقیر شہزادی سے نکاح کا پیغام دیگا تو اس کی لامحالہ پٹائی ہوگی

۹۔ شمع خانۂ شاہی کی چیز ہے وہ تجھے کیا نگاہ میں لائے گی۔

وگر با ہمہ خلق نرمی کند — تو بے چارۂ بر تو گرمی کند
اگر وہ ساری دنیا کے ساتھ نرمی کرے گی — تو مفلس ہے تجھ پر گرمی کرے گی

نگہ کن کہ پروانۂ سوزناک — چہ گفت اے عجب گر بسوزم چہ باک
دیکھ! دردناک پروانے نے — کیا کہا ہائے تعجب اگر میں جلتا ہوں تو کیا پرواہ ہے

مرا چوں خلیل آتشے در دلست — کہ پنداری ایں شعلہ بر من گلست
خلیل اللہ کی طرح میرے دل میں ایک آگ ہے — گویا کہ یہ آگ میرے لیے پھول ہے

نہ دل دامنِ دلستاں میکشد — کہ مہرش گریبان جاں می کشد
میرا دل معشوق کا دامن نہیں کھینچتا ہے — بلکہ اس کی محبت جان کا گریبان کھینچتی ہے

نہ خود را بر آتش بخود میزنم — کہ زنجیر شوق است در گردنم
میں اپنے آپ کو خود آگ پر نہیں ڈالتا ہوں — بلکہ عشق کی زنجیر میری گردن میں ہے

مرا ہمچناں دور بودم کہ سوخت — نہ ایں دم کہ آتش بمن در فروخت
میں ابھی طرح دور تھا کہ اس نے مجھے پھونک دیا تھا — اس وقت نہیں جب اس نے مجھ میں آگ لگائی ہے

نہ آں میکند یار در شاہدی — کہ با او تواں گفتن از زاہدی
معشوقانہ انداز میں یار وہ کچھ نہیں کرتا — جو پاکدامنی کی وجہ سے اس سے بتایا بھی جا سکے

کہ عیبم کند بر تولائے دوست — کہ من راضیم کشتہ در پائے دوست
دوست کی دوستی میں مجھ پر کون عیب لگا سکتا ہے — جبکہ میں دوست کے قدموں پر مرنے کے لیے راضی ہوں

مرا بر تلف حرص دانی چراست — چو او ہست اگر من نباشم رواست
تجھے معلوم ہے کہ مجھے مرنے کی کیوں حرص ہے — جب وہ ہے اگر میں نہ ہوں تو جائز ہے

بسوزم کہ یار پسندیدہ اوست — کہ در وے سرایت کند سوز دوست
میں اس لیے جلتا ہوں کہ بہترین عاشق وہ ہے — جس میں دوست کا سوز سرایت کر جائے

مرا چند گوئی کہ در خورد خویش — حریفے بدست آر ہمدرد خویش
مجھے یہ کب تک کہے گا کہ اپنے مناسب — اپنا ہمدرد کوئی دوست بنا

بداں ماند اندرز شوریدہ حال — کہ گوئی بکژدم گزیدہ منال
پریشان حال کو نصیحت کرنا ایسا ہے — جیسا کہ تو بچھو کے ڈسے ہوئے کو کہے کہ نہ رو

کسے را نصیحت نگو اے شگفت — کہ دانی کہ در وے نخواہد گرفت
ہائے تعجب! ایسے شخص کو نصیحت نہ کر — جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اس میں اثر نہ کرے گی

ز کف رفتہ بے چارہ را لگام — نگویند کاہستہ راں اے غلام
ہاتھ سے لگام چھوٹے ہوئے بے چارے کو — نہیں کہتے ہیں کہ اے لڑکے! آہستہ چلا

چہ نغز آمد ایں نکتہ در سندباد ۱۰ — کہ عشق آتش است اے پسر پند باد
سندباد میں یہ نکتہ کیسا اچھا ہے — کہ اے صاحبزادے عشق آگ ہے اور نصیحت ہوا ہے

بباد آتش تیز برتر شود — پلنگ از زدن کینہ ور تر شود
تیز ہوا سے آگ اور بھڑکتی ہے — مارنے سے چیتا اور کینہ ور ہو جاتا ہے

۱۰ سندباد حکیم ازرقی کی مشہور کتاب ہے جس میں نصیحت آمیز قصے ہیں

چو نیکت بدیدم بدی می کنی
جب میں نے اچھی طرح غور کیا تو تو برائی کر رہا ہے
که رویم فرا چوں خودی می کنی
کہ میرا رخ خودی کی طرف موڑ رہا ہے

ز خود بہتری جوئے و فرصت شمار
خودی سے ہٹ کر بہتری تلاش کر اور غنیمت جان
کہ با چوں خودی گم کنی روزگار
اس لیے کہ خودی کے ہوتے ہوئے تو عمر برباد کر رہا ہے

پئے چوں خوداں خود پرستاں روند
خود پرست لوگ اپنے جیسوں کے پیچھے چلتے ہیں
بکوئے خطرناک مستاں روند
بیخود لوگ خطرناک کوچہ میں جاتے ہیں

من اول کہ ایں کار سر داشتم
میں نے جب یہ کام شروع کیا تو ابتداء ہی سے
دل از سر بیک بار بر داشتم
یکبارگی سر کا خیال ہٹا دیا

سر انداز در عاشقی صادق است
عاشقی میں سر کٹا دینے والا سچا ہے
کہ بد زہرہ بر خویشتن عاشق است
اس لیے کہ بوالہوس تو اپنا عاشق ہے

اجل ناگہے در کمینم کشد
موت اچانک گھات میں مجھے مار ڈالے گی
ہماں بہ کہ آں نازنینم کشد
تو یہی بہتر ہے کہ مجھے وہ نازنیں مار ڈالے

چو بیشک نبشتست بر سر ہلاک
جب سر کے لیے ہلاکت یقیناً لکھی ہے
بدست دلآرام خوشتر ہلاک
تو معشوق کے ہاتھ... ہلاک ہونا بہتر ہے

نہ روزے بہ بیچارگی جاں دہی
کیا کسی دن بے چارگی سے تو جان نہ دے گا
پس آں بہ کہ در پائے جاناں دہی
تو یہی بہتر ہے کہ معشوق کے قدموں میں دیدے

مخاطبۂ شمع و پروانہ

شمع و پروانہ کی گفتگو

شبے یاد دارم کہ چشمم نخفت
مجھے یاد ہے کہ ایک رات میری آنکھ نہ لگی
شنیدم کہ پروانہ با شمع گفت
میں نے سنا پروانہ نے شمع سے کہا

کہ من عاشقم گر بسوزم رواست
کہ میں تو عاشق ہوں اگر میں جلوں تو مناسب ہے
ترا گریہ و سوز بارے چراست
تیرا رونا اور جلنا اب کیوں ہے

بگفت اے ہوادار مسکین من
اس نے کہا اے میرے مسکین عاشق!
برفت انگبین یار شیرین من
مجھ سے میرا میٹھا دوست شہد بچھڑ گیا

چو شیرینی از من بدر می رود
جب شیرینی مجھ سے جدا ہوتی ہے
چو فرہادم آتش بسر می رود
تو فرہاد کی طرح میرے سر میں آگ لگتی ہے

ہمی گفت و ہر لحظہ سیلاب درد
وہ یہ کہہ رہی تھی اور ہر منٹ درد کا سیلاب
فرو می دویدش بر خسار زرد
اسکے زرد رخسار پر نیچے کو بہہ رہا تھا

کہ اے مدعی عشق کار تو نیست
کہ اے بوالہوس تیرا کام عشق نہیں ہے
کہ نہ صبر داری نہ یارائے ایست
کہ نہ تو صبر رکھتا ہے نہ ٹھہرنے کی طاقت ہے

تو بگریزی از پیش یک شعلہ خام
اے کچے تو ایک شعلہ کے سامنے سے بھاگتا ہے
من استادہ ام تا بسوزم تمام
میں کھڑی ہوں تا کہ سب جل جاؤں

۱ چھتے سے شہد نچوڑ کر موم علیحدہ کیا جاتا ہے اس سے شمع بنتی ہے۔
۲ شمع کے موم کے قطرے گویا اس کے آنسو ہیں۔
۳ یعنی پروانہ عشق میں خام ہے۔

ترا آتشِ عشق اگر پر بسوخت
عشق کی آگ نے اگر تیرا پر جلایا ہے

مرا بیں کہ از پائے تا سر بسوخت
تو مجھے دیکھ پیر سے سر تک جلا دیا ہے

نرفتہ ز شب ہمچناں بہرہ
اس حالت میں رات کا کچھ تھوڑا سا حصہ نہ گذرا تھا

کہ ناگہ بکشتش پری چہرہ
کہ اچانک اس کو ایک پری چہرہ نے بجھا دیا۔

ہمی گفت و می رفت دودش بسر
وہ یہ کہہ رہی تھی اور دھواں اس کے سر سے نکل رہا تھا

ہمیں بود پایانِ عشق اے پسر
اے صاحبزادے عشق کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے

اگر عاشقی خواہی آموختن
اگر تو عاشقی سیکھنا چاہتا ہے

بکشتن فرج یابی از سوختن
تو جلنے سے مرکر ہی راحت پائے گا

مکن گریہ بر گورِ مقتولِ دوست
مقتول دوست کی قبر پر نہ رو

برو خرمی کن کہ مقبولِ اوست
اس پر خوشی کر کہ وہ مقبول ہوگیا ہے

اگر عاشقی سر مشوی از مرض
اگر تو عاشق ہے تو مرض سے غسل صحت نہ کر

چو سعدی فروشوی دست از غرض
سعدی کی طرح غرض سے ہاتھ دھولے

فدائی ندارد ز مقصود چنگ
فدائی معشوق سے ہاتھ نہیں کھینچتا ہے

وگر بر سرش تیر بارند و سنگ
خواہ اس کے سر پہ تیر اور پتھر برسیں

بدریا مرو گفتمت زینہار
میں تجھ سے کہتا ہوں ہرگز دریا میں نہ جا

وگر می روی تن بطوفاں سپار
اور اگر جاتا ہے تو جسم کو طوفان کے سپرد کر دے

باب چہارم در تواضع

چوتھا باب تواضع کے بیان میں

ز خاک آفریدت خداوند پاک
خداوند پاک نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے

پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک
تو اے بندے خاک کی طرح عاجزی کر

حریص و جہاں سوز و سرکش مباش
حریص اور جہاں سوز اور سرکش نہ بن

ز خاک آفریدندت آتش مباش
انھوں نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے آگ نہ بن

چو گردن کشید آتشِ ہولناک[1]
جب بھی ہولناک آگ نے تکبر کیا ہے

بہ بے چارگی تن بینداخت خاک
خاک نے عاجزی سے اپنا بدن گرا دیا ہے

چو ایں سرفرازی نمود آں کمی[2]
چونکہ اس نے تکبر دکھایا اور اس نے فروتنی دکھائی

ازیں دیو کردند ازاں آدمی
اس سے شیطان بنایا اس سے آدمی بنایا

حکایت دریں معنیٰ

قصہ اسی بیان میں

یکے قطرہ باراں ز ابرے چکید
بارش کا ایک قطرہ بادل سے ٹپکا

خجل شد چو پہنائے دریا بدید
جب سمندر کی چوڑائی دیکھی شرمندہ ہوا

کہ جائیکہ دریاست من کیستم
کہ جس جگہ سمندر ہے میں کیا ہوں

گر او ہست حقا کہ من نیستم[3]
اگر وہ ہے تو یقیناً میں نہیں ہوں

[1] یعنی آگ کی لپٹ کا اوپر کو جانا تکبر ہے اور خاک کا زمین پر گرنا فروتنی ہے۔

[2] آگ کے تکبر کی وجہ سے اس سے شیطان بنا۔ خاک کی فروتنی کی وجہ سے اس سے آدم علیہ السلام بنے۔

[3] یعنی اس کے وجود کے سامنے میرا وجود کالعدم ہے۔

چو خود را بچشم حقارت بدید
جب اس نے اپنے آپ کو حقارت سے دیکھا

صدف در کنارش بجاں پرورید
سیپی نے اسکی اپنی گود میں دل سے پرورش کی

سپہرش بجائے رسانید کار
آسمان نے اس کا کام اس جگہ پہنچایا

کہ شد نامور لولوئے شاہوار
کہ بادشاہ کے لائق نامور موتی بنا

بلندی بداں یافت کو پست شد
بلندی اس لئے حاصل ہوئی کہ وہ پست ہوا

در نیستی کوفت تا ہست شد
نیستی کا دروازہ کھٹکھٹایا بار چنانچہ ہست ہوگیا

حکایت در معنی نظر مردان حق در خویشتن بحقارت

مردان حق کا اپنے آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے بیان میں

جوانے خردمند پاکیزہ بوم
پاک طبیعت ایک عقلمند نوجوان

ز دریا برآمد بدر بندِ روم
دریا سے روم کی بندرگاہ پر آیا

درو فضل دیدند و فقر و تمیز
لوگوں نے اس میں بزرگی اور فقر اور تمیز دیکھی

نہادند رختش بجائے عزیز
اس کے سامان کو باعزت جگہ[۱] پر رکھا

سر صالحاں گفت روزے بمرد
ایک روز اس مرد سے نیکوں[۲] کے سردار نے کہا

کہ خاشاک مسجد بیفشان و گرد
کہ مسجد کی خاک اور گرد جھاڑ دے

ہماں کیں سخن مرد رہرو شنید
سالک مرد نے جیسے ہی یہ بات سنی

بروں رفت و بازش کس آنجا ندید
باہر چلا گیا اور پھر کسی نے اس کو اس جگہ نہ دیکھا

براں حمل کردند یاران و پیر
یاروں[۳] اور بزرگ نے اس پر محمول کیا

کہ پروائے خدمت ندارد فقیر
کہ فقیر خدمت گذاری کی رغبت نہیں کرتا

دگر روز خادم گرفتش براہ
خادم[۴] نے دوسرے دن اس کو راستہ میں پکڑ لیا

کہ ناخوب کردی برائے تباہ
بربادرائے کی وجہ سے تو نے بہت برا کیا

ندانستی اے کودک خود پسند
اے متکبر لڑکے تو یہ نہ سمجھا

کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند
کہ لوگ خدمت ہی کی وجہ سے کسی مرتبے پر پہنچتے ہیں

گرستن گرفت از سر صدق و سوز
اس نے سچائی اور سوز کی وجہ سے رونا شروع کردیا

کہ اے یار جاں پرور و دل فروز
کہ اے جان کو پرورش کرنیوالے دل کو روشن کرنیوالے دوست

نہ گرد اندراں بقعہ دیدم نہ خاک
اس سرزمین میں میں نے نہ گرد دیکھی نہ خاک

من آلودہ بودم دراں جائے پاک
اس پاک جگہ میں میں ہی خاک آلود تھا

گرفتم قدم لاجرم باز پس
لامحالہ میں نے قدم واپس لے لیا

کہ پاکیزہ مسجد بہ از خاک و خس
کیونکہ مسجد خاک اور تنکوں سے صاف بہتر ہے

طریقت جزیں نیست درویش را
درویش کے لیے طریقت اسکے سوا کچھ نہیں ہے

کہ افگندہ دارد تن خویش را
کہ اپنے بدن کو پامال رکھے

بلندیت باید تواضع گزیں
اگر تجھے بلندی درکار ہے تو تواضع برت

کہ آں بام را نیست سلّم جزیں[۵]
اس لیے کہ اس بالاخانہ کے لیے اسکے علاوہ کوئی سیڑھی نہیں ہے

[۱] باعزت جگہ سے مسجد مراد ہے۔
[۲] یعنی مسجد کے امام نے کہا۔
[۳] یاروں سے مسجد کے دیگر ملازم اور بزرگ سے امام مراد ہیں۔
[۴] یعنی مسجد کے ملازم نے اس کو پکڑ لیا۔
[۵] یعنی بزرگی کے بالاخانہ پر چڑھنے کے لیے فروتنی سیڑھی ہے جس کے بدون چڑھنا ناممکن ہے۔

حکایت سلطان بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ در تواضع

تواضع کے معاملہ میں سلطان بایزید بسطامی کا قصہ

شنیدم کہ وقتے سحرگاہِ عید
میں نے سنا ہے کہ عید کی صبح کو ایک مرتبہ
ز گرمابہ آمد بروں بایزید
بایزید غسلخانے سے باہر نکلے

یکے طشت خاکسترش بے خبر
بے خبری کی حالت میں راکھ کا ایک طشت
فرو ریختند از سرائے بسر
ان کے سر پر لوگوں نے ایک گھر سے گرا دیا

ہمی گفت ژولیدہ دستار و موے
وہ کہہ رہے تھے اور ان کی دستار اور داڑھی الجھی ہوئی تھی
کفِ دست شکرانہ مالاں بروے
وہ شکرانہ کا ہاتھ منہ پر مل رہے تھے

کہ اے نفس من درخورِ آتشم
کہ اے نفس! میں دوزخ کے قابل ہوں
بخاکسترے روئے درہم کشم
ذرا سی راکھ سے منہ کیوں بناؤں

بزرگاں نکردند در خود نگاہ
بزرگوں نے کبھی اپنا دھیان نہیں کیا
خدا بینی از خویشتن بیں مخواہ
خود بیں سے خدا بینی کی امید نہ رکھ!

بزرگی بناموس و گفتار نیست
بزرگی عزت اور باتوں سے نہیں ہے
بلندی بدعویٰ و پندار نیست
بڑائی دعوے اور غرور سے نہیں ہے

قیامت کسے بینی اندر بہشت
قیامت کے دن تو اس شخص کو بہشت میں دیکھے گا
کہ معنیٰ طلب کرد و دعویٰ بہشت
جس نے حقیقت چاہی اور دعوے کو چھوڑا

تواضع سرِ رفعت افرازدت
تواضع تیرے بلندی کے سر کو اونچا کرے گی
تکبر بخاک اندر اندازدت
تکبر تجھے خاک میں ملائے گا

بگردن فتد سرکش تند خوے
متکبر بد مزاج سر کے بل گرتا ہے
بلندیت باید بلندی مجوے
اگر تجھے بلندی چاہیے تو بلندی نہ تلاش کر

گفتار در عجب و عاقبت آں و شکستگی و برکت آں

عادت تکبر اور اس کے انجام و کسر نفسی اور اس کی برکت کے بیان میں

ز مغرورِ دنیا رہِ دیں مجوے
دنیا کے مغرور سے دین کا راستہ نہ چاہ
خدا بینی از خویشتن بیں مجوے
خود بیں سے خدا بینی نہ تلاش کر!

گرت جاہ باید مکن چوں خساں
اگر تجھے مرتبہ درکار ہے تو کمینوں کی طرح
بچشمِ حقارت نگہ در کساں
حقارت کی آنکھ سے لوگوں کو نہ دیکھ

گماں کے برد مردمِ ہوشمند
ہوشمند انسان کب خیال کر سکتا ہے
کہ در سرگرانیست قدرِ بلند
کہ تکبر میں بڑا مرتبہ ہے

ازیں نامور تر محلے مجوے
اس سے زیادہ نامور مقام تلاش نہ کر!
کہ خوانند خلقت پسندیدہ خوے
کہ لوگ تجھے پسندیدہ عادت کہیں

نہ گر چوں توئی بر تو کبر آورد
کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تجھ جیسا تجھ سے تکبر کرے
بزرگش نہ بینی بچشمِ خرد
تو عقل کی آنکھ سے اس کو بڑا نہ دیکھے گا

١ بایزید نام ہے
٢ یہاں سے شیخ سعدی کا قول شروع ہوتا ہے
٣ یعنی تجھ جیسا شخص جب تیرے ساتھ تکبر کرے گا تو اس کو کبھی بڑا آدمی نہ سمجھے گا لہذا اپنے بارے میں خیال رکھ!

تو نیز ار تکبّر کنی ہمچناں
تو بھی اگر تکبر کرے گا تو اسی طرح

نمائی کہ پیشت تکبر کناں
نظر آئے گا جیسا کہ تیری نگاہ میں متکبر

چو استادۂ بر مقامِ بلند
جب تو کسی بلند مقام پر کھڑا ہے

بر افتادہ گر ہوشمندی مخند
اگر تو عقلمند ہے کسی گرے ہوئے کی ہنسی نہ اڑا

بسا ایستادہ در آید ز پاے
بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ کھڑا ہوا گرا

کہ افتادگانش گرفتند جائے
کہ گرے ہوؤں نے اس کی جگہ لے لی ہے

گرفتم کہ خود ہستی از عیب پاک
میں نے مانا تو خود عیب سے پاک ہے

تعنّت مکن بر منِ عیب ناک
لیکن مجھ عیب دار پر سرکشی نہ کر

یکے حلقۂ کعبہ دارد بدست
ایک کعبہ کا حلقہ ہاتھ میں پکڑے ہے

یکے در خراباتے افتادہ مست
ایک شراب خانہ میں مست پڑا ہے

گر آں را بخواند کہ نگذاردش
اگر وہ اس کو طلب کرے تو کون ہے جو اسکو آنے نہ دیگا

ور ایں را براند کہ باز آردش
اور اگر اس کو نکال دے کون اس کو واپس لا سکے گا

نہ مستظہر ست ایں باعمالِ خویش
نہ یہ اپنے اعمال کی بدولت طاقتور ہے

نہ آں را درِ توبہ بستست پیش
نہ اس کے سامنے توبہ کا دروازہ بند ہے

حکایت عیسیٰ علیہ السّلام و عابدِ ناپارسا

عیسیٰ علیہ السلام اور بد عبادت گذار کا قصہ

شنیدستم از راویانِ کلام
میں نے بات نقل کرنے والوں سے سنا ہے

کہ در عہدِ عیسیٰ علیہ السّلام
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں

یکے زندگانی تلف کردہ بود
ایک شخص نے عمر ضائع کی تھی

بجہل و ضلالت سر آوردہ بود
نادانی اور گمراہی میں سر برآوردہ تھا

دلیرے سیہ نامۂ سخت دل
ایسا دلیر، سیاہ اعمال نامہ والا، سخت دل

ز ناپاکی ابلیس از وے خجل
کہ اسکی ناپاکی کی وجہ سے شیطان بھی اس سے شرمندہ تھا

بسر بُردہ ایام بے حاصلے
اس نے بے نتیجہ زندگی گزاری تھی

نیاسودہ تا بودہ از وے دلے
جب سے پیدا ہوا تھا اس سے کسی دل نے آرام نہ پایا تھا

سرش خالی از عقل و پُر ز احتشام
اس کا دماغ عقل سے خالی اور تکبر سے پُر تھا

شکم فربہ از لقمہائے حرام
حرام لقموں سے پیٹ موٹا تھا

بنا راستی دامن آلودۂ
غلط کاری سے دامن آلودہ تھا

بنا داشتی دودہ اندودۂ
ناکردنی باتوں کی وجہ سے خاندان کا بدنام کنندہ تھا

نہ پائے چو بینندگاں راست رو
نہ تو سکا قدم دیکھ بھال کرنیوالوں، سیدھا چلنے والوں کا جیسا تھا

نہ گوشے چو مردم نصیحت شنو
نہ نصیحت سننے والے انسانوں کا سا کان تھا

چو سالِ بد از وے خلائق نفور
بُرے سال کی طرح مخلوق اس سے نفرت کرنیوالی تھی

نمایاں بہم چوں مہِ نو ز دور
پہلی رات کے چاند کی طرح دور سے ایک دوسرے کو دکھاتے تھے

ا؎ یعنی لوگ اس سے اس طرح نفرت کرتے تھے جیسا کہ قحط کے سال سے۔ اور اس کی طرف برائی کی وجہ سے دور سے اس طرح انگشت نمائی کرتے تھے جیسا کہ پہلی رات کی چاند کی طرف اشارے کرتے ہیں۔

هوا و هوس خرمنش سوخته
ہوا اور ہوس نے اس کا خرمن جلا دیا تھا

سیه نامه چندان تنعم براند
اس سیاہ اعمال نامہ والے نے اس قدر عیش پرستی کی تھی

گنهکار و خود رائے و شهوت پرست
گنہگار اور خود رائے اور شہوت پرست تھا

شنیدم که عیسیٰ درآمد ز دشت
میں نے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ جنگل سے تشریف لائے

بزیر آمد از غرفه خلوت نشیں
گوشہ تنہائی میں بیٹھنے والا بالاخانہ سے نیچے اترا

گنهگار برگشته اختر ز دور
پھرے ہوئے ستارے والا گنہگار دور ہی سے

تامل بحسرت کناں شرمسار
حسرت سے غور کرتا ہوا شرمندہ

خجل زیر لب عذر خواهاں بسوز
شرمندہ، سوز کے ساتھ چپکے چپکے عذر خواہ

سرشک غم از دیده باراں چو میغ
ابر کی طرح آنکھوں سے غم کے آنسو بہا رہا تھا

براندا ختم نقد عمر عزیز
پیاری عمر کا نقد میں نے برباد کر دیا

چو من زنده هرگز مبادا کسے
خدا کرے میری طرح کوئی ایسا نہ جیے

برست آنکه در عهد طفلی بمرد
جو بچپن میں مرگیا وہ تو چھوٹ گیا

گناهم ببخش اے جهاں آفریں
اے جہاں آفریں میرا گناہ بخش دے

دریں گوشه نالاں گنهگار پیر
اس کنارے میں گنہگار بوڑھا نالاں تھا

نگوں مانده از شرمساری سرش
شرمندگی سے اس کا سر اوندھا تھا

وزاں نیمه عابد سر پر غرور
اور اس جانب سے غرور سے بھرے سر والا عابد

جوے نیک نامی نیندوخته
اس نے نیک نامی کا ایک جو بھی جمع نہ کیا تھا

که در نامه جائے نبشتن نماند[1]
کہ نامہ اعمال میں لکھنے کی جگہ نہ رہی تھی

بغفلت شب و روز مخمور و مست
رات دن غفلت سے نشہ میں اور مست تھا

بمقصورهٔ عابدے برگذشت
ایک عبادت گذار کے حجرے کے پاس سے گذرے

بپایش در افتاد سر بر زمیں[2]
زمین پر سر رکھ کر ان کے قدموں پر گر پڑا

چو پروانه حیراں در ایشاں ز نور
پروانہ کی طرح ان کے نور سے حیران تھا

چو درویش در دست سرمایه دار[3]
جیسا کہ فقیر سرمایہ دار کے ہاتھ میں

ز شبهائے در غفلت آورده روز[4]
ان راتوں سے جن کو غفلت میں دن کیا تھا

که عمرم بغفلت گذشت اے دریغ
کہ ہائے افسوس میری عمر غفلت میں گذری

بدست از نکوئی نیاورده چیز
نیکی کی کوئی بات ہاتھ نہ آئی

که مرگش به از زندگانی بسے
کیونکہ زندگی سے اس کا مر جانا بہتر ہو

که پیرانه سر شرمساری نبرد
کہ بڑھاپے کی شرمندگی اسکو نہ ہوئی

که گر با من آید فبئس القریں[5]
اس لیے کہ اگر وہ میرے ساتھ رہا تو برا ساتھی ہو

که فریاد حالم رس اے دستگیر
کہ اے دستگیری کرنے والے میرے حال کی فریاد رسی کر

رواں آب حسرت بشیب برش
حسرت کے آنسو اسکی سفید داڑھی پر جاری تھے

ترش کرده بر فاسق ابرو ز دور
دور سے ہی گنہگار پر ابرو چڑھائے ہوئے تھا

[1] یعنی برائیوں سے اعمال نامہ اس قدر سیاہ ہو چکا تھا کہ اس میں گنجائش نہ تھی۔

[2] یعنی وہی گنہگار حضرت عیسیٰ کے قدموں میں آگرا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے لگا۔

[3] یعنی اس قدر عجز سے حضرت عیسیٰ کے سامنے کھڑا تھا جیسا کہ کوئی فقیر کسی سرمایہ دار کے سامنے۔

[4] وہ راتیں جو پوری کی پوری فسق و فجور میں گذاری تھیں

[5] یعنی گناہ اگر قیامت میں میرے ساتھ رہے تو وہ بدترین ساتھی ثابت ہوں گے

کہ ایں مدبر اندر پئے ما چراست
کہ یہ بدبخت کیوں ہمارے درپے ہے

نگوں بخت ناداں چہ ہمجنس ماست
بیوقوف اوندھے نصیبہ والا کیا یہ ہمارا ہم جنس ہے

بگردن بآتش در افتادہٗ
سر کے بل آگ میں گرا ہوا ہے

بباد ہوا عمر بر دادہٗ
خواہش کی ہوا میں عمر برباد کیے ہوئے ہے

چہ خیر آمد از نفس تر دامنش
اس کے گنہگار نفس سے کیا بھلائی ہوتی ہے

کہ صحبت بود با مسیح و منش
کہ وہ میرے اور مسیح کے ساتھ ہو

چہ بودے کہ زحمت بردے زپیش
کیا اچھا ہوتا کہ وہ یہاں سے دور ہوجاتا

بدوزخ برفتے پس کار خویش
اپنے کارنامہ کی وجہ سے دوزخ میں جاتا

ہمی رنجم از طلعت ناخوشش
اس کی منحوس صورت سے مجھے ناگواری ہوتی ہے

مبادا کہ در من فتد آتشش
ایسا نہ ہو کہ اس کی آگ مجھے بھی لے لے

بمحشر کہ حاضر شود انجمن
جب محشر میں مجمع ہو

خدایا تو با او مکن حشر من
اے خدا تو میرا اس کے ساتھ حشر نہ کرنا

دریں بد کہ وحی از جلیل الصفات[1]
وہ اس میں لگا تھا کہ بڑی صفتوں والے کی جانب سے وحی

در آمد بعیسیٰ علیہ الصلوٰت
عیسیٰ علیہ السلام پر آئی

کہ گر عالمست آں وگر وے جہول
خواہ وہ عالم ہے یا جاہل

مرا دعوت ہر دو آمد قبول[2]
میرے یہاں دونوں کی دعا مقبول ہو

تبہ کردہ ایام برگشتہ روز
عمر کو تباہ کیے ہوا بد نصیب

بنالید بر من بزاری و سوز
میرے سامنے عاجزی اور سوز سے رویا ہو

بہ بے چارگی ہر کہ آمد برم
جو عاجزی سے میرے پاس آتا ہے

نیندازمش ز آستان کرم
میں اس کو بخشش کی چوکھٹ سے نہیں بھگاتا ہوں

عفو کردم از وے عملہائے زشت
اس کے برے کام میں نے معاف کردیے

در آرم بفضل خودش در بہشت
میں اس کو اپنی مہربانی سے جنت میں لے جاؤں گا

وگر عار دارد عبادت پرست
اگر عبادت پرست کو عار ہے

کہ در خلد با وے بود ہم نشست
کہ وہ جنت میں اس کے ساتھ رہے

ق

بگو ننگ ازو در قیامت مدار
تو اس کو بتادو قیامت میں اس سے ذلت محسوس نہ کرے

کہ آں را بجنت برند ایں بنار[3]
اس لیے کہ اس کو جنت میں اس کو جہنم میں لے جائیں گے

کہ آں را جگر خوں شد از سوز و درد
اس لیے سوز اور درد سے اس کا جگر خون ہوگیا ہے

گر ایں تکیہ بر طاعت خویش کرد
اگر اس نے اپنی عبادت پر گھمنڈ کیا ہے

ندانست در بارگاہ غنی
اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ بے نیاز کے دربار میں

کہ بے چارگی بہ ز کبر و منی
عاجزی، تکبر اور خودی سے بہت بہتر ہے

کرا جامہ پاکست و سیرت پلید
جس کا لباس پاک اور عادت ناپاک ہے

در دوزخش را نباید کلید[4]
اس کے لیے دوزخ کے دروازے کے لیے کنجی کی ضرورت نہیں ہے

[1] یعنی حضرت حق تعالیٰ
[2] اللہ، عالم و جاہل دونوں کی سنتا ہے
[3] یعنی عبادت گذار تکبر کی وجہ سے جہنم میں جائیگا اور گنہگار عاجزی کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔
[4] یعنی دوزخ کے دروازے اس کے انتظار میں کھلے ہیں، کھولنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

بریں آستاں عجز و مسکینیست
اس چوکھٹ پر عاجزی اور مسکنت

چو خود را ز نیکاں شمردی بدی
اگر تو اپنے آپ کو نیکوں میں گنتا ہے تو تو بد ہے

اگر مردی از مردئ خود مگوی
اگر تو بہادر ہے تو اپنی بہادری نہ جتا

پیاز آمد آں بے ہنر جملہ پوست
وہ بے ہنر سب کا سب پیاز کی طرح ہے

ازیں نوع طاعت نیاید بکار
اس قسم کی عبادت کام میں نہیں آتی ہے

نخورد از عبادت برآں بے خرد
اس بے عقل نے عبادت کا پھل نہیں کھایا ہے

سخن ماند از عاقلاں یادگار
عقلمندوں کی بات یادگار رہتی ہے

گنہگار اندیشہ ناک از خدائے
خدا سے ڈرنے والا[۱] گنہگار

بہ از طاعت و خویشتن بینیت
عبادت اور خود بینی سے بہتر ہے

نمی گنجد اندر خدائی خودی
اس لیے کہ خدائی میں خودی نہیں سماتی ہے

نہ ہر شہسوارے بدر برد گوے
اس لیے ہر شہسوار گول میں گیند نہیں نکالتا ہے

کہ پندا شت چوں پستہ مغزے در دست
جس کو یہ گھمنڈ ہو کہ اس میں پستہ کا سا مغز ہے

برو عذر تقصیر طاعت بیار
جا عبادت کی کوتاہی کا عذر پیش کر

کہ باحق نکو بود و باخلق بد
جو اللہ کے ساتھ بھلا اور مخلوق سے برا تھا

ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار
سعدی کی یہی ایک بات یاد رکھ

بہ از پارسائے عبادت نمائے
عبادت کی نمائش کرنے والے عبادت گزار سے بہتر ہے

۱۰

حکایت دانشمند درویش و قاضی متکبر
عقلمند درویش اور متکبر قاضی کا قصہ

فقیہے کہن جامۂ تنگدست
پرانے کپڑے والا، مفلس ایک فقیہ[۲]

نگہ کرد قاضی در و تیز تیز
قاضی نے اس کو گھور کر دیکھا

ندانی کہ برتر مقام تو نیست
تجھے معلوم نہیں کہ تیرا مقام اونچا نہیں ہے

بجائے بزرگاں دلیری مکن
بڑوں کی جگہ بیٹھ کر گستاخی نہ کر!

نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر
ہر آدمی صدر مقام کے قابل نہیں ہوتا ہے

دگر رہ چہ حاجت بہ پند کسست
اب دوبارہ تجھے کسی کی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے کہ[۴]

بعزت ہر آنکو فروتر نشست
عزت رہتے ہوئے جو شخص نیچے بیٹھا

در ایوان قاضی بصف بر نشست
قاضی کے دربار میں صف اول میں جا بیٹھا

معرف گرفت آستینش کہ خیز
معرف[۳] نے اس کی آستین پکڑی کہ اُٹھ!

فروتر نشیں یا برو یا بایست
نیچے بیٹھ یا کھڑا رہ یا چلا جا

چو سرپنجہ ات نیست شیری مکن
جب پنجہ میں طاقت نہیں ہے شیری نہ کر

کرامت بجاہست و منزل بقدر
اعزاز مرتبہ کی حیثیت سے ہوتا ہے اور مقام اندازے کے مطابق

ہمیں شرمساری عقوبت بسست
یہی شرمندگی کافی سزا ہے[۵]

بخواری نیفتد ز بالا بہ پست
تو ذلت سے اوپر سے نیچے نہیں گرتا ہے

---

[۱] یعنی خدا سے ڈرنے والا گنہگار اس عبادت گذار سے بدرجہا بہتر ہے جس کو اپنی عبادت کا گھمنڈ ہے۔

[۲] فقیہ۔ فقہ کا جاننے والا اس سے مدعی کی خود اپنی ذات مراد ہے۔

[۳] معرف کے معنی بتانے والا یہ ایک عہدہ دار ہوا کرتا تھا جس کا کام لوگوں کا قاضی سے تعارف کرانا اور ان کو حسب مراتب بٹھانا ہوتا تھا۔

[۴] یعنی اس گستاخی کی یہ سزا ہے کہ تو نیچے جا کر بیٹھ اس سزا کے بعد پھر تجھے یہ گستاخی کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔

[۵] یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔

چو آتش برآورد درویش دود
درویش نے آگ کی طرح دھواں نکالا

فقیہان طریق جدل ساختند
فقیہوں نے جدل کا راستہ بنایا

گشادند بر ہم در فتنہ باز
انھوں نے آپس میں فتنہ کا دروازہ کھولا

تو گفتی خروسان شاطر بجنگ
تو یہ کہے گا کہ چالاک مرغے لڑائی میں

یکے بیخود از خشمناکی چو مست
کوئی دیوانہ کی طرح غصہ کی وجہ سے بیخود تھا

فتادند در عقدۂ پیچ پیچ
مشکل گرہ میں پھنس گئے

کہن جامہ در صف آخر تریں
پرانے کپڑوں والا آخری صف میں

کہ برہاں قوی باید و معنوی
کہ قوی اور معنوی برہان چاہیئے

مرا نیز چوگان حرفست و گوے
میرے پاس بھی بات کا گیند اور بلا ہے

بکلک فصاحت بیانیکہ داشت
جو بیان اس کے پاس تھا اس نے فصاحت کے قلم سے

سر از کوئے صورت بمعنی کشید
بات کو ظاہر سے حقیقت کی طرف لے گیا

بگفتندش از ہر کنار آفریں
ہر جانب سے لوگوں نے اسکو شاباش کہا

سمند سخن تا بجائے براند
بات کے گھوڑے کو یہاں تک دوڑایا

بروں آمد از طاق و دستار خویش
اپنی محراب سے نکلا اور اپنی پگڑی

کہ ہیہات قدر تو نشناختم
کہ افسوس میں نے تیرا مرتبہ نہ پہچانا

دریغ آمدم با چنیں پایہ
مجھے افسوس ہے کہ اس پونجی کے ہوتے ہوئے

فروتر نشست از مقامیکہ بود
جس مقام پر بیٹھا تھا اس سے کم درجہ پر جا بیٹھا

لِمَ و لا نُسَلِّم درانداختند
"کیوں" اور "ہمیں تسلیم نہیں" کو پھینکا

بلا و نعم کردہ گردن دراز
نہیں اور ہاں سے گردنیں ابھارے

فتادند درہم بمنقار و چنگ
چونچ اور پنجے کے ذریعہ ایک دوسرے میں گتھ گئے

یکے بر زمیں می زند ہر دو دست
کوئی زمین پر دو ہتڑ مارتا تھا

کہ در حل آں رہ نبردند ہیچ
جس کے کھولنے کا کوئی راستہ نہ ملا

بغرش درآمد چو شیر عریں
جھاڑی کے شیر کی طرح غرایا

نہ رگہائے گردن بحجت قوی
نہ کہ دلائل میں پھولی ہوئی رگیں۔

بگفتند اگر نیک دانی بگوے
وہ بولے اگر خوب جانتا ہے تو کہہ

بدلہا چو نقش نگیں بر نگاشت
دلوں پر ایسا منقش کر دیا جیسا کہ نگ کا نقش

قلم بر سر حرف دعوی کشید
دعوے کے سر پر قلم پھیر دیا

کہ بر عقل و طبعت ہزار آفریں
کہ تیری عقل اور طبیعت پر ہزار آفریں ہے

کہ قاضی چو خر در خلاب بماند
کہ قاضی گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس کر رہ گیا

باکرام و لطفش فرستاد پیش
اعزاز اور مہربانی سے اس کے سامنے پیش کر دی

بشکر قدومت نپرداختم
تیری تشریف آوری کے شکریہ میں نہ لگا

کہ بینم ترا در چنیں پایہ
تجھے اس جگہ پر دیکھ رہا ہوں

یعنی آہ کھینچی
گفتگو میں جب حق کا اظہار مدِ نظر نہ ہو بلکہ اپنی بڑائی ہو تو یہ جدل ہے۔
گفتگو میں عموماً رد و قدح میں یہ جملے استعمال ہوتے ہیں۔
یعنی لوگ اس فقیہ کی عقل اور سنجیدہ طبیعت پر ہزار آفریں کہنے لگے۔
تجھے اس علم و فضل کے ہوتے ہوئے دربار میں کمتر جگہ ملی ہے۔

معرّف بدلداری آمد برش
معرّف دلداری کے لیے اس کے سامنے آیا

بدست و زباں منع کردش کہ دور
اس کو ہاتھ اور زبان سے روکا کہ دور ہو

کہ فردا شود برکہن میزراں
ورنہ کل کو پرانے لباس والوں پر

چو مولام خوانند و صدرِ کبیر
جب مجھے آقا اور بڑا صدر کہہ کر پکاریں گے

تفاوت کند ہرگز آبِ زلال
شیریں پانی ہرگز نہ بدلے گا

خرد باید اندر سرِ مرد و مغز
انسان کے سر میں عقل اور گودا چاہیے

کس از سربزرگی نباشد بچیز
انسان سر کی بڑائی سے کوئی چیز نہیں بن جاتا ہے

میفراز گردن بدستار و ریش
پگڑی اور داڑھی کی وجہ سے گردن نہ ابھار

بصورت کسانیکہ مردم وشند
جو لوگ محض دیکھنے میں آدمی ہیں

بقدرِ ہنر جست باید محل
ہنر کے اندازے سے مقام تلاش کرنا چاہیے

نئے بوریا را بلندی نکوست
کیا نرکل کے لیے بلندی اچھی چیز ہے

بدیں عقل و ہمت نخوانم کست
اس عقل و ہمت کے ہوتے ہوئے میں تجھے انسان نہیں کہہ سکتا

چہ خوش گفت خرمہرۂ در گلے
کوڑی نے جو مٹی میں تھی کیا اچھی بات کہی

مرا کس نخواہد خریدن بہیچ
مجھے کوئی بھی کسی چیز کے بدلے نہ خریدے گا

نہ منعم بمال از کسے بہتر است
مالدار مال کی وجہ سے کسی سے بہتر نہیں ہے

بدیں شیوہ مردِ سخنگوئے چست
چست بات کہنے والے انسان نے اس طور پر

کہ دستارِ قاضی نہد بر سرش
تاکہ قاضی کی پگڑی اس کے سر پر رکھ

منہ بر سرم پایۂ بندِ غرور
میرے سر پر غرور کی زنجیر نہ رکھ

بدستارِ پنجہ گزم سرگراں
پانچ گز کی پگڑی کی وجہ سے ابھی غصے ہوں گا

نمایند مردم بچشمم حقیر
تو لوگ میری نگاہ میں حقیر نظر آئیں گے

گرش کوزہ زرّیں بود یا سفال
خواہ وہ زریں پیالے میں ہو یا مٹی کے برتن میں

نباید مرا چوں تو دستارِ نغز
تیری طرح مجھے اچھی پگڑی نہیں چاہیے

کدو سر بزرگست و بے مغز نیز
کدو کا سر بڑا ہے اور بے مغز بھی ہے

کہ دستار پنبہ است و سبلت حشیش
اس لیے کہ پگڑی کی حقیقت روئی اور مونچھوں کی حقیقت گھاس

چو صورت ہماں بہ کہ دم درکشند
تصویر کی طرح تو یہی بہتر ہے کہ وہ چپ رہیں

بلندی و نحسی مکن چوں زحل
زحل کی طرح بلندی اور نحوست نہ ظاہر کر

کہ خاصیت نیشکر خود دروست
کیا خود اس میں گنے کی خاصیت ہے

وگر می رود صد غلام از پست
خواہ تیرے پیچھے سو غلام چلتے ہوں

چو بر داشتش پر طمع جاہلے
جب اس کو ایک لالچی جاہل نے اٹھایا

بدیوانگی در حریرم مپیچ
دیوانگی سے مجھے ریشمیں کپڑے میں نہ لپیٹ

خر ار جل اطلس بپوشد خر است
اگر گدھا اطلس کی جھول بھی پہن لے تو گدھا ہے

بآبِ سخن کینہ از دل بشست
بات کے پانی سے دل کا کینہ دھو لیا

۱ یعنی یہ دستار علماء کو مغرور اور متکبر بناتی ہے۔
۲ یعنی اچھی چیز اچھے ظرف کی محتاج نہیں ہے۔
۳ یعنی پگڑی باندھ کر سر بڑا کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔
۴ زحل ستارا بلند ہے لیکن منحوس سمجھا جاتا ہے۔
۵ یعنی یہ باتیں کہہ کر دل کا غبار مٹا لیا۔

دل آزردہ را سخت باشد سخن
ستائے ہوئے دل کی بات سخت ہوتی ہے

چو دستت رسد مغز دشمن برآر
جب تجھے دست رسی حاصل ہو جائے دشمن کا بھیجا نکال لے

چناں ماند قاضی بجورش اسیر
قاضی اپنے ظلم میں خود ایسا گرفتار ہو گیا

بدنداں گزید از تعجب یدین
تعجب سے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے

وز آنجا جواں روئے ہمت بتافت
وہاں سے جوان نے ارادہ کا رخ موڑ دیا

غریو از بزرگانِ مجلس بخاست
مجلس کے بڑے لوگوں سے شور اٹھا

نقیب از پیش رفت و ہر سو دوید
چوب دار اس کے پیچھے روانہ ہوا اور ہر جانب بھاگا

یکے گفت ازیں نوع شیریں نفس
ایک بولا اس قسم کا شیریں گفتار

براں صد ہزار آفریں کیں بگفت
اس پر ایک لاکھ شاباش کہ یہ اس نے کہا

چو خصمت بیفتاد سستی مکن
جب تیرا دشمن گر پڑے تو سستی نہ کر

کہ فرصت فرو شوید از دل غبار
اس لئے کہ موقع دل کا غبار دھو دے گا

کہ گفت اِنَّ ہٰذا یَوْمٌ عَسِیْرٌ
کہ بول پڑا بے شک یہ سخت دن ہے

بماندش در و دیدہ چوں فرقدین
اس میں اس کی آنکھیں فرقدین کی طرح گڑ کر رہ گئیں

بروں رفت و بازش نشاں کس نیافت
باہر نکل گیا اور پھر کسی نے اس کا نشان نہ پایا

کہ گوئی چنیں شوخ چشم از کجاست
کہ تو بتا کہ ایسا گستاخ کہاں کا رہنے والا ہے

کہ مردے بدیں نعت و صورت کہ دید
کسی نے کوئی شخص اس صفت اور صورت کا دیکھا ہے

دریں شہر سعدی شناسیم و بس
اس شہر میں ہم فقط سعدی کو سمجھتے ہیں

حق تلخ بیں تا چہ شیریں بگفت
کڑوی سچی بات کو کس میٹھے انداز میں کہہ گیا

حکایت در توبہ کردن پادشاہزادہ گنجہ
گنجہ کے شہزادے کے توبہ کرنیکا قصہ

یکے پادشہ زادہ گنجہ بود
گنجہ کا ایک شاہزادہ تھا

بمسجد در آمد سرایان و مست
مست اور گاتا ہوا مسجد میں آگیا

بمقصورہ در پارسائے مقیم
حجرہ میں ایک پارسا ٹھہرا ہوا تھا

تنے چند بر گفت او مجتمع
کچھ آدمی اس کے وعظ پر جمع تھے

چو بے عزتی پیشہ کرد آں حروں
جب اس سرکش نے بے عزتی اختیار کی

چو منکر بود پادشہ را قدم
جب بادشاہ کا قدم برا ہو

کہ نااہل و ناپاک و سرپنجہ بود
جو نااہل اور ناپاک اور زور آور تھا

مے اندر سر و ساتگینے بدست
سر میں شراب اور ہاتھ میں جام

زبانِ دلآویز و قلبے سلیم
جس کی زبان میٹھی اور دل صحیح تھا

چو عالم نباشی کم از مستمع
اگر تو عالم نہیں ہے تو کم از کم سننے والا بن

شدند آں عزیزاں خراب اندروں
تو ان باعزت لوگوں کا دل پریشان ہوا

کہ یارد زد از امر معروف دم
امر بالمعروف کا دم کون مار سکتا ہے

[1] بلکہ قابو پانے کے بعد اس کو فوراً ختم کر دے۔
[2] حشر کے میدان میں گنہگار یہی کہیں گے
[3] فرقدین دو ستارے ہیں جن کا رخ ہمیشہ برج جدی کی طرف رہتا ہے گویا وہ دونوں اس کو نظر جما کر دیکھتے ہیں۔
[4] گنجہ ایک شہر کا نام ہے جو تبریز کے قریب ہے، نظامی گنجوی اسی شہر کے رہنے والے تھے۔
[5] یہ سعدی کا مقولہ ہے کہ اگر انسان عالم نہ ہو تو علماء کا وعظ سنا کرے۔
[6] کسی کو اچھی بات کا حکم دینا۔

تحکّم کند سیر بر بوئے گُل
لہسن کی بدبو پھول کی خوشبو پر غالب آجاتی ہے

گرت نہی منکر برآید ز دست
اگر تیرے ہاتھ سے نہی عن المنکر ہو سکے

وگر دستِ قوّت نداری بگوے
اگر تو قوت کا ہاتھ نہ رکھتا ہو تو کہہ دے

چو دست و زباں را نماند مجال
جب ہاتھ اور زبان میں طاقت نہ رہے

یکے پیشِ دانائے خلوت نشیں
گوشہ نشین عقلمند کے سامنے ایک شخص —

کہ یکبارے آخر بریں رند مست
کہ اس رند مست کے لیے آخر ایک مرتبہ

دمِ سوزناک از دلِ باخبر
باخبر دل کی جلا دینے والی ایک آہ

برآورد مردِ جہاندیدہ دست
جہاندیدہ انسان نے ہاتھ اٹھایا

خوش ست ایں پسر وقتش از روزگار
یہ لڑکا زمانہ سے خوش وقت ہے

کسے گفتش اے قدوۂ راستی
کسی نے اس سے کہا اے سچائی کے پیشوا

چہ بد عہد را نیک خواہی ز بہر
بدعہد کے نصیبہ کی نیک خواہی

چنیں گفت بینندۂ تیز ہوش
تیز ہوش سمجھدار نے یہ کہا

بطامات مجلس بیاراستم
میں نے بڑی باتوں سے مجلس کو سجایا ہے

کہ ہرگہ کہ باز آید از خوئے زشت
اس لیے کہ جب وہ بری عادت سے باز آجائے گا

چنیں پنج روز ست عیشِ مدام
شراب کا عیش تو یہی پانچ روز کا ہے

حدیثے کہ مردِ سخن ساز گفت
بات کے بنانے والے نے جو بات کہی

فرو ماند آواز چنگ از دُہل
ستار کی آواز ڈھول سے عاجز آجاتی ہے

نشاید چو بے دست و پایاں نشست
تو بے دست و پا ہو کر نہ بیٹھنا چاہیے

کہ پاکیزہ گردد باندرز خوے
اس لیے کہ نصیحت سے بھی عادت پاکیزہ ہو جاتی ہے

بہمّت نمایند مردی رجال
تو لوگ دعا سے مردانگی دکھاتے ہیں

بنالید و بگریست سر بر زمیں
نالاں ہوا اور زمین پر سر رکھ کر رو دیا

دعا کن کہ ما بے زبانیم و دست
بددعا کر دیجئے اس لیے کہ ہم تو بے زبان اور بے ہاتھ ہیں

قوی تر کہ ہفتاد تیغ و تبر
نشتر تیغ و تبر سے قوی ہوتی ہے

چہ گفت اے خداوند بالا و پست
کیا کہا.... اے نشیب و فراز کے مالک!

خدایا ہمہ وقت او خوش بدار
اے خدا اس کے تمام اوقات کو خوش بنائے

بدیں بد چرا نیکوئے خواستی
اس بد کے لیے کیوں نیکی چاہی

چہ بد خواستن بر سر خلق و شہر
شہر اور مخلوق کی بدخواہی کے برابر ہے

چو سرِّ سخن در نیابی مجوش
جب بات کی حقیقت تجھے معلوم نہ ہو تو جوش نہ دکھا

ز داد آفریں توبہ اش خواستم
انصاف کے پیدا کرنے والے سے میں نے اسکی توبہ کی خواہش کی

بعیشے رسد جاوداں در بہشت
تو بہشت میں ہمیشہ باقی رہنے والے عیش کو پہنچ جائیگا

بترک اندرش عیشہائے مدام
اس کے چھوڑ دینے میں ہمیشہ کا عیش ہے

یکے زاں میاں با ملک باز گفت
ان میں سے ایک نے بادشاہ سے دہرا دی

۱؎ بری بات سے روکنا یعنی ایک مومن کا فرض ہے کہ بری بات کو دیکھ کر اگر اس کے ہاتھ میں طاقت ہے تو طاقت کے ذریعہ اس برائی کو ختم کردے اور اگر اس قدر طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کی برائی ظاہر کردے اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو دل سے برا سمجھے یہ نہی عن المنکر کے تین درجے ہیں جن کو سعدی نے ان شعروں میں ظاہر کردیا ہے

۲؎ یعنی بزرگ دل کی طاقت سے اس برائی کو ختم کردیتے ہیں۔

زوجد آب در چشمش آمد چو میغ
بیخودی کی وجہ سے ابر کی طرح اس کی آنکھوں میں پانی آ گیا
بہ نیرانِ شوق اندرونش بسوخت
شوق کی آگ سے اس کا باطن جل اٹھا
بر نیک محضر فرستاد کس
نیک طبیعت کے پاس اس نے کسی کو بھیجا
قدم رنجہ فرمائی تا سر نہم
قدم رنجہ فرمائیں تاکہ میں اطاعت کروں
دو رویہ ستادند بر در سپاہ
دروازہ پر سپاہی دو رویہ کھڑے ہوگئے
شکر دید و عناب و شمع و شراب
اس نے شکر اور عناب اور شمع اور شراب دیکھی
یکے غائب از خود یکے نیم مست
کوئی بے خود، کوئی نیم مست
زسوئے بر آوردہ مطرب خروش
ایک جانب گوئیے کی آوازیں بلند
حریفاں خراب از مے لعل رنگ
لعل جیسے رنگ کی شراب سے ساتھی مست
نبود از ندیماں گردن فراز
بلند مرتبہ دوستوں میں سے کسی کی
دف و چنگ با یک دگر ساز گار
طبلہ اور ستار ایک دوسرے سے ساز گار تھے
بفرمود در ہم شکستند خرد
اس نے حکم دے دیا انھوں نے اسکو چورا کر دیا
شکستند چنگ و گسستند رود
انھوں نے ستار کو توڑ ڈالا رود کو پھاڑ ڈالا
بمیخانہ در سنگ بر دن زدند
میخانہ میں مٹکے پر پتھر مارا
رواں خمر و چنگ او فتادہ نگوں
شراب بہی ہوئی ستار اوندھا گرا ہوا
خم آبستن خمر نہ ماہہ بود
مٹکی نو ماہہ شراب سے حاملہ تھی

بباریدبر چہرہ سیلِ دریغ
اس نے چہرہ پر افسوس کا سیلاب بہایا
حیا دیدہ بر پشت پایش بدوخت
حیانے آنکھوں کو اس کے پیروں کی پشت پر سی دیا
درِ توبہ کوباں کہ فریاد رس
توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہ فریاد کو پہنچ
سر جہل و ناراستی بر نہم
نادانی اور بد چلنی کا خیال نکال دوں
سخن پرور آمد در ایوانِ شاہ
شاہ کے دربار میں سخن پرور پہنچا
دہ از نعمت آباد و مردم خراب
گھر نعمتوں سے آباد اور انسان تباہ دیکھے
یکے شعر گویاں صراحی بدست
کوئی ہاتھ میں صراحی لیے شعر پڑھتا ہوا
زدیگر سو آواز ساقی کہ نوش
دوسری طرف ساقی کی صدا کہ، پی!
سر چنگی از خواب در بر چو چنگ
ستار چی ستار کی طرح نیند سے بغل میں سر دیے ہوئے
بجز نرگس آنجا کسے دیدہ باز
نرگس کے سوا اس جگہ آنکھ نہ کھلی تھی
بر آوردہ زیر از میاں نالہ زار
دھیما سُر نالہ زار پیدا کر رہا تھا
مبدل شد آں عیش صافی بدرد
وہ صاف عیش تلچھٹ سے بدل گیا
بدر کرد گویندہ از سر سرود
گویئے نے سر سے گانے کا خیال نکال دیا
کدو را نشاندند و گردن زدند
انھوں نے کدو کو بٹھایا اور اس کی گردن ماردی
تو گفتی شد ست از بطِ کشتہ خوں
تو کہے گا کہ کشتہ بطخ سے خون جاری ہو گیا
درآں فتنہ دختر بینداخت زود
اس فتنہ میں اس نے جلد لڑکی جن دی

۱؎ یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔
۲؎ یعنی اس شہزادے نے اس بزرگ کو بلا بھیجا۔
۳؎ شراب کے ساتھ گزک کے طور پر عناب اور شکر کا استعمال کرتے تھے۔
۴؎ اس گھر کے انسانوں کی تباہی کا بیان ہے۔
۵؎ یعنی نرگس کے علاوہ سب نیند سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھے۔
۶؎ رود ایک قسم کا باجا تھا جس پر ریشمین تار کسے ہوتے تھے۔



۷؎ کدو میں شراب بھری جاتی تھی۔
۸؎ شراب کی بطخ سے لعل گوں شراب بہنے کا، یہ منظر تھا کہ گویا بطخ ذبح کر دی ہے
۹؎ شراب کو دخترِ رز کہا جاتا ہے۔

شکم تا بنافش دریدند مشک
انھوں نے مشک کو پیٹ سے ناف تک پھاڑ ڈالا

بفرمود تا سنگ صحن سرائے
اس نے حکم دے دیا کہ مکان کے صحن کے پتھر

کہ گلگونہ خمر یاقوت فام
اس لیے کہ یاقوت رنگ کی شراب کا اُبٹن

عجب نیست بالوعہ گر شد خراب
اگر چپہ چپہ مست ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں[1]

دگر ہر کہ بربط گرفتے بکف
پھر جو بھی ہاتھ میں سارنگی پکڑتا تا –

وگر فاسقے چنگ بردے بدوش
اور اگر کوئی فاسق کندھے پر ستار لیجاتا

جوانے سراز کبر و پندار مست
وہ جوان جس کا سر تکبر اور خودی سے مست تھا

پدر بارہا گفتہ بودش بہول
باپ نے ڈانٹ کر کئی بار اس سے کہا تھا

جفائے پدر بردو زندان و بند
اس نے باپ کی سختی برداشت کی اور قیدخانہ اور بیڑیاں

گرش سخت گفتے سخنگوئے سہل
[4] نرم بات کہنے والا اگر اس سے سختی سے کہتا

خیال و غرورش بران داشتے
اس کا گھمنڈ اور غرور اس کو اس پر آمادہ کر دیتا

سپر نفگند شیر غران ز جنگ
[5] دھاڑنے والا شیر لڑائی سے ڈھال نہیں ڈالتا ہے

بنرمی ز دشمن تواں کرد دوست
نرمی سے دشمن کو دوست بنایا جاسکتا ہے

چو سنداں کسے سخت روئی نکرد
کسی نے بھی اہرن کی طرح سخت روئی نہیں کی

بگفتن درشتی مکن با امیر
حاکم کے ساتھ بات کرنے میں سختی نہ برت

باخلاق با ہر کہ بینی بساز
جس کو بھی تو دیکھے اخلاق سے پیش آ

قدح را بر و چشم خونیں پر اشک
اس پر پیالہ کی خونیں آنکھیں پر اشک تھیں

بکندند و کردند نو باز جائے
اکھاڑ دیں اور انھوں نے اس کی جگہ نئے لگا دیے

بشستن نمی شد ز روی رخام
سنگ مرمر کے چہرے سے دھونے سے نہ مٹتا

کہ خوردند اندراں روز چنداں شراب
کیونکہ اس نے اس دن بہت شراب پی

قفا خوردے از دست مردم چو دف
تو ڈھپرے کی طرح لوگوں کے ہاتھ سے طمانچے کھاتا

بمالیدے اوراچو طنبور گوش
تو وہ طنبورہ کی طرح اس کے کان اینٹھتا

چو پیراں بکنج عبادت نشست
بوڑھوں کی طرح عبادت کے گوشہ میں بیٹھ گیا[2]

کہ پاکیزہ رو باش و شایستہ قول
کہ نیک چلن اور مہذب بات والا بن

چناں سود مندش نیامد کہ پند
اس کو ایسی مفید نہ ہوئیں جیسی کہ نصیحت[3]

کہ بیروں کن از سر جوانی و جہل
کہ سر سے جوانی اور نادانی نکال دے

کہ درویش را زندہ نگذاشتے
کہ درویش کو زندہ نہ چھوڑتا

بیندیشد از تیغ براں چنگ
پنجے کی تیغ براں کی سوچتا ہے

چو با دوست نرمی کنی دشمن اوست
جب تو دوست سے ہلکی بات کرے تو اس کا دشمن ہے

کہ خایسک تادیب بر سر نخورد
کہ ادب سکھانے کا ہتھوڑا سر پر نہ کھایا ہو

چو بینی کہ سختی کند سست گیر
جب تو یہ دیکھے کہ وہ سختی کرتا ہے تو نرمی کر

اگر زیر دست ست و گر سرفراز
خواہ وہ ماتحت ہو یا سر بلند

[1] چونکہ شراب بہائی گئی تھی وہ چپہ چپہ میں جمع ہوئی۔
[2] یعنی شہزادہ گوشہ نشین ہو کر عبادت گزار بن گیا۔
[3] یعنی باپ کی سختیاں اس قدر مفید نہ ہوئیں جس قدر بزرگ کی نصیحت
[4] یعنی بزرگ اس سے سختی برتتا
[5] یعنی بہادر آدمی سخت بات سے بگڑ جاتا ہے۔

که ایں گردن از نازکی برکشد
کہ یہ تکبر سے گردن موڑ لے گا
بگفتار خوش واں سہ اندر کشد
میٹھی بات کی وجہ سے اور وہ فرماں بردار بنجائیگا

بشیریں زبانی تواں برد گوے
شیریں زبانی کی وجہ سے بازی جیتی جاسکتی ہے
کہ پیوستہ تلخی برد تند خوے
اس لیے کہ بدمزاج ہمیشہ تلخی اٹھاتا ہے

تو شیریں زبانی ز سعدی بگیر
تو سعدی سے شیریں زبانی حاصل کرے
ترش روئے را گو بتلخی بمیر
ترش رو کو کہہ دے کہ وہ کڑواہٹ سے مرجائے

حکایت طواف عسل
شہد لیکر گھومنے والے کا قصہ

شکر خندۂ انگبیں می فروخت
ایک ہنس مکھ شہد بیچتا تھا
که دلہا ز شیرینیش می بسوخت
کہ اس کی مٹھاس سے دل جلے جاتے تھے

بتانے میاں بستہ چوں نیشکر
نیشکر جیسے کمربستہ معشوق
برو مشتری از مگس بیشتر
مکھیوں سے بھی زیادہ اس کے خریدار تھے

گر او زہر برداشتے فی المثل
اگر مثلاً وہ زہر بھی اٹھا لاتا
بخوردندے از دست او چوں عسل
اس کے ہاتھ سے شہد کی طرح کھا جاتے

گرانے نظر کرد در کار او
ایک بھدے شخص نے اس کے کاروبار کو دیکھا
حسد برد بر روز بازار او
اس کے بازار کی رونق پر اس نے حسد کیا

دگر روز شد گرد گیتی رواں
دوسرے دن اس نے شہر کے چاروں طرف چکر لگایا
عسل بر سر و سرکہ بر ابرواں[1]
سر پر شہد اور ابروؤں پر سرکہ

بسے گشت فریاد خواں پیش و پس
آگے پیچھے چلاتا ہوا بہت پھرا
کہ ننشست بر انگبینش مگس
کیونکہ اس کے شہد پر کوئی مکھی نہ بیٹھی۔

شبانگہ چو نقدش نیامد بدست
رات تک جب کچھ نقد اس کے ہاتھ نہ آیا
بدلتنگ روئے بکنجے نشست
دل تنگی کی وجہ سے ایک کونہ میں بیٹھ گیا

چو عاصی ترش کردہ روی از وعید[2]
اللہ کی دھمکی سے منہ بگاڑے ہوئے گنہگار کی طرح
چو ابروی زندانیاں روز عید
عید کے دن قیدیوں کی ابرو کی طرح

زنے گفت بازی کناں شوے را
ایک عورت نے شوہر سے مذاق میں کہا
عسل تلخ باشد ترش روے را
بدمزاج کا شہد بھی کڑوا ہوتا ہے۔

حرامت بود نان آں کس چشید[3]
اس آدمی کا کھانا چکھنا تیرے لیے حرام ہو
کہ چوں سفرہ ابرو بہم در کشید
جو دسترخوان کی طرح پیشانی پر سلوٹیں ڈالے

مکن خواجہ بر خویشتن کار سخت
اے صاحب اپنا کام سخت نہ بنا
کہ بدخوئے باشد نگونسار بخت
اس لیے کہ بدعادت اوندھے نصیبہ کا ہوتا ہے

گرفتم کہ سیم و زرت چیز نیست
میں نے مانا کہ چاندی سونا تیرے پاس کچھ نہیں ہے
چو سعدی زبان خوشت نیز نیست
کیا سعدی کی طرح تیرے پاس میٹھی زبان بھی نہیں ہے

[1] ابرو والا پر سرکہ سے مراد بدمزاجی ہے۔
[2] یعنی ایسا منہ بگاڑ کر بیٹھ گیا جیسا کہ گنہگار اللہ کی وعید پر یا قیدی عید کے دن۔
[3] بدمزاج شخص کے یہاں کھانا بھی درست نہیں ہے۔

حکایت در معنی تواضع نیکمرداں

حکایت نیک انسانوں کی تواضع کے بیان میں

شنیدم کہ فرزانۂ حق پرست
میں نے سنا ہے کہ ایک حق پرست عقلمند
گریباں گرفتش یکے رند مست
کا گریبان ایک مست رند نے پکڑ لیا

ازاں تیرہ دل مرد صافی دروں
صاف باطن انسان نے اس سیاہ دل کے
قفا خورد و سر برنکرد از سکوں
طمانچے کھائے اور سکون کی وجہ سے سر نہ اٹھایا

یکے گفتش آخر نہ مردی تو نیز
کسی نے اس سے کہا آخر تو بھی مرد ہے
تحمل دریغست ازیں بے تمیز
اس بے تمیز کی برداشت قابل افسوس ہے

شنید ایں سخن مرد پاکیزہ خوے
پاکیزہ طبیعت انسان نے یہ بات سنی
بدو گفت زیں نوع با من مگوے
اس سے کہا اس قسم کی بات مجھ سے نہ کر

درد مست ناداں گریبان مرد
ناداں مست ایسے بہادر کا گریبان پھاڑ ڈالتا ہے
کہ با شیر جنگی سگالد نبرد
جو شیر جیسے پنجہ والے سے لڑائی کی سوچتا ہے

ز ہشیار عاقل نترسد کہ دست (۱)
ہوشیار آدمی سے عقلمند اس کا اندیشہ نہیں کرتا ہے
زند در گریبان ناداں مست
کہ وہ ناداں مست کے گریبان پر ہاتھ ڈالیگا

ہنرور چنیں زندگانی کند
ہنرمند اس طرح زندگی بسر کرتا ہے
جفا بیند و مہربانی کند
کہ ظلم سہتا ہے اور مہربانی کرتا ہے

(۱) یہ کسی ہوشیار سے یہ کبھی توقع نہیں ہوتی کہ وہ کسی رند سے دست و گریباں ہوگا یعنی تو بھی کتے کو کاٹ لیتا

حکایت در معنی عزت نفس مرداں

حکایت مردوں کی عزت نفس کے بیان میں

سگے پاے صحرا نشینے گزید
ایک کتے نے ایک صحرا نشین کے پیر میں کاٹ لیا
بخشمے کہ زہرش ز دنداں چکید
ایسے غصہ سے کہ اس کے دانتوں سے زہر ٹپک رہا تھا

شب از درد بیچارہ خوابش نبرد
بیچارہ کو درد کی وجہ سے رات کو نیند نہ آئی
بخیل اندرش دخترے بود خرد
اس کے خاندان میں ایک چھوٹی سی لڑکی تھی

پدر را جفا کرد و تندی نمود
باپ پر سختی کرنے لگی اور غصہ ہوئی
کہ آخر ترا نیز دنداں نبود
کہ آخر تیرے دانت نہ تھے

پس از گریہ مرد پراگندہ روز
پریشان روزگار رونے کے بعد
بخندید کاے بابک دلفروز
ہنس پڑا کہ اے دل کو روشن کرنیوالی بی بی

مرا گرچہ ہم سلطنت بود و پیش
اگرچہ میرے پاس بھی طاقت تھی
دریغ آمدم کام و دندان خویش
میں نے اپنے منہ اور دانتوں کو بچایا

محالست گر تیغ بر سر خورم
اگر میں سر پر تلوار کھا جاؤں تو بھی ناممکن ہے
کہ دنداں بپاے سگ اندر برم
کہ میں کتے کے پیر میں دانت گھسا دوں

تواں کرد با ناکساں بدرگی
نالائقوں کے ساتھ برائی کی جا سکتی ہے
ولیکن نیاید ز مردم سگی
لیکن انسان سے کتا پن نہیں ہو سکتا

حکایت خواجۂ نیکوکار و بندۂ نافرمان

نیک آقا اور سرکش غلام کا قصہ

بزرگے ہنرمند آفاق بود
ایک بزرگ تمام زمانے کا ہنرمند تھا

ازیں خیرہ مغزے موئے بالیدہٗ
اس بدہیات کے بال بڑھے ہوتے

چو ثعبانش آلودہ دنداں بزہر
اس کے دانت اژدہے کی طرح زہر آلودہ تھے

مدامش بروی آب چشم سبل
روئے ہوں والی آنکھ کا پانی ہمیشہ چہرہ پر

گرہ وقت پختن برابرو زدے
پکانے کے وقت ابرو پر گرہ ڈال لیتا

دمادم بناں خوردنش ہم نفس
دمادم روٹی کھانے میں ساتھ رہتا

نہ گفت اندرو کار کردے نہ چوب
اس میں نہ بات کام کرتی نہ لکڑی

گہے خار و خس در رہ انداختے
کبھی کانٹے اور تنکے راستے میں ڈال دیتا

ز سیماش وحشت فراز آمدے
اس کے چہرے سے وحشت معلوم ہوتی

کسے گفت ازیں بندۂ بدخصال
کسی نے کہا اس بدعادت غلام سے

نیرزد وجودے بدیں ناخوشی
اس برائی کے ساتھ اس کا وجود اس لائق نہیں ہے

منت بندۂ خوب نیکوسیر
میں تیرے لیے ایک خوبصورت، نیک عادت غلام

وگر یک بسیج آورد سر مپیچ
اگر ایک پیسہ لگے تو انکار نہ کرنا

شنید ایں سخن مرد نیکو نہاد
نیک طبیعت انسان نے یہ بات سنی

بدست ایں پسر طبع و خویش ولیک
اس لڑکے کی طبیعت اور عادت بری ہے لیکن

غلامش نکوہیدہ اخلاق بود
اس کا غلام برے اخلاق کا تھا

بدے سرکہ در روے مالیدہٗ
بگڑا، منہ پر سرکہ ملے ہوتا

گرو بردہ از زشت رویان شہر
شہر کے بدصورتوں سے بازی لے گیا تھا

دمیدے و بوئے پیاز از بغل
نمودار رہتا اور بغل کی پیاز کی بدبو

چو پختند با خواجہ زانو زدے
جب پکالیتے تو آقا کے ساتھ ران ملا کر بیٹھتا

وگر مردے آبے ندادے بکس
اور اگر کوئی مر بھی جاتا تو پانی نہ پلاتا

شب و روز از و خانہ در کند و کوب
رات اور دن اس کی وجہ سے گھر درہم برہم

گہے ماکیاں در چہ انداختے
کبھی مرغیوں کو کنوئیں میں پھینک آتا

نرفتے بکارے کہ باز آمدے
کسی بھی کام کو نہ جاتا کہ واپس لوٹ کر آتا

چہ خواہی ادب یا ہنر یا جمال
تو کیا چاہتا ہے ادب یا ہنر یا حسن

کہ جورش پسندی و بارش کشی
کہ تو اس کا ظلم پسند کرے اور اس کا بوجھ اٹھائے

بدست آرم ایں را بہ نخاس بر
لے آؤں گا اس کو بردہ فروش کے یہاں لے جا

گرانست اگر راست خواہی بہیچ
اگر سچ کہلوانا ہی تو وہ مفت بھی گراں ہے

بخندید کاے یار فرخ نژاد
ہنسا کہ اے مبارک ذات یار

مرا ز و طبیعت شود خوئے نیک
اس کی وجہ سے میری طبیعت نیک عادت ہو جائیگی

۱؎ یعنی بدمزاج تھا۔
۲؎ یعنی چندھا تھا اور بغل گند کا بھی تھا۔
۳؎ نہ برا بھلا کہنا مفید تھا، نہ مار پیٹ۔
۴؎ یعنی شرارتیں بھی کرتا رہتا تھا
۵؎ کہیں جاکر کوئی کام نہ کرتا تھا۔
۶؎ ایک پیسہ میں بھی بیچ ڈالنا خریدا کے لیے یہ مفت بھی گراں ہے۔

چو زو کردہ باشم تحمّل بسے
جب اس کی بہت برداشت کر لوں گا
توانم جفا بردن از ہر کسے
تو ہر شخص کا ظلم برداشت کر سکوں گا

مروّت ندانم کہ کفرو شمش
میں شرافت نہیں سمجھتا ہوں کہ اس کو بیچوں
بد بگیر کسے عیب برگو یمش
کسی دوسرے سے اس کا عیب کہوں

چو من در بلایش تحمّل کنم
اگر میں اس کی مصیبت کو برداشت کروں
بسے بہ بود گر تحوّل کنم
یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ اسکو کسی کے حوالے کردوں

چو خود را پسندی کسے را پسند
تو جو اپنے لیے پسند کرے دوسرے کے لیے بھی پسند کر
تو در زحمتی دیگرے را مبند
تو تکلیف میں ہے تو دوسرے کو مبتلا نہ کر

تحمّل چو زہرت نماید نخست
برداشت کرنا ابتدائً تجھے زہر معلوم ہوگا
ولے شہد گردد چو در طبع رست
لیکن شہد بن جائے گا جب طبیعت میں رچ جائیگا

حکایت معروف کرخی و مسافر رنجور

معروف کرخی اور ایک بیمار مسافر کا قصہ

کسے راہِ معروف کرخی نجست
کسی ایسے شخص نے معروف کرخی کا راستہ نہیں ڈھونڈا
کہ ننہاد معروفی از سر نخست
جس نے سب سے پہلے دماغ سے شہرت نہ نکال دی ہو

شنیدم کہ مہمانش آمد یکے
میں نے سنا ہے کہ اس کے پاس ایک مہمان آیا
ز بیماریش تا بمرگ اندکے
جس کی بیماری اور موت میں تھوڑا سا فاصلہ تھا

سرش موی و رویش صفا ریختہ
اس کا سر بالوں کو اور چہرہ رونق کو ختم کر چکا تھا
بموئیش جاں در تن آویختہ
ایک بال کی بقدر اس کی جان جسم میں لگی تھی

شب آنجا بیفگند و بالش نہاد
اس نے رات کو اس جگہ پڑاؤ کر دیا اور تکیہ لگا لیا
رواں دست در بانگ و نالش نہاد
فوراً واویلا اور آہ و زاری شروع کر دی

نہ خوابش گرفتے بشب یک نفس
نہ اس کو ایک سانس کی بقدر نیند آئی
نہ از دست فریاد او خواب کس
نہ اس کی فریاد کے ہاتھوں کسی دوسرے کو نیند آئی

نہادے پریشاں و طبعے درشت
اس کا مزاج پریشان اور طبیعت سخت تھی
نمی مرد و خلقے بحجت بکشت
خود تو نہ مرا اور مخلوق کو حجت بازی سے مار ڈالا

ز فریاد و نالیدن و خفت و خیز
اس کی فریاد اور رونے اور بے چینی کی وجہ سے
گرفتند از و خلق راہِ گریز
مخلوق نے اس سے راہ گریز اختیار کر لی

ز دیار مردم دراں بقعہ کس
اس جگہ کے رہنے والوں میں اگر کوئی تھا
ہماں ناتواں ماند و معروف و بس
تو وہی بیمار اور بس معروف کرخی رہے

شنیدم کہ شبہا ز خدمت نخفت
میں نے سنا کہ بہت سی راتیں خدمتگزاری کی وجہ سے نہ سوئے
چو مرداں میاں بست و کرد انچہ گفت
مردوں کی طرح کمربستہ رہے اور وہی کرتے جو وہ کہتا

شبے بر سرش لشکر آورد خواب
ایک رات کو ان پر نیند نے لشکر کشی کر دی
کہ چند آورد مرد ناخفتہ تاب
اس لئے کہ بدوں سوئے کوئی کتنی تاب لاسکتا ہے

ملہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ مومن وہی ہے جو اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

ملہ یعنی کرخی کے راہ سلوک پر جو شخص چلنا چاہے اس کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے سر سے شہرت اور تکبر نکال دے۔

ملہ معروف نام ہے یہ بزرگ کرخ کے رہنے والے تھے۔

ملہ نہ خود سوتا تھا نہ دوسروں کو سونے دیتا تھا۔

ملہ لوگوں سے بدمزاجی کرتا سب لوگ گھبرا کر بھاگ گئے۔

بیکدم کہ چشمانش خفتن گرفت
تھوڑی دیر کے لیے ان کی آنکھوں نے سونا شروع کیا

کہ لعنت بریں نسل ناپاک باد
کہ اس ناپاک نسل پر لعنت ہو

بلند اعتقادان پاکیزہ پوش
متکبر ہیں، خوش پوشاک ہیں

چہ داند لت انبانے ازخواب مست
بڑے پیٹ والے، نیند سے مست کو کیا معلوم

سخنہائے منکر بمعروف گفت
حضرت معروف کو اس نے بری باتیں کہیں

فرو خورد شیخ ایں حدیث از کرم
شیخ تو شرافت کی وجہ سے یہ باتیں پی گئے

یکے گفت معروف را در نہفت
ایک نے چپکے سے معروف سے کہا

بروزیں سپس گو سر خویش گیر
اس کے بعد جا اور کہہ! اپنا راستہ پکڑ

نکوئی و رحمت بجائے خود است
بھلائی اور رحم اپنی جگہ ہے

سر سفلہ را گرد بالش منہ
کمینہ کا سر تکیہ پر نہ رکھ

مکن با بداں نیکی اے نیک بخت
اے نیک بخت بروں کے ساتھ نیکی نہ کر!

نگویم مراعات مردم مکن
میں یہ نہیں کہتی ہوں کہ لوگوں کی خاطر تواضع نہ کر

باخلاق نرمی مکن با درشت
سخت کے ساتھ اخلاق سے ساتھ نرمی نہ کر

گر انصاف خواہی سگ حق شناس
اگر انصاف کی بات چاہتا ہے تو حق شناس کتا

برف آب رحمت مکن بر خسیس
کمینہ پر برف کے پانی سے مہربانی نہ کر

ندیدم چنیں ہیچ بر ہیچ کس
میں نے ایسا ہیچ در ہیچ آدمی نہیں دیکھا

مسافر پراگندہ گفتن گرفت
مسافر نے بکنا شروع کیا

کہ نامند و ناموس و زرق اند و باد
کہ محض نام اور عزت کے ہیں اور مکر او رغرور ہیں

فریبندۂ پارسائی فروش
فریب دینے والے ہیں، بزرگی فروش ہیں۔

کہ بے چارۂ دیدہ برہم نہ بست
کہ کسی بیچارے نے پلک بھی نہیں جھپکائی ہے

کہ یکدم چرا غافل از وے بخفت
کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے اس سے غافل ہو کر کیوں سوئے

شنیدند پوشیدگان حرم
حرم کی مستورات نے سن لیں

ندیدی کہ درویش نالاں چہ گفت
تجھے معلوم نہیں، نالاں فقیر نے کیا کہا ہے

تعنت ببر جائے دیگر بمیر
مصیبت لے جا، دوسری جگہ جا کر مر!

ولے با بداں نیک مردی بد است
لیکن بروں کے ساتھ نیکی بری ہے

سر مردم آزار بر سنگ بہ
لوگوں کو ستانے والے کا سر پتھر پر بہتر ہے

کہ در شورہ ناداں نشاند درخت
کیونکہ کھاری زمین میں بے وقوف درخت لگاتا ہے

کرم پیش نامرداں گم مکن
کمینوں پر کرم کر کے ضائع نہ کر

کہ سگ را نمالند چوں گربہ پشت
کہ بلی کی طرح کتے کی کمر نہیں سہلاتے ہیں

بسیرت بہ از مردم ناسپاس
ناشکر گزار انسان سے عادت میں بہتر ہے

چو کردی مکافات بر یخ نویس
اگر کرتا ہے تو بدلہ برف پر لکھ

مکن ہیچ رحمت بریں ہیچ کس
اس ناکس پر کچھ شفقت نہ کر

۱؎ یعنی اس نے حضرت معروف کرخی کو ہی نہیں بلکہ سب بزرگوں کو گالیاں دینی شروع کر دیں

۲؎ اس سے مراد معروف کرخی ہیں

۳؎ یعنی یہ بیمار مہمان تو کتے سے بھی بدتر ہے۔

۴؎ بریخ نوشتن ضائع کرنا۔

بخندید و گفت اے دلارام جفت
وہ ہنسے اور بولے کہ اے دل کی راحت، بیوی
پریشاں مشوزیں پریشاں کہ گفت
ان بیہودہ باتوں سے جو اس نے کہیں پریشان نہ ہو

گراز ناخوشی کرد بر من خروش
اگر ناراضی سے اس نے مجھ پر غصہ کیا
مرا ناخوش از وے خوش آمد بگوش
تو اس کی ناراضی میرے کانوں کو اچھی معلوم ہوئی

جفائے چنیں کس بباید شنود
کسی ایسے آدمی کی جفا کو سننا چاہیے
کہ نتواند از بے قراری غنود
جو بے چینی کی وجہ سے نہ سو سکے

چو خود را قوی حال بینی و خوش
جب تو اپنے آپ کو خوش حال اور قوی دیکھے
بشکرانہ بار ضعیفاں بکش
تو شکرانہ میں کمزوروں کا بار برداشت کر

اگر خود ہمیں صورتی چوں طلسم
اگر تو خود یہی طلسم کی سی صورت ہے
بمیری و اسمت بمیرد چو جسم
تو تو مرجائے گا اور تیرا نام بھی جسم کی طرح مرجائے گا

وگر پروراند درخت کرم
اگر تو کرم کے درخت کی پرورش کرے گا
بر نیک نامی خوری لاجرم
تو لامحالہ نیک نامی کا پھل کھائے گا

نہ بینی کہ در کرخ تربت بسیست
تو نے نہیں دیکھا کہ کرخ میں بہت سی قبریں ہیں
بجز گور معروف معروف نیست
لیکن حضرت معروف کی قبر کے سوا کوئی مشہور نہیں ہے

بدولت کسانے سر افراختند
دولت کے ذریعہ وہی لوگ سر بلند ہوئے ہیں
کہ تاج تکبر بینداختند
جنھوں نے تکبر کے تاج کو اتار پھینکا ہے

تکبر کند مرد حشمت پرست
دبدبہ پرست انسان تکبر کرتا ہے
نداند کہ حشمت بحلم اندرست
اس کو یہ معلوم نہیں کہ دبدبہ بردباری میں ہے

حکایت در معنی سفاہت نااہلاں و تحمل نیک مرداں

قصہ نااہلوں کی بیوقوفی اور نیک مردوں کی بردباری کے بیان میں

طمع برد شوخے بصاحبدلے
ایک شریر ایک صاحب دل کے پاس ضرورت لیکر گیا
نبود آں زماں درمیاں حاصلے
اس وقت ہمیانی میں کچھ نہ تھا

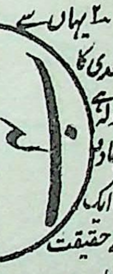
کمر بند و دستش تہی بود و پاک
اس کا کمربند اور ہاتھ بالکل خالی تھا
کہ زر بر فشاندے بروئیش چو خاک
کہ مٹی کی طرح اس کے منہ پر روپیہ اتارتا

بروں تاخت خواہندۂ خیرہ روئے
بے شرم سائل باہر نکلا
نکوہیدن آغاز کردش بکوئے
گلی میں پہنچکر اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا

کہ زنہار ازیں کژدمانِ خموش
ان خاموش بچھوؤں اور
پلنگانِ درندۂ صوف پوش
کمبل پوش پھاڑنے والے چیتوں سے پناہ ہو

کہ چوں گربہ زانو بدل بر نہند
بلی کی طرح زانو دل پر دھرے بیٹھے رہتے ہیں
وگر صیدے افتد چو سگ در جہند
اور اگر کوئی شکار پھنس جائے تو کتے کی طرح چھلانگ لگاتے ہیں

سوئے مسجد آوردہ دکانِ شید
وہ مکر کی دکان مسجد میں لایا ہے
کہ در خانہ کمتر تواں یافت صید
اس لیے کہ گھر میں شکار کم پھنستا ہے



۱؎ جو باتیں اس نے غصے میں کہی ہیں وہ مجھے ناگوار نہیں گذریں۔
۲؎ یہاں سے سعدی کا مقولہ ہے۔
۳؎ جادو ٹونا ایک بے حقیقت چیز ہیں۔
۴؎ مراقبہ کی نشست کی تعبیر کر رہا ہے۔

ره کاروان شیر مردان زنند
شیر مرد قافلے پر راہزنی کرتے ہیں

سپید و سیه پاره بردوخته
سفید اور کالے پیوند لگائے ہوئے ہیں

زہے جو فروشان گندم نمائے
کیا خوب گندم نما جو فروش ہیں

مبیں در عبادت که پیرانند و سست
عبادت کے وقت یہ نہ سمجھ کہ وہ بوڑھے اور سست ہیں

عصائے کلیم اند بسیار خوار
بسیار خوار حضرت موسیٰ کی لاٹھی ہیں

نه پرہیزگار و نه دانشورند
نہ پرہیزگار ہیں، نہ عقلمند

عبائے بلیلانه در تن کنند
حضرت بلال حبشی جیسی عبا بدن پر رکھتے ہیں

ز سنت نه بینی درایشاں اثر
تو ان میں سنت کا کوئی نشان نہ دیکھے گا

شکم تا سر آگنده از لقمه تنگ
سر تک پیٹ لقموں سے خوب بھرا ہوا

نخواهم درین باب ازین بیش گفت
میں اس بارے میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا

فرو گفت ازین شیوه نادیده گوے
بدوں دیکھے کہنے والے نے اس قسم کی بہت سی باتیں کہیں

یکے کرده بے آبروئی بسے
جوانی بہت بے آبروئی کر چکا ہو

مریدے بشیخ این سخن نقل کرد
ایک مرید نے شیخ سے یہ باتیں نقل کر دیں

بدے در قفا عیب من گفت و خفت
بُرے شخص نے میرے پیچھے پیچھے میرے عیب بیان کیے اور چھپ گیا

یکے تیرے افگند و در ره فتاد
ایک شخص نے تیر چلایا اور وہ راستہ میں گر گیا

تو بر داشتی و آمدی سوئے من
تو اٹھا لایا اور میری طرف چلا

ولے جامه مردم اینان کنند
لیکن یہ لوگوں کے کپڑے اتارتے ہیں

بسالوس و پنهان زر اندوخته
مکاری سے اور اندر سونا جمع کیے ہوئے

جہاں گرد و شب کوک و خرمن گدائے
دنیا گھومنے والے، رات کو دعا دینے والے، کھلیان کے بھکاری

که در رقص و حالت جوانند و چست
اس لیے کہ رقص اور وجد میں جوان اور چست ہیں

پس آنگه نمایند خود را نزار
پھر اپنے آپ کو کمزور ظاہر کرتے ہیں

همیں بس که دنیا بدیں میخورند
بس یہی کافی ہے کہ دین کے ذریعہ دنیا کو نگلتے ہیں

بدخل حبش جامه زن کنند
حبش کی آمدنی سے بیوی کے جوڑے بناتے ہیں۔

مگر خواب پیشین و نان سحر
ہاں دوپہر کا سونا اور سحری کھانا

چو زنبیل دریوزه هفتاد رنگ
گداگر کی جھولی کی طرح ستر قسم ہے

که شنعت بود سیرت خویش گفت
اس لیے کہ اپنی حالت بیان کرنا بدنامی کی بات ہے

نه بیند هنر دیده عیب جوے
عیب جو آنکھ ہنر نہیں دیکھتی ہے

چه غم دارد ش ز آبروے کسے
اس کو کسی کی آبرو کی کیا فکر ہوتی ہے

اگر راست پرسی نه از عقل کرد
اگر سچ پوچھتا ہے تو اس نے عقل کی بات نہ کی

بتر زو قرینے که آورد و گفت
وہ ساتھی اس سے برا ہے جو لایا اور بیان کیا

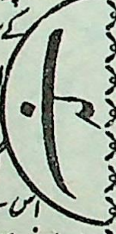
و جودم نیازرد و رنجم نداد
اس نے میرے جسم کو نہ ستایا اور مجھے تکلیف نہ دی

همی در سپوزی به پہلوئے من
اور میرے پہلو میں چبھا رہا ہے

ق

ا۔ شب کوک وہ فقرا کہلاتے تھے جو رات کو کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر نام بنام دعائیں کرتے تھے اور صبح کو بھیک مانگتے تھے۔

۲۔ حضرت موسیٰ ؑ کا عصا چونکہ جادوگروں کے سب اژدہے نگل گیا تھا اس لیے بسیار خوری میں مشہور رہے۔



۳۔ یعنی بے پناہ آمدنی کو عورتوں کے جوڑے بنانے میں صرف کر ڈالتے ہیں۔

بخندید صاحبدل نیک خوئے — که سهل است ازیں بیشتر گو بگوئے
نیک عادت صاحبدل ہنسا — کہ اس سے زیادہ کہنا آسان ہے، کہے

ہنوز آنچه گفت از بدم اندکیست — از آنها که من دانم از صد یکیست
اب تک جو کچھ اس نے کہا ہے میری برائی کا تھوڑا حصہ ہے — جو میں جانتا ہوں ان میں سے سو میں سے ایک ہے

ز روئے گماں بر من اینها که بست — من از خود یقیں می شناسم که هست
گمان سے جو کچھ باتیں اس نے مجھ سے متعلق کی ہیں — میں خود یقین سے جانتا ہوں کہ وہ ہیں

وے امسال پیوست با ما وصال — کجا داندم عیب هفتاد سال
اس نے امسال ہم سے اپنا جوڑ لگایا ہے — وہ میرے ستر سالہ عیبوں کو کہاں جان سکتا ہے

به از من کس اندر جہاں عیب من — نداند بجز عالم الغیب من
دنیا میں میرے عیب مجھ سے بہتر — علاوہ عالم الغیب کے کوئی نہیں جانتا ہے

ندیدم چنیں نیک پندار کس — که پنداشت عیب من اینست و بس
میں نے ایسا نیک گمان شخص نہ دیکھا — جو یہ سمجھا کہ میرے صرف یہی عیب ہیں

بمحشر گواه گناهم گر اوست — ز دوزخ نترسم که حالم نکوست
محشر میں اگر وہی میرے گناہوں کا گواہ ہے — تو دوزخ سے میں نہیں ڈرتا اس لیے کہ پھر تو میرا حال بہتر ہے

گرم عیب گوید بد اندیش من — بیا گو ببر نسخه از پیش من
اگر میرا کوئی مخالف عیب بیان کرے — اس کو کہدو کہ میرے پاس سے کتاب لیجا

کساں مرد راه خدا بوده اند — که برجاس تیر بلا بوده اند
وہی لوگ خدا کی راہ کے مرد ہوئے ہیں — جو مصیبت کے تیر کا ہدف بنے ہیں

زباں باش تا پوستینت درند — که صاحبدلاں بار شوخاں برند
خاموش رہ یہاں تک کہ وہ تیری چمڑی پھاڑ دیں — اس لیے کہ صاحب دل بروں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں

گر از خاک مردم سبوئے کنند — بسنگش ملامت کناں بشکنند
اگر لوگ انسانوں کی مٹی کی صراحی بناتے ہیں — تو ملامت کرنے والے پتھر سے اسکو توڑ ڈالیں گے

حکایت در گستاخی درویشان و حلم پادشاهان

قصہ درویشوں کی گستاخی اور بادشاہوں کی بردباری کے بیان میں

ملک صالح از پادشاهان شام — بروں آمدے صبحدم با غلام
صالح بادشاہ شام کے بادشاہوں میں سے — صبح کے وقت غلام کے ساتھ باہر نکلتا

بگشتے در اطراف بازار و کوئے — برسم عرب نیمه بر بسته روئے
چاروں طرف بازار اور کوچوں میں گھومتا — عرب کے طریقے پر آدھا منہ ڈھکے

که صاحب نظر بود و درویش دوست — هر آنکس دو دارد ملک صالح اوست
کیونکہ وہ صاحب نظر اور فقیر دوست تھا — جس میں یہ دو باتیں ہوں نیک بادشاہ وہی ہے

دو درویش در مسجدے خفته یافت — پریشاں دل و خاطر آشفته یافت
ایک مسجد میں دو درویشوں کو سویا ہوا پایا — پریشان دل اور پراگندہ طبیعت پایا

۱؎ یعنی اس کو تو میرے عیبوں پر گمان ہے اور مجھے خود یقین ہے۔

۲؎ یعنی اس نے تو اپنی دانست کے اعتبار سے بڑے تھوڑے سے عیبوں کا اظہار کیا ہے لہذا وہ نیک گمان ہے۔

۳؎ میرے عیبوں کا کچا چٹھا میرے پاس ہے اگر کوئی بیان کرنا چاہے تو میرے پاس آئے اور میرا کچا چٹھا لے جائے

۴؎ یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔

۵؎ ملک شام کے بادشاہ کا نام ہے۔

۶؎ عرب کے سردار منہ پر ڈھاٹا باندھتے تھے۔

شب سرد شاں دیدہ نابردہ خواب
ٹھنڈی رات میں ان کی آنکھ نہ لگی تھی

یکے زاں دو میگفت با دیگرے
ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا

گرایں پادشاہان گردن فراز
اگر یہ متکبر بادشاہ

درآیند با عاجزاں در بہشت
غریبوں کے ساتھ بہشت میں آئیں گے

بہشت بریں ملک و ماوائے ماست
اونچی[1] بہشت ہماری ملکیت اور ٹھکانا ہے

ہمہ عمر ازیناں چہ دیدی خوشی
ان سے تمام عمر تونے کیا خوشی دیکھی ہے۔

اگر صالح آنجا بدیوار باغ
اگر صالح وہاں جنت کی دیوار کے پاس

چو مرد ایں سخن گفت و صالح شنید
جب مرد نے یہ بات کہی اور صالح نے سنی

دمے رفت تا چشمۂ آفتاب
تھوڑا[3] وقت گذرا کہ آفتاب کے چشمہ نے

رواں ہر دو کس را فرستاد و خواند
اس[4] نے ایک شخص کو بھیجا اور دونوں کو فوراً طلب کر لیا

بر ایشاں ببارید باران جود
ان پر سخاوت کی بارش برسائی

پس از رنج سرما و باران و سیل
جاڑے اور بارش اور بہاؤ کی تکلیف اٹھانے کے بعد

گدایان بے جامہ شب کردہ روز
وہ[5] فقیر جنہوں نے بدون کپڑے کے رات سے صبح کی تھی

یکے گفت ازیناں ملک را نہاں
ان میں سے ایک نے آہستہ سے بادشاہ کہا

پسندیدگاں در بزرگی رسند
پسندیدہ لوگ بڑے مرتبہ کو پہنچتے ہیں

شہنشہ ز شادی چو گل بر شگفت
بادشاہ خوشی سے پھول کی طرح کھل گیا

ق

چو حربا[1] تامل کناں زآفتاب
وہ گھر گٹ کی طرح سورج کو تک رہے تھے

کہ ہم روز محشر بود داورے
کہ قیامت میں بھی کوئی جھگڑا چکانے والا ہوگا

کہ در لہو و عیش اند و با کام و ناز
جو کھیل کود عیش اور مقصد اور ناز میں لگے ہیں

من از گور سر بر نگیرم ز خشت
تو میں قبر کی اینٹ سے سر نہ اٹھاؤں گا

کہ بند غم امروز بر پائے ماست
اس لیے کہ آج ہمارے پیر میں غم کی بیڑی ہے

کہ در آخرت نیز زحمت کشی
کہ آخرت میں بھی تو تکلیف اٹھائے

درآید بکفشش بدرم دماغ
بھی آئے گا تو جوتے سے اس کا سر پھاڑ دوں گا

دگر بودن آنجا مصالح ندید
پھر وہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا

ز چشم خلائق فرو شست خواب
لوگوں کی آنکھوں سے نیند دھو دی

بہیبت نشست و بحرمت نشاند
دبدبہ سے خود بیٹھا اور ان کو عزت سے بٹھایا

فرو شست شاں گرد ذل از وجود
ان کے جسم سے ذلت کی دھول دھو ڈالی

نشستند با نامداران خیل
وہ دونوں لشکر کے سرداروں کے ہمنشین بن

معطر کناں جامہ بر عود سوز
اگر دان پر اپنے کپڑوں کو معطر کر رہے تھے

کہ اے حلقہ در گوش و حکمت جہاں
اے وہ کہ دنیا تیرے حکم کی غلام ہے

ز ما بندگانت چہ آمد پسند
ہم خادموں کا تجھے کیا پسند آیا

بخندید در روئے درویش و گفت
فقیر کے سامنے ہنسا اور کہا

[1] مشہور ہے کہ گھر گٹ سورج سے آنکھ لڑاتا ہے
[2] بہشت ہماری جاگیر ہے۔ بادشاہوں کو وہاں نہ آنے دیں گے۔
[3] دن چڑھ گیا اور لوگ نیند سے بیدار ہو گئے
[4] آدمی بھیج کر ان کو دونوں فقیروں کو بلا لیا
[5] بادشاہ کے کرم سے پہلے ننگے سوتے تھے اب معطر کپڑوں میں ملبوس ہیں۔

من آں کس نیم کز غرور حشم
بس وہ شخص نہیں ہوں کہ دبدبہ کے غرور سے
ز بیچارگاں روئے درہم کشم
عاجزوں سے ناراض ہوں

تو ہم با من از سر بنہ خوئے زشت
تو بھی میرے ساتھ بری عادت سر سے نکال دے
کہ ناسازگاری کنی در بہشت
کہ تو جنت میں ناموافقت کرے

من امروز کردم درِ صلح باز
میں نے آج صلح کا دروازہ کھول دیا ہے
تو فردا مکن در بروئیم فراز
تو کل کو میرے اوپر دروازہ بند نہ کرنا

چنیں راہ گر مقبلی پیش گیر
اگر تو صاحب اقبال ہے تو یہ راستہ اختیار کر
شرف بایدت دست درویش گیر
تجھے بزرگی چاہیے تو فقیر کی دستگیری کر

برا از شاخ طوبیٰ کسے بر نداشت
طوبیٰ کی شاخ سے ایسے شخص نے پھل نہ حاصل کیا
کہ امروز تخم ارادت نکاشت
جس نے آج ارادتمندی کا بیج نہ بویا

ارادت نداری سعادت مجوئے
اگر ارادتمندی نہیں ہے تو نیک بختی نہ تلاش کر
بچوگان خدمت تواں برد گوئے
خدمت کے بلے سے ہی گیند لے جائی جا سکتی ہے

ترا کے بود چوں چراغ التہاب
تجھے چراغ جیسی روشنی کب حاصل ہو سکتی ہے
کہ از خود پُری ہمچو قندیل از آب
جب کہ تو پانی سے بھری ہوئی قندیل کی طرح خودی سے بھرا ہوا ہے

وجودے دہد روشنائی بجمع
وہی وجود کسی مجمع کو روشنی دیتا ہے
کہ سوزیش در سینہ باشد چو شمع
جس کے سینہ میں شمع کی سی سوزش ہو

حکایت اندر محرومی خویشتن بیناں

قصہ خود پسندوں کی محرومی کے بیان میں

یکے در نجوم اندکے دست داشت
ایک شخص کو نجوم سے تھوڑی واقفیت تھی
ولیک از تکبر سرِ مست داشت
لیکن تکبر سے سر مست رکھتا تھا

سوئے کوشیار آمد از راہ دور
دور دراز راستہ سے کوشیار کے پاس آیا
دلے پر ارادت سرِ پُر غرور
دل عقیدت سے بھرپور، سر غرور سے پُر

خردمند ازو دیدہ در دوختے
عقلمند اس سے آنکھ بھینچ لیتا
یکش حرف خدمت نیاموختے
علم کا ایک حرف اس کو نہ سکھاتا

چو بے بہرہ عزمِ سفر کردہ باز
جب بے بہرہ رہ کر دوبارہ کسی کے سفر کا ارادہ کیا
بدو گفت دانائے گردن فراز
تو سر بلند عقلمند نے اس سے کہا

تو خود را گماں بردۂ پُر خرد
تو نے اپنے آپ کو عقلمند خیال کر لیا ہے
انائے کہ پُر شد دگر چوں پُرد
جو برتن بھرا ہوا ہو پھر وہ کیسے بھرے گا

ز دعویٰ تہی آئے تا پُر شوی
دعوے سے خالی ہو کر آ، تاکہ پُر ہو سکے
تو از خود پُری زاں تہی می روی
تو خودی سے پُر ہے اسی وجہ سے خالی جا رہا ہے

ز ہستی در آفاق سعدی صفت
دنیا میں سعدی کی طرح خودی سے
تہی گرد و باز آئے پُر معرفت
خالی ہو اور پھر، معرفت سے پُر ہو کر واپس ہو

۱ یعنی اگرچہ تم لوگوں نے مجھے برا بھلا کہا تھا لیکن میں ناراض نہیں ہوں
۲ فقیر نے یہی جملہ بولا تھا۔
۳ یہاں سے شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔
۴ سیشہ کے برتنوں میں پانی اور ناریل کا تیل بھر کر بتی روشن کرتے تھے۔
۵ ابوالحسن کوشیار مشہور نجومی ہے جو شیخ ابو علی سینا کا استاد تھا
۶ پُر غرور سر میں علم کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

حکایت در معنی تسلیم و حق شناسی آں
نقشہ تسلیم اور اس کا حق پہچاننے کے بیان میں

بخشم از ملک بندہ سر بتافت
ایک غلام نے بادشاہ سے غصہ میں سرتابی کی

بفرمود جستن کسش در نیافت
اس نے اسکو ڈھونڈھنے کا حکم دیا کسی نے اس کو نہ پایا

چو باز آمد از راہ خشم و ستیز
جب وہ واپس لوٹا تو غصہ اور لڑائی کی وجہ سے

بشمشیر زن گفت خونش بریز
بادشاہ نے جلاد سے کہا اس کا خون بہا دے

بخون تشنہ جلاد نامہرباں
خون کے پیاسے نامہربان جلاد نے

بروں کردہ چوں تشنہ دشنہ زباں
پیاسی زبان کی طرح خنجر باہر نکالا

شنیدم کہ گفت از دل تنگ ریش
میں نے سنا ہے کہ اس نے زخمی تنگ دل سے کہا

خدایا بحل کردمش خون خویش
اے خدا میں نے اپنا خون بادشاہ کو بخشا

کہ پیوستہ در نعمت و ناز و نام
اس لئے کہ ہمیشہ نعمت اور ناز اور نام میں

در اقبال او بودہ ام دوست کام
اس کے اقبال میں میں خوش و خرم رہا ہوں

مبادا کہ فردا بخون منش
ایسا نہ ہو کہ کل کو میرے خون میں

بگیرند و خرم شود دشمنش
اس کو گرفتار کریں اور اس کے دشمن خوش ہوں

ملک را چو گفت وے آمد بگوش
جب بادشاہ کے کان میں اس کی گفتگو پڑی

دگر دیگ خشمش نیاورد جوش
تو پھر اس کے غصہ کی دیگ کو جوش نہ آیا

بسے بر سرش داد و بر دیدہ بوس
اس کے سر اور آنکھوں کے بہت بوسے لیے

خداوند رایت شد و طبل و کوس
وہ جھنڈے اور طبل اور نقارے والا ہو گیا

برفق از چناں سہمگن جایگاہ
ایسے خوفناک مقام سے نرمی کی وجہ سے

رسانید دہرش بداں پایگاہ
زمانہ نے اس کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا

غرض زیں حدیث آنکہ گفتار نرم
اس بات کا مقصد یہ ہے کہ نرم بات

چو آبست بر آتش مرد گرم
گرم انسان کی آگ پر پانی کی طرح ہے

نہ بینی کہ در معرض تیغ و تیر
تو نے نہیں دیکھا کہ تلوار اور تیر کے میدان میں

بپوشند خفتان صد تو حریر
ریشمی کپڑے کی سو تہ کا خفتان پہنتے ہیں

تواضع کن اے دوست با خصم تند
اے دوست بدمزاج دشمن سے تواضع کر

کہ نرمی کند تیغ برندہ کند
اس لیے کہ نرمی کاٹنے والی تلوار کو کند کر دیتی ہے

ل اس کو لشکر کا سردار بنا دیا
۲ خفتان ریشمین کپڑے کے چوغے کو کہا جاتا تھا جو سو تہوں سے بنایا جاتا تھا نرمی کی وجہ سے اس پر تیر اور تلوار اثر نہ کرتا تھا۔

حکایت در عجز و نیازمندی صالحاں
نیکوں کی عاجزی اور نیازمندی کے بیان میں

ز ویرانہ عارف ژندہ پوش
اے گدڑی پوش عارف کے گھر سے

یکے را نباح سگ آمد بگوش
ایک شخص کے کان میں کتے کے بھونکنے کی آواز آئی

بدل گفت کوئے سگ اینجا چراست
اپنے دل دل میں کہا تو بتا کتا یہاں کیوں ہے

درآمد کہ درویش صالح کجاست
اندر گیا کہ نیک فقیر کہاں ہے

نشان سگ از پیش و از پس ندید
آگے پیچھے کتے کے نشان نہ دیکھے

خجل باز گردیدن آغاز کرد
شرمندہ ہو کر واپس لوٹنا شروع کیا

شنید از درون عارف آواز پائے
عارف نے اندر سے پیروں کی آواز سنی

نہ پنداری اے دیدۂ روشنم
اے مری روشن آنکھ تو یہ خیال نہیں کرتا

چو دیدم کہ بیچارگی میخرد
جب میں نے دیکھا کہ وہ عاجزی خریدتا ہے

چو سگ بر درش بانگ کردم بسے
کتے کی طرح اس کے در پر بہت چلایا

چو خواہی کہ در قدرِ والا رسی
اگر تو چاہتا ہے کہ بڑے مرتبے کو پہنچے

درین حضرت آناں گرفتند صدر
اس دربار میں انہی نے صدر مقام حاصل کیا

چو سیل اندر آمد بہول و نہیب
جب بہاؤ ہول اور دبدبہ سے آیا

چو شبنم بیفتاد مسکین و خرد
جب شبنم ذلیل اور مسکین ہو کر گری

بجز عارف آنجا دگر کس ندید
عارف کے سوا وہاں کسی دوسرے کو نہ دیکھا

کہ شرم آمدش بحثِ آں راز کرد
اس لیے کہ اس راز کو کریدنے سے اسے شرم آئی

ہلا گفت بر درچہ پائی درآئے
اس نے کہا خبردار دروازہ پر کیوں کھڑا ہے اندر آجا

اکنون سگ آواز کرد ایں منم
کہ ابھی کتا بھونکا ہے یہ میں ہی ہوں

نہادم ز سر کبر و رائی و خرد
تو میں نے تکبر رائے عقل کو سر سے نکال دیا

کہ مسکین تر از سگ ندیدم کسے
اس لیے کہ کتے سے زیادہ ذلیل میں نے کسی کو نہ دیکھا

ز شیب تواضع ببالا رسی
تو تواضع کی پستی سے اونچائی پر پہنچے گا

کہ خود را فراتر نہادند قدر
جنھوں نے اپنا مرتبہ نیچا رکھا ہے

فتاد از بلندی بسر در نشیب
تو بلندی سے سر کے بل نیچائی میں گرا

نگر کافتابش بعیوق برد
تو دیکھ اس کو آفتاب عیوق تک لے گیا

حکایتِ حاتمِ اصم و سیرت او در تواضع

قصۂ حاتم اصم اور تواضع میں ان کی عادت کے بیان میں

گروہے بر آنند ز اہل سخن
اہل سخن کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے

برآمد طنینِ مگس بامداد
صبح کے وقت مکھی کی بھنبھناہٹ ہوئی

ہمہ ضعف و خاموشیش کید بود
اس کی کمزوری اور خاموشی سب مکر تھا

نگہ کرد شیخ از سرِ اعتبار
عبرت کی رو سے شیخ نے اس کو دیکھا

نہ ہر جا شکر باشد و شہد و قند
ہر جگہ شکر اور شہد اور قند نہیں ہے

کہ حاتم اصم بود باور مکن
کہ حاتم بہرا تھا تو یقین نہ کرنا

کہ در چنبر عنکبوتے فتاد
جو مکڑی کے جالے میں پھنس گئی تھی

مگس قند پنداشتش قید بود
مکھی نے اس کو شکر سمجھا وہ بیڑی تھی

کہ اے پائے بندِ طمع پائے دار
کہ اے لالچ کے قیدی ٹھہر

کہ در گوشہا دامہا راست و بند
بلکہ بہت سے گوشوں میں جال ڈالا اور پھندا ہے

۱۰

۱ میں خود کتے کی آوازیں نکال رہا تھا۔
۲ عیوق چھوٹا سرخ رنگ کا ایک ستارہ ہے جو کہکشاں کے قریب نمودار ہوتا ہے۔
۳ اہل سخن مورخ۔
۴ یعنی مکڑی کی خاموشی مکاری کی وجہ سے تھی۔
۵ یعنی حاتم نے اس سے کہا کہ اب زور لگانا بے کار ہے۔

یکے گفت ازاں حلقۂ اہلِ رائے
اس اہل رائے کی جماعت میں۔ سے ایک بولا

مگس را؛ چوں فہم کردی خروش
مکھی کا شور تونے کیسے جان لیا

ز کا گاہ گردی بہانگِ مگس
جب تو مکھی کی آواز سے باخبر ہو گیا

تبسم کناں گفتش اے تیز ہوش
اس نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا اے تیز ہوش

کسانیکہ با من بخلوت درانند
جو لوگ میری خلوت کے ساتھی ہیں

چو پوشیدہ دارندم اخلاق دول
جب وہ میرے کمزور اخلاق چھپائیں گے

فرا می نمایم کہ می نشنوم
میں یہ ظاہر کرتا ہوں کہ میں سنتا نہیں ہوں

چو کالیوہ دانندم اہلِ نشست
جب ساتھی مجھے بہرہ سمجھیں گے

اگر بد شنیدن نیاید خوشم
اگر برائی سننا مجھے اچھا نہ معلوم ہوگا

بحبلِ ستائش فراچہ مشو
تعریف کی رسی کے ذریعہ کنوئیں میں نہ گر

سعادت نجست و سلامت نیافت
نیک بختی نہ تلاش کی اور سلامتی حاصل نہ کی

ازیں بہ نصیحت گرے بایدت
اس سے بڑھکر تجھے کون سا نصیحت کرنیوالا چاہیے

عجب دارم اے مردِ راہِ خدائے
اے راہ خدا کے مرد مجھے تعجب ہے

کہ ما را بد شخواری آمد بگوش
اس لیے کہ ہمارے کان میں بھی مشکل سے آیا ہے

نشاید اصم خواندنت زیں سپس
تو اس کے بعد تجھے بہرا نہ کہنا چاہیے

اصم بہ کہ گفتارِ باطل نیوش
بہرا اچھا ہے یا بیہودہ بات سننے والا

مرا عیب پوش و ہنر گسترانند
میرے عیب پوش اور ہنر پھیلانے والے ہیں

کنند ہستیم زیرو نخوت زبوں
تو خودی مجھے مغلوب اور تکبر خراب کردیگا

گریز تکلف مبرا شوم
تاکہ اس بننے کی وجہ سے میں عیبوں سے پاک ہو جاؤں

بگویند نیک و بدم ہر چہ ہست
تو میری اچھائی اور برائی جو کچھ بھی کہہ ڈالیں گے

ز کردارِ بد دامن اندر کشم
تو بد عادت سے میں دامن بچالوں گا

چو حاتم اصم باش و غیبت شنو
حاتم کی طرح بہرا بن اور برائی سن

کہ گردن ز گفتارِ سعدی بتافت
جس نے سعدی کی بات سے گردن موڑلی

ندانم پس از وے چہ پیش آیدت
مجھے معلوم نہیں اس کے بعد تجھے کیا پیش آئے

حکایت زاہد و دُزد
چور اور عبادت گذار کا قصہ

عزیزے در اقصائے تبریز بود
تبریز کے اطراف میں ایک باعزت شخص تھا

شبے دید جائیکہ دُزدے کمند
ایک رات اس نے دیکھا کہ ایک چور نے ایک جگہ کمند

کساں را خبر کرد و آشوب خاست
اسلنے لوگوں کو خبردار کردیا اور شور اٹھا

کہ ہموارہ بیدار و شب خیز بود
جو ہمیشہ بیدار اور تہجد گذار تھا

بہ پیچید و بر طرف بامے فگند
لپیٹی اور ایک بالا خانہ کے کنارے پر پھینکی

ز ہر جانبے مردِ با چوب خاست
ہر جانب سے آدمی لکڑی لیکر اٹھے

۱؎ ہم بہرے نہیں ہیں پھر بھی مشکل سے سن پاتے ہیں تو بہرا ہے تونے کیسے سن لیا۔

۲؎ میں بہرا بنا ہوں لوگ بہرا سمجھ کر میرے عیوب میرے سامنے بیان کرلیتے ہیں میں سن کر ان کا ازالہ کرلیتا ہوں

۳؎ سعدی کے بعد سعدی جیسا ناصح ملنا ناممکن ہے۔

۴؎ تبریز ایران کا مشہور شہر ہے جس کی بنیاد ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ نے رکھی تھی۔

چو نامرد آوازِ مردم شنید
جب چور نے آدمیوں کی آواز سنی
نہیبے ازاں گیر و دار آمدش
اس دار و گیر سے اس کو ڈر لگا
میان خطر جائے بودن ندید
تو خطرے میں ٹھہرنے کا موقع نہ دیکھا
گریزے بوقت اختیار آمدش
بروقت بھاگ جانا اس کو مناسب معلوم ہوا
ز رحمت دلِ پارسا موم شد
رحم سے پارسا کا دل موم ہو گیا
کہ شب دُزدِ بیچارہ محروم شد
کہ رات کا چور بیچارہ محروم ہو گیا
بتاریکی از وے فراز آمدش
اندھیرے میں اس سے آگے نکل گیا
براہ دگر پیش باز آمدش
پلٹ کر دوسرے راستے سے اس کے سامنے آیا
کہ یارا مرو کاشنائے توام
اے یار مت بھاگ میں تیری جان پہچان کا ہوں
بمردانگی خاک پائے توام
بہادری میں تیرے پیر کی خاک ہوں
ندیدم بمردانگی چوں توکس
بہادری میں میں نے تجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا
کہ جنگ آوری بر دو نوع است و بس
اس لیے کہ لڑائی بس دو طریقہ سے ہوتی ہے
یکے پیشِ خصم آمدن مردوار
ایک تو دشمن کے مقابلہ میں بہادرانہ آنا
دوم جاں بدر بردن از کارزار
دوسرے لڑائی کے میدان سے جان بچائے جانا
بدیں ہر دو خصلت غلام توام
ان دونوں باتوں میں میں تیرا غلام ہوں
چہ نامی کہ مولائے نامِ توام
تیرا کیا نام ہے میں تیرے نام کا غلام ہوں
گرت رائے باشد بحکم کرم
اگر از روئے عنایت تیری رائے ہو
بجائیکہ می دانمت رہ برم
تو ایک جگہ مجھے معلوم ہے تجھے لے چلوں
سرائیست کوتاہ و در بستہ سخت
ایک چھوٹا سا مکان ہے اور دروازہ خوب بند ہے
نہ پندارم آنجا خداوند رخت
میرا خیال ہے وہاں سامان والا نہیں ہے
کلوخے دو بالائے ہم بر نہیم
اوپر تلے کچھ ڈھیلے رکھ لیں گے
یکے پائے بر دوش دیگر نہیم
ایک دوسرے کے کندھے پر پیر رکھ لیں گے
بچندانکہ در دستت افتد بساز
جو تیرے ہاتھ لگ جائیگا اس پر صبر کر لینا
ازاں بہ کہ گردی تہی دست باز
اس سے بہتر ہوگا کہ تو خالی ہاتھ لوٹے
بدلداری و چاپلوسی و فن
دلداری اور چاپلوسی اور تدبیر سے
کشیدش سوئے خانۂ خویشتن
اس کو اپنے گھر کی طرف کھینچ لے گیا
جواں مردِ شب رو فرو داشت دوش
رات کو چلنے والے جواں مرد نے کندھا دیا
بکتفش برآمد خداوند ہوش
صاحب ہوش اس کے کندھے پر چڑھا
بغلطاق و دستار و رختیکہ داشت
ٹوپی اور عمامہ اور جو سامان بھی اس کے لیا تھا
ز بالا بدامان او در گذاشت
اوپر سے اس کے دامن میں ڈال دیا
وز آنجا برآورد غوغا کہ دزد
اور پھر شور کردیا کہ چور ہے
ثواب اے جوانان و یاری و مزد
اے جوانو! ثواب اور مدد اور اجر کا موقع ہے

۱ پارسا دوسرے راستہ سے پلٹ کر اس چور کے پاس آیا اور بولا۔
۲ تونے بہادری کا یہ دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے
۳ چور نے کندھا دیا اور زاہد اس کے سہارے چڑھ گیا۔
۴ یعنی مدد کروگے تو بڑا ثواب ملیگا۔

بدر جست از آشوب دُزدِ دغل
مکار چور شور کی وجہ سے باہر کو کودا

رواں جامۂ پارسا در بغل
پارسا کا کپڑا بغل میں دبا کر بھاگا

دل آسودہ شد مردِ نیک اعتقاد
نیک اعتقاد مرد کا دل ٹھنڈا ہوگیا

کہ سرگشتہ را برآمد مراد
اس لیے کہ حیران آدمی کی مراد پوری ہو گئی

خبیثے کہ بر کس ترحم نکرد
جس خبیث نے کسی پر رحم نہ کھایا

بہ بخشود بر وے دلِ نیکمرد
اس پر ایک نیک شخص کے دل نے رحم کیا

عجب نیست در سیرت بخرداں
عقلمندوں کی عادت میں یہ تعجب کی بات نہیں ہے

کہ نیکی کنند از کرم با بداں
کہ وہ شرافت کی وجہ سے بروں کے ساتھ نیکی کریں

در اقبال نیکاں بداں میزیند
نیکوں کے اقبال میں برے جیتے ہیں۔

وگر چہ بداں اہلِ نیکی نیند
اگرچہ برے نیکی کے اہل نہیں ہیں

حکایت در معنیٔ جفائے دشمن از بہر دوست
دوست کی خاطر دشمن کے ظلم سہنے کا قصہ

یکے را چو سعدی دل سادہ بود
سعدی کی طرح ایک شخص کا دل بھولا تھا

کہ با سادہ روئے در افتادہ بود
جو ایک بھولی صورت والے پر عاشق تھا

جفا بردے از دشمنِ سختگوئے
سخت بات کہنے والے دشمن کا ظلم سہتا

زچوگانِ سختی بجستے چو گوئے
سختی کے بلے سے گیند کی طرح اچھلتا

زکس چیں برابرو نیفگند اختے
کسی سے ابرو پر شکن نہ ڈالتا

زبازی بہ تندی نپرداختے
ہنسی مذاق سے غصہ میں نہ آتا

یکے گفتش آخر ترا ننگ نیست
ایک شخص نے اس سے کہا تجھے ذلت محسوس نہیں ہوتی

خبر زیں ہمہ سیلی و سنگ نیست
ان سب طمانچوں اور پتھروں کا تجھے پتہ نہیں ہے

تنِ خویشتن سغبہ دوناں کنند
کمینے اپنا بدن چکنا کرتے ہیں

ز دشمن تحمل زبوناں کنند
کمزور انسان دشمن کی برداشت کرتے ہیں

نشاید ز جاہل خطا در گذاشت
جاہل کی خطا معاف نہیں کرنی چاہیے

کہ گویند یارا و مردی نداشت
ورنہ لوگ کہیں گے بہادری اور طاقت نہ رکھتا تھا

چہ خوش گفت شیدائے شوریدہ سر
سر پھرے عاشق نے کیا اچھی بات کہی

جوابے کہ شاید نبشتن بزر
ایسا جواب دیا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے

دلم خانۂ مہرِ یار است و بس
میرا دل تو فقط دوست کی محبت کا گھر ہے

ازاں می نگنجد درو کین کس
اسی وجہ سے اس میں کسی سے کینہ کی گنجائش نہیں ہے

حکایت

چہ خوش گفت بہلولِ فرخندہ خوے
مبارک عادت بہلول نے کیا اچھی بات کہی

چو بگذشت بر عارفِ جنگجوے
جب ایک لڑاکا بزرگ کے پاس سے گذرا

یہاں سے شیخ سعدی کا مقولہ ہے ایک حدیث کا مضمون ہے اگر نیک نہ ہوتے تو بُرے تباہ ہو جاتے ... بہلول ... دور کے ایک بزرگ کا نام ہے جو اپنے آپ کو دیوانہ بنائے ہوئے تھے۔

گر این مدعی دوست بشناختے
اگر یہ بزرگی کا مدعی دوست کو پہچان لیتا

بہ پیکارِ دشمن نپرداختے
تو دشمن کے جھگڑے میں نہ لگتا

گر از ہستیِ حق خبر داشتے
اگر اس کو خدا کے وجود کا پتہ لگ جاتا

ہمہ خلق را نیست پنداشتے
تو تمام مخلوق کو معدوم سمجھتا

حکایت لقمان حکیم با بغدادئے
ایک بغدادی کے ساتھ لقمان حکیم کا قصہ

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود
میں نے سنا ہے کہ لقمان کالے تھے

نہ تن پرور و نازک اندام بود
تن پرور اور نہ نازک بدن تھے

یکے بندۂ خویش پنداشتش
ایک شخص نے بغداد میں ان کو اپنا غلام سمجھ لیا

بہ بغداد در کارِ گل داشتش
اور ان کو مٹی کے کام پر لگا دیا

بسالے سرائے بپرداختش
ایک سال تک اس کے گھر میں لگے رہے

کس از بندۂ خواجہ نشناختش
غلام ہونے کے سوا ان کو کوئی آقا نہ سمجھا

چو پیش آمدش بندۂ رفتہ باز
جب اس کا بھاگا ہوا غلام واپس آ گیا

ز لقمانش آمد نہیبے فراز
تو لقمان سے اسے ڈر لگا

بپایش در افتاد و پوزش نمود
اس کے پیر پر گر پڑا اور معافی چاہی

بخندید لقمان کہ پوزش چہ سود
لقمان ہنسے کہ معافی سے کیا فائدہ

بسالے ز جورت جگر خوں کنم
ایک سال تک تیرے ظلم سے میں نے دل کو خون بنایا ہے

بیک ساعت از دل بدر چوں کنم
ایک دم میں دل سے کیسے نکال دوں

ولے ہم ببخشایم اے نیک مرد
لیکن اے نیک مرد میں معاف کرتا ہوں

کہ سودِ تو مارا زیانے نہ کرد
اس لیے کہ تیرے فائدے نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا

تو آباد کردی شبستان خویش
تو نے اپنا زنانہ خانہ آباد کیا

مرا حکمت و معرفت گشت بیش
میری دانائی اور معرفت بڑھی

غلامیست در رختم اے نیک بخت
اے نیک بخت میرے مال میں ایک غلام ہے

کہ فرمائیمش وقتہا کارِ سخت
میں اس کو بسا اوقات سخت کام کو کہہ دیتا ہوں

دگرہ نیازارمش سخت دل
میں اس کے دل کو پھر زیادہ نہ ستاؤں گا

چو یاد آیدم سختیِ کارِ گل
جب مجھے مٹی کے کام کی مشقت یاد آئے گی

ہر آں کس کہ جورِ بزرگاں نبرد
جس شخص نے بڑوں کا ظلم نہ سہا ہو

نسوزد دلش بر ضعیفان خرد
چھوٹے کمزوروں پر اس کا دل نہیں جلتا

چنیں گفت بہرام شہ با وزیر
بہرام بادشاہ نے وزیر سے یہ کہا

کہ دشخوار با زیر دستاں مگیر
کہ ماتحتوں سے سخت کام نہ لے

گر از حاکماں سختت آید سخن
اگر حاکموں کی بات تجھے سخت لگے

تو بر زیر دستاں درشتی مکن
تو ماتحتوں پر سختی نہ کر

؎ چونکہ اپنا غلام ہونے کے مغالطہ میں ان سے خدمت لی تھی۔

حکایت جنید بغدادی و سیرت او در تواضع

جنید بغدادی اور تواضع میں ان کی عالی کردار کا قصہ

شنیدم که بر دشت صنعا جنید[1]
میں نے سنا ہے کہ صنعا کے جنگل میں جنید نے

سگے دید برکنده دندان صید
ایک کتا دیکھا جس کے شکار کے دانت اکھڑے ہوئے تھے

ز نیروی سر پنجه شیر گیر
شیر کو پکڑ لینے والے پنجہ کی طاقت کے بعد

فرو مانده عاجز چو روباه پیر[2]
بوڑھی لومڑی کی طرح لاچار ہو گیا تھا

پس از غرم و آهو گرفتن به پے
بھاگ کر ہرن اور پہاڑی بکرے پکڑنے کے بعد

لگد خورده از گوسپندان حے[3]
محلہ کی بکریوں کی دولتیاں کھائے ہوئے تھا

چو مسکین و بے طاقتش دید و ریش
جب انھوں نے اس کو کمزور اور عاجز اور زخمی دیکھا

بدو داد یک نیمه از زاد خویش
اپنے توشے کا آدھا اس کو دیدیا

شنیدم که میگفت و خون میگریست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے اور خون کے آنسو روتے تھے

که داند که بهتر ز ما هر دو کیست
کہ کون جانتا ہے کہ ہم دونوں میں بہتر کون ہے

بظاهر من امروز ازیں بهترم
بظاہر میں آج اس سے بہتر ہوں

دگر تا چه راند قضا بر سرم
پھر دیکھئے قضا میرے سر پر کیا لا ڈالے

گرم پائے ایمان نلغزد ز جائے
اگر ایمان کے پیر نے اپنی جگہ سے لغزش نہ کی

بسر بر نهم تاج عفو خدائے[4]
تو خدا کی معافی کا تاج سر پر رکھوں گا

وگر کسوت معرفت در برم
اور اگر معرفتِ خداوندی کا لباس میرے جسم پر

نماند به بسیار ازیں کمترم
نہ رہے تو میں اس سے بہت کمتر ہوں

که سگ با همه زشت نامی چو مرد
اس لیے کہ کتا باوجود تمام بدنامی کے جب مرا

مر او را بدوزخ نخواهند برد[5]
اس کو دوزخ میں نہ لے جائیں گے

ره این است سعدی[6] که مردان راه
سعدی، راستہ یہی ہے کہ طریقت کے لوگوں نے

بعزت نکردند در خود نگاه
عزت سے کبھی اپنے اندر نگاہ نہیں کی

ازیں بر ملائک شرف داشتند
اسی وجہ سے وہ فرشتوں سے بزرگ ہو گئے

که خود را به از سگ نه پنداشتند
چونکہ خود کو انہوں نے کتے سے بہتر نہیں سمجھا

حکایت پارسا و بربط زن

پارسا اور گویئے کا قصہ

یکے بربطے در بغل داشت مست
ایک مست بغل میں بربط رکھتا تھا

بشب در سر پارسائے شکست[7]
جس کو اس نے رات کے وقت ایک پارسا کے سر پر توڑ ڈالا

چو روز آمد آں نیک مرد حلیم
جب دن ہوا تو وہ بردبار نیک انسان

بر سنگ دل برد یکمشت سیم
اس سنگ دل کے پاس ایک مٹھی چاندی لے گیا

که دوشینه مغرور بودی و مست
کہ گزشتہ شب تو مغرور اور مست تھا

ترا و مرا بربط و سر شکست
تیری بربط اور میرا سر ٹوٹا

---

[1] بغداد کے رہنے والے مشہور بزرگ ہیں۔
[2] وہ کتا اس قدر بوڑھا ہو گیا تھا کہ کچلیاں گر گئی تھیں
[3] لومڑی خود شکار نہیں کر سکتی ہے دوسرے کا شکار کیا ہوا کھا لیتی ہے۔
[4] یعنی اگر قیامت میں ایماندار ثابت ہو گیا۔
[5] دوزخ اور جنت انسانوں کے لیے ہے۔
[6] یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے۔
[7] یعنی اس بربط کو اس قدر زور سے پارسا کے سر پر مارا کہ ٹوٹ گیا۔

مرا بہ شد آں زخم و بر خاست بیم
میرا وہ زخم اچھا ہو گیا اور اندیشہ جاتا رہا

ترا بہ نخواہد شد اِلّا بسیم
تیری برابط زروپیہ سے ہی ٹھیک ہو گی

ازیں دوستان خدا بر سرند
اسی سبب سے خدا کے دوست سردار ہیں

کہ از خلق بسیار بر سر خورند
کیونکہ مخلوق کی بہت سی باتیں برداشت کرتے ہیں

حکایت در معنیٰ صبر مرداں بر جفائے نااہلاں
فقیروں کے ظلم پر شریفوں کے صبر کے بیان میں

شنیدم کہ در خاک وخش از مہاں
بیں نے سنا ہے کہ وخش کی سرزمین میں بڑوں میں سے

یکے بود در کنج خلوت نہاں
ایک تنہائی کے گوشہ میں چھپے تھے

مجرّد[1] بمعنیٰ نہ عارف بدلق
جو حقیقت میں آزاد تھے نہ کہ گدڑی کے فقیر

کہ بیروں کند دست حاجت بخلق
جو ضرورت کا ہاتھ مخلوق کے سامنے پھیلائے

سعادت گشادہ درے سوئے او
نیک بختی نے ان کی جانب دروازہ کھول رکھا تھا

در از دیگراں بستہ بر روئے او
ان پر دوسروں کا دروازہ بند کر دیا تھا

زباں آورے بے خرد سعی کرد
ایک بیوقوف زباں دراز نے کوشش کی

ز شوخی بہ بد گفتن نیک مرد
بدتمیزی سے نیک انسان کو برا کہنے کی

کہ زنہار ازیں مکر و دستان و ریو
کہ اس مکر و حیلے اور فریب سے پناہ

بجائے[2] سلیماں نشستن چو دیو
سلیمان کی جگہ پر دیو کی طرح بیٹھنا

دمادم بشویند چوں گربہ روئے
بلی کی طرح دمادم منہ صاف کرتے ہیں

طمع کردہ در صید موشان کوئے
گلی کے چوہوں کے شکار کا لالچ کر کے

ریاضت کش از بہر نام و غرور
نام اور دھوکے کے لیے ریاضت کرنے والے ہیں

کہ طبل تہی را رود بانگ دور
اس لیے کہ خالی ڈھول کی آواز دور تک جاتی ہے

ہمی گفت و خلقے برو انجمن
وہ یہ کہہ رہا تھا اور ایک مخلوق اس کے پاس جمع تھی

برایشاں تفرّج کناں مرد و زن
مرد اور عورت اس پر ٹھٹھا کر رہے تھے

شنیدم کہ بگریست دانائے وخش
میں نے سنا ہے کہ وخش کا عقلمند رو پڑا

کہ یارب مر ایں شخص را توبہ بخش
کہ اے خدا اس شخص کو توبہ کی توفیق دے

دگر راست گفت ایخداوند پاک
اے خداوند پاک اور اگر اس نے سچ کہا ہے

مرا توبہ دہ تا نگردم ہلاک
تو مجھے توبہ کی توفیق دے تاکہ میں تباہ نہ ہوں

پسند آمد از عیب جوئے خودم
مجھے اپنے عیب جو کی یہ بات پسند آئی ہے

کہ معلوم من کرد خوئے بدم
کہ اس نے میری بد عادت مجھے بتا دی ہے

گرانی کہ دشمنت گوید مرنج
اگر تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تیرا دشمن تجھے کہتا ہے تو رنجیدہ نہ ہو

وگر نیستی گو برو باد سنج
اور اگر تو ایسا نہیں ہے تو کہہ دے جا بکواس کئے جا

وگر ابلہے مشک را گندہ گفت
اگر کسی بیوقوف نے مُشک کو بدبودار کہا ہے

تو مجموع شو کو پراگندہ گفت
تو مطمئن رہ کہ اس نے بکواس کی ہے

۱؎ دنیا کے علائق سے حقیقتاً آزاد تھے۔

۲؎ مشہور ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی صخرہ نامی دیو نے ان کی لونڈی سے حاصل کر لی تھی اور چند دن اس کے ذریعہ ان کے تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتا رہا۔ یعنی بزرگوں کی جگہ مکار آ بیٹھے ہیں

وگر میرود در پیاز این سخن
اور اگر پیاز کے بارے میں یہ گفتگو چلے
چنین است گو گنده مغزی مکن
تو کہہ دے کہ ہاں ایسی ہی لاحاصل بحث نہ کر

نہ آئین عقلست و رای و خرد
عقل اور رائے اور خرد کا دستور یہ نہیں ہے
کہ دانا فریب مشعبد خورد
کہ عقلمند انسان شعبدہ باز سے دھوکہ کھائے

پس کار خویش آنکہ عاقل نشست
جس نے اپنے کام کا انجام سمجھ کر کام کیا
زبان بداندیش بر خود ببست
اس نے مخالف کی اپنے سے زبان بندی کردی

تو نیکو روش باش تا بدسگال
تو نیک چلن رہ تا کہ بداندیش
نیابد بنقص تو گفتن مجال
کو تیری برائی کرنے کی مجال نہ ہو

چو دشخوارت آید ز دشمن سخن
جب تجھے دشمن کی بات گراں گذرے
تو بر زیردستاں درشتی مکن
تو تو ماتحتوں پر سختی نہ کر

جز آں کس ندانم نکوگوئے من
میں اپنے آپکو اچھا کہنے والا بجز اس شخص کے کسی کو نہیں سمجھتا ہوں
کہ روشن کند بر من آہوئے من
جو میرا عیب مجھ پر ظاہر کردے

حکایت امیر المومنین علی و سیرت او در تواضع

امیر المومنین علی اور ان کی تواضع کی عادت کا قصہ

کسے مشکلے برد پیش علی رض
کوئی شخص اپنی مشکل حضرت علی کے پاس لے گیا
مگر مشکلش را کند منجلی
شاید وہ اس کی مشکل حل کردیں

امیر عدو بند کشور کشائے
دشمن کو قید کرنے والے، ملک کو فتح کرنے والے امیر نے
جوابش بگفت از سر علم و رائے
علم اور عقل کی رو سے اس کو جواب دیا

شنیدم کہ شخصے دراں انجمن
میں نے سنا ہے کہ ایک شخص نے اسی محفل میں
بگفتا چنیں نیست یا بوالحسن
کہا اے ابو الحسن ایسا نہیں ہے

نرنجید ازو حیدر نامجوئے
نامور حیدر اس سے رنجیدہ نہ ہوئے
بگفت ار تو دانی ازیں بہ بگوئے
کہا اگر تجھے اس سے بہتر معلوم ہے تو تو بتادے

بگفت آنچہ دانست و پاکیزہ گفت
جو کچھ وہ جانتا تھا اس نے کہا اور اچھا کہا
بگل چشمۂ خور نشاید نہفت
آفتاب کے چشمہ کو مٹی میں نہیں چھپایا جاسکتا ہے

پسندید ازو شاہ مرداں جواب
شاہ مرداں نے اس کا جواب پسند فرمایا
کہ من برخطا بودم او بر صواب
کہ میں غلطی پر تھا وہ درست ہے

بہ از من سخن گفت و دانا یکیست
اس نے مجھ سے بہتر بات کہی ہے اور دانا تو ایک ہی ہے
کہ بالاتر از علم او علم نیست
جس کے علم سے بڑھکر علم نہیں ہے

گر امروز بودے خداوند جاہ
اگر آج کوئی صاحب مرتبہ ہوتا
بکردے خود از کبر در وے نگاہ
تو تکبر کی وجہ سے اس کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاتا

بدر کردے از بارگہ حاجبش
اس کا ڈیوڑھی بان اس کو دربار سے نکال دیتا
فرو کوفتندے بناواجبش
ناحق اس کی پٹائی کرتے

۱؎ یعنی دشمن کی واقعی اور غیر واقعی بات کو سمجھ کر معاملہ کرنا چاہیے۔
۲؎ یعنی کسی مشکل مسئلہ کا جواب دریافت کرنے گیا۔
۳؎ حضرت علی رض کی کنیت ہے
۴؎ یعنی صحیح بات لامحالہ روشن ہوکر رہتی ہے۔
۵؎ یہاں سے شیخ سعدی رح کا مقولہ شروع ہوتا ہے۔

کہ من بعد بے آبروئی کمن
کہ اس کے بعد کسی کی بے آبروئی نہ کرنا
ادب نیست پیش بزرگاں سخن
بڑوں کے سامنے بات کرنا ادب نہیں ہے

یکے را کہ پندار در سر بود
جس کے سر میں غرور ہو
مپندار ہرگز کہ حق بشنود
ہرگز نہ خیال کرنا کہ وہ سچی بات سنے گا

ز علمش ملال آید از وعظ ننگ
علم سے اس کو ملال آتا ہے، وعظ سے ذلت
شقائق بباراں نروید ز سنگ
گل لالہ بارش سے پتھر سے نہیں اگتا ہے

نہ بینی کہ از خاک افتادہ خوار
تو نے نہیں دیکھا کہ گری پڑی ذلیل مٹی سے
بروید گل و بشگفد نو بہار
پھول اگتا ہے اور نو بہار کھلتی ہے

مریز اے حکیم آستیں ہائے دُر
اے دانا موتی بھری آستین نہ بکھیر
کجا بینی از خویشتن خواجہ پُر
جہاں صاحب کو خودی سے پُر دیکھے

بچشم کساں در نیاید کسے
انسانوں کی نگاہ میں ایسا شخص نہیں بھاتا
کہ از خود بزرگی نماید بسے
جو بہت زیادہ اپنی بڑائی جتائے

مگو تا بگویند شکرت ہزار
خود نہ جتا تاکہ ہزاروں تیری بھلائی بیان کریں
چو خود گفتی از کس توقع مدار
جب تو خود کہے تو پھر کسی سے توقع نہ رکھ

حکایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قصہ

۱۰ یعنی پیٹتے ہوئے یہ کہتے

گدائے شنیدم کہ در تنگ جائے
میں نے سنا ہے کہ ایک تنگ جگہ میں ایک فقیر
نہادش عمر پائے بر پشت پائے
کے پیر پر حضرت عمرؓ نے پیر رکھ دیا

ندانست درویش بیچارہ کوست
فقیر بیچارہ نے نہ جانا کہ وہ کون ہے
کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست
اس لیے کہ رنجیدہ انسان دشمن و دوست میں پہچان نہیں کرتا

بر آشفت بروی کہ کوری مگر
ان پر وہ بگڑ گیا کہ شاید تو اندھا ہے
بدو گفت سالار عادل عمر
منصف سردار حضرت عمرؓ نے اس سے کہا

نکورم و لیکن خطا رفت کار
میں اندھا تو نہیں ہوں لیکن کام غلط ہو گیا
ندانستم از من گنہ در گذار
مجھے محسوس نہ ہوا میری خطا معاف کر دے

چہ منصف بزرگان دیں بودہ اند
بزرگانِ دین کس قدر منصف تھے
کہ با زیر دستاں چنیں بودہ اند
جو ماتحتوں کے ساتھ ایسے تھے

فروتر بود ہوشمند گزیں
پسندیدہ ہوشمند منکسر مزاج ہوتا ہے
نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں
میوے بھری شاخ زمین پر سر رکھ دیتی ہے

بنازند فردا تواضع کناں
تواضع کرنے والے کل کو ناز کریں گے
نگوں از خجالت سر گردناں
متکبروں کا سر شرمندگی سے نگوں ہوگا

اگر می بترسی ز روز شمار
اگر تو حساب کے دن سے ڈرتا ہے
ازاں کز تو ترسد خطا در گذار
تو جو تجھ سے ڈرتا ہے اس کی خطا معاف کر

مکن چیرہ بر زیر دستاں ستم
اے زبردست ماتحتوں پر ظلم نہ کر

کہ دستیست بالائے دست تو ہم
اس لیے کہ ایک ہاتھ تیرے ہاتھ سے بھی اوپر ہے

حکایت

یکے خوب کردار خوشخوئے بود
ایک شخص نیک چلن کا خوش خلق تھا

کہ بدسیرتاں را نکو گوئے بود
جو بُروں کو بھی بھلا کہتا تھا

بخوابش کسے دید چوں در گذشت
جب وہ مرگیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا

کہ بارے حکایت کن از سر گذشت
کہ ذرا اپنی سرگذشت بتادے

دہانے بخندہ چو گل باز کرد
اس نے پھول کی طرح ہنسی سے منہ کھولا

چو بلبل بصورت خوش آغاز کرد
بلبل کی طرح خوش الحانی سے شروع کیا

نگفتند با من بسختی بسے
انھوں نے مجھ سے سختی سے بات نہیں کی

کہ من سخت نگرفتمے بر کسے
اس لیے کہ میں نے کسی کے ساتھ سختی نہ کی تھی

حکایت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ و شکستگی او

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تواضع کا قصہ

چنیں یاد دارم کہ سقائے نیل
مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ نیل کے سقے نے

نکرد آب بر مصر سالے سبیل
ایک سال مصر پر سبیل نہ لگائی

گروہے سوئے کوہساراں شدند
ایک گروہ پہاڑوں کی طرف روانہ ہوا

بزاری طلبگار باراں شدند
عاجزی کے ساتھ بارش کے طلبگار بنے

گرستند و از گریہ جوئے رواں
وہ روئے اور رونے سے نہر بہ گئی

بباید مگر گریہ آسماں
شاید آسمان کو رونا آجائے

بذی النون خبر بُرد ازاں شاں کسے
ان میں سے کوئی ذوالنون کے پاس خبر لے گیا

کہ بر خلق رنجست و سختی بسے
کہ مخلوق پر بہت رنج اور سختی ہے

فرو ماندگاں را دعائے بکن
عاجزوں کے لیے دعا کر دیجیے

کہ مقبول را رد نباشد سخن
اس لیے کہ مقبول شخص کی بات رد نہیں ہوتی ہے

شنیدم کہ ذوالنون بمدین گریخت
میں نے سنا ہے کہ ذوالنون مدین کو بھاگ گئے

بسے برنیامد کہ باراں بریخت
زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ بارش برس گئی

خبر شد بمدین پس از روز بیست
بیس روز بعد مدین میں خبر پہنچی

کہ ابر سیہ دل بر ایشاں گریست
کہ سیاہ دل ابر ان پر رو پڑا ہے

سبک عزم باز آمدن کرد پیر
بڑے میاں نے فوراً واپسی کا قصد کیا

کہ پُر شد سبیل بہاراں غدیر
اس لیے کہ موسم بہار کے بہاؤ سے تالاب بھر گئے

بپرسید ازو عارفے در نہفت
ایک بزرگ نے ان سے چپکے سے پوچھا

چہ حکمت دریں رفتنت بود گفت
آپ کے جانے میں کیا حکمت تھی انھوں نے فرمایا

۱ ذوالنون یعنی مچھلی والا۔ یہ مصر کے ایک مشہور بزرگ کا لقب پڑ گیا تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار سمندری سفر میں ان پر کسی نے موتی کی چوری کا الزام لگایا وہ بری تھے ان کی دعا سے بہت سی مچھلیاں منہ میں موتی لیے نمودار ہوئیں انھوں نے ایک موتی لیکر الزام لگانے والے کو دے دیا۔

۲ دریائے نیل کی طغیانی سے مصر کی زمین سیراب ہوتی ہے وہاں بارش کم برستی ہے۔

۱۰

۳ استسقار کی نماز کے لیے باہر نکلے۔

۴ یعنی لوگوں کے آنسو بشکل نہر بہنے لگے۔

۵ اولیاء اللہ کی دعا قبول کر لی جاتی ہے۔

۶ یعنی کالی گھٹا ان پر برس گئی ہے۔

۷ یعنی ذوالنون۔

شنیدم کہ بر مرغ و مور و دداں
میں نے سنا ہے کہ پرندا ور چیونٹی اور درندوں پر

شود تنگ روزی بفعلِ بداں
بُروں کے کارناموں سے روزی تنگ ہوتی ہے

دریں کشور اندیشہ کردم بسے
میں نے بہت سوچا اس ملک میں

پریشاں تر از خود ندیدم کسے
اپنے سے زیادہ کسی کو گنہگار نہ دیکھا

برفتم مبادا کہ از شرِّ من
تو میں نکل گیا کہیں ایسا ہو کہ میرے شر کی وجہ سے

بہ بندد درِ خیر بر انجمن
خیر کا دروازہ مجمع پر بند ہو جائے

توانگہ شوی پیش مردم عزیز
تو لوگوں کے نزدیک باعزت جب ہی ہوگا

کہ مر خویشتن را نگیری بچیز
کہ خاص اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے

بزرگے کہ خود را بخردی شمرد
جس بڑے نے اپنے آپکو چھوٹا سمجھا

بدنیا و عقبیٰ بزرگی ببرد
وہ دنیا اور عقبیٰ میں بزرگی لے گیا

ازیں خانداں[2] بندۂ پاک شد
اس خاندان میں سے وہی بندہ پاک بنا ہے

کہ در پائے کمتر کسے خاک شد
جو کسی کمتر کے پانوں کی خاک بن گیا ہے

الا اے[3] کہ بر خاک ما بگذری
اے وہ انسان جو ہماری مٹی پر سے ہو کر گزرے

بخاکِ عزیزاں کہ یاد آوری
تجھے بزرگوں کی مٹی کی قسم کہ یاد کر لینا

کہ گر خاک شد سعدی او را چہ غم
کہ اگر سعدی مٹی بن گیا ہے تو اس کو کیا غم ہے

کہ در زندگی خاک بود است ہم
اس لیے کہ وہ تو زندگی میں بھی مٹی تھا

بہ بےچارگی تن فرا خاک داد
عاجزی کے ساتھ جسم کو مٹی کے نیچے کر دیا

وگر گرد[4] عالم برآمد چو باد
اگرچہ دنیا کے گرد ہوا کی طرح گھوما

بسے بر نیاید کہ خاکش خورد
زیادہ دن نہ گذریں گے کہ اس کو مٹی کھا جائے گی

دگر بارہ بادش بعالم برد
ہوا اس کو دوبارہ جہاں میں اڑائے پھرے گی

نگر تا گلستانِ معنی شگفت
غور کر جب سے حقیقت کا باغ کھلا ہے

برو ہیچ بلبل چنیں خوش نگفت
اس پر کسی بلبل نے ایسی خوش الحانی نہیں کی ہے

عجب گر بمیرد چنیں بلبلے
تعجب ہے اگر ایسی بلبل مر جائے

کہ بر استخوانش نروید گلے
کہ اس کی ہڈیوں پر کوئی پھول نہ کھلے

باب پنجم در رضا[5]
پانچواں باب رضا کے بیان میں

شبے زیتِ فکرت ہمی سوختم
ایک رات میں نے فکر کا تیل جلایا

چراغِ بلاغت برافروختم
میں نے بلاغت کا چراغ روشن کیا

پراگندہ گوئے حدیثم شنید
ایک بیہودہ گو نے میرا کلام سنا

جز احسنت گفتن طریقے ندید
تو نے کیا خوب کہا کہنے کے علاوہ اس کو کوئی راستہ نظر

ہم از خبثِ نوعے درو درج کرد
پھر بھی ایک قسم کی خباثت اس میں ملادی

کہ ناچار فریاد خیزد زدرد
اس لیے کہ درد سے مجبوراً آہ نکلتی ہے

۱ یہ شیخ سعدی کا مقولہ ہے
۲ یعنی خاندانِ بنی آدم
۳ جو شخص ہماری قبر پر سے گذرے اسے بزرگوں کی قبر کی قسم ہے کہ وہ ہمیں دعاءِ خیر میں یاد کرے
۴ یعنی سیاحی کی ہے
۵ اللہ کے فیصلہ پر راضی ہونا

که فکرش بلیغست و رایش بلند
کہ اس[1] کی فکر بلیغ ہے اور اس کی رائے بلند ہے

ق
در این شیوهٔ زهد و طامات و پند
اسی زہد کے شیوے میں اور بزرگوں کی باتوں اور نصیحت میں

نه در خشت[2] و گوپال و گرز گران
نہ کہ خشت اور گوپال اور بھاری گرز کے بیان میں

که این شیوه ختمست بر دیگران
اس لیے کہ یہ طریقہ تو دوسروں[3] پر ختم ہے

نداند که ما را سر جنگ نیست
اسے معلوم نہیں کہ ہمیں جنگ سے دلچسپی نہیں ہے

وگرنه مجال سخن تنگ نیست
ورنہ بات کا میدان تنگ نہیں ہے

توانم که تیغ زبان برکشم
میں یہ کر سکتا ہوں کہ زبان کی تلوار سونت لوں

جهان سخن را قلم درکشم
شاعری کی دنیا پر قلم پھیر دا ولں

بیا تا درین شیوه چالش کنیم
آ اسی طریقہ پر دوڑ لگائیں

سر خصم را سنگ بالش کنیم
دشمن کے سر کو سرہانے کی اینٹ بنائیں

گفتار در صبر و رضا و تسلیم بحکم قضا
کہاوت صبر اور رضا اور قضا رخداوندی پر سر جھکانے کے بیان میں

سعادت به بخشایش داور است
نیک[4] بختی اللہ کی دین سے ہے

نه در چنگ و بازوی زور آور است
طاقت ور بازو کے پنجہ میں نہیں ہے

چو دولت نه بخشد سپهر بلند
اگر بلند آسمان دولت نہ بخشے

نیاید بمردانگی در کمند
تو وہ بہادری سے کمند میں نہیں آتی

نه سختی رسید از ضعیفی بمور
ضعیفی کی وجہ سے چیونٹی کو مشکل نہیں پیش آئی

نه شیران بسرپنجه خوردند و زور
نہ شیروں نے پنجہ کی طاقت اور زور سے کھایا

چو نتوان بر افلاک دست آختن
جب آسمانوں پر دست درازی نہیں ہو سکتی

ضرورست با گردشش ساختن
تو اس کی گردش سے بنائے رکھنا ضروری ہے

گرت زندگانی نبشت است دیر
اگر اس نے تیری زندگی دراز لکھی ہے

نه مارت گزاید نه شمشیر و شیر
نہ تجھے سانپ ڈسے گا، نہ تلوار، نہ شیر

وگر در حیاتت نماندست بهر
اور اگر زندگی میں تیرا حصہ نہیں رہا ہے

چنانت کشد نوشدارو که زهر
تجھے نوشدارو زہر کی طرح مار ڈالے گا

نه رستم چو پایان روزی بخورد
کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب رستم نے روزی کا آخری حصہ کھا لیا

شغاد[5] از نهادش برآورد گرد
تو شغاد نے اس کے وجود سے دھول اڑا دی

حکایت شاطر سپاهانی
چالاک اصفہانی کا قصہ

مرا در سپاهان یکی یار بود
اصفہان میں میرا ایک دوست تھا

که جنگ آور و شوخ و عیار بود
جو لڑاکا اور بدتمیز اور چالاک تھا

مدامش بخون دست و خنجر خضاب
ہمیشہ اس کا ہاتھ اور خنجر خون سے رنگین رہتا

بر آتش دل خصم ازو چون کباب
دشمن کا دل اس سے کباب کی طرح آگ پر رہتا

---

[1] یعنی سعدی صوفیانہ شاعری پر قادر ہے رزمیہ اشعار نہیں کہہ سکتا ہے

[2] خشت چھوٹے نیزے کو کہتے تھے اور گوپال ایک قسم کا گرز تھا۔

[3] یعنی نظامی گنجوی اور فردوسی طوسی وغیرہ

[4] نیک بختی زور بازو سے حاصل نہیں ہوتی ہے محض اللہ کی دین سے ملتی ہے۔

[5] شغاد رستم کے بھائی کا نام ہے جس نے رستم کو دھوکہ سے کنوئیں میں گرا کر مار ڈالا تھا۔

۱۰

ندیدش روزے کہ ترکش نہ بست
میں نے اسے کسی روز نہیں دیکھا کہ اس نے ترکش نہ باندھا ہو

دلاور بسر پنجۂ گاؤ زور[1]
بہادر، طاقت میں قدرتی طور پر زور آور

بدعویٰ چناں ناوک انداختے
دعوے سے ایسا تیر مارتا

چناں خار در گل ندیدم کہ رفت
اس طرح سے میں نے پھول میں کانٹا جلتے نہ دیکھا

نزد تارک جنگجوئے بخشت
اس نے کسی بہادر کی کھوپڑی پر چھوٹا نیزہ نہیں مارا

چو گنجشک روز ملخ در نبرد[3]
لڑائی میں ٹڈیوں کے دن میں چڑیا کی طرح بنجاتا

گرش بر فریدوں بُدے تاختن
اگر فریدوں پر اس کا حملہ ہوتا

پلنگانش از زور سر پنجہ زیر
اس کے پنجے کی طاقت سے چیتے زیر تھے

گرفتے کمر بند جنگ آزمائے
لڑائی آزمائے ہوئے کی پیٹی پکڑتا

زرہ پوش را چوں تبرزیں زدے
زرہ پوش پر اگر کٹار مارتا

نہ در مردی او را نہ در مردمی
نہ تو بہادری میں، نہ انسانیت میں

مرا یکدم از دست نگذاشتے
مجھے تھوڑی دیر کے لیے بھی ہاتھ سے نہ چھوڑتا

سفر ناگہم زاں زمیں در ربود
سفر اچانک مجھے اس سرزمین سے نکال لے گیا

قضا نقل کرد از عراقم بشام
قضاء خداوندی نے مجھے عراق سے شام کی طرف منتقل کر دیا

دگر پُر شد از شام پیمانہ ام
پھر شام سے میرا پیمانہ بھر گیا

قضا را چناں اتفاق اوفتاد
تقدیر سے پھر ایسا اتفاق ہوا

ز پولادِ پیکانش آتش نجست
اس کے تیروں کے فولاد سے آگ نہ جھڑی ہو

ز ہولش بشیراں در افتادہ شور
اس کے خوف سے شیروں میں غل مچا تھا

کہ عذرا[2] ہر یک یک انداختے
کہ سنبلہ کا ایک ایک دانہ گرا دیتا

کہ پیکان او در سپرہائے جفت
جیسا کہ اس کے تیز دوہری ڈھالوں میں

کہ خود و سرش را نہ در ہم سرشت
کہ اس کے سر اور خود کو نہ گوندھ دیا ہو

بکشتن چہ گنجشک پیشش چہ مرد
مار ڈالنے میں اس کے لیے بہادر اور چڑیا یکساں تھے

امانش ندادے بہ تیغ آختن
تو اسکو تلوار کھینچنے کا موقع نہ دیتا

فرو بردہ چنگال در مغز شیر
شیر کے مغز میں وہ چنگل گھسائے ہوئے تھا

وگر کوہ بودے بکندے ز جائے
اگر وہ پہاڑ بھی ہوتا تو جگہ سے اکھاڑ پھینکتا

گذر کردے از مرد و بر زیں زدے
انسان سے گذار کر زین پر مارتا

دوم در جہاں کس شنید آدمی
دنیا میں کسی نے اس جیسا دوسرا آدمی نہ سنا

کہ با راست طبعاں سرے داشتے
اس لیے کہ سیدھی طبیعت والوں کا بھی کچھ خیال رکھتا تھا

کہ عیشم دراں بقعہ روزی نبود
اس لیے کہ اس سرزمین میں زندگی میرے مقدر میں نہ تھی

خوش آمد دراں خاک پاکم مقام
اس خاک پاک میں مجھے قیام بھلا معلوم ہوا

کشید آرزومندی خانہ ام
گھر کی آرزو نے مجھے کھینچا

کہ بازم گذر در عراق اوفتاد
کہ میرا پھر عراق سے گذر ہوا

[1] گاؤ زور اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بغیر ورزش کیے قدرتی طور پر طاقتور ہو۔

[2] عذرا، برج سنبلہ کو کہتے ہیں جس کی تصویر گیہوں کی بال کی طرح بنائی جاتی ہے۔

[3] جس طرح چڑیا ٹڈیوں پر پے در پے حملہ کرتی ہے اسی طرح وہ لڑائی میں دشمنوں پر حملے کرتا تھا۔

شبے سر فرو شد باندیشہ ام
ایک شب فکر میں میرا سر نیچے کو ہوا
بدل بر گذشت آں ہنر پیشہ ام
میرے دل میں اس ہنر پیشہ کا خیال آیا

نمک ریش دیرینہ ام تازہ کرد
نمک نے میرا پرانا زخم ہرا کر دیا
کہ بودم نمک خوردہ از دست مرد
اس لیے کہ اس مرد کے ہاتھ کا میں نمک کھائے ہوئے تھا

بدیدار روے زی سپاہاں شدم
اس کے دیکھنے کے لیے میں اصفہان کی طرف چلا
بمہرش طلبگار و خواہاں شدم
اس کی محبت کا طلبگار اور خواہاں ہوا

جواں دیدم از گردش دہر پیر
زمانہ کی گردش سے جوان کو بوڑھا دیکھا
خدنگش کماں ارغوانش زریر[۱]
اس کا تیر کمان تھا اس کا ارغوانی رنگ زریر تھا

چو کوہ سپیدش سر از برف موے[۲]
اس کا سر سفید بالوں کی وجہ سے سفید پہاڑ کی طرح تھا
دواں آبش از برف پیری بروے
اس کے بڑھاپے کے برف سے چہرے پر پانی دوڑ رہا تھا

فلک دست قوت برو یافتہ
آسمان اس پر قابو پا گیا تھا
سر دست مردیش بر تافتہ
اس نے اس کی بہادری کا پنجہ موڑ دیا تھا

بدر کردہ گیتی غرور از سرش
جہان نے اس کے سر سے غرور نکال دیا تھا
سر ناتوانی بزانو برش
ناتوانی کا سر اس کے زانو پر تھا

بدو گفتم اے سرور شیر گیر
میں نے اس سے کہا اے شیر کو پکڑنے والے سردار
چہ فرسودہ کردت چو روباہ پیر
تجھے بوڑھی لومڑی کی طرح کس چیز نے گھس دیا

بخندید کز روز جنگ تتر
وہ ہنسا کہ تاتاریوں کی جنگ کے دن سے
بدر کردم آں جنگجوئی ز سر
میں نے جنگجوئی سر سے نکال دی

زمیں دیدم از نیزہ چوں نیستاں
زمین کو نیزوں کی وجہ سے میں نے نیستاں کی طرح دیکھا
گرفتہ علمہا چو آتش دراں[۳]
اس میں آگ کی طرح جھنڈے لگے ہوئے تھے

برانگیختم گرد ہیجا چو دود
میں نے دھوئیں کی طرح لڑائی کی دھول اڑا دی
چو دولت نباشد تہور چہ سود
جب اقبال نہ رہے تو لڑائی سے کیا فائدہ

من آنم کہ چوں حملہ آوردمے
میں وہی تھا کہ میں جب حملہ کرتا تھا
برمح از کف انگشتری بردمے
تو نیزے کے ذریعہ ہاتھ سے انگوٹھی نکال لیتا تھا

ولے چوں نکرد اخترم یاوری
لیکن جب ستارے نے میری مدد نہ کی
گرفتند گردم چو انگشتری
انگوٹھی کی طرح انھوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا

غنیمت شمردم طریق گریز
میں نے بھاگنے کا راستہ غنیمت سمجھا
کہ ناداں کند با قضا پنجہ تیز
اس لیے کہ قضاء خداوندی سے نادان پنجہ لڑاتا ہے

چہ یاری کند مغفر و جوشنم
ڈھال اور زرہ میری کیا مدد کرے
چو یاری نکرد اختر روشنم
جب روشن ستارے ہی نے میری مدد نہ کی

کلید ظفر چوں نباشد بدست
فتحمندی کی کنجی جب ہاتھ میں نہ ہو
بباز و در فتح نتواں شکست
تو فتحمندی کا دروازہ بازو سے نہیں توڑا جا سکتا

[۱] یعنی اس کا تیر جیسا سیدھا قد جھک کر کمان بن گیا اور گلابی رنگ زریر گھاس جیسا زرد ہو گیا تھا۔

[۲] سر سفید بالوں میں برف پوش پہاڑ معلوم ہوتا تھا اور آنکھوں کی کمزوری کی وجہ سے ہر وقت پانی بہتا رہتا تھا

[۳] جھنڈے سرخ رنگ کے تھے

گروہے پلنگ افگن پیل زور
چیتے کو پچھاڑنے والا، ہاتھی کی طاقت کا ایک گروہ تھا
در آہن سر مرد و سم ستور
انسانوں کا سر اور گھوڑوں کا سم لوہے میں چھپا ہوا تھا

ہماں دم کہ دیدیم گرد سپاہ
جب ہم نے لشکر کی گرد دیکھی تو فوراً ہی
زرہ جامہ کردیم و مغفر کلاہ
زرہ کو کرتا اور خود کو ٹوپی بنایا

چو ابر اسپ تازی بر انگیختیم
میں نے تازی گھوڑے کو ابر کی طرح برانگیختہ کیا
چو باراں بلالک فرو ریختیم
جو ہر دار تلوار کو بارش کی طرح برسایا

دو لشکر بہم بر زدند از کمیں
گھات سے نکل کر دونوں لشکر آپس میں گتھ گئے۱؎
تو گفتی زدند آسماں بر زمیں
تو کہے گا کہ انھوں نے آسمان کو زمین پر دے مارا

ز باریدن تیر ہمچوں تگرگ
اولے کی طرح تیروں کے برسنے سے
بہر گوشہ برخاست طوفان مرگ
ہر گوشہ میں موت کا طوفان امنڈ پڑا

بصید ہزبران پرخاش ساز
لڑاکا شیروں کا شکار کرنے کے لیے
کمند اژدہائے دہن کردہ باز
کمندیں اژدہوں کی طرح منہ پھاڑ لیا

زمیں آسماں شد ز گرد کبود
نیلی گرد سے زمین آسمان بن گئی
چو انجم درو برق شمشیر و خود
تلوار اور خود کی چمک اس میں ستاروں کی طرح تھی

سواران دشمن چو دریافتیم
جب ہم دشمن کے سواروں تک پہنچ گئے
پیادہ سپر در سپر بافتیم
پیادہ ہو کر ڈھال کو ڈھال سے بن دیا

چہ زور آورد پنجۂ جہد مرد
انسان کی کوشش کا پنجہ کیا زور دکھائے
چو بازوئے توفیق یاری نکرد
جب توفیق کے بازو نے مدد نہ کی

نہ شمشیر کند آوراں کند بود
تلوار بازوں کی تلواریں کند نہ تھیں
کہ کیں آوری ز اختر تند بود
بلکہ ستارے کی کینہ وری سخت تھی

کس از لشکر ما زہیجا بروں
ہمارے لشکر کا کوئی شخص لڑائی کے میدان سے باہر۲؎
نیامد جز آغشتہ خفتاں بخوں
نہ نکلا سوائے خون میں بھرے خفتان کے

کساں را نشد ناوک اندر حریر
ان لوگوں کا تیر حریر میں نہ گھسا
کہ گفتیم بدوز ز سنداں بہ تیر
جن کو میں نے کہا تھا کہ اہرن کو تیر سے بیندھتے ہیں

چو صد دانہ مجموع در خوشۂ
سو دانوں کی طرح ایک خوشہ میں جمع تھے
فتادیم ہر دانہ در گوشۂ
ہمارا ہر دانہ ایک گوشہ میں جا پڑا

بنا مردی از ہم بدادیم دست
بزدلی کی وجہ سے ہم نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا
چو ماہی کہ با جوشن افتد بشست
اس مچھلی کی طرح جو زرہ دار ہوتے ہوئے ڈور میں پھنس جائے

چو طالع ز ما روئے بر پیچ بود
جبکہ نصیبہ ہم سے منہ پھیرے ہوئے تھا
سپر پیش تیر قضا ہیچ بود
قضا کے تیر کے سامنے ڈھال ہیچ تھی۔

۱؎ یعنی ہم نے دست بدست جنگ شروع کردی۔
۲؎ جو بھی میدان سے واپس آرہا تھا زخمی ہو کر اس کی زرہ خون سے لت پت ہو چکی تھی
۳؎ ہمارے وہ بہادر جو تیر سے لوہے کے گھن کو بیندھ دیتے ان کا تیر ریشمین کپڑے سے بھی پار نہ ہوسکا

حکایت

یکے آہنی پنجہ در اردبیل[1]
اردبیل میں ایک شخص لوہے کے سے پنجہ والا

ہمی بگذرانید بیلک[2] ز بیل
تیر بیلچہ سے پار کر دیتا تھا

نمد پوشے آمد بجنگش فراز
ایک کمبل پوش لڑائی میں اس کے سامنے آیا

جوانے جہاں سوز پیکار ساز
جو دنیا کو آگ لگا دینے والا جنگ باز تھا

بپرخاش جُستن چو بہرام گور
جنگجوئی میں بہرام گور کی طرح تھا

کمندے بکتفش بر از خام گور
اس کے کاندھے پر گورخر کے چمڑے کی کمند تھی

بہ پنجاہ تیر خدنگش[3] بزد
اس نے خدنگ کے بنے ہوئے سو تیر اس پر چلائے

کہ یک چوبہ بیروں نہ رفت از نمد
لیکن ایک تیر بھی کمبل سے آگے نہ بڑھا

دلاور در آمد چو دستان[4] گرد
وہ بہادر دستان پہلوان کی طرح آگے بڑھا

بخم کمندش در آورد و برد
اس کو کمند کے پیچ میں پھنسایا اور لے گیا

بلشکر گہش بر در خیمہ دست
لشکر گاہ میں خیمہ کے دروازہ پر اس کے ہاتھ

چو دزدان خونی بگردن ببست
خونی چوروں کی طرح گردن سے باندھ دیے

شب از غیرت و شرمساری نخفت
وہ تمام رات غیرت اور شرم کی وجہ سے نہ سویا

سحر گہ پرستارے از خیمہ گفت
صبح کو ایک خادم نے خیمہ میں سے کہا

تو کاہن بناوک بدوزی و تیر
تو جو کہ لوہے کو ناوک اور تیر سے بیندھ دیتا تھا

نمد پوش را چوں فتادی اسیر
کمبل پوش کی قید میں کیسے آگیا

شنیدم کہ میگفت و خوں میگریست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا اور خون کے آنسو روتا تھا

ندانی کہ روزِ اجل کس نہ زیست
تجھے معلوم نہیں کہ موت کے دن کوئی نہیں جیا

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب
میں وہی ہوں کہ نیزہ بازی اور تلوار بازی کے طور طریق میں

برستم در آموزم آداب حرب
رستم کو لڑائی کے طریقے سکھاؤں

چو بازوئے بختم قوی حال بود
جب میرے نصیبہ کا بازو قوی تھا

سطبرائے بیلم[5] نمد می نمود
بیلچے کی موٹائی مجھے کمبل معلوم ہوتی تھی

کنونم کہ در پنجہ اقبال نیست
اب جب کہ اقبال قابو میں نہیں ہے

نمد پیش تیرم کم از بیل نیست
میرے تیر کے سامنے کمبل بیلچے سے کم نہیں ہے

بروزِ اجل نیزہ جوشن درد
موت کے دن نیزہ زرہ کو پھاڑ دیتا ہے

ز پیراہن بے اجل نگذرد
بے موت کے کرتے سے بھی نہیں گزرتا ہے

کرا تیغِ قہرِ اجل در قفاست
موت کے قہر کی تلوار جس کی گردن پر ہے

برہنہ است اگر جوشنش چند لاست
وہ ننگا ہے اگرچہ اس کی زرہ چند تہ کی ہے

ورش بخت یاور بود دہر پشت
اور اگر نصیبہ اسکا مددگار ہو اور زمانہ پشت پناہی کرے

برہنہ نشاید بساطور کشت
تو ننگا بھی خنجر سے نہیں مارا جا سکتا ہے

---

[1] آذربائیجان کے علاقہ کا مشہور شہر ہے۔
[2] بیلک اس تیر کو کہتے تھے جس کی نوک دو شاخہ ہوتی تھی۔
[3] بہت سخت قسم کی لکڑی ہے جس سے تیر بنائے جاتے تھے۔
[4] دستان رستم کے باپ کا نام ہے۔
[5] بیلچے میں اس آسانی سے آر پار کر دیتا تھا جیسا کہ کمبل میں۔

نہ دانا بسعی اجل جاں ببرد
نہ عقلمند نے کوشش سے موت سے جان بچائی ہے
نہ ناداں بناساز خوردن بمرد
نہ بیوقوف مضر چیز کھانے سے مرا ہے

حکایت طبیب و کرد[1]
ایک کردی اور طبیب کا قصہ

شبے کردے از درد پہلو نخفت
ایک رات کو ایک کردی پہلو کے درد سے نہ سویا
طبیبے دراں ناحیت بود گفت
اس طرف ایک حکیم تھا اس نے کہا

ازیں دست کو برگ رزمی خورد
چونکہ یہ [2]رز کی پتی کھاتا ہے
عجب دارم ارشب بپایاں برد
مجھے تعجب ہوگا اگر اس نے رات پوری کرلی

کہ در سینہ پیکان تیر تتار
اس لیے کہ تاتاری کے تیر کی نوک سینہ میں
بہ از نقل ماکول ناسازگار
مضر کھانا کھانے سے بہتر ہے[3]

گرافتد بیک لقمہ در رودہ پیچ
اگر ایک لقمہ سے انتڑی میں گرہ پڑجائے
ہمہ عمر ناداں برآید بہیچ
تو ناداں کی تمام عمر رائگاں جاتی ہے

قضا را طبیب اندراں شب بمرد
تقدیر سے طبیب اسی رات میں مرگیا
چہل سال ازیں رفت زندہ است کرد
اس قصہ کو چالیس سال ہوئے کردی زندہ ہے

حکایت

یکے روستائی سقط شد خرش
ایک دیہاتی کا گدھا مرگیا
علمش کرد بر تاک بستاں سرش
اس نے اس کا سر انگورستان میں لٹکا دیا[4]

جہاں دیدہ پیرے برو برگذشت
ایک جہاندیدہ بوڑھا وہاں سے گذرا
چنیں گفت خنداں بنا طور دشت
اس نے مذاق میں جنگل کے رکھوالے سے کہا

مپندار جان پدر کیں حمار
جان پدر یہ نہ سمجھ کہ یہ گدھا
کند دفع چشم بد از کشت زار
کھیت سے بد نظر کا دفع کردے گا

کہ ایں دفع چوب از سر و گوش خویش
اس لیے کہ یہ تو اپنے سر اور کان سے ڈنڈا دفع
نمی کرد تا ناتواں مرد و ریش
نہ کرسکتا تھا یہاں تک کہ کمزور اور زخمی ہوکر مرگیا

چہ داند طبیب از کسے رنج برد
وہ طبیب کسی کا مرض اچھا کرنا کیا جانے گا
کہ بے چارہ خواہد خود از رنج مرد
جب کہ خود مرض سے مرا جاتا ہے

حکایت

شنیدم کہ دینارے از مفلسے
میں نے سنا ہے ایک مفلس کے پاس سے ایک دینار
بیفتاد و مسکیں بجستش بسے
گر گیا مسکین نے اس کو بہت ڈھونڈا

بآخر سر ناامیدی بتافت
انجام کار ناامیدی سے سر پھیرا
یکے دیگرش ناطلب کردہ یافت
کسی دوسرے نے وہ بے ڈھونڈے پالیا

[1] کرد ایک قوم تھی جو جنگل میں بکریاں چراتی تھی
[2] رز ایک قسم کی گھاس ہے جس میں مشک کی سی خوشبو ہوتی ہے۔
[3] مضر خوراک تاتاری تیر سے زیادہ مہلک ہے۔
[4] انگورستان کو نظر بد سے بچانے کے لیے ایسا کرتے تھے۔

به بدبختی و نیک بختی قلم
بدبختی اور نیک بختی میں قلم
بگردید و ما همچنان در شکم
چل چکا تھا اور ہم ابھی پیٹ ہی میں تھے

نه روزی بسر پنجگی می خورند
نہ پنجے کی طاقت سے روزی کھاتے ہیں
که سرپنجگاں تنگ روزی ترند
اس لئے کہ طاقتور روزی میں زیادہ تنگ رہتے ہیں

حکایت

فرو کوفت پیرے پسر را بچوب
ایک بوڑھے نے لڑکے کو لکڑی سے مارا
بگفت اے پدر بے گنا ہم مکوب
اس نے کہا ابا بے قصور نہ ماریئے

تواں بر تو از جور مردم گریست
لوگوں کے ظلم سے آپ کے پاس آکر رویا جا سکتا ہے
ولے چوں تو جورم کنی چارہ چیست
لیکن جب آپ ظلم کریں تو کیا تدبیر ہے

بداور خروشد خداوند ہوش
ہوش والا خدا کے پاس فریاد لیجاتا ہے
نه از دست داور برآرد خروش
خدا کے ہاتھ سے فریاد نہیں کرتا ہے

حکایت

بلند اخترے نام او بختیار
ایک بلند ستارے والا جس کا نام بختیار تھا
قوی دستگه بود و سرمایه دار
قوی مقدور رکھنے والا اور سرمایہ دار تھا

همو را دراں بقعہ زر بود و مال
اس علاقہ میں صرف اسی کے پاس مال و زر تھا
دگر تنگدستان برگشتہ حال
دوسرے لوگ تنگدست اور پریشان حال تھے

زنے جنگ پیوست با شوئے خویش
ایک عورت نے اپنے شوہر سے لڑائی جوڑ دی
شبانگہ چو رفتش تہیدست پیش
رات کو جب وہ اس کے سامنے خالی ہاتھ پہنچا

که کس چوں تو بدبخت درویش نیست
تجھ جیسا بدبخت فقیر کوئی بھی نہیں ہے
چو زنبور سرخت جز نیش نیست
لال بھڑ کی طرح تیرے پاس اس ڈنک[2] کے سوا کچھ نہیں ہے

بیاموز مردی ز ہمسایگاں
ہمسایوں سے آدمیت سیکھ لے
که آخر نیم قحبہ رایگاں
آخر میں مفت[3] کی رنڈی نہیں ہوں

کساں را زر و سیم ملکست و رخت
لوگوں کے پاس چاندی اور سونا اور سامان ہے
چرا ہمچو ایشاں نئہ نیک بخت
تو ان جیسا نیک بخت کیوں نہیں ہے

برآورد صافی دل صوف پوش
کمبل پوش صاف دل نے شور مچایا
چو طبل از تہیگاہ خالی خروش
ڈھول کی طرح خالی پیٹ سے

که من دست قدرت ندارم بہیچ
کہ مجھے کسی چیز پر بھی دست قدرت نہیں ہے
بسرپنجہ دست قضا بر مپیچ
طاقت[4] سے قضا کے ہاتھ کو نہ موڑ

نکردند در دست من اختیار
انھوں[5] نے میرے ہاتھ میں اختیار نہیں دیا
که من خویشتن را کنم بختیار
کہ میں اپنے آپ کو بختیار بنالوں

[1] بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور کاتبان تقدیر اس کا شقی اور سعید ہونا لکھ دیتے ہیں۔
[2] یعنی آلۂ تناسل
[3] یعنی بلا پیسہ کے مجھ سے ہم بستری کرتا ہے۔
[4] تقدیر خداوندی کو طاقت سے نہیں لوٹایا جا سکتا ہے۔
[5] قضا و قدر نے بختیار جیسا بنجانا میرے اختیار میں نہیں دیا ہے۔

۵۰

حکایت

یکے مردِ درویش در خاکِ کیش
کیش[1] کی سرزمین میں ایک درویش مرد نے

نکو گفت با ہمسرِ زشتِ خویش
اپنی بدصورت بیوی سے کیا خوب کہا

چو دستِ قضا زشت رویت نوشت
جب تقدیر کے ہاتھ نے تیرا بُرا چہرہ لکھدیا

میندائے گلگونہ بر روئے زشت
تو بدنما چہرے پر غازہ نہ لیپ

کہ حاصل کند نیک بختی بزور
زور سے نیک بختی کون حاصل کر سکتا ہے

بسُرمہ کہ بینا کند چشمِ کور
اندھی آنکھ کو سُرمہ سے کون بینا کر سکتا ہے

نیاید نکو کاری از بد رگاں
بد اصل انسانوں سے نیکی نہیں ہو سکتی ہے

محالست دوزندگی از سگاں
کتوں[2] سے سلائی ناممکن ہے

ہمہ فیلسوفانِ یونان و روم
یونان اور روم کے سارے فلسفی

ندانند کرد انگبیں از زقوم
تھوہر سے شہد بنانا نہیں جانتے ہیں

ز وحشی نیاید کہ مردم شود
وحشی سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ انسان بن جائے

بسعی اندر و تربیت گم شود
کوشش کرنے سے اس میں تربیت رائگاں جاتی ہے

تواں پاک کردن ز زنگ آئینہ
آئینہ کو زنگ سے صاف کیا جا سکتا ہے

ولیکن نیاید ز سنگ آئینہ
لیکن پتھر سے آئینہ نہیں بنتا ہے

بکوشش نروید گُل از شاخِ بید
بید کی شاخ سے کوشش کرنے سے پھول نہیں اُگتا

نہ زنگی بگرما بہ گردد سفید
حمام سے حبشی سفید نہیں ہوجاتا

چو ردمی نگردد خدنگِ قضا
جب قضاء خداوندی کا تیر واپس نہیں لوٹتا ہے

سپر نیست مر بندہ را جز رضا
تو رضا کے سوا بندے کے پاس کوئی ڈھال نہیں ہے

۱۰

حکایت کرگس و زغن
قصہ گدھ اور چیل کا

چنیں گفت پیشِ زغن کرگسے
ایک گدھ چیل کے سامنے یہ بولا

کہ نبود زمن دوربیں تر کسے
کہ مجھ سے زیادہ دوربین کوئی نہیں ہوگا

زغن گفت ازیں در نشاید گذشت
چیل بولی اس سے آگے نہ بڑھنا چاہیے

بیا تا چہ بینی براطرافِ دشت
آ تو جنگل کے اطراف میں کیا دیکھتا ہے

شنیدم کہ مقدارِ یک روزہ راہ
میں نے سنا ہے کہ ایک دن کے فاصلہ سے

بکرد از بلندی بہ پستی نگاہ
اس نے اوپر سے نیچے نظر ڈالی

چنیں گفت دیدم گرت باورست
اس نے یہ کہا اگر تجھے یقین آئے تو میں نے دیکھا ہے

کہ یک دانہ گندم بہاموں برست
کہ گیہوں کا ایک دانہ زمین پر پڑا ہے

زغن را نماند از تعجب شکیب
چیل کو تعجب کی وجہ سے صبر نہ آیا

ز بالا نہادند سر در نشیب
انھوں[3] نے سر اونچائی سے نشیب کی طرف کر دیا

[1] کیش ایک جزیرہ ہے ۔
[2] کتوں کا کام پھاڑنا ہے سینا نہیں ہے ۔
[3] چیل اور گدھ زمین پر اترنے لگے ۔

چو کرگس بر دانہ آمد فراز
جب گدھ دانہ کے قریب پہنچا

برو بر بہ پیچید قیدے دراز
اس پر لمبی قید جھپٹ گئی

ندانست ازاں دانہ خوردنش
وہ یہ نہ سمجھا کہ اس دانے کے کھانے سے

کہ دہر افگند دام در گردنش
زمانہ اس کی گردن میں جال ڈال دیگا

نہ آبستن دُر بود ہر صدف
ہر سیپی موتی سے حاملہ نہیں بنتی ہے

نہ ہر بار شاطر زند بر ہدف
نہ ہر بار چالاک نشانہ پر مار سکتا ہے

زغن گفت ازاں دانہ دیدن چہ سود
چیل بولی اس دانہ کے دیکھنے سے کیا فائدہ

چو بینائیے دام خصمت نبود
جب تجھ میں دشمن کے جال کی بینائی نہ تھی

شنیدم کہ میگفت و گردن بہ بند
میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا اور اس کی گردن پھنسی تھی

نباشد حذر با قدر سودمند
تقدیر سے بچاؤ مفید نہیں ہے

اجل چوں بخونش بر آورد دست
موت نے جب اس کا خون بہانے کے لئے ہاتھ نکال لیا

قضا چشم باریک بینش ببست
تقدیر نے اس کی باریک بینی کی آنکھ بند کر دی

در آبے کہ پیدا ندارد کنار
جس پانی کا کنارہ موجود نہ ہو اس میں

غرور شناور نیاید بکار
تیراک کا غرور کام نہیں آتا ہے

حکایت

چہ خوش گفت شاگرد منسوج باف
منسوج[3] بننے والے کے شاگرد نے کیا خوب کہا

چو عنقا بر آورد و پیل و زراف
جب اس نے عنقا، ہاتھی اور زرافہ بنا دیا

مرا صورتے بر نیاید ز دست
مجھ سے کوئی ایسی تصویر نہیں بنتی ہے

کہ نقشش معلم ز بالا نہ بست
جس[4] کا نقشہ سکھانے والے نے پہلے سے نہ بنا دیا ہو

گرت صورت حال بد یا نکوست
اگر تیری صورت حال اچھی یا بری ہے

نگاریدۂ دست تقدیر اوست
اسی کے تقدیر کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے

دریں نوعے از شرک پوشیدہ ہست
اس بات میں ایک قسم کا شرک چھپا ہوا ہے

کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست
کہ مجھے زید نے ستایا اور مجھے عمرو نے خستہ کر دیا

گرت دیدہ بخشد خداوند امر
حکم کا مالک اگر تجھے آنکھ عنایت فرما دے

نبینی دگر صورت زید و عمر
تو تو[5] پھر زید اور عمرو کی صورت نہ دیکھے گا

نہ پندارم ار بندہ دم در کشد
مجھے یہ یقین نہیں ہے کہ اگر بندہ خاموش رہے

خدایش بروزی قلم در کشد
تو خدا اس کی روزی بند کر دے

جہاں آفرینت کشایش دہاد
جہان کا پیدا کرنے والا تجھے فراخی بخشے

اگر وے بہ بندد نشاید گشاد
اگر وہ بند کر دے تو کھولی نہیں جاسکتی

۱؎ چونکہ دانہ کے پاس پھندا تھا۔
۲؎ باوجود بچاؤ کے مقدر کا لکھا پیش آکر رہتا ہے۔
۳؎ منسوج وہ پشمین کپڑا کہلاتا تھا جس میں جانوروں کی تصویریں بنی جاتی تھیں۔
۴؎ یعنی موجود چیزوں کی تصویر بنا سکتا ہو
۵؎ صرف موجود حقیقی نظر آئے گا۔

١٠

حکایت

شتر کرّہ با مادرِ خویش گفت
اونٹ کے بچے نے اپنی ماں سے کہا

بگفت ار بدستِ منستے مہار
اس نے کہا اگر مہار میرے ہاتھ میں ہوتی

قضا کشتی آنجا کہ خواہد بَرَد
کشتی کو قضا جہاں چاہتی ہے لے جاتی ہے

ملکن سعدیا دیدہ بر دستِ کس
اے سعدی کسی کا دست نگر نہ بن

اگر حق پرستی ز دَرہا بسَت
اگر تو حق پرست ہے تو بہت سے دروازوں سے وہ کافی ہے

گر او نیک بختت کند سر برار
اگر وہ تجھے نیک بخت کر دے تو سربلند کر

پس از رفتن آخر زمانے بخفت
چلنے کے بعد پھر تھوڑی دیر سوچا

ندیدے کسم بار کش در قطار
مجھے قطار میں بوجھ اٹھانے والا کوئی نہ دیکھتا

وگر ناخدا جامہ بر خود دَرَد
خواہ ناخدا اپنے کپڑے پھاڑ لے

کہ بخشندہ پروردگار است و بس
اس لیے کہ دینے والا صرف خدا ہے

کہ گر وے براند نخواند کسَت
اس لیے کہ اگر وہ بھگا دے تو تجھے کوئی نہ بلائے گا

وگرنہ سر ناامیدی بخار
ورنہ ناامیدی سے سر کھجاتا رہ

گفتار اندر اخلاص و برکت آں و ریا و آفتِ آں

عبادت اخلاص اور اس کی برکت اور ریا اور اس کی آفت کے بیان میں

عبادت باخلاص نیّت نکوست
نیت کے اخلاص کے ساتھ عبادت اچھی ہے

چہ زُنّارِ مُغ بر میانت چہ دلق
آتش پرست کا جنیو اور کمر پر گدڑی یکساں ہے

ملکن گفتمت مردیِ خویش فاش
میں تجھ سے کہتا ہوں اپنی بہادری ظاہر نہ کر!

باندازہٗ بود باید نمود....
ہونے کے مطابق دکھانا چاہیے

کہ چوں عاریت برکنند از سرش
اس لیے کہ جب مانگا ہوا اس کے سر سے اتار لیں گے

اگر کوتہی پائے چوبیں مبند
اگر تو پست قد ہے تو لکڑی کے پیر نہ باندھ

وگر نقرہ اندودہ باشد نحاس
اگر تانبے پر چاندی کا ملمع ہو

منہ جانِ من آب زر بر پشیز
میری جان پیسے پر سونے کا پانی نہ پھیر

وگرنہ چہ آید ز بے مغز پوست
ورنہ بے گری کے چھلکے سے کیا ہوتا ہے

کہ درویشی از بہرِ پندارِ خلق
جو تو لوگوں کے اعتقاد کے لیے پہنے

چو مردی نمودی مخنث مباش
جب بہادری دکھائی ہے تو ہیجڑا نہ بن

خجالت نبرد آنکہ بنمود و بود
وہ شرمندگی نہیں اٹھاتا جس نے دکھایا اور رکھا

بماند کہن جامۂ در برش
تو اس کے بدن پر پرانا لباس رہ جائے گا

کہ در چشمِ طفلاں نمائی بلند
کہ بچوں کو اونچا معلوم ہونے لگے

تواں خرج کردن بر ناشناس
تو نہ جاننے والے کے پاس چلایا جا سکتا ہے

کہ صرّافِ دانا نگیرد بچیز
اس لیے کہ دانا صرّاف کسی چیز کے بدلے اس کو نہ لے گا

۱۔ میری مہار میرے قبضہ میں نہیں ہے
۲۔ یعنی بزرگانہ لباس نہ پہننا چاہیئے اور اگر پہنے تو اس کی لاج رکھے۔

زراندودگاں را بآتش برند
سونے کے ملمع والوں کو آگ پر تپائیں گے۔
پدید آید آنگه که مس یا زرند
تب معلوم ہو جائے گا کہ وہ پیتل ہیں یا سونا

حکایت

ندانی که بابائے کوہی چه گفت
مجھے معلوم نہیں کہ پہاڑی بابا نے کیا کہا
بمردے که ناموس راشب نخفت
اس شخص کو جو شہرت کی خاطر تمام رات نہ سویا

بروجان بابا دراخلاص پیچ
جا بابا کی جان! اخلاص پیدا کر
که نتوانی از خلق برست ہیچ
اس لیے کہ تو مخلوق سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے

کسانیکه فعلت پسندیده اند
جنھوں نے تیرا فعل پسند کیا ہے
ہنوز از تو نقش بروں دیده اند
انھوں نے ابھی تیرے ظاہری نقش دیکھے ہیں

چه قدر آورد بندهٔ حور ویس
حور جیسا غلام کیا قدر پیدا کر سکتا ہے
که زیر قبا دارد اندام پیس
جو قبا کے نیچے برص کا جسم رکھتا ہو

نشاید بدستان شدن در بہشت
مکر سے بہشت میں جانا ممکن نہیں ہے
که بازت رود چادر از روئے زشت
اس لیے کہ تیرے بھدے چہرے سے چادر ہٹ جائیگی

حکایت طفل روزه دار

روزہ دار بچہ کا قصہ

شنیدم که نابالغے روزه داشت
میں نے سنا ہے کہ ایک نابالغ نے روزہ رکھ لیا
بصد محنت آورد روزے بچاشت
سینکڑوں مشقتوں سے چاشت تک دن پہنچایا

زکتابش آں روز سابق ببرد
اس دن اس کو مکتب سے خلیفہ لے گیا
بزرگ آمدش طاعت از طفل خرد
چھوٹے بچے کی عبادت اس کو بڑی معلوم ہوئی

پدر دیده بوسید و مادر سرش
باپ نے آنکھیں چومیں ماں نے اس کا سر
فشاندند بادام و زر بر سرش
انھوں نے بادام اور چاندی اس کے سر پر نچھاور کی

چو بروے گذر کرد یک نیمه روز
جب اس پر آدھا دن گذرا
فتاد اندر و ز آتش معده سوز
اس کے اندر معدہ کی آگ سے جلن پیدا ہوگئی

بدل گفت اگر لقمه چندے خورم
اس نے دل میں کہا اگر میں چند لقمے کھا لوں
چه داند پدر غیب یا مادرم
تو میرے باپ یا ماں غیب کو کیا جانیں

چو روئے پسر در پدر بود و قوم
جب لڑکے کا رخ باپ اور قوم کی طرف تھا
نہاں خورد و پیدا بسر برد صوم
تو چپکے سے کھا لیا اور بظاہر روزہ پورا کر لیا

که داند چو در بند حق نیستی
اگر تو خدا کی فکر میں نہیں ہے تو کسی کو کیا معلوم
اگر بے وضو در نماز ایستی
اگر تو بے وضو نماز میں کھڑا ہوا

پس ایں پیر ازاں طفل ناداں تر است
یہ بوڑھا اس بچہ سے بھی زیادہ نادان ہے
که از بہر مردم بطاعت در است
جو انسانوں کی خاطر عبادت میں لگا ہے

۱۔ ملمع کی چیز کو جس طرح سنار تپا کر دیکھتا ہے اسی طرح ریاکار تپائے جائیں گے
۲۔ عبادت میں جاگتا رہا۔

۱۰
۳۔ یہ ریاکار کی مثال ہے
۴۔ روزہ محض ماں باپ اور لوگوں کو دکھانے کے لیے رکھا تھا۔

کلیدِ درِ دوزخست آں نماز
وہ نماز دوزخ کے دروازے کی کنجی ہے

اگر جز بحق میرود جادہ ات
اگر تیری سڑک اللہ کی جانب کے سوا ہے

نکو سیرتِ بے تکلف بروں
اچھی سیرت والا، بظاہر بے تکلف

بنزدیکِ من شب روِ راہ زن
میرے نزدیک ڈاکہ مارنے والا چور

یکے بر درِ خلق رنج آزمائے
ایک وہ انسان جو مخلوق کے دروازے پر محنت کر رہا ہو

زعمرو اے پسر چشمِ اُجرت مدار
اے صاحبزادے! عمرو سے اجرت کی توقع نہ رکھ

نگویم تواند رسیدن بدوست
میں انہیں کہتا کہ دوست تک پہنچ سکتا ہے

رہِ راست رو تا بمنزل رسی
سیدھا راستہ چل تاکہ منزل تک پہنچ جائے

چو گاوے کہ عصّار چشمش بہ بست
اس بیل کی طرح جس کی آنکھیں تیلی نے باندھ دی ہوں

کسے گر بتابد ز محراب روئے
اگر کوئی قبلہ سے منہ موڑے

تو ہم پشت بر قبلۂ در نماز
تو بھی نماز میں قبلہ کو پیٹھ کیے ہے

درختیکہ بیخش بود برقرار
جس درخت کی جڑ برقرار ہو

گرت بیخ اخلاص در بوم نیست
اگر تیرے اخلاص کی جڑ زمین میں نہیں ہے

ہر آنکہ افگند تخم بر روئے سنگ
جو شخص پتھر پر بیج بکھیرے

منہ آبروئے ریا را محل
ریا کی آبرو کو کوئی مرتبہ نہ دے

چو در خفیہ بد باشم و خاکسار
جب میں باطن میں بد اور خاک جیسا ہوں

۱ یعنی ریاکاری کے لیے
۲ ریاکار اُخروی اجر سے محروم رہے گا۔
۳ ریاکار کی راہ طریقت میں یہی مثال ہے۔
۴ بلکہ یہ نماز لوگ دکھاوے کی نماز ہے۔

۱۰

کہ در چشمِ مردم گزاری دراز
جو تو لوگوں کی نگاہوں کے سامنے لمبی پڑھے

در آتش فشانند سجادہ ات
تیرے مصلّے کو آگ میں ڈال دیں گے

بہ از پارسائے خراب اندروں
اس پارسا سے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہے

بہ از فاسقِ پارسا پیرہن
نیک لباس والے فاسق سے بہتر ہے

چہ مزدش دہد در قیامت خدائے
اس کو قیامت میں خدا کیا مزدوری دیگا

چو در خانۂ زید باشی بکار
جب تو زید کے گھر میں کام پر لگا ہے

دریں رہ جز آں کس کہ درویش اوست
اس راہ میں سوائے اس کے جو اس کا فقیر ہے

تو بر رہ نۂ زیں قبل واپسی
چونکہ تو راستہ پر نہیں ہے اسی لیے پچھڑا ہوا ہے

دواں تا بشب شب ہم آنجا کہ ہست
تمام رات چلنے کے باوجود رات کو وہیں ہے جہاں تھا

بکفرش گواہی دہند اہلِ کوئے
محلّہ والے اس کے کفر کی گواہی دے دیں

گرت در خدا نیست روئے نیاز
اگر تیرا عاجزی کا چہرہ خدا کی طرف نہیں ہے

بپرور کہ روزے دہد میوہ بار
اس کی پرورش کر کیونکہ کسی دن میوے کا پھل دے گا

ازیں بر کسے چوں تو محروم نیست
اس پھل سے تیری طرح کوئی محروم نہیں ہے۔

جوے وقتِ دخلش نیاید بچنگ
پیداوار کے وقت اس کے ہاتھ ایک جَو بھی نہ آئے گا

کہ ایں آب در زیر دارد وحل
اس لیے کہ اس پانی کے نیچے کیچڑ ہے

چہ سود آبِ ناموس بر روئے کار
تو رد کار پر عزت کی آب سے کیا فائدہ

بروی و ریا خرقه سهلست دوخت
تو اور ریاکاری سے گدڑی سی لینا آسان ہے

گرش با خدا در توانی فروخت
اگر تو اس کو خدا کے ہاتھ فروخت کر سکے

چه دانند مردم که در جامه کیست
لوگوں کو کیا معلوم کہ لباس میں کون ہے

نویسنده داند که در نامه چیست
لکھنے والا جانتا ہے کہ خط میں کیا لکھا ہے

چه وزن آورد جائے انبان باد
ہوا بھرا مشکیزہ اس جگہ کیا وزن رکھے گا

که میزان عدلست و دیوان داد
جہاں انصاف کی ترازو اور انصاف کا اجلاس ہے

مرائی که چندیں ورع مینمود
وہ ریاکار جو اس قدر پرہیزگاری دکھاتا تھا

بدیدند و ہیچش در انباں نبود
انھوں نے اس کو دیکھا اور اس کے مشکیزہ میں کچھ نہ تھا

کنند ابره پاکیزه تر ز آستر
ابرہ استر سے بہتر بناتے ہیں

که آں در حجابست و ایں در نظر
اس لیے کہ وہ چھپا ہے اور یہ نظر میں ہے

بزرگاں فراغ از نظر داشتند
بزرگ لوگ نظر سے بے نیاز ہوتے ہیں

ازاں پرنیاں آستر داشتند
اسی لیے پرنیاں کا استر بناتے ہیں

ور آوازه خواہی در اقلیم فاش
اگر تو ملک میں کھلی شہرت چاہتا ہے

بروں حله کن گو درون حشو باش
باہر ریشمین کپڑا لگا خواہ اندر بھراؤ ہو

ببازی نگفت ایں سخن بایزید
بایزید نے یہ بات مذاق میں نہیں کہی

که از منکر ایمن ترم کز مرید
کہ میں مرید کے اعتبار سے منکر سے زیادہ مطمئن ہوں

کسانے که سلطان و شاہنشه اند
جو لوگ شاہ اور شاہنشاہ ہیں

سراسر گدایان ایں درگه اند
اس درگاہ کے بالکل فقیر ہیں

طمع در گدا مرد معنی نه بست
بھکاری شخص میں لالچ نے کوئی حقیقت نہ بنائی

نشاید گرفتن در افتاده دست
گرے ہوئے کا سہارا نہ لینا چاہیے

ہماں به گر آبستن جوہری
اگر تو کسی جوہر کا حامل ہے تو یہ بہتر ہے

که ہمچوں صدف سر بخود در بری
تو سیپی کی طرح سر اندر کر لے

چو روئے پرستیدنت در خداست
جب تیری عبادت کا رخ خدا کی طرف ہے

اگر جبرئیلت نه بیند رواست
اگر تجھے جبرئیل بھی نہ دیکھے تو مناسب ہے

ترا پند سعدی بسست اے پسر
اے لڑکے تیرے لیے سعدی کی نصیحت کافی ہے

اگر گوش گیری چو پند پدر
اگر تو باپ کی نصیحت کی طرح سنے

گر امروز گفتار ما نشنوی
اگر آج ہماری نصیحت تو نہ سنے گا

مبادا که فردا پشیماں شوی
ایسا نہ ہو کہ کل کو شرمندہ ہو

باب ششم در قناعت
چھٹا باب قناعت میں

خدا را ندانست و طاعت نکرد
وہ خدا کو نہ پہچانا اور نہ اس نے فرماں برداری کی

که بر بخت روزی قناعت نکرد
جس نے نصیبہ کی روزی پر قناعت نہ کی

۱۔ ریاکار ہوا بھرا مشکیزہ ہے۔
۲۔ پرنیاں ایک قسم کا ریشمین کپڑا ہے
۳۔ منکر تو ظاہری باتوں سے واقف ہوتا ہے اور مرید حقیقتِ حال سے باخبر رہتا ہے
۴۔ ریاکار تو خود درماندہ شخص ہے وہ کسی کی کیا دستگیری کر سکتا ہے۔
۵۔ سیپی میں جب تک موتی نہیں بنتا سمندر کی سطح پر منہ پھیلائے پھرتی ہے۔
۶۔ تھوڑے پر گذارا کرنا

قناعت تونگر کند مرد را
قناعت انسان کو مال دار بناتی ہے

سکونے بدست آور اے بے ثبات
اے بے ٹکاؤ سکون حاصل کر

پرورتن ار مرد رای و ہُشی
اگر تو ہوشیار اور تدبیر کا آدمی ہے تو تن پروری نہ کر

خردمند مردم ہُنر پرورانند
عقل مند انسان ہنر حاصل کرتے ہیں

کسے سیرت آدمی گوش کرد
انسان کی سیرت اسی کے کان میں پڑی

خور و خواب تنہا طریق دَد است
کھانا اور سونا صرف درندوں کا کام ہے

خنک نیک بختے کہ در گوشۂ
وہ نیک بخت آرام سے ہے جو ایک گوشہ میں

برآناں کہ شد سرِّ حق آشکار
جن لوگوں پر حق کا راز کھل گیا ہے

ولیکن چو ظلمت نداند ز نور
لیکن جو شخص نور اور ظلمت میں فرق نہیں کرتا ہے

تو خود را ازاں در چہ انداختی
تو نے اپنے آپ کو اسی لیے کنوئیں میں گرا لیا

براوج فلک چوں پرد جُرّہ باز
نر باز آسمان کی بلندی پر کیسے پہنچ سکتا ہے

گرش دامن از چنگ شہوت رہا
اگر تو اس کا دامن شہوت کے چنگل سے چھوڑ دے

بکم کردن از عادت خویش خورد
اپنی عادت سے کم کر کے کھانے میں

کجا سیر وحشی رسد در ملک
وحشی کی سیر فرشتہ تک کیا پہنچے گی

نخست آدمی سیرتے پیشہ کن
پہلے آدمی کی سیرت اختیار کر

تو بر کرّہ توسنے بر کمر
تو ایک سرکش بچھیرے پر سوار ہے

خبر کن حریص جہانگرد را
دنیا کے چکر کاٹنے والے حریص کو بتا دے

کہ بر سنگِ گرداں نہ روید نبات
اس لیے کہ لڑھکتے ہوئے پتھر پر گھاس نہیں جمتی

کہ او را چو می پروری میکُشی
اس لیے کہ تو اس کو جس قدر پالتا ہے اسی قدر ہلاک کرتا ہے

کہ تن پروراں از ہنر لاغر اند
کیونکہ تن پرور لوگ ہنر میں کمزور ہوتے ہیں

کہ اوّل سگِ نفس خاموش کرد
جس نے سب سے پہلے نفس کے کتے کو خاموش کر دیا

بریں بودن آئین نابخرد است
اس طور پر رہنا بیوقوف کا طریقہ ہے

بدست آرد از معرفت توشۂ
معرفت خداوندی کا توشہ حاصل کر لے

نکردند باطل بر او اختیار
انھوں نے اس پر باطل کو پسند نہیں کیا ہے

چہ دیدارِ دیوش چہ رخسارِ حور
اس کے لیے دیو کا دیدار اور حور کا رخسار یکساں ہے

کہ چہ را ز رہ باز نشناختی
کہ کنوئیں اور سڑک میں تمیز نہیں کی

کہ در شہپرش بستۂ سنگ آز
جب کہ تو نے اس کے شہپر میں حرص کا پتھر باندھ دیا ہے

کنی رفت تا سدرۃ المنتہیٰ
تو وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا

تواں خویشتن را ملک خوئے کرد
اپنے آپ کو فرشتہ خصلت کر سکتا ہے

نشاید پرید از ثری تا فلک
وہ تو زمین سے آسمان تک بھی نہیں اڑ سکتا ہے

پس آنگہ ملک خوئی اندیشہ کن
پھر فرشتہ خصلت ہونے کی فکر کر

نگر تا نہ پیچد ز حکم تو سر
نگرانی کر کہیں وہ تیرے حکم سے سرتابی نہ کرے

۱ چونکہ تونگری بدل است نہ بمال
۲ روحِ انسانی۔
۳ وہ بیری کا درخت جو فرشتوں کی سیر کی آخری حد ہے۔
۴ کم خوردنی سے ملکوتیت پیدا ہوتی ہے۔
۵ اگر انسان وحشیوں کی طرح صرف کھائے اور سوئے گا تو اس کو ملکوتیت کی سیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے
۶ نفس امارہ کی مثال سرکش بچھیرے کی سی ہے۔

که گر پالهنگ از کفت در گسیخت
اگر تیرے ہاتھ سے باگ ڈور چھوٹ گئی

تن خویشتن کشت و خون تو ریخت
تو اپنے آپ کو بھی مارا، تیرا بھی خون بہا دیا

باندازه خور زاد اگر مردمی
اگر تو آدمی ہے تو اندازہ سے توشہ کھا

چنیں پر شکم آدمی یا خمی
اس طرح سے پیٹ بھرا، تو آدمی ہے یا مٹکا

درون جائے ذکرست و قوت و نفس
باطن؛ ذکر اور روزی اور سانس کی جگہ ہے

تو پنداری از بہر نان ست و بس
تو سمجھتا ہے کہ بس روٹی کے لیے ہے

کجا ذکر گنجد کز انبارِ آز
ذکر کہاں سمائے گا جب کہ حرص کے انبار سے

بسختی نفس میکند پا دراز
لمبے پیر کر کے مشکل سے سانس لیتا ہے

ندارند تن پروران آگہی
تن پروروں کو یہ معلوم نہیں ہے

که پر معده باشد ز حکمت تہی
کہ بھرا ہوا معدہ دانائی سے خالی ہوتا ہے

دو چشم و شکم پُر نگردد بہیچ
دو آنکھیں اور پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتے ہیں

تہی بہتر ایں روده پیچ پیچ
پیچ در پیچ انتڑی کا خالی رہنا بہتر ہے

چو دوزخ که سیرش کنند از وقید
دوزخ کی طرح، کہ جب اس کو ایندھن سے بھریں گے

دگر بانگ دارد که ہل من مزید
وہ شور کرے گی کیا کچھ اور ہے؟

ہمی میردت عیسیٰ از لاغری
تیرا عیسیٰ تو کمزوری سے مر رہا ہے

تو در بند آنی که خر پروری
تو اس فکر میں ہے کہ گدھے کی پرورش کرے

بدیں اے فرومایہ دنیا مخر
اے کمینے دنیا کو دین کے بدلے نہ خرید

چو خر بانجیل عیسیٰ مخر
گدھے جو عیسیٰ کی انجیل کے بدلے نہ خرید

مگر می ندانی که دد را و دام
شاید تجھے معلوم نہیں کہ درندوں اور چوپایوں کو

نینداخت جز حرص خوردن بدام
حرص کے علاوہ کسی چیز نے جال میں نہیں پھنسایا

پلنگے که گردن کشد بر وحوش
چیتا جو وحشی جانوروں پر بڑائی جتاتا ہے

بدام افتد از بہر خوردن چو موش
کھانے کی خاطر چوہے کی طرح جال میں پھنس جاتا ہے

چو موش آنکه نان و پنیرش خوری
تو جس کی روٹی اور پنیر کھاتا ہے، چوہے کی طرح

بدامش در افتی و تیرش خوری
اس کے جال میں پھنس جائے گا اور اس کا تیر کھائے گا

۱؎ عیسیٰ سے مراد روح اور گدھے سے مراد جسم ہے روح کی غذا ذکر خداوندی ہے

حکایت

مرا حاجیے شانہ عاج داد
مجھے ایک حاجی نے ہاتھی دانت کی کنگھی دی

که رحمت بر اخلاق حجاج باد
حاجیوں کے اخلاق پر خدا کی رحمت ہو

شنیدم که بارے سگم خوانده بود
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک بار مجھے کتا کہا تھا

که از من بنوعے دلش مانده بود
اس لیے کہ مجھ سے اس کے دل کو کسی طرح کی تکلیف پہنچی تھی

بینداختم شانہ کیں استخوان
میں نے کنگھی پھینک دی کہ یہ ہڈی

نمی بایدم دیگرم سگ مخوان
مجھے نہیں چاہیے، مجھے پھر کتا نہ کہہ!

مپندار چوں سر کہ خود خورم
جب بڑے کرہیں اپنا سر کہ کھا لیتا ہوں تو یہ نہ سمجھ

کہ جورِ خداوندِ حلوا برم
کہ حلوے والے کا ظلم سہوں گا

قناعت کن اے نفس براند کے
اے نفس تھوڑے پر صبر کرلے

کہ سلطان و درویش بینی یکے
تاکہ تو بادشاہ اور فقیر کو یکساں دیکھے

چرا پیشِ خسرو بخواہش روی
تمنا لے کر بادشاہ کے سامنے کیوں جاتا ہے

چو یکسو نہادی طمع خسروی
جب تو نے لالچ نکال دیا تو تو بادشاہ ہے

وگر خود پرستی شکم طبلہ کن
اور اگر تو خود پرست ہے تو پیٹ کا طبلہ بجا

درِ خانۂ این و آں قبلہ کن
اِس اور اُس کے گھر کے دروازے کو قبلہ بنا

حکایت

یکے با طمع پیشِ خوارزم شاہ
ایک لالچی خوارزم کے بادشاہ کے سامنے

شنیدم کہ شد بامدادِ پگاہ
میں نے سنا ہے کہ صبح کے تڑکے میں گیا

چو دیدش بخدمت دوتا گشت و راست
جب اس نے اس کو دیکھا جھکا اور سیدھا ہوا

دگر روئے بر خاک مالید و خواست
پھر زمین پر چہرہ رگڑا اور مانگا

پسر گفتش اے بابکِ نامجوے
لڑکے نے اس سے کہا اے نامور ابا

یکے مشکلت می بپرسم بگوے
میں تجھ سے ایک مشکل بات پوچھتا ہوں بتا دے

نگفتی کہ قبلہ ست خاکِ حجاز
کیا تو نے یہ نہ کہا تھا کہ حجاز کی زمین قبلہ ہے

چرا کردی امروز ازیں سو نماز
تو نے آج اس طرف کو نماز کیوں پڑھی

مبر طاعتِ نفسِ شہوت پرست
شہوت پرست نفس کی فرماں برداری نہ کر

کہ ہر ساعتش قبلۂ دیگرست
اس لیے کہ اس کا ہر گھڑی ایک دوسرا قبلہ ہے

مبر اے برادر بفرمانش دست
اے بھائی اس کے حکم سے ہاتھ نہ پھیلا

کہ ہر کس کہ فرماں نبردش برست
اس لیے کہ جس نے اس کا کہنا نہ مانا وہ چھوٹ گیا۔

قناعت سرافرازد اے مردِ ہوش
اے ہوش والے انسان قناعت سربلند کرتی ہے

سرِ پُر طمع بر نیاید ز دوش
لالچ بھرا سر کندھے سے نہیں اٹھتا ہے

طمع آبروئے توقر بریخت
لالچ نے وقار کی آبروریزی کی ہے

برائے دو جو دامنِ دُر بریخت
دو جو کی خاطر موتیوں کا دامن بکھیر دیا ہے

چو سیراب خواہی شدن از بجوئے
جب تو نہر کے پانی سے سیراب ہو سکتا ہے

چرا ریزی از بہر برف آبروے
تو برف کی خاطر کیوں آبرو خراب کرتا ہے

مگر از تنعم شکیبا شوی
شاید تو عیش پرستی سے صبر کرلے

وگرنہ ضرورت بدرہا شوی
ورنہ تو ضرور دروازوں پر جائے گا

برو خواجہ کوتاہ کن دستِ آز
جا صاحب، حرص کا ہاتھ کوتاہ کر

چہ می بایدت ز آستینِ دراز
تجھے دراز آستین سے کیا چاہیے ہے

۱ یعنی جب میں اپنے تھوڑے پر قناعت کئے ہوئے ہوں تو کسی مالدار کی بات سننے کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔
۲ قانع کی نظر میں شاہ و گدا یکساں ہوتے ہیں۔
۳ رکوع اور سجدہ کی سی نوعیت اختیار کی۔



۴ نفسِ امّارہ کی فرمائشیں پوری کرنا ہلاکت اور ذلت کا سبب ہے۔
۵ لالچ انسان کے وقار کو کھو دیتا ہے۔

کسے را کہ درج طمع در نوشت
جس شخص نے لالچ نامہ لپیٹ دیا
نباید بلبس عبد و خادم نبشت
اس کو کسی کو بندہ اور خادم لکھنے کی ضرورت نہیں

توقع براند ز ہر مجلست
تجھے ہر مجلس سے توقع نکالتی ہے
براں از خودش تا نراند کست
تو اپنے اندر سے اسے نکال دے تاکہ تجھے کوئی نہ نکالے

حکایت

یکے راتب آمد ز صاحبدلاں
صاحبدلوں میں سے ایک کو بخار آگیا
کسے گفت شکر بخواہ از فلاں
کسی نے کہا فلاں سے گلقند مانگ لے

بگفت اے پسر تلخی مُردنم
اس نے کہا اے صاحبزادے میرے لیے مرنے کی کڑواہٹ
بہ از جور روئے ترش بردنم
بدمزاج کا ظلم سہنے سے بہتر ہے

شکر عاقل از دست آں کس نخورد
عقلمند نے اس شخص کے ہاتھ سے کبھی شکر نہیں کھائی
کہ رُو از تکبّر بر و سرکہ کرد
جس نے تکبر کی وجہ سے اس پر منہ بگاڑا

مرو در پئے ہر چہ دل خواہدت
دل کی ہر خواہش پر مارا نہ پھر
کہ تمکین تن نور جاں کاہدت
اسلئے کہ جسم کا آرام تیری جان کے نور کو گھٹا دے گا

کند مرد را نفس امّارہ خوار
انسان کو نفس امارہ ذلیل کرتا ہے
اگر ہوشمندی عزیزش مدار
اگر تو ہوشمند ہے اس کو پیارا نہ رکھ

وگر ہر چہ باشد مرادش خوری
اور اگر جو اس کی منشا ہوگی تو وہ کھائے گا
ز دوراں بسے نامرادی بری
تو دنیا سے بہت سی نامرادی لے جائے گا

تنور شکم دم بدم تافتن
پیٹ کے تنور کو ہر وقت گرم رکھنا
مصیبت بود روز نایافتن
نہ پانے کے دن مصیبت بن جاتا ہے

بہ تنگی بریزاندت روئے رنگ
تنگی کے وقت تیرے چہرے کا رنگ بگاڑ دیگا
چو وقت فراخی کنی معدہ تنگ
اگر فراخی کے وقت معدے کو پُر کریگا

کشد مرد پُر خوارہ بار شکم
بسیار خور کو پیٹ کا بار مار ڈالتا ہے
وگر در نیابد کشد بار غم
اور اگر نہیں ملتا تو غم کا بار مار ڈالتا ہے

شکم بندہ بسیار بینی خجل
پیٹ کے غلام کو تو بہت شرمندہ دیکھے گا
شکم پیش من تنگ بہتر کہ دل
میری رائے میں بھوکا پیٹ تنگ دل سے اچھا ہے

حکایت در ذلت بسیار خوردن
بہت کھانے کی ذلت کے بیان میں

چہ آوردم از بصرہ دانی عجب
تجھے معلوم ہے میں بصرہ سے کیا لایا ہوں عجیب بات
حدیثے کہ شیریں تر است از رطب
ایسی جو تر کھجور سے بھی میٹھی ہے

تنے چند در خرقہ راستاں
سچوں کی گدڑی میں چند انسان
گذشتیم بر طرف خرماستاں
ہم گذرے ایک کھجورستان کے کنارے سے

۱ جس طرح درخواستوں کے نیچے لکھا جاتا ہے میں آپ کا غلام یا آپ کا خادم
۲ کھا کر آرام ہو جاتا ہے
۳ انسان جس قدر جسمانی آرام کرتا ہے روح اسی قدر کمزور ہوتی ہے
۴ نفس کی خواہشات پوری کرنا ممکن نہیں ہے۔
۵ بسیار خور تھوڑی سی بھوک میں حواس کھو بیٹھتا ہے۔
۶ بصرہ مشہور شہر ہے جہاں کی کھجوریں بہت مشہور ہیں

یکے در میاں معدہ انبار بود
ان میں ایک معدہ کو ٹھونسنے والا تھا

زبُپرخوارے خویش پُرخوار بود
اپنی بسیار خوری کی وجہ سے ذلیل تھا

میاں بست مسکین و شد بر درخت
بیچارے نے کمر کسی اور درخت پر چڑھ گیا

وزآنجا بگردن درافتاد سخت
وہاں سے بری طرح گردن کے بل گرا

نہ ہر بار خُرما تواں خورد و بُرد
ہر بار چھوارے کھائے اور لے جائے نہیں جاسکتے ہیں

لت انبان بدعاقبت خورد و مُرد
بدانجام بسیار خور نے کھایا اور مرگیا

رئیس دہ آمد کہ ایں راکہ کُشت
گانوں کا سردار آیا کہ اس کو کس نے مار ڈالا ہے

بگفتم مزن بانگ بر ما درشت
میں نے کہا ہم پر نہ چیخ

شکم دامن اندر کشیدش زشاخ
پیٹ[1] نے اس کا دامن شاخ سے کھینچا ہے

بود تنگ دل رودگانے فراخ
چوڑی آنتوں والا تنگ دل ہوتا ہے

شکم بندِ دست ست و زنجیر پائے
پیٹ ہاتھ کی بیڑی اور پیر کی زنجیر ہے

شکم بندہ نادر پرستد خدائے
پیٹ کا بندہ خدا کی عبادت کم کرتا ہے

سراسر شکم شد ملخ لاجرم
ٹڈی پیٹ ہی پیٹ ہے لامحالہ

بپایش کشد مورِ کوچک شکم
چھوٹے پیٹ والی چیونٹی اس کا پیر پکڑ کر کھینچتی ہے

برو اندرونے بدست آر پاک
جا پاک باطن حاصل کر

شکم پُر نخواہد شد الا بخاک
پیٹ[2] تو خاک کے علاوہ کسی چیز سے پُر نہیں ہو گا

حکایت

شکم صوفیے را زبوں کرد و فرج
ایک صوفی کو پیٹ اور شرمگاہ نے عاجز کر دیا

دو دینار بُدہر دواں کرد خرج
دو دینار تھے دونوں خرچ کر دیے

یکے گفتش از دوستاں درنہفت
چپکے سے ایک دوست نے اس سے کہا

چہ کردی بدیں ہر دو دینار گفت
ان دونوں دیناروں کا تو نے کیا کیا، اس نے کہا

بدینارے از پشت راندم نشاط
ایک دینار سے کمر کی مستی نکالی

بدیگر شکم را کشیدم سماط
دوسرے سے پیٹ کے لیے دسترخوان بچھایا

فرومایگی کردم و ابلہی
میں نے کمینہ پن اور بیوقوفی کی

کہ ایں ہمچناں پُر نشد واں تہی
کہ یہ تو نہ بھرا اور وہ خالی ہو گئی

غذا گر لطیف است و گر سرسری
کھانا خواہ عمدہ ہو خواہ معمولی

چو دیرت بدست اوفتد خوشخوری
جب دیر سے تیرے ہاتھ لگے گا تو خوب کھائے گا

سر آنگہ ببالیں نہد ہوشمند
ہوشمند اس وقت تکیہ پر سر رکھتا ہے

کہ خوابش بقہر آورد در کمند
جب کہ نیند اس کو جبراً کمند میں پھانس لے

مجالِ سخن تا نیابی مگوئے
جب تک بات کی گنجائش نہ ہو نہ کہہ

چو میداں نہ بینی نگہدار گوئے
جب تو میدان نہ دیکھے تو گیند کو بچائے رکھ!

---

[1] یعنی اللہ نے اس کو سزا دی ہے۔
[2] پیٹ کو قبر کی مٹی ہی پُر کرتی ہے۔
[3] یعنی اس کو شہوت بھی ہوئی اور بھوک بھی لگی۔
[4] یعنی بھوک بھی باقی ہے اور کمر خالی ہو گئی۔

مگوی و منہ تا توانی قدم
جب تک ممکن ہو نہ بات کر نہ قدم رکھ
از اندازہ بیروں وز اندازہ کم
اندازے سے آگے اور اندازے سے کم

حکایت

یکے نیشکر داشت در طبقری
طبقری[۲] میں ایک شخص کے پاس گنا تھا
چپ و راست گردید بر مشتری
وہ دائیں بائیں خریداروں میں گھوما
بصاحبدلے گفت در کنج دہ
اس نے گاؤں کے گوشہ میں ایک صاحبدل سے کہا
کہ بستان و چوں دست یابی بدہ
کہ لے لے[۳] جب تیرا موقع ہو دے دینا
بگفت آں خردمندِ نیکو سرشت
اس نیک فطرت عقلمند نے دیا
جوابے کہ بر دل بباید نوشت
ایسا جواب جو دل پر لکھنا چاہیے
ترا صبر بر من نباشد مگر
شاید تجھے میرے اوپر صبر نہ ہو گا
ولیکن مرا باشد از نیشکر[۴]
لیکن مجھے گنے سے صبر ہو سکے گا۔
حلاوت ندارد شکر در نیش
اپنے گنے میں شکر مٹھاس نہیں رکھتی ہے
چو باشد تقاضائے تلخ از پیش
جب اس کے پیچھے تلخ تقاضہ ہو

حکایت

امیر ختن[۵] جامۂ از حریر
ختن کے سردار نے ایک ریشمی لباس
بہ پیرے فرستاد روشن ضمیر
ایک روشن قلب بوڑھے کو بھیجا
بپوشید و بوسید دست و زمیں
اس نے پہنا، ہاتھ اور زمین کو بوسہ دیا
کہ بر شاہِ عالم ہزار آفریں
کہ شاہِ عالم پر ہزار آفریں ہے
چہ خوبست تشریف شاہِ ختن
شاہِ ختن کی خلعت کیا اچھی ہے
وز و خوب تر خرقۂ خویشتن
اور اس سے اپنی گدڑی زیادہ اچھی ہے
گر آزادہ بر زمیں خسپ و بس
اگر تو آزاد ہے بس زمین پر سو لے
مکن بہرِ قالی زمیں بوس کس[۶]
قالین کے لیے کسی کی زمین کو بوسہ نہ دے

حکایت

یکے نان خورش جز پیازے نداشت
ایک شخص کے پاس پیاز کے علاوہ کوئی سالن نہ تھا
چو دیگر کساں برگ و سازے نداشت
دوسروں کی طرح اس کے پاس ساز و سامان نہ تھا
پراگندۂ گفتش اے خاکسار
اس سے ایک بیہودہ نے کہا اے خاکسار!
برو طبخے از خوانِ یغما بیار
جا لنگر سے سالن لے آ
بخواہ و مدار از کس اے خواجہ باک
مانگ لے اور اے خواجہ کسی سے نہ شرما
کہ مقطوع روزی شود شرمناک
اس لیے کہ شرمیلا روزی سے محروم رہتا ہے

ملہ انسان بات بالکل اندازے کے مطابق کرے نیز قدم بھی اندازے کے مطابق اٹھائے۔
ملہ طبقری ایک گاؤں کا نام ہے۔
ملہ یعنی گنے ادھار خریدے دام ہونے پر دیدینا۔
ملہ یعنی میں گنا نہ خرید کر بھی صبر کر سکتا ہوں تو دام وصول کرنے میں شاید صبر سے کام نہ لے سکے
ملہ ختن ترکستان کے ایک علاقہ کا نام ہے۔
ملہ قالین کے لالچ میں کسی کی تعظیم نہ کر

قبا بست و چابک نوردید دست
اس نے قبا سمیٹی اور جلدی سے آستین چڑھائی

قبایش دریدند و دستش شکست
لوگوں نے اس کی قبا پھاڑ دی اور اس کا ہاتھ توڑ دیا

شنیدم که میگفت و خوش میگریست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا اور خوب روتا تھا

که اے نفس خود کرده را چاره چیست
کہ اے نفس اپنے کیے کا کیا علاج ہے

بلا جوئے باشد گرفتار آز
حرص کا قیدی مصیبت کا طالب ہوتا ہے

من و خانہ من بعد و نان و پیاز
اس کے بعد میں ہوں گا اور گھر، روٹی ہوگی اور پیاز

جوینے که از سعی بازو خورم
جو کی وہ روٹی جو میں اپنے بازو کی محنت سے کھاؤں

به از میده بر خوان اہل کرم
اہل کرم کے دستر خوان کے شیرمال سے بہتر ہے

چه دل تنگ خفت آں فرومایہ دوش
گزشتہ رات وہ کمینہ کس قدر دل تنگ سویا

که بر سفرهٔ دیگراں داشت گوش
جو دوسروں کے دستر خوان پر کان لگائے ہوئے تھا

حکایت

یکے گربہ در خانۂ زال بود
ایک بلی ایک بڑھیا کے گھر میں تھی

که برگشته ایام و بد حال بود
جس کا زمانہ برگشتہ تھا اور برے حال تھی

رواں شد بمہمان سرائے امیر
وہ بلی ایک امیر کے مسافر خانہ میں چلی گئی

غلامان حاکم زدندش به تیر
حاکم کے نوکروں نے اس کو تیر سے مارا

چکاں خونش از استخواں می دوید
وہ اس حال میں دوڑ رہی تھی کہ خون اس کی ہڈیوں سے ٹپک رہا تھا

ہمیگفت و از ہول جاں میدوید
کہہ رہی تھی اور جان کے خوف سے دوڑ رہی تھی

اگر جستم از دست ایں تیر زن
اس تیر انداز کے ہاتھ سے اگر میں بچ نکلی

من و موش و ویرانۂ پیر زن
میں ہوں گی اور چوہے اور بڑھیا کا ویرانہ

نیرزد عسل جان من زخم نیش
اے جان من شہد ڈنک کے زخم کے لائق نہیں ہے

قناعت نکوتر بدوشاب خویش
اپنے انگور کے شیرہ پر قناعت بہتر ہے

خداوند ازاں بنده خرسند نیست
خدا اس بندہ سے خوش نہیں ہے

که راضی بقسم خداوند نیست
جو خدا کی تقسیم پر راضی نہیں ہے

حکایت مرد کوتاہ نظر و زن عالی ہمت
کوتاہ نظر مرد اور بلند ہمت عورت کا قصہ

یکے طفل دنداں بر آورده بود
ایک بچے کے دانت نکل آئے تھے

پدر سر بفکرت فرو برده بود
باپ فکر میں سر نیچے کیے ہوئے تھا

که من نان و برگ از کجا آرمش
کہ میں اس کے لئے روٹی اور سامان کہاں سے لاؤں

مروت نباشد که بگذارمش
آدمیت نہ ہوگی اگر میں اس کو چھوڑ بھاگوں

چو بیچاره گفت ایں سخن پیش جفت
جب بیچارہ نے یہ بات بیوی سے کہی

نگر تا زن او را چه مردانہ گفت
دیکھو عورت نے اس سے کیسی مردانہ بات کہی

۱؎ مستعد ہو کر لنگر خانہ پہنچ گیا وہاں کی دھکا مکی میں اس کی قبا بھی پھٹ گئی اور ہاتھ میں بھی چوٹ آئی۔
۲؎ گھر ہی میں بیٹھ کر اپنی پیاز اور روٹی پر قانع بنوں گا۔
۳؎ شہد ایسی چیز نہیں ہے کہ آدمی اس کی خاطر ڈنک سہے۔
۴؎ جس قدر جس کسی کو خدا نے دیا ہے اس پر قناعت کرنی چاہیے۔
۵؎ سر نیچے کیے ہوئے فکر میں ڈوبا ہوا تھا۔

مخور ہول ابلیس تا جاں دہد
تو شیطان سے نہ گھبرا کہ بچے کے مرتے دم تک

تواناست آخر خداوند زور
آخر طاقت والا قادر ہے

نگارندۂ کودک اندر شکم
پیٹ میں بچے کا نقش و نگار بنانے والا

خداوندگارے کہ عبدے خرید
وہ آقا جو ایک غلام خریدتا ہے

ترا نیست آں تکیہ بر کردگار
تجھے خدا پر اس قدر بھی بھروسہ نہیں ہے

شنیدی کہ در روزگار قدیم
تو نے سنا ہے کہ پہلے زمانے میں

نہ پنداری ایں قول معقول نیست
یہ نہ سمجھ کہ یہ بات عقل میں آنے والی نہیں ہے

چو طفل اندروں دارد از حرص پاک
چونکہ بچے کا باطن حرص سے پاک ہے

خبر دہ بدرویش سلطاں پرست
بادشاہ کے پجاری فقیر کو بتا دو

گدا را کند یک درم سیم سیر
فقیر کو ایک درہم چاندی پیٹ بھرا بنا دیتی ہے

نگہبانیِ ملک و دولت بلاست
ملک اور دولت کی نگہبانی مصیبت ہے

گدائے کہ بر خاطرش بند نیست
وہ فقیر جس کی طبیعت پر کوئی فکر نہیں ہے

بخسپند خوش روستائی و جفت
دہقانی اور بیوی آرام سے سوتے ہیں

چو سیلاب خواب آمد و مرد برد
جب نیند کا سیلاب آیا اور مرد کو بہالے گیا

اگر پادشاہ است و گر پینہ دوز
خواہ بادشاہ ہے خواہ پیوند لگانے والا

چو بینی توانگر سر از کبر مست
جب تو کسی مالدار کا سر تکبر سے مست دیکھے

ہماں کس کہ دنداں دہد ناں دہد
اسکو جس نے دانت دیے ہیں وہی روٹی دے گا

کہ روزی رساند تو چندیں مشور
کہ روزی پہنچائے تو اس قدر پریشان نہ ہو

نویسندۂ عمر و روزی ست ہم
عمر اور روزی کا لکھ دینے والا بھی ہے

بدارد ز تکلیف آنکہ عبد آفرید
اس کو سنبھالتا ہے پھر اس کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے پیدا کیا ہے

کہ مملوک را بر خداوندگار
کہ جس قدر غلام کو آقا پر ہے

شدے سنگ در دستِ ابدال سیم
ابدال کے ہاتھ میں پتھر چاندی بن جاتا تھا

چو قانع شدی سیم و سنگت یکیست
جب تو قانع بن گیا تو تیرے لئے چاندی اور پتھر یکساں ہے

چہ مشتے زرش پیش و چہ مشت خاک
اس کے سامنے ایک مٹھی سونا اور مٹھی بھر خاک برابر ہے

کہ سلطاں ز درویش مسکیں ترست
کہ بادشاہ تو فقیر سے بھی زیادہ مسکین ہے

فریدوں بملک عجم نیم سیر
فریدوں عجم کے ملک سے بھی آدھا پیٹ بھرتا ہے

گدا پادشاہ است و نامش گداست
فقیر بادشاہ ہے اور وہ نام کا فقیر ہے

بہ از پادشاہے کہ خرسند نیست
اس بادشاہ سے بہتر ہے جو آرام سے نہیں ہے

بہ ذوقے کہ سلطاں در ایواں نخفت
ایسے ذوق سے کہ بادشاہ محل میں نہ سویا

چہ بر تخت سلطاں چہ بر دشت کرد
بادشاہ کا تخت اور کردی کا جنگل یکساں ہے

چو خفتند گردد شب ہر دو روز
جب سو گئے تو دونوں کی رات کا دن بنتا ہے

برو شکر یزداں کن اے تنگدست
اے تنگ دست جا خدا کا شکر ادا کر

۱ یعنی یہ خیال کہ بچہ بھوک سے مرجائے گا شیطانی وسوسہ ہے ۔

۲ ماں کے پیٹ میں جب بچہ کی صورت بنتی ہے اس کی عمر اور روزی مقرر کر دی جاتی ہے ۔

۳ ابدال اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے جس سے نظام عالم قائم ہے جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے کوئی دوسرا اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور وہ بہتر کی تعداد میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں ۔

۱۰

۴ آنانکہ غنی ترانند محتاج ترانند ۔

۵ فریدوں کو ملک عجم کی سلطنت حاصل ہوئی لیکن پورا پیٹ نہ بھرا ۔

۶ سونے کے بعد شاہ گدا یکساں ہیں ۔

۷ متکبر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کر کہ اللہ نے تجھے تکبر کا اسباب نہیں دیے ہیں ۔

ندارى بحمد الله آں دسترس
خدا کا شکر ہے کہ تو وہ طاقت نہیں رکھتا ہے
کہ برخیزد از دستت آزار کس
کہ تیرے ہاتھ سے کسی کی تکلیف سرزد ہو

حکایت

ربا خوارے از نردبانے فتاد
ایک سود خوار ایک سیڑھی سے گر گیا
شنیدم کہ ہم در نفس جاں بداد
میں نے سنا ہے کہ اس نے فوراً دم توڑ دیا
پسر چند روزے گرستن گرفت
لڑکا چند دن روتا رہا
دگر باحریفاں نشستن گرفت
پھر اس نے یاروں کے ساتھ بیٹھنا شروع کر دیا
بخواب اندرش دید و پرسید حال
اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا
کہ چوں رستی از حشر و نشر و سوال
کہ حشر اور نشر اور سوال سے کیسا چھوٹا
بگفت اے پسر قصہ برمن مخواں
بولا اے بیٹا یہ قصہ نہ دوہرا
بدوزخ در افتادم از نردبان
میں سیڑھی سے دوزخ میں گرا

حکایت

شنیدم کہ صاحبدلے نیکمرد
میں نے سنا ہے کہ ایک نیک انسان صاحبدل نے
یکے خانہ بر قامت خویش کرد
ایک گھر اپنے قد کے مطابق بنایا
کسے گفت میدانمت دسترس
کسی نے اس سے کہا میں تیری طاقت سے واقف ہوں
کزیں خانہ بہتر کنی گفت بس
تو اس سے بہتر گھر بنا سکتا ہے، اس نے کہا خاموش رہ
چہ میخواہم از طارم افراشتن
بالاخانہ بلند کرنے سے میرا کیا مطلب
ہمینم بس از بہر بگذاشتن
میرے چھوڑ جانے کے لئے یہی کافی ہے
مکن خانہ برراہ سیل اے غلام
اے صاحبزادے بہاؤ کے راستہ پر گھر نہ چن
کہ کس را نگشت ایں عمارت تمام
اس لیے کہ یہ عمارت کسی کی مکمل نہیں ہوئی ہے
نہ از معرفت باشد و عقل و رائے
عقل اور رائے اور تمیز کی یہ بات نہیں ہے
کہ برر ہ کند کاروانے سرائے
کہ کوئی قافلہ راستہ میں گھر بنائے

حکایت

یکے سلطنت راں صاحب شکوہ
ایک صاحب دبدبہ حاکم کے
فرو خواست رفت آفتابش بکوہ
آفتاب نے پہاڑ میں جانا چاہا
بشیخے دراں بقعہ کشور گذاشت
اس علاقہ کے ایک بزرگ کو ملک سپرد کر دیا
کہ در دودہ قائم مقامے نداشت
کیونکہ خاندان میں کوئی اصل کا قائم مقام نہ تھا
چو خلوت نشیں کوس دولت شنید
جب خلوت نشیں نے دولت کا نقارہ سنا
دگر ذوق در کنج خلوت ندید
پھر اس کو تنہائی کے گوشہ میں مزا نہ آیا

۱؎ یعنی بہت بڑا مکان نہ بنایا
۲؎ مرتے وقت یہی چھوڑ کر جانا ہے مجھ سے بچ رہے گا۔
۳؎ دنیا آخرت کا راستہ ہے یہاں محل تعمیر کرکے بیٹھنا عقلمندی نہیں ہے۔
۴؎ یعنی اس کی موت کا وقت قریب آگیا۔
۵؎ وارث نہ ہونے کی وجہ سے گدی پر اس بزرگ کو بٹھا دیا۔
۶؎ شاہی نوبتخانوں میں بڑے بڑے نقارے بجائے جاتے تھے۔

چپ و راست لشکر کشیدن گرفت
دائیں اور بائیں لشکر کشی شروع کر دی

چناں سخت بازو شد و تیز چنگ
ایسا سخت بازو اور تیز چنگل والا ہو گیا

ز خصم پراگندہ خلقے بکشت
متفرق دشمنوں میں سے ایک مخلوق کو مار ڈالا

چناں در حصارش کشیدند تنگ
انھوں نے اس کو ایسے سخت محاصرے میں لے لیا

بر نیکمردے فرستاد کس
اس نے کسی کو ایک نیک انسان کے پاس بھیجا

بہمت مدد کن کہ شمشیر و تیر
دعا سے مدد کیجیے اس لیے کہ تلوار اور تیر

چو بشنید عابد بخندید و گفت
جب عابد نے سُنا وہ ہنسا اور بولا

ندانست قارون نعمت پرست
دولت کا پجاری قارون یہ نہ سمجھا

دلِ پُر دلاں زو رمیدن گرفت
بہادروں کے دل اس سے ڈرنے لگے

کہ با جنگ جویاں طلب کرد جنگ
کہ جنگ جویوں سے لڑائی کا خواہاں ہوا

دگر جمع گشتند ہم رای و پشت
دوسرے ہم رائے اور ایک دوسرے کے مددگار ہو کر جمع ہو گئے

کہ عاجز شد از تیر باران و سنگ
کہ وہ تیروں اور پتھروں کی بارش سے عاجز آگیا

کہ صعبم فرو ماندہ فریاد رس
کہ میں سخت عاجز آگیا ہوں مدد کیجیے

نہ در ہر وغائے بود دستگیر
ہر لڑائی میں مددگار نہیں ہوتے ہیں

چرا نیم نانے نخورد و نخفت
اس نے آدھی روٹی کیوں نہ کھائی اور کیوں نہ سوتا

کہ گنج سلامت بکنج اندر ست
کہ سلامتی کا خزانہ گوشہ تنہائی میں ہے

گفتار اندر صبر بر ناتوانی بامید بہروزی

گفتار کامیابی کی امید پر کمزوری پر صبر کرنے کے بیان میں

کمال است در نفسِ مردِ کریم
سخی انسان میں ایک کمال ہے

مپندار گر سفلہ قاروں شود
اگر کمینہ انسان قارون بن جائے تو یہ نہ سمجھ

دگر در نیابد کرم پیشہ ناں
اگر سخی کو روٹی نہ ملے

سخاوت زمین است و سرمایہ زرع
سخاوت زمین اور سرمایہ کھیتی ہے

خدائے کہ از خاک مردم کند
وہ خدا جو خاک سے آدمی بناتا ہے

ز نعمت نہادن بلندی مجوئے
دولت کو جمع رکھ کر بلندی کا خواہاں نہ بن

بہ بخشندگی کوش کآب رواں
دینے کی کوشش کر اس لیے کہ جاری پانی پر

گرش زر نباشد چہ نقصان و بیم
اگر اس کے پاس دولت نہیں ہے تو کیا کمی اور ڈر ہے

کہ طبع لئیمش دگرگوں شود
کہ اس کی کمینی طبیعت دوسری قسم کی ہو جائے گی

نہادش توانگر بود ہمچناں
اس کی طبیعت اسی طرح مالدار ہو گی

بدہ کاصل خالی نماند ز فرع
دیتا رہ اس لیے کہ جڑ شاخ سے خالی نہیں رہتی

عجب دارم ار مردمی گم کند
مجھے تعجب ہو گا اگر وہ آدمیت کو رائگاں کرے

کہ ناخوش کند آب استادہ بوئے
اس لیے کہ ٹھہرا ہوا پانی بدبو دیتا ہے

بسیلش تفقد کند آسمان
آسمان اپنے بہاؤ کی مہربانی کرتا ہے

۱ یعنی ملک گیری کے لیے اطراف پر حملے شروع کر دیے۔
۲ مخالفوں نے جمع ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا
۳ یعنی میں اب ایسا گھر گیا ہوں کہ صرف دعا ہی کام آسکتی ہے۔
۴ مراد دعا کرنے والا ہے۔
۵ یعنی اس کا کرم۔
۶ چونکہ سخاوت کا تعلق دل سے ہے مال سے نہیں ہے
۷ دولت بھی چلتی پھرتی رہنی چاہیے۔

گر از جاه و دولت بیفتد لئیم
اگر کمینہ مرتبہ اور دولت سے گر جاتا ہے

دگر بارہ نادر شود مستقیم
پھر کم سیدھا ہوتا ہے

وگر قیمتِ گوہری غم مدار
اگر تو ہنرمند[1] ہے تو غم نہ کر

کہ ضائع نگرداندت روزگار
اس لیے کہ تجھے زمانہ ضائع نہ کرے گا

کلوخ ارچہ افتادہ باشد براہ
ڈھیلا اگرچہ راستہ میں پڑا ہو

نہ بینم کہ دروے کند کس نگاہ
میں نہیں سمجھتا کہ اس کی طرف کوئی بھی نگاہ کرے گا

وگر خردۂ زر زِ دندانِ گاز
اگر سونے کا ریزہ کتیا کے داندانہ سے

بیفتد بشمعش بجویند باز
گر جاتا ہے تو چراغ سے اس کو دوبارہ ڈھونڈھتے ہیں

بدر می کنند آبگینہ ز سنگ
آئینہ[2] کو پتھر سے برآمد کرتے ہیں

کجا ماند آئینہ در زیرِ زنگ
تو آئینہ زنگ میں کہاں رہ سکتا ہے

پسندیدہ و نغز باید خصال
خصلتیں پسندیدہ اور اچھی ہونی چاہیں۔

کہ گاہ آید و گہ رود جاہ و مال
مرتبہ اور مال تو کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے

حکایت در معنی آسانی در پئے دشواری
قصہ دشواری کے بعد آسانی کے بیان میں

شنیدم ز پیرانِ شیریں سخن
میٹھی بات والے بوڑھوں سے میں نے سنا ہے

کہ بود اندریں شہر پیرے کہن
کہ اس شہر میں ایک بہت بوڑھا تھا

بسے دیدہ شاہان و دوران و امر
اس نے بہت سے بادشاہ اور زمانے اور حکم دیکھا تھا

سر آوردہ عمرے ز تاریخ عمرو
اس نے عمرو[3] کے زمانہ سے عمر شروع کی تھی

درختِ کہن میوۂ تازہ داشت
پرانا درخت تازہ پھل رکھتا تھا۔

کہ شہر از نکوئی پُر آوازہ داشت
جس کی خوبصورتی کی شہر میں شہرت تھی

عجب در زنخدان آں دلفریب
اس دل[4] لبھانے والی کی ٹھوڑی پر حیرت تھی کہ

کہ ہرگز نبو دست بر سرو سیب
اس لیے کہ سرو[5] پر سیب کبھی نہیں لگے

ز شوخی و مردم خراشیدنش
اس کی شوخی اور انسانوں کو زخمی کرنے کی وجہ سے

فرج دید در سر تراشیدنش
اس نے اس کا سر منڈا دینے میں راحت سمجھی

بموسیٰ کہن عمر کوتہ امید
پرانے استرے سے کوتاہ[7] امید عمر والے نے

سرش کرد چوں دستِ موسیٰ سپید
اس کا سر حضرت موسیٰ[8] کے ہاتھ کی طرح سفید کر دیا

ز سر تیزی آں آہنِ سنگ زاد
اس پتھر کے جنے لوہے نے شرارت کی وجہ سے

بعیب پری رُخ زباں بر نہاد
پری جیسے چہرہ والے کے عیب[9] پر زبان کھولی۔

بموئے کہ کرد از نکوئیش کم
ان بالوں کی وجہ سے کہ جنھوں نے اس کے حسن کو گھٹایا

نہادند حالی سرش در شکم
فوراً انھوں نے اس استرہ کا پھل پیٹ میں کر دیا[10]

چو چنگ از خجالت سر خوبروئے
ستار کی طرح، شرمندگی سے اس کا خوبصورت سر

نگونسار و در پیشش افتادہ موئے
اوندھا تھا اور اس کے سامنے بال پڑے ہوئے تھے

ہنرمند انسان کی[1] قدر ہوتی ہے۔
[2] آئینہ میں ایک ہنر ہے لوگ اسکی قدر کرتے ہیں اسکو ضائع نہیں ہونے دیتے۔
[3] عمرو بن لیث بانی شیراز کا زمانہ اتابکان کے زمانہ سے تقریباً سو سال قبل تھا یعنی اس بڑھے کی تقریباً سو سال کی عمر تھی۔
[4] یعنی اس بوڑھے کا ایک خوبصورت نوجوان لڑکا تھا
[5] یعنی اس کا قد سرو جیسا تھا اور ٹھوڑی سیب کی طرح تھی۔
[6] چونکہ اس کے حسن سے دل زخمی ہوتے تھے اسکو بدصورت بنانے کے لیے بوڑھے نے اسکا سر منڈا دینا مناسب سمجھا

[7] چونکہ وہ بہت بوڑھا تھا لہٰذا زیادہ جینے کی امید نہ تھی۔
[8] حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضا مشہور ہے
[9] یعنی اپنی دھار سے اس کا سر مونڈ کر عیب دار بنا دیا۔
[10] یعنی استرہ بند کر دیا تو گویا اس کا پھل اس کے پیٹ میں اس گستاخی کی وجہ سے اتار دیا گیا۔

یکے را کہ خاطر در و رفتہ بود
ایک وہ شخص جس کا دل اس میں گم تھا

کسے گفت جور آزمودی و درد
کسی نے کہا تو نے ظلم اور درد کو آزما لیا

ز مہرش بگرداں چو پروانہ پشت
اس کی محبت سے پروانہ کی طرح پشت پھیر لے

برآمد خروشش از ہوادار چست
مستعد، عاشق نے فریاد کی

پسر خوش منش باید و خوبروئے
لڑکا خوش طبع اور خوبصورت چاہیے

مرا جاں بمہرش برآمیختہ است
میری[۲] جان اس کی محبت سے وابستہ ہے

چو روئے نکو داری اندوہ مخور
جب تیرا چہرہ خوبصورت ہے غم نہ کھا

نہ پیوستہ رز خوشۂ تر دہد
انگور[۳] ہر وقت تر خوشہ نہیں دیتا

بزرگاں چو خور در حجاب اوفتند
شریف[۴] لوگ سورج کی طرح پردہ میں ہو جاتے ہیں

بروں آید از زیر ابر آفتاب
سورج ابر کے نیچے سے برآمد ہو جاتا ہے

ز ظلمت مترس اے پسندیدہ دوست
اے پیارے دوست اندھیرے سے نہ گھبرا

نہ گیتی پس از جنبش آرام یافت
کیا دنیا نے حرکت کے بعد آرام حاصل نہیں کیا

دل از بے مرادی بفکرت مسوز
ناکامی سے دل فکر میں نہ جلا

چو چشمان دلبندش آشفتہ بود
اس[۱] کی دل کو بھانے والی آنکھوں کی طرح پریشان تھا

دگر گرد سودائے باطل مگرد
پھر باطل خیال کے پیچھے چکر نہ کاٹ

کہ مقراض شمع جمالش بکشت
اس لیے کہ قینچی نے اس کے حسن کی شمع گل کر دی ہے

کہ تردامناں را بود عہد سست
کہ بدکاروں کا عہد کمزور ہوتا ہے

پدر گو بجہلش ببنداز موئے
باپ سے کہدے نادانی سے اس کے بال کاٹ دے

نہ خاطر بموئے در آویختہ است
نہ کہ دل بالوں سے لگا ہے

کہ موی ار بیفتد بروید دگر
اس لیے کہ اگر بال گر جائیں گے دوبارہ اگ آئیں گے

گہے برگ ریزد گہے بر دہد
کبھی پتے جھاڑتا ہے کبھی پھل دیتا ہے

حسوداں چو اخگر در آب اوفتند
حاسد[۵] لوگ انگارے کی طرح پانی میں گرتے ہیں

بتدریج و اخگر بمیرد در آب
رفتہ رفتہ اور انگارا پانی میں بجھ جاتا ہے

چہ دانی کہ آب حیات اندر وست
تجھے کیا معلوم کہ آب حیات اسی میں ہے

نہ سعدی سفر کرد تا کام یافت
کیا سعدی نے سفر نہیں کیا یہاں تک کہ مقصد حاصل کر لیا

شب آبستن است اے برادر بروز
اے[۶] بھائی رات دن سے حاملہ ہے

باب ہفتم در تربیت

ساتواں باب تربیت میں

سخن در صلاحست و تدبیر و خوئے
گفتگو[۷] صلاحیت اور تدبیر اور عادت میں ہے

چہ با دشمن نفس ہمخانہ
نفس[۸]، دشمن کے ساتھ رہنا

نہ در اسپ و میدان و چوگان و گوئے
نہ کہ گھوڑے اور میدان اور بلے اور گیند میں

چہ در بند بیگار بیگانہ
غیر کی بیگار کی قید کی برابر ہے

۱۰

۱ جس طرح اس معشوق کی آنکھیں منڈے ہوئے بالوں کو دیکھ کر حیران تھیں اسی طرح عاشق کا دل پریشان تھا۔

۲ میں اس کا عاشق ہوں، اس کے بالوں کا عاشق نہ تھا۔

۳ انگور کو پت جھڑ میں بیکار نہیں سمجھا جاتا ہے۔

۴ یعنی جو حقیقتاً بھلے ہیں ان کے لیے برائی عارضی ہوتی ہے جیسا کہ سورج کے لیے ابر ایک عارضی چیز ہے۔

۵ لیکن برے برائی میں مبتلا ہو کر بالکل ختم ہو جاتے ہیں جیسا کہ انگارا پانی میں گر کر بالکل بجھ جاتا ہے۔

۶ رات اپنے پیٹ میں دن کو لیے ہے جو لامحالہ نمودار ہوگا اسی طرح ہر مصیبت کسی راحت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

۷ یہاں ناصحانہ کلام کرنا ہے رزمیہ کلام مقصود نہیں ہے۔

۸ یعنی نفس ایسا دشمن ہے جو ہر وقت ساتھ ہے اس کی تابعداری بیگار سے کم نہیں ہے۔

عناں باز پیچان نفس از حرام
۱ حرام سے نفس کی باگ موڑ دینے والے

کس از چو تو دشمن ندارد غمے
۲ تجھ جیسے دشمن سے کسی کو کیا فکر ہوگی۔

تو خود را چو کودک ادب کن بچوب
تو اپنے آپ کو بچہ کی طرح لکڑی سے ادب سکھا

وجودِ تو شہر یست پُر نیک و بد
تیرا وجود ایک شہر ہے جو اچھے اور برے سے بھرا ہے

ہمانا کہ دونانِ گردن فراز
۳ یقیناً متکبر کمینے

رضاؤ ورع نیکنامانِ حُر
۴ رضا اور پرہیزگاری نیک نام شریف ہیں

چو سلطاں عنایت کند با بداں
جب بادشاہ بدوں پر عنایت کرے گا

ترا شہوت و حرص و کین و حسد
شہوت اور حرص اور کینہ اور حسد تیرے لیے

گر ایں دشمناں تربیت یافتند
اگر یہ دشمن پرورش پا گئے

ہوا و ہوس را نماند ستیز
۵ خواہش نفسانی اور ہوس میں لڑائی کی طاقت نہیں رہتی

نہ بینی کہ شب دزد و اوباش و خس
تو نے نہیں دیکھا کہ رات کا چور اور اوباش اور کمینہ

رئیسے کہ دشمن سیاست نہ کرد
وہ سردار جس نے دشمن کو تنبیہ نہ کی

نخواہم دریں نوع گفتن بسے
اس قسم کی میں بہت سی باتیں کہنا نہیں چاہتا ہوں

بمردی ز رستم گذشتند و سام
بہادری میں رستم اور سام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں

کہ با خویشتن بر نیائی ہمے
جو اپنے آپ پر بھی غالب نہیں آسکتا ہے

بگرزِ گراں مغز مردم مکوب
بھاری گرز سے انسانوں کا سر نہ توڑ

تو سلطان و دستور دانا خرد
تو بادشاہ ہے اور عقل دانا وزیر ہے

دریں شہر کبر اند و سودای و آز
اس شہر میں تکبر اور غصہ اور حرص ہیں

ہوا و ہوس رہزن و کیسہ بُر
خواہش نفسانی اور ہوس ڈاکو اور جیب کترے ہیں

کجا ماند آسایشِ بخرداں
تو عقلمندوں کو آرام کہاں رہے گا

چو خوں در رگانند و جاں در جسد
ایسے ہیں جیسے رگوں میں خون اور جسم میں جان

سر از حکم و رائے تو بر تافتند
تو تیرے حکم اور رائے سے منہ موڑیں گے

چو بینند سر پنجۂ عقل تیز
جب وہ عقل کی طاقت کو قوی دیکھتے ہیں

نگردند جائے کہ گردد عسس
اس جگہ نہیں گھومتے جہاں چوکیدار گھومتا ہے

ہم از دستِ دشمن ریاست نہ کرد
اس نے دشمن کے ہاتھوں سرداری نہ کی

کہ حرفے بس ار کار بند د کسے
اس لیے کہ ایک حرف کافی ہے اگر کوئی کاربند ہو

گفتار اندر فضیلت خاموشی و حلاوت خویشتن داری

کہاوت خاموشی کی فضیلت اور اپنے آپ کو سنبھالے رکھنے کی شیرینی کے بیان میں

اگر پائے در دامن آری چو کوہ
۸ اگر تو پہاڑ کی طرح دامن میں پاؤں سمیٹے رکھے

زباں درکش اے مردِ بسیار داں
۹ سمجھدار انسان زبان بند رکھ

سرت ز آسماں بگذرد در شکوہ
تو دبدبہ میں تیرا سر آسمان سے گذر جائے

کہ فردا قلم نیست بر بے زباں
اس لیے کہ کل تو بے زبان پر قلم نہیں چلے گا

۱ نفس امارہ پر قابو پالینا سب سے بڑی پہلوانی ہے۔
۲ جو شخص اپنے نفس سے عاجز ہو اس کی دشمن پر ہیبت طاری نہیں ہوسکتی ہے۔
۳ نفس انسان میں تکبر اور غصہ اور حرص ایسے ہیں جیسے کسی شہر کے اوباش۔
۴ صفت، رضا اور پرہیزگاری کی مثال شہر کے شرفا اور نیک نام لوگوں کی سی ہے اور ہوا و ہوس ڈاکو اور جیب کتروں کی طرح ہیں۔
ف
۶ یعنی جب روح بری صفات کی پرورش کرنے لگے تو بہتر صفات بے چین رہیں گی۔
۷ عقل جب قوی ہوتی ہے تو صفات رذیلہ دب جاتی ہیں۔
۸ پہاڑ ایک جگہ ہے تو گویا وہ اپنے دامن میں پیر سمیٹے بیٹھا ہے۔
۹ زیادہ گرفت اسی کی ہوگی جس کی زبان زیادہ چلتی ہے۔

صدف وار گوہر شناسان راز
[1]راز کے جوہر شناسوں نے سیپی کی طرح

دہن جز بلولو نکردند باز
مونہہ کو موتی کے سوا نہیں کھولا ہے

فراواں سخن باشد آگندہ گوش
بہت بیت بنا بہرا ہوتا ہے

نصیحت نگیرد مگر در خموش
نصیحت خاموش ہی میں اثر کرتی ہے

چو خواہی کہ گوئی نفس بر نفس
جب[2] تو دم بدم بولے گا

حلاوت نیابی ز گفتار کس
کسی کی گفتگو کی شیرینی محسوس نہ کرے گا

نباید سخن گفت ناساختہ
بدون سنوارے بات نہ کہنی چاہیے

نشاید بریدن نینداختہ
کسی کی نامکمل بات نہ کاٹنی چاہیے

تأمل کناں در خطا و صواب
اچھے اور برے پر غور کرنے والے

بہ از ژاژ خایان حاضر جواب
حاضر جواب بکواسی سے بہتر ہیں

کمالست در نفس انساں سخن
قوت گویائی انسان کے نفس میں کمال ہے

تو خود را بگفتار ناقص مکن
تو بول کر اپنے آپ کو ناقص نہ کر

کم آواز ہرگز نہ بینی خجل
کم گو کو تو کبھی شرمندہ نہ دیکھے گا

جوے مشک بہتر کہ یک تودہ گل
ایک ڈھیر مٹی سے ایک جو مشک بہتر ہے

حذر کن ز نادان دہ مردہ گوے
دس غلط بات کرنے والے نادان سے بچ

چو دانا یکے گوی و پروردہ گوے
عقلمند کی طرح ایک بات کہہ اور پختہ کہہ

صد انداختی تیر و ہر صد خطاست
تو نے[3] سو تیر چلائے اور ہر سو غلط

اگر ہوشمندی یک انداز و راست
اگر تو ہوشمند ہے ایک چلا اور سیدھا چلا

چرا گوید آں چیز در خفیہ مرد
چھپکے سے آدمی ایسی بات کیوں کہے

کہ گر فاش گردد شود روئے زرد
کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو چہرہ زرد ہو

مکن پیش دیوار غیبت بسے
دیوار کے سامنے غیبت نہ کر، بسا اوقات

بود کز پسش گوش دارد کسے
ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی کان لگائے ہو

درون دلت شہر بند است راز
تیرے دل میں راز قیدی ہے

نگر تا نہ بیند در شہر باز
دیکھ بھال کرتا رہ وہ شہر کا دروازہ کھلا نہ دیکھ لے

ازاں مرد دانا دہاں دوختست
دانا انسان نے اسی لیے منہ سی لیا ہے

کہ بیند کہ شمع از زباں سوختست
کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ شمع زبان کی وجہ سے جلی ہے

حکایت در حفظ اسرار
قصہ رازوں کی حفاظت کے بیان میں

تکش با غلاماں یکے راز گفت
تکش نے غلاموں سے ایک راز کہا

کہ ایں را نباید بکس باز گفت
کہ اس کو کسی سے نہ کہنا چاہیے

بسالے نیامد ز دل بر دہاں
ایک سال تک وہ راز دل سے منہ پر نہ آیا

بیک روز شد منتشر در جہاں
ایک روز دنیا میں پھیل گیا

۱۰

[1] جس طرح سیپی کے منہ سے صرف موتی نکلتا ہے اسی طرح وہ صاحبان جو رازداری کی خوبی سمجھتے ہیں ان کی زبان سے صرف موتی جیسی بات نکلتی ہے۔
[2] زیادہ بک بک کرنے والا شخص دوسرے کی بات میں لذت محسوس نہیں کرتا ہے۔
[3] سو بیہودہ باتوں سے ایک پکی بات بہتر ہے۔
[4] یعنی ڈر اور خوف سے۔
[5] شمع کا شعلہ زبان کی طرح ہوتا ہے۔
[6] ایک بادشاہ کا نام ہے۔

بفرمود جلاد را بے دریغ
بدون کسی افسوس کے جلاد کو حکم دے دیا
کہ بردار سرہائے ایناں بہ تیغ
کہ ان کے سر تلوار سے جدا کر دے

یکے زاں میاں گفت و زنہار خواست
ان میں سے ایک نے کہا اور امان چاہی
مکش بندگاں کیں گنہ از تو خاست
غلاموں کو نہ قتل کر کیونکہ یہ گناہ تو تجھ سے ہوا ہے

تو اوّل نہ بستی کہ سرچشمہ بود
تو نے[1] شروع ہی میں کیوں نہ بند کیا کہ چشمہ کی ابتدا تھی
چو سیلاب شد پیش بستن چہ سود
جب سیلاب بن گیا تو آگے سے بند کرنے سے کیا فائدہ

تو پیدا مکن رازِ دل بر کسے
تو دل کا راز کسی پر ظاہر نہ کر
کہ او خود بگوید بر ہر کسے
کہ وہ خود ہر کسی کے سامنے کہے گا

جواہر بگنجینہ داراں سپار
جواہر کو خزانچیوں کے سپرد کر دے
ولے راز را خویشتن پاس دار
لیکن اپنے راز کی خود حفاظت رکھ

سخن تا نگوئی برو دست ہست
تو جب تک بات نہیں کہتا ہے تیرا اس پر قابو ہے
چو گفتہ شود یابد او بر تو دست
جب کہہ دی جائے تو وہ تیرے اوپر قابو پا لے گی

سخن دیو بندیست در چاہِ دل
دل کے کنوئیں میں بات قیدی دیو ہے
ببالائے کام و زبانش مہل
اس کو تالو اور زبان پر نہ آنے دے

تواں باز دادن رہِ نرّہ دیو
[2] سرکش دیو کا راستہ کھولا جا سکتا ہے
ولے باز نتواں گرفتن بریو
لیکن مکر سے دوبارہ بند نہیں کیا جا سکتا ہے

تو دانی کہ چوں دیو رفت از قفس
تو جانتا ہے جب دیو پنجرہ سے نکل گیا
نیاید بہ لاحولِ کس باز پس
تو کسی کے لاحول پڑھنے سے واپس نہیں آتا ہے

یکے طفل بردارد از رخش بند
[3] رخش کا پھندا ایک بچہ کھول سکتا ہے
نیاید بصد رستم اندر کمند
پھر سو رستم سے بھی پھندے میں نہیں آتا

مگوی آنکہ گر بر ملا او فتد
وہ بات نہ کہہ کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے
وجودے ازاں در بلا او فتد
تو اس سے وجود مصیبت میں پڑ جائے

بدہقانِ ناداں چہ خوش گفت زن
بیوقوف گنوار سے بیوی نے کیا اچھی بات کہی
بدانش سخن گوی و یا دم مزن
بات سمجھ کی کر ورنہ سانس نہ لے

حکایت سلامتِ جاہل در حجابِ خاموشی

خاموشی کے پردے میں جاہل کے بچاؤ کا قصہ

یکے خوب خُلق و خَلَق پوش بود
ایک شخص خوش خلق اور گدڑی پوش تھا
کہ در مصر یک چند خاموش بود
جو مصر میں ایک مدت سے چپ تھا

خردمند مردم ز نزدیک و دور
[4] نزدیک اور دور کے عقلمند انسان
بگردش چو پروانہ جویانِ نور
اس کے گرد پروانوں کی طرح نور کے متلاشی تھے

تفکر شبے با دلِ خویش کرد
ایک رات اس نے اپنے دل میں سوچا
کہ پوشیدہ زیرِ زبانست مرد
[5] کہ انسان زبان کے نیچے پوشیدہ ہے

[1] یعنی جب بات ایک شخص کے پاس تھی تو اس کی روک تھام ممکن تھی جب چند آدمیوں کے پاس چلی گئی تو اس کی مثال سیلاب کی سی ہے جس پر بند لگانا دشوار ہے۔

[2] اگر دیو ایک بار بند سے نکل جاتا ہے پھر بند نہیں کیا جا سکتا ہے۔

[3] رخش اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا رنگ سرخ و سفید ہو رستم کے گھوڑے کا نام بھی رخش تھا کیونکہ وہ انہی صفات کا تھا۔

[4] دور اور نزدیک کے لوگ اس کی عقلمندی سے فائدہ اٹھانے کے لیے جمع رہتے تھے۔

[5] یعنی جب تک انسان بات نہ کرے اس کے جوہر نہیں کھلتے ہیں۔

اگر من چنیں سر بخود در برم
اگر میں اسی طرح خاموش رہوں
سخن گفت و دشمن بدانست و دوست
اس نے بات کہی اور دشمن اور دوست نے جان لیا
حضورش پریشاں شد و کار زشت
اس کے یہاں کی حاضری بکھر گئی اور کام بگڑ گیا
در آئینہ گر خویشتن دیدمے
اگر میں اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھ لیتا
چنیں زشت ازاں پردہ بر داشتم
ایسی برائی کے ہوتے ہوئے میں نے اسی لیے پردہ اٹھا دیا
کم آواز را باشد آوازہ تیز
کم گو کی شہرت تیز ہوتی ہے
ترا خامشی اے خداوند ہوش
اے صاحب ہوش تیری ہی خاموشی
اگر عالمی ہیبت خود مبر
اگر تو عالم ہے اپنی ہیبت نہ کھو
ضمیر دل خویش منمائے زود
دل کی چھپی ہوئی بات کو جلد نہ دکھا
ولیکن چو پیدا شود راز مرد
لیکن جب انسان کا راز ظاہر ہو جاتا ہے
قلم سر سلطاں چہ نیکو نہفت
قلم نے شاہی راز کو کس قدر بہتر طریقہ پر چھپایا
بہائم خموشند و گویا بشر
چوپائے خاموش ہیں اور انسان گویا ہے
چو مردم سخن گفت باید بہوش
ہوش کے ساتھ انسانوں کی طرح بات کرنا چاہیئے
بنطق است و عقل آدمی زادہ فاش
انسان کا بچہ قوت گویائی اور عقل سے مشہور ہے

چہ دانند مردم کہ دانشورم
تو لوگ کیا سمجھیں گے کہ میں عقلمند ہوں
کہ در مصر ناداں تر از وے ہموست
کہ مصر میں اس سے زیادہ ناداں وہی ہے
سفر کرد و بر طاق مسجد نبشت
وہ وہاں سے چلدیا اور مسجد کی محراب پر لکھ دیا
بہ بے دانشی پردہ ندریدمے
تو میں بے وقوفی سے اپنا پردہ چاک نہ کرتا
کہ خود را نکو روئے پنداشتم
کہ میں نے اپنے آپ کو خوبصورت سمجھا
چو گفتی و رونق نماندت گریز
جب تو بول پڑے اور تیری رونق نہ رہے تو بھاگ جا
وقار است و نااہل را پردہ پوش
بردباری ہے اور نااہل کے لیے پردہ پوش ہے
وگر عامیی پردہ خود مدر
اور اگر تو عامی ہے تو اپنا پردہ چاک نہ کر
کہ ہرگہ کہ خواہی توانی نمود
اس لیے کہ تو جب بھی چاہے گا دکھا سکے گا
بکوشش نشاید نہاں باز کرد
تو اس کو دوبارہ کوشش سے پوشیدہ نہیں کیا جا سکتا ہے
کہ تا کارد بر سر نبودش نگفت
جب تک اس کے سر پر چھری نہ رکھی گئی اس نے نہ کہا
پراگندہ گوی از بہائم بتر
بکواس کرنے والا چوپایوں سے بدتر ہے
وگرنہ شدن چوں بہائم خموش
ورنہ چوپایوں کی طرح چپ رہنا چاہیے
چو طوطی سخن گوی و ناداں مباش
طوطی کی طرح بولنے والا اور ناداں نہ بن

۱۔ خاموشی عقلمند کے لیے بردباری کا سبب ہے اور جاہل کے لیے پردہ پوش ہے
۲۔ قلم جب تک چاقو سے نہ بنایا جائے وہ نہیں لکھ سکتا اور دل کا راز کاغذ پر نہیں آ سکتا ہے۔
۳۔ طوطی بلا سوچے سمجھے بولتی ہے۔

حکایت

یکے ناسزا گفت در وقت جنگ
ایک شخص نے لڑائی میں نامناسب بات کہی
گریباں دریدندوے را بچنگ
لوگوں نے ہاتھ سے اس کا گریبان پھاڑ ڈالا

قفا خوردہ عُریان و گریان نشست
پٹ کر ننگا اور روتا ہوا بیٹھ گیا

چو غنچہ گرت بستہ بودے دہن
اگر تیرا منہ غنچہ کی طرح بند رہتا

سراسیمہ گوید سخن پر گزاف
پریشان آدمی بیہودگی سے بھری بات کرتا ہے

نہ بینی کہ آتش زبانست و بس
تو نہیں دیکھتا کہ آگ فقط شعلہ[۱] ہے

اگر ہست مرد از ہُنر بہرہ ور
اگر انسان ہنر سے بہرہ ور ہے

اگر مشک خالص نداری مگوے
اگر تیرے[۲] پاس خالص مشک نہیں ہے تو نہ کہہ

بسوگند گفتن کہ زر مغربی است
قسم کھاکر کہنا کہ مغربی[۳] سونا ہے

بگویند ازیں حرف گیراں ہزار
نکتہ چیں اس قسم کی ہزار باتیں کرتے ہیں

روا باشد ار پوستینم درند
مناسب ہے اگر وہ میری پوستین پھاڑ ڈالیں

جہاندیدہ گفتش اے خود پرست
ایک جہاندیدہ نے اس سے کہا اے خودپرست

دریدہ ندیدے چو گل پیرہن
پھول کی طرح لباس چاک نہ دیکھتا

چو طنبور بے مغز بسیار لاف
بہت ڈینگیں مارنے والا بے مغز طنبورہ کی طرح ہوتا ہے

بآبے تواں کشتنش در نفس
اس کو فوراً ہی پانی سے بجھایا جاسکتا ہے

ہُنر خود بگوید نہ صاحب ہُنر
تو ہنر خود بولتا ہے نہ کہ صاحب ہنر

گرت ہست خود فاش گردد بوئے
اگر ہے تو وہ خود خوشبو سے ظاہر ہو جائے گا

چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست
اس کی کیا ضرورت! کسوٹی خود بتادیگی کہ کیا ہے؟

کہ سعدی نہ اہلست و آمیزگار
کہ سعدی نہ تو اہل ہے، نہ میل جول کا[۴]

کہ طاقت ندارم کہ مغزم برند
اس لیے کہ مجھ میں طاقت نہیں ہے کہ وہ میرا بھیجا کھائیں

حکایت

عضد را پسر نیک رنجور بود
عضد[۵] الدولہ کا لڑکا بہت بیمار تھا

یکے پارسا گفتش از روئے پند
نصیحت کے طور پر اس سے ایک نیک شخص نے کہا

قفسہائے مرغ سحر خواں شکست
اس نے صبح کے چہچہانے والے پرندوں کے پنجرے توڑ دیے

نگہداشت بر طاق بُستاں سرائے
پائیں[۶] باغ کے کنگرے پر محفوظ رکھی

پسر صبحدم سوئے بُستاں شتافت
لڑکا صبح کے وقت باغ میں گیا

بخندید کلے بلبل خوش نفس
وہ ہنسا کہ اے خوش الحان بلبل!

شکیب از نہادِ پدر دور بود
باپ کی طبیعت سے صبر دور تھا

کہ بگذار مرغانِ وحشی زبند
کہ وحشی پرندوں کو قید سے آزاد کردے

کہ در بند ماند چو زنداں شکست
جب قید خانہ ٹوٹ جائے تو قید میں کون ٹھیرتا ہے

یکے نامور بلبلِ خوش سرائے
ایک مشہور عمدہ گلنے والی بلبل

جز آں مرغ بر طاقِ ایواں نیافت
محل کی محراب پر اس پرندے کے سوا کسی کو نہ پایا

تو از گفتِ خود ماندہ در قفس
تو اپنی گفتار کی خاطر پنجرے میں رہ گئی

[۱] شعلہ بشکل زبان ہوتا ہے۔
[۲] مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید
[۳] مغربی سونا خالص ہونے میں مشہور تھا
[۴] یعنی مجھ میں ٹک ٹک کرنے کی عادت نہیں ہے اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگ میرا دماغ چاٹ جائیں
[۵] مشہور بادشاہ ہے
[۶] ایک عمدہ قسم کی بلبل کے علاوہ سب پرندے چھوڑ دیئے گئے۔

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار
تیرے نہ کہے ہوئے سے کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
لیکن جب تونے کہا ہے تو اس کی دلیل لا

چو سعدی کہ چندے زباں بستہ بود
جیسا کہ سعدی ہے کہ جب تک وہ زبان بند کیے ہوئے تھا
زطعن زباں آوراں رستہ بود
زبان درازوں کے طعنہ سے چھوٹا ہوا تھا

کسے گیرد آرام دل درکنار
گوشہ میں دل کا آرام وہی شخص پا سکتا ہے
کہ از صحبت خلق گیرد کنار
جو لوگوں کی صحبت سے کنارا اختیار کرے

مکن عیب خلق اے خردمند فاش
اے عقلمند! لوگوں کا عیب ظاہر نہ کر
بعیب خود از خلق مشغول باش
اپنے عیب میں الگ کر لوگوں سے دھیان ہٹالے

چو باطل سرایند مگمار گوش
اگر وہ غلط بکیں تو کان نہ لگا۔
چو بے ستر بینی بصیرت بپوش
تو جب کسی کو ننگا دیکھے تو آنکھ بند کرلے

حکایت

شنیدم کہ در بزم ترکان مست
میں نے سنا ہے کہ مست ترکوں کی محفل میں
مریدے دف و چنگ مطرب شکست
ایک مرید نے گویے کا ڈھپڑا اور ستار توڑ ڈالا

چو چنگش کشیدند حالے بموئے
اسے فوراً ستار کی طرح کھینچا
غلامان و چوں دف زدندش بروئے
نوکروں نے اور ڈھپڑے کی طرح اس کے منہ کو پیٹا

شب از درد چوگان و سیلی نخفت
چوب اور چپت کے درد سے رات کو نہ سو سکا
دگر روز پیرش بتعلیم گفت
دوسرے دن پیر نے تعلیم کے طور پر اس سے کہا

نخواہی کہ باشی چو دف روئے ریش
اگر تو چاہتا ہے کہ ڈھپڑے کی طرح تیرا چہرہ زخمی نہ ہو
چو چنگ اے برادر سر انداز پیش
تو ستار کی طرح آگے کو سر ڈالے رکھ

مثل

دو کس گرد دیدند و آشوب و جنگ
دو آدمیوں نے گرد اور غل اور لڑائی دیکھی
پراگندہ نعلین و پرندہ سنگ
چلتے جوتے اور اڑتے پتھر دیکھے

یکے فتنہ دید از طرف برشکست
ایک نے جھگڑا دیکھا کنارے ہٹ گیا
یکے درمیاں آمد و سر شکست
ایک درمیان میں آ گیا اور سر پھوڑا

کسے خوشتر از خویشتن دار نیست
کوئی شخص اپنے آپ کو بچائے رکھنے والے سے اچھا نہیں ہے
کہ با خوب و زشت کسش کار نیست
کہ اس کو کسی کے اچھے اور برے سے مطلب نہیں ہے

ترا دیدہ در سر نہادند و گوش
تیرے سر میں آنکھیں اور کان لگائے ہیں
دہن جائے گفتار و دل جائے ہوش
منہ بات کرنے کی جگہ اور دل عقل کا مقام ہے

مگر باز دانی نشیب از فراز
تاکہ تو پستی کو بلندی سے پہچان سکے
نہ گوئی کہ ایں کوتہ است آں دراز
نہ کہ تو یہ کہے کہ یہ کوتاہ ہے وہ لمبا ہے

۱۰

۱۔ جو شخص اپنے عیبوں پر نظر رکھے گا اس کو دوسروں کے عیب دیکھنے کی فرصت نہ ملے گی۔
۲۔ ترک سے غلام اور معشوق بھی مراد لیا جاتا ہے۔
۳۔ عجز اور انکسار اختیار کر۔
۴۔ قدرت نے آنکھیں اور زبان اور سمجھ دوسروں کی برائیاں دیکھنے اور بیان کرنے کے لیے نہیں بنائی ہیں۔

حکایت در معنی راحت خاموشی و آفت بسیار سخنی

قصہ چپ رہنے کی راحت اور بہت بولنے کی مصیبت کے بیان میں

چنیں گفت پیرے پسندیدہ ہوش
پسندیدہ عقل بوڑھے نے اس طرح کہا ہے

خوش آید سخنہائے پیراں بگوش
بوڑھوں کی باتیں کان کو بھلی لگتی ہیں

کہ در ہند رفتم بکنجے فراز
کہ میں ہندوستان میں ایک دور کے گوشہ میں گیا

ق

چہ دیدم چو یلدا سیاہے دراز
میں نے کیا دیکھا! ایک لمبا حبشی اندھیری رات جیسا

در آغوش او دخترے چوں قمر
اس کی بغل میں ایک چاند جیسی لڑکی

فرو بردہ دنداں بلبہاش در
وہ اس کے ہونٹوں کو دانتوں سے دبائے ہوئے

چناں تنگش آوردہ اندر کنار
بغل میں اس کو اس طرح بھینچے ہوئے

کہ پنداری اللیل یغشی النہار
کہ تو یہ سمجھے کہ رات دن کو ڈھانپے ہے

مرا امر معروف دامن گرفت
امر بالمعروف نے میرا دامن پکڑ لیا

فضول آتشے گشت و درمن گرفت
بیکار بات ایک آگ بنی اور مجھ میں لگ گئی۔

طلب کردم از پیش و پس چوب و سنگ
میں نے آگے اور پیچھے سے لکڑی اور پتھر تلاش کیا

کہ اے ناخدا ترس بے نام و ننگ
کہ اے خدا سے نہ ڈرنے والے بے عزت اور بے شرم

بہ تشنیع و دشنام و آشوب و زجر
طعنہ زنی اور گالی اور شور اور جھڑکی سے

سپید از سیہ فرق کردم چو فجر
گورے کو کالے سے میں نے فجر کی طرح جدا کر دیا

شد آں ابرِ ناخوش ز بالائے باغ
وہ بھیانک بدلی باغ پر سے ہٹ گئی

پدید آمد آں بیضہ از زیرِ زاغ
کوّے کے نیچے سے وہ انڈا نکل آیا

ز لاحولم آں دیو ہیکل بجست
میرے لاحول پڑھنے سے وہ دیو شکل بھاگا

پری پیکر اندر من آویخت دست
پری جیسے جسم والی نے مجھ پر ہاتھ ڈال دیا

کہ اے زرق سجادۂ زرق پوش
کہ اے مکر کے مصلے والے مکر کی پوشاک والے

سیہ کارِ دنیا خرِ دیں فروش
سیہ کار، دنیا خریدنے والے، دین بیچنے والے

مرا عمرہا دل ز کف رفتہ بود
میرا دل عرصہ سے ہاتھ سے گیا ہوا تھا

بریں شخص و جاں بروے آشفتہ بود
اس شخص پر اور جان اس پر فریفتہ تھی

کنوں پختہ شد لقمۂ خامِ من
میرا کچا لقمہ اب پکا تھا

کہ گرمش بدر کردی از کامِ من
کہ فوراً تو نے اس کو میرے حلق سے نکال دیا

تظلم بر آورد و فریاد خواند
ظلم کا اظہار کرنے لگی اور فریاد کی

کہ شفقت برافتاد و رحمت نماند
کہ مہربانی جاتی رہی اور رحم نہ رہا

نماند از جواناں کسے دستگیر
جوانوں میں کوئی دستگیر نہیں رہا

کہ بستانم داد ازیں مردِ پیر
کہ میں اس بوڑھے سے بدلہ لے سکوں

کہ شرمش نیاید ز پیری ہمے
کہ اس کو بڑھاپے میں بھی شرم نہ آئی

زدن دست در سترِ نامحرمے
کسی نامحرم کے پردہ میں ہاتھ مارنے سے

---

۱ وہ حبشی رات جیسا کالا اور لڑکی دن جیسی گوری تھی۔
۲ کسی کو بھلی بات کا حکم کرنا۔
۳ یعنی جس طرح رات سے دن جدا ہو جاتا ہے اسی طرح اس حبشی اور لڑکی کو میں نے جدا کر دیا
۴ یعنی کالا حبشی اس لڑکی سے علیحدہ ہو گیا جو باغ و بہار تھی
۵ یعنی دیرینہ تمنا آج پوری ہو رہی تھی
۶ یعنی دنیا بڑی ظالم اور بے رحم ہو گئی ہے۔
۷ یعنی میرے خلاف نوجوانوں کو اکسانے لگی
۸ یعنی یہ کہنے لگی کہ اس بوڑھے نے مجھ نامحرم پر دست درازی کی ہے

همی کرد فریاد و دامن بجنگ
وہ شور کرتی تھی اور دامن چنگل میں تھا

بروں رفتم از جامہ در دم چو سیر
فوراً لہسن کی طرح میں کپڑوں سے نکل بھاگا

برہنہ دواں رفتم از پیشِ زن
لڑکی کے سامنے سے میں ننگا بھاگا

پس از مدتے کرد بر من گذار
ایک زمانہ کے بعد وہ لڑکی میرے پاس سے گذری

کہ من توبہ کردم بدستِ تو بر
اس لیے کہ میں نے تیرے ہاتھ پر توبہ کی ہے

کسے را نیاید چنیں کار پیش
کسی آدمی کو ایسا موقع پیش نہیں آسکتا ہے

ازیں شنعت ایں پند برداشتم
اس برائی سے میں نے یہ نصیحت حاصل کی

گرت عقل و رائیست و تدبیر و ہوش
اگر تجھ میں عقل اور رائے اور تدبیر اور ہوش ہے

مرا ماندہ سر در گریباں ز ننگ
میرا سر شرم سے گریبان میں تھا

کہ ترسیدم از زجرِ برنا و پیر
اس لیے کہ میں جوان اور بوڑھے کی سرزنش سے ڈرا

کہ در دستِ او جامہ بہتر کہ من
اس لیے کہ میں اسکے ہاتھ میں ہوں اس سے یہ بہتر تھا کہ کپڑا اس کے ہاتھ میں ہو

کہ میدانیم گفتمش زینہار
کہ تو مجھے جانتا ہے، میں نے اس سے کہا یقیناً

کہ گردِ فضولے نگردم دگر
کہ فضول بات کا کبھی چسکہ نہ لگاؤں گا

کہ عاقل نشیند پسِ کارِ خویش
جو عقلمندی کے ساتھ اپنے کام میں لگا ہو

دگر دیدہ نادیدہ انگاشتم
کہ پھر دیکھے ہوئے کو نہ دیکھا ہوا سمجھوں

چو سعدی سخن گوی ور نہ خموش
تو سعدی کی طرح بات کر ورنہ چپ رہ

حکایت در فضیلت ستر پوشی
قصہ پردہ پوشی کی فضیلت کے بیان میں

یکے پیشِ داؤدِ طائی نشست
ایک شخص داؤد طائی کے پاس آکر بیٹھا

قے آلودہ دستار و پیراہنش
اس کا لباس اور پگڑی قے آلودہ

چو فرخندہ خوی ایں حکایت شنید
نیک عادت والے نے جب یہ قصہ سنا

زمانے برآشفت و گفت اے رفیق
تھوڑی دیر تک بگڑتا رہا اور کہا اے دوست

بروزاں مقامِ شنیعش بیار
جا! اور اس بری جگہ سے اسکو لے آ

بہ پشتش برآور چو مرداں کہ مست
بہادروں کی طرح کمر پر لاد لا اس لیے کہ مست

نیوشندہ شد زیں سخن تنگ دل
سننے والا اس بات سے تنگ دل ہوا

کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ مست
کہ میں نے دیکھا فلاں صوفی بے ہوش پڑا ہے

گروہے سگاں حلقہ پیرامنش
کتوں کا مجمع اس کے گرد حلقہ بنائے ہوئے

ز گویندہ ابرو بہم در کشید
تو کہنے والے سے ابروئیں چڑھالیں

بکار آید امروز یارِ شفیق
مہربان دوست آج ہی کے دن کام آتا ہے

کہ در شرع نہی است و بر خرقہ عار
کہ وہ شرع میں ممنوع ہے اور گدڑی پر عار ہے

عنانِ طریقت ندارد بدست
طریقت کی باگ پر قابو نہیں رکھتا ہے

بفکرت فرو رفت چوں خر بگل
فکر میں پھنس گیا جیسا کہ گدھا دلدل میں

۱۔ یعنی اپنے کپڑے چھوڑ بھاگا اور لہسن کی طرح ننگا ہوگیا۔
۲۔ اگر میں کپڑے چھوڑ کر نہ بھاگتا تو وہ مجھے پکڑے رہتی جو میرے لیے بہت برا ہوتا۔
۳۔ جیسا لڑکی کے ہاتھوں مجھے پیش آیا
۴۔ یعنی اس طرح کا واقعہ اگر دیکھوں گا تو اسے ان دیکھا کر دوں گا۔
۵۔ شیخ ابو سلیمان داؤد قبیلہ طے کے رہنے والے تھے۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد اور حضرت ... رضا اور حبیب راعی کے مرید تھے۔
۶۔ عموماً شرابیوں کو قے آجاتی ہے۔
۷۔ یعنی یہی وقت ہے کہ تو اس کی مدد کرے۔

۱۰

نہ یارا کہ فرماں نگیرد بگوش
نہ تو اس بات کی طاقت کہ حکم نہ سنے
نہ رغبت کہ مست اندر آرد بدوش
نہ اس بات کی رغبت کہ مست کو کندھے پر لے آئے

زمانے بہ پیچید و درماں ندید
تھوڑی دیر تک پیچ وتاب کھاتا رہا اور کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی
رہِ سرکشیدن ز فرماں ندید
حکم سے سرکشی کا راستہ نہ دیکھا

میاں بست وبے اختیارش بدوش
کمر باندھی اور اس کو مجبوراً کندھے پر
درآورد و شہرے برو عام جوش
لے آیا اور پورا شہر اس پر امنڈ پڑا

یکے طعنہ می زد کہ درویش بیں
ایک طعنہ دیتا تھا کہ فقیر کو دیکھ
زہے پارسائی وتقویٰ و دیں
کیا پارسائی اور تقویٰ اور دین ہے

یکے صوفیاں بیں کہ مے خوردہ اند
ایک یہ کہتا تھا صوفیوں کو دیکھو شراب پیئے ہیں
مرقع بسیکی گرو کردہ اند
پیوند شراب کے بدلے گروی کئے ہوئے ہیں

اشارت کناں این وآں رابدست
اس اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے
کہ ایں سرگرانست وآں نیم مست
کہ یہ مدہوش ہے وہ نیم بے ہوش ہے

بگردن برا ز جورِ دشمن حسام
گردن پر دشمن کے ظلم کی تلوار
بہ از شنعتِ شہر وجوشِ عوام
شہر کی بدنامی اور عوام کے جوش سے بہتر ہے

بلا خورد روزے بمحنت گذاشت
غم کھایا اور پورا دن مصیبت میں گذارا
بنا کام بردش بجائیکہ داشت
مجبوراً اس کو اس کی جگہ لے گیا

شب از شرمساری وفکرت نخفت
رات بھر شرم اور فکر میں نہ سویا
بخندید طائی دگر روز وگفت
دوسرے دن طائی ہنسا اور بولا

مریز آبروئے برادر بکوئے
گلی کوچہ میں بھائی کی آبروریزی نہ کر
کہ دہرت بریزد بشہر آبروئے
کیونکہ زمانہ شہر میں تیری آبروریزی کرے گا

حکایت

بد اندر حقِ مردمِ نیک و بد
نیک اور بد انسانوں کے بارے میں برا
مگوائے جواں مرد صاحب خرد
نہ کہہ اے عقلمند جواں مرد!

کہ بد مرد را خصم خود میکنی
اس لیے کہ بد کو تو اپنا دشمن بناتا ہے
وگر نیک مرداست بد میکنی
اور اگر وہ نیک ہے تو تو برا کرتا ہے

ترا ہر کہ گوید فلاں کس بدست
تجھ سے جو بھی یہ کہے کہ فلانہ برا ہے
چنیں داں کہ در پوستینِ خود ست
تو ایسا یہ سمجھ کہ وہ اپنی کھال میں ہے

کہ فعلِ فلاں را بباید بیاں
اس لیے کہ فلانہ کے فعل کی دلیل چاہیئے
وزیں فعل بد می ترا بد عیاں
اور اس سے برا کام کھلم کھلا سرزد ہو رہا ہے

بہ بد گفتنِ خلق چوں دم زدی
جب تو مخلوق کو برا کہنے کا دم بھرے
اگر راست گوئی سخن ہم بدی
اگر تو سچی بات بھی کہہ رہا ہے تو بھی بری ہے

ؔ سیکی یکے از سہ سے بنا ہے یعنی وہ شراب جو عربی میں مثلث کہلاتی ہے یعنی انگور کے رس کو اس قدر جوش دیا جائے کہ وہ ایک تہائی رہ جائے
ؔ دشمن کی تلوار سے قتل ہو جانا بدنامی سے بہتر ہے
ؔ یعنی اس مست صوفی کو اس کے گھر پہنچا آیا
ؔ چونکہ تم نے تنہائی میں اس کی آبروریزی کی تھی لہذا تیری آبروریزی برملا ہوئی۔
ؔ بھلے کو برا کہنا برائی کی بات ہے برے کو برا کہے گا تو اس کی دشمنی مول لیگا
ؔ یعنی اپنے متعلق کہہ رہا ہے
ؔ دوسرے کی برائی ثابت کرنے کے لیے دلیل درکار ہے اور اس کا برا کہنا غیبت ہے
ؔ غیبت وہ برائی ہے جو صحیح طور پر کی جائے ورنہ بہتان

حکایت

زباں کرد شخصے بغیبت دراز
ایک شخص نے غیبت میں زبان دراز کی
بدو گفت دانندۂ سرفراز
ایک سربلند، سمجھدار نے اس سے کہا

کہ یادِ کساں پیش من بد مکن
کہ برائی کے ساتھ میرے سامنے لوگوں کا ذکر نہ کر
مرا بدگماں در حقِ خود مکن
مجھے اپنے بارے میں بدگمان نہ بنا

گرفتم ز تمکین او کم بود
میں نے مانا اس کی عزت گھٹ جائے گی
نخواہد بجاہِ تو اندر فزود
لیکن وہ تیری عزت تو نہ بڑھائے گی

حکایت

کسے گفت و پنداشتم طیبت است
کسی نے کہا اور میں سمجھا کہ مذاق ہے
کہ دزدی بسامان تر از غیبت است
کہ چوری غیبت سے زیادہ مفید ہے

بدو گفتم اے یارِ آشفتہ ہوش
میں نے اس سے کہا اے پریشان خیال یار
شگفت آمد ایں داستانم بگوش
یہ بات میرے کانوں کو عجیب معلوم ہوئی ہے

بناراستی در چہ بینی بہی
چوری میں تو کیا خوبی دیکھتا ہے
کہ بر غیبتش مرتبت می نہی
کہ اس کو غیبت پر رتبہ دیتا ہے

بلے گفت دزداں تہور کنند
اس نے کہا ہاں چور بہادری کرتے ہیں
بباز وئے مردی شکم پر کنند
بہادری کے بازو سے پیٹ بھرتے ہیں

ز غیبت چہ می خواہد آں سادہ مرد
وہ بیوقوف غیبت سے کیا چاہتا ہے
کہ دیواں سیہ کرد و چیزے نخورد
کہ دفتر کالا کر لیا اور کچھ نہ کھایا

حکایت

مرا در نظامیہ ادرار بود
نظامیہ[2] مدرسہ میں میرا وظیفہ مقرر تھا
شب و روز تلقین و تکرار بود
رات دن پڑھانا اور دہرانا تھا

مر استاد را گفتم اے پُر خرد
میں نے خاص استاد سے کہا اے صاحبِ عقل
فلاں یار بر من حسد می برد
فلانہ دوست مجھ سے حسد کرتا ہے

چو من داد معنی دہم در حدیث
جب میں کسی بات کا مطلب بیان کرتا ہوں
برآید بہم اندرون خبیث
خبیث کا باطن بگڑ جاتا ہے

شنید ایں سخن پیشوائے ادب
ادب کے استاد نے یہ بات سنی
بہ تندی برآشفت و گفت اے عجب
غصہ سے بگڑ گیا اور کہا ہائے تعجب

حسودی پسندت نیاید ز دوست
دوست کا حسد کرنا تو تجھے پسند نہ آیا
ندانم کہ گفتت کہ غیبت نکوست
نہ معلوم تجھے کس نے بتایا ہے کہ غیبت اچھی چیز ہے

۱ چوری اور غیبت دونوں گناہ ہیں۔ چوری سے پیٹ بھرتا ہے غیبت سے وہ بھی نہیں۔
۲ بغداد کا مشہور مدرسہ تھا جو سلطان سنجر کے وزیر نظام الملک نے بنایا تھا۔
۳ شیخ سعدی نے نظامیہ میں شیخ شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔
۴ اس کا حسد ناگوار گذرا اور خود اس کی غیبت میں مبتلا ہو گیا۔

۱۰

گر او راہِ دوزخ گرفت از خسی — ازیں راہِ دیگر تو در وے رسی
اگر اس نے کمینہ پن سے دوزخ کا ایک راستہ اختیار کیا ہے — دوسرے راستے سے تو بھی اسی میں پہنچے گا۔

حکایت

کسے گفت حجاج خونخوارہ ایست — دلش ہمچو سنگِ سیہ پارہ ایست
کسی نے کہا حجاج خوں خوار ہے — اس کا دل کالے پتھر کے ٹکڑے کی طرح ہے

نترسد ہمی زآہ و فریادِ خلق — خدایا تو بستاں از و دادِ خلق
مظلوق کی فریاد اور آہ سے نہیں ڈرتا ہے — اے خدا تو اس سے مخلوق کا انصاف دلا

جہاں دیدۂ پیرِ دیرینہ زاد — جواں را یکے پندِ پیرانہ داد
زیادہ عمر کے بوڑھے جہاندیدہ نے — جوان کو ایک بزرگانہ نصیحت کی

کز و دادِ مظلومِ مسکین او — بخواہند و از دیگراں کین او
کہ اس سے تو اس کے مسکین مظلوم کا بدلہ — لیں گے اور دوسروں سے اس کے کینہ کا

تو دست از وے و روزگارش بدار — کہ خود زیرِ دستش کند روزگار
تو اس سے اور اس کے زمانہ سے ہاتھ اٹھالے — اس لیے کہ اس کو زمانہ خود کمزور کردے گا

نہ پندار از و بہرہ مند آمدم — نہ نیز از تو غیبت پسند آمدم
نہ اس کا غرور مجھے پسند آیا — نیز تیری بدگوئی بھی مجھے پسند نہیں آئی

بدوزخ برد مُدبرے را گناہ — کہ پیمانہ پُر کرد و دیواں سیاہ
بدبخت کو گناہ دوزخ میں لے جائے گا — اس لیے کہ اس نے پیمانہ بھر لیا اور اعمالنامہ کالا کرلیا

دگر کس بغیبت پَسش می دود — مبادا کہ تنہا بدوزخ رود
دوسرا آدمی بدگوئی کرکے اس کے پیچھے دوڑتا ہے — ایسا نہ ہو کہ وہ تنہا دوزخ میں جائے

حکایت

شنیدم کہ از پارسایاں یکے — بطیبت بخندید با کودکے
میں نے سنا ہے کہ نیک لوگوں میں سے ایک شخص — ایک بچہ سے مذاق میں ہنسا

دگر پارسایانِ خلوت نشیں — بغیبش فتادند در پوستیں
دوسرے خلوت نشین پارسا — اس کے پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے لگے۔

باخر نماند ایں حکایت نہفت — بصاحب نظر باز گفتند و گفت
آخر کار یہ قصہ چھپا نہ رہا — انھوں نے صاحب نظر سے کہا ــــ وہ بولا

مدر پردہ بر یارِ شوریدہ حال — نہ طیبت حرام است و غیبت حلال
پریشان حال دوست کا پردہ چاک نہ کر — یہ نہیں ہے کہ مذاق تو حرام ہو اور غیبت حلال ہو

مذ حسد اور غیبت دونوں جہنم کے راستے ہیں
۲ وہ تو ظلم کی وجہ سے گرفتار ہوگا اور جو لوگ اس سے کینہ رکھیں گے وہ اس گناہ کے مجرم ہیں
۳ جس طرح گناہگار دوزخ میں جائے گا اس کے پیچھے پیچھے اس کا بدگو جائے گا۔
۱۰
۴ یعنی وہ بزرگ جس نے لڑکے سے مذاق کیا تھا۔
۵ یعنی اگر میں نے مذاق کرکے گناہ کیا تم غیبت کرکے گناہ کر رہے ہو۔

حکایت

بطفلی درم رغبت روزه خاست
بچپن میں میرا روزہ رکھنے کو جی چاہا

یکے عابد از پارسایان کوئے
گلی کے نیکوں میں سے ایک عبادت گذار نے

کہ بسم اللہ اوّل بسنت بگوئے
کہ پہلے سنت کے طور پر بسم اللہ پڑھ

پس آنگہ دہن شوی و بینی سہ بار
پھر تین بار منہ اور ناک دھو

بسبّابہ دندانِ پیشین بمال
شہادت کی انگلی سے اگلے دانت مل

وزاں پے سہ مشت آب بروئے زن
اس کے بعد تین چلّو پانی منہ پر ڈال

دگر دستہا تا بمرفق بشوئے
پھر کہنیوں تک ہاتھ دھو

دگر مسحِ سر بعد ازاں غسلِ پائے
پھر سر کا مسح پھر پانوں کا دھونا

کس از من نداند دریں شیوہ بہ
اس طریقے کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے

شنید ایں سخن دہ خدائے قدیم
اس بات کو گانوں کے پرانے چودھری نے سنا

نہ مسواک در روزہ گفتی خطاست
کیا تو نے نہیں بتایا کہ روزہ میں مسواک کرنا غلط ہے

دہاں گو ز ناگفتنیہا نخست
منہ کو پہلے نہ کہنے کے لائق باتوں سے دھو

کسے را کہ نام آمد اندر میاں
جس کسی کا ذکر درمیان میں آئے

چو ہموارہ گوئی کہ مردم خرند
جب تو ہمیشہ یہ کہے کہ آدمی گدھے ہیں

چناں گوئی سیرت بکوی اندرم
میری عادت اس طرح گلی میں بیان کر

ندانستمے چپ کدامست و راست
میں نہ سمجھتا تھا کہ بایاں کونسا ہے اور دایاں کونسا

ہمی شستن آموختم دست و روئے
مجھے ہاتھ اور منہ دھونا سکھایا

دوم نیت آور سوم کف بشوئے
دوسرے نیت کر، تیسرے ہاتھ دھو

مناخر بانگشت کوچک بخار
نتھنوں کو چھنگلی سے صاف کر

کہ نہیست در روزہ بعد از زوال
جو زوال کے بعد روزہ میں ممنوع ہے

ز رستنگہ موئے سر تا ذقن
پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی تک

ز تسبیح و ذکر آنکہ دانی بگوئے
جو کچھ تجھے معلوم ہے تسبیح اور ذکر کر

ہمین است و ختمش بنامِ خدائے
یہی ہے اور اس کا ختم خدا کے نام پر ہے

نہ بینی کہ فرتوت شد پیر دہ
تو نہیں دیکھتا کہ گانوں کا بوڑھا سٹھیا گیا ہے

بشورید و گفت اے خبیثِ رجیم
غصہ میں بھر گیا اور بولا اے پلید مردود

بنی آدم مُردہ خوردن رواست
مردہ انسان کا کھانا درست ہے

بشوئی کہ از خوردنیہا بشست
دھولے جب کہ کھانے کی چیزوں سے دھویا ہے

بہ نیکوتریں نام و نعتش بخواں
اس کا نام اور تعریف نیکی کے ساتھ ذکر کر

مبر ظن کہ نامت چو مردم برند
تو یہ خیال نہ کر کہ وہ آدمیوں کی طرح تیرا نام لیں گے

کہ گفتن توانی بروی اندرم
جس طرح تو میرے روبرو بیان کر سکے

۱ میں ایک بچہ تھا کہ دائیں بائیں کی بھی تمیز نہ تھی۔
۲ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک روزہ دار کے لئے دوپہر بعد مسواک درست نہیں ہے۔
۳ وہ عابد پھر یہ کہنے لگا۔
۴ تو نے خود یہ بتایا کہ روزہ میں مسواک درست نہیں ہے اور خود غیبت کر کے مردے کا گوشت کھا رہا ہے۔
۵ روزہ رکھتے وقت جس طرح کلی کرنا ضروری ہے اسی طرح بری باتوں سے منہ صاف کر لینا ضروری ہے۔
۶ جب تو تمام انسانوں کو گدھا بنائے گا لوگ تجھے گدھا کہیں گے۔

۱۰

وگر شرمت از دیدۂ ناظر است
اور اگر تجھے دیکھنے والی آنکھ کی شرم ہے

نہ ئے بصر غیب داں حاضر است
تو اندھا نہیں ہے، غیب کا جاننے والا موجود ہے

نیاید ہمی شرمت از خویشتن
تجھے آپ سے شرم نہیں آتی ہے

کز و فارغ و شرم داری ز من
کہ تو اس سے بے فکر ہے اور مجھ سے شرم کرتا ہے

حکایت

طریقت شناسانِ ثابت قدم
طریقت کے جانکار مضبوط قدم والے

بخلوت نشستند چندے بہم
تنہائی میں کچھ مل کر بیٹھے

یکے زاں میاں غیبت آغاز کرد
ان میں سے ایک نے بدگوئی شروع کر دی

درِ ذکرِ بیچارۂ باز کرد
ایک بیچارے کا ذکر شروع کر دیا

کسے گفتش اے یارِ شوریدہ رنگ
کسی نے اس سے کہا اے دیوانے دوست

تو ہرگز غزا کردۂ در فرنگ
تو نے کبھی فرنگیوں سے جہاد کیا ہے؟

بگفت از پسِ چار دیوارِ خویش
اس نے کہا میں نے اپنی چار دیواری سے

ہمہ عمر ننہادہ ام پائے پیش
تمام عمر کبھی قدم باہر نہیں دھرا

چنیں گفت درویش صادق نفس
سچی طبیعت والے درویش نے یہ کہا

ندیدم چنیں بخت برگشتہ کس
میں نے ایسا بدبخت کوئی نہیں دیکھا۔

کہ کافر ز پیکارش ایمن نشست
کہ کافر تو اس کی جنگ سے امن میں ہو کر بیٹھا

مسلماں ز جورِ زبانش نرست
مسلمان اس کی زبان کے ظلم سے نہ چھوٹا

حکایت

چہ خوش گفت دیوانۂ مرغزی
مرغز کے دیوانہ نے کیا خوب کہا

حدیثے کز اں لب بدنداں گزی
ایسی بات جس سے تو دانتوں سے ہونٹ کاٹ لے

من ار نامِ مردم بزشتی برم
میں اگر لوگوں کا نام برائی سے لوں گا

نگویم بجز غیبت مادرم
تو اپنی ماں کی بدگوئی کے سوا کچھ نہ کہوں گا

کہ دانند پروردگانِ خرد
کیونکہ عقل کے پالے ہوئے جانتے ہیں

کہ طاعت ہماں بہ کہ مادر برد
کہ عبادت وہی بہتر ہے جو ماں لے جائے

رفیقے کہ غائب شد اے نیک نام
اے نیک نام جو دوست غائب ہو گیا

دو چیز است از و بر رفیقاں حرام
دوستوں پر اس کی دو چیزیں حرام ہیں

یکے آنکہ مالش بباطل خورند
ایک تو یہ کہ اس کا مال خواہ مخواہ اڑائیں

دوم آنکہ نامش بزشتی برند
دوسرے یہ کہ اس کا نام برائی سے لیں

ہر آں کو برد نامِ مردم بعار
جو شخص لوگوں کا نام برائی سے لے

تو چشمِ نکوگوئی از وے مدار
تو اس سے اچھا کہنے کی توقع نہ رکھ!

۱ اگر تو لوگوں کی نگاہ بچا کر بدگوئی کرتا ہے تو یہ نہیں سمجھتا کہ خدا تو دیکھ رہا ہے۔
۲ انسان کو شرم کرنا چاہیئے کہ خدا سے تو غافل رہے اور لوگوں سے شرم کرے۔۔
۳ ایک جگہ کا نام ہے
۴ یعنی بہت میٹھی بات کہی ہے۔
۵ یعنی اگر میں بدگوئی کروں گا تو صرف اپنی ماں کی کروں گا تاکہ میری عبادت اس کے کام آجائے۔
۶ کیونکہ قیامت میں غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس شخص کو دے دی جائیں گی جس کی وہ غیبت کرے گا۔

که اندر قفائے تو گوید ہماں
اس لیے کہ وہ تیرے پیٹھ پیچھے بھی وہی کہے گا
کہ پیش تو گفت از پس مردماں
جو تیرے سامنے لوگوں کے پیٹھ پیچھے کہتا ہے

کسے پیش من در جہاں عاقلست
میرے سامنے تو دنیا میں وہ عقلمند ہے
کہ مشغول خود وز جہاں غافلست
جو اپنے میں لگا ہے اور دنیا سے غافل ہے

حکایت

سہ کس را شنیدم کہ غیبت رواست
میں نے سنا ہے تین شخصوں کی بدگوئی مناسب ہے
چو زیں در گذشتی چہارم خطاست
اگر تو اس سے بڑھا چوتھے کی غیبت گناہ ہے

یکے پادشاہ ملامت پسند
ایک ظالم بادشاہ
کزو بر دل خلق بینی گزند
جس سے تو لوگوں کے دل پر تکلیف دیکھے

حلالست ازو نقل کردن خبر
اس کی بات نقل کرنا جائز ہے
مگر خلق باشند ازو بر حذر
تاکہ لوگ اس سے محتاط رہیں

دوم پردہ بر بے حیائے متن
دوسرے بے حیا پر پردہ نہ تان
کہ خود میدرد پردۂ خویشتن
اس لیے وہ خود اپنا پردہ چاک کر رہا ہے

ز حوضش مدار اے برادر گناہ
اے بھائی اس میں گھسنے کو گناہ نہ سمجھ
کہ او می درافتد بگردن بچاہ
اس لئے کہ وہ خود سر کے بل کنوئیں میں گرتا ہے

سوم کژ ترازوئے ناراست گوئے
تیسرے بدمعاملہ جھوٹا
ز فعل بدش ہر چہ دانی بگوئے
اس کے برے کام کی جو کچھ تجھے خبر ہے کہہ دے

مدا جو اپنے عیبوں کے دھیان میں ہو وہ دوسروں کے عیبوں سے ناواقف ہے، لہذا ... رات کے چوروں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ۱۰

حکایت

شنیدم کہ دزدے درآمد ز دشت
میں نے سنا ہے کہ ایک چور جنگل سے نکلا
بدروازۂ سیستاں بر گذشت
سیستان کے دروازے پر سے گذرا

چو چیزے خرید او ز بقال کوئے
جب اس نے کوچہ کے بقال سے کوئی چیز خریدی
ز ماکول و طعمیکہ بایستش اوئے
کھانے کی اور وہ کھانا جو اس کو چاہئے تھا

بدزدید بقال ازو نیم دانگ
بقال نے اس کا آدھا دانگ چرالیا
برآورد دزد سیہ کار بانگ
سیہ کار چور پکار اٹھا

خدایا تو شب رو باتش بسوز
اے خدا تو رات کے چور کو جلا ڈال
کہ رہ می زند سیستانی بروز
اس لیے کہ اب تو سیستانی دن میں ڈاکہ ڈالنے لگے

حکایت

یکے گفت با صوفئے با صفا
باطن کی صفائی والے ایک صوفی سے کسی نے کہا
ندانی فلانت چہ گفت از قفا
تجھے معلوم نہیں پیٹھ پیچھے فلاں نے تجھے کیا کہا

بگفتا خموش اے برادر بخفت
اس نے کہا اے بھائی خاموش رہ، آرام کر!
ندانستہ بہتر کہ دشمن چہ گفت
دشمن نے کیا کہا ہے، اس کا نہ جاننا ہی بہتر ہے

کسانیکہ پیغامِ دشمن برند
وہ لوگ جو دشمن کا پیغام پہنچاتے ہیں
ز دشمن ہمانا کہ دشمن ترند
وہ دشمن سے بھی یقیناً زیادہ دشمن ہیں

کسے قولِ دشمن نیارد بدوست
کوئی شخص دشمن کی بات دوست کے پاس نہیں لاتا
جز آں کس کہ در دشمنی یارِ اوست
سوائے اس شخص کے جو دشمنی میں اس کا دوست ہے

نیارست دشمن جفا گفتنم
دشمن مجھے ایسا سخت نہ کہہ سکا
چناں کز شنیدن بلرزد تنم
جس کے سننے سے میرا جسم لرزے

تو دشمن تری کاوری بر دہاں
تو زیادہ دشمن ہے کہ زبان پر لاتا ہے
کہ دشمن چنیں گفت اندر نہاں
کہ دشمن نے خفیہ طور پر یہ کہا ہے

سخن چیں کند تازہ جنگِ قدیم
چغل خور پرانی لڑائی کو تازہ کرتا ہے
بخشم آورد نیک مردِ سلیم
سادہ دل نیک انسان کو غصہ میں مبتلا کرتا ہے

ازاں ہم نشیں تا توانی گریز
جس قدر ممکن ہو ایسے ہمنشین سے بھاگ
کہ مر فتنۂ خفتہ را گفت خیز
کہ جو خاص مردہ فتنہ کو کہے کہ اُٹھ!

سیہ چال و مرد اندر و بستہ پائے
اندھا کنواں اور اس میں پیر بندھا آدمی
بہ از فتنہ از جائے بردن بجائے
بہتر ہے فتنہ کو جگہ بجگہ لے جانے سے

میانِ دو تن جنگ چوں آتش ست
دو شخصوں کے درمیان لڑائی مثل آگ کے ہے
سخن چینِ بدبخت ہیزم کش ست
بدبخت چغل خور لکڑ ہارا ہے

حکایت

فریدوں وزیرے پسندیدہ داشت
فریدوں ایک ایسا عمدہ وزیر رکھتا تھا
کہ روشن دل و دوربیں دیدہ داشت
جو روشن دل اور دور بین نگاہ رکھتا تھا

رضائے حق اول نگہ داشتے
سب سے پہلے خدا کی رضامندی کا خیال رکھتا
دگر پاس فرمانِ شہ داشتے
پھر بادشاہ کے حکم کا لحاظ رکھتا

نہد عامل سفلہ بر خلق رنج
کمینہ حاکم لوگوں کو رنج پہنچاتا ہے
کہ تدبیر ملک ست و توفیرِ گنج
کہ یہی ملک کی تدبیر اور خزانہ کی بڑھوتری ہے

اگر جانبِ حق نداری نگاہ
اگر تجھے خدا کا دھیان نہیں ہے
گزندت رساند ہم از پادشاہ
تجھے بادشاہ کی جانب سے بھی نقصان پہنچیگا

یکے رفت پیشِ ملک بامداد
ایک شخص صبح کو بادشاہ کے سامنے گیا
کہ ہر روزت آسایش و کام باد
کہ ہر روز تجھے آرام اور مقصد حاصل ہے

غرض بشنو از من نصیحت پذیر
کوئی غرض نہ سمجھ، میری نصیحت سن لے
ترا در نہاں دشمنست ایں وزیر
یہ وزیر در پردہ تیرا دشمن ہے

۱۔ یعنی دشمن کا دوست ہی اس کی بات تیرے پاس لائیگا۔
۲۔ چغل خور مردہ فتنہ کو جگاتا ہے۔
۳۔ چغلخوری کرنے سے یہ بہتر ہے کہ انسان کا پیر بندھا ہوا اور وہ اندھے کنوئیں میں قید ہو
۴۔ جو اس آگ میں ایندھن لا کر جھونکتا ہے۔
۵۔ یعنی یہ دلیل بیان کرکے۔
۶۔ انتظام
۷۔ حاکم اگر خدا سے بھی نہیں ڈرتا ہے تو اس کو جان لینا چاہیے کہ بادشاہ کے ہاتھ سے وہ نقصان اٹھائے گا۔
۸۔ یعنی یہ دعائیں دیں۔
۹۔ اور یہ کہنے لگا کہ اس بات میں میری کوئی غرض نہیں ہے مخلصانہ طریقے پر کہہ رہا ہوں۔

کس از خاص لشکر نماندست و عام
خاص لشکر اور عوام میں سے کوئی نہیں بچا

بشرطیکہ چوں شاہِ گردن فراز
اس شرط پر کہ جب بلند گردن بادشاہ

نخواہد ترا زندہ آں خود پرست
وہ متکبر تیرا زندہ رہنا نہیں چاہتا

یکے سوئے دستورِ دولت پناہ
دولت پناہ وزیر کی جانب یک بارگی

کہ در صورتِ دوستاں پیشِ من
کہ میرے سامنے دوستوں کی سی صورت

زمیں پیشِ تختش ببوسید و گفت
اس نے تخت کے آگے کی زمین کو بوسہ دیا اور بولا

چنیں خواہم اے نامور پادشاہ
اے نامور بادشاہ میں یہ چاہتا ہوں

چہ مرگت بود وعدۂ سیمِ من
جب میری چاندی واپس دینے کا وعدہ تیری موت پر ہوگا

نخواہی کہ مردم بصدق و نیاز
کیا تو نہیں چاہتا کہ سچائی اور نیازمندی کے ساتھ

غنیمت شمارند مرداں دُعا
لوگ دعا کو غنیمت سمجھتے ہیں

پسندید از و شہریار انچہ گفت
جو کچھ اس نے کہا بادشاہ نے اس کو پسند کیا

زقدر و مکانیکہ دستور داشت
وزیر جو مرتبہ اور مقام رکھتا تھا

ندیدم زغماز سرگشتہ تر
میں نے چغل خور سے زیادہ حیران کسی کو نہیں دیکھا

زنادانی و تیرہ رائی کہ اوست
اپنی نادانی اور بد عقلی سے

کنند این و آں خوش دگر بارہ دل
یہ اور وہ دوبارہ دل خوش کر لیتے ہیں

میانِ دو کس آتش افروختن
دو انسانوں کے درمیان آگ بھڑکانا

کہ سیم و زر از وے ندارد بوام
کہ جس کو اس نے چاندی اور سونا ادھار نہ دیا ہو

بمیرد دہند آں زر و سیم باز
مر جائے وہ سونا اور چاندی لوٹائیں

مبادا کہ نقدش نیاید بدست
ایسا نہ ہو کہ اس کا نقد ہاتھ میں نہ آسکے

بچشمِ سیاست نگہ کرد شاہ
بادشاہ نے غصہ کی نگاہ سے دیکھا

بخاطر چرائی بد اندیشِ من
تو دل میں میرا بدخواہ کیوں ہے

چو پرسیدی اکنوں نشاید نہفت
جب آپ نے دریافت کر لیا ہے تو چھپانا مناسب نہیں

کہ باشند خلقت ہمہ نیک خواہ
کہ تمام مخلوق تیری نیک خواہ رہے

بقا بیش خواہند ت از بیم من
تو میرے خوف سے تیری زندگی زیادہ چاہیں گے

سرت سبز خواہند و عمرت دراز
لوگ تیری سرسبزی اور دراز عمر چاہیں

کہ جوشن بود پیش تیرِ بلا
کہ وہ بلا کے تیر کے مقابلے میں زرہ ہے

گل رویش از تازگی بر شگفت
تازگی سے اس کے چہرے کے پھول کھل گئے

مکانش بیفزود و قدرش نکاشت
اس کا مقام بلند کر دیا اور اس کا رتبہ نہ گھٹایا

نگوں طالع و بخت برگشتہ تر
زیادہ اوندھے ستارے والا اور پھرے نصیبہ والا

خلاف افگند درمیانِ دو دوست
دو دوستوں میں اختلاف پیدا کرتا ہے

وے اندر میاں کور بخت و خجل
وہ درمیان میں اندھے نصیبہ والا اور شرمندہ ہوتا ہے

نہ عقلست و خود درمیاں سوختن
اور خود درمیان میں جلنا عقل کی بات نہیں ہے

لہ چونکہ قرض کی واپسی کی مدت تیری موت ہے لہذا وہ فوراً تیرا مرنا چاہے گا تاکہ جلد قرض وصول ہو جائے

۲ کہ میں نے اس طور پر کیوں قرض بانٹا ہے

۳ تاکہ جلد واپس نہ کرنی پڑے

۴ دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے

١٠

چو سعدی کسے ذوقِ خلوت چشید
سعدی کی طرح اس نے خلوت کا مزا چکھ لیا ہے
کہ از ہر دو عالم زباں در کشید
جس نے دونوں جہان سے زبان بند کرلی ہے

بگو آنچہ دانی سخن سودمند
جو کچھ تجھے معلوم ہے مفید بات کر
وگر ہیچ کس را نیاید پسند
خواہ کسی کو بھی پسند نہ آئے

کہ فردا پشیماں برآرد خروش
اس لیے کہ وہ کل شرمندہ ہو کر چیخے گا
کہ آیا چرا حق نکردم بگوش
کہ میں نے حق بات کیوں نہ سنی تھی

حکایت

زنِ خوب فرماں برو پارسا
خوبصورت فرماں بردار نیک بیوی
کند مردِ درویش را پادشا
فقیر شوہر کو بادشاہ بنادیتی ہے

برو پنج نوبت بزن بر درت
جا! پانچ مرتبہ اپنے دروازہ پر نقارہ بجوا
کہ یارِ موافق بود در برت
جب موافقت کرنیوالا یار تیری بغل میں ہو

ہمہ روز اگر غم خوری غم مدار
اگر تمام دن تو غم کھاتا ہے تو فکر نہ کر!
چو شب غمگسارت بود در کنار
جب رات کو ایک غمگسار تیری بغل میں ہو

کرا خانہ آباد و ہمخانہ دوست
جس کا گھر آباد ہو اور بیوی دوست ہو
خدا را برحمت نظر سوئے اوست
اس پر خدا کی رحمت کی نگاہ ہے

چو مستور باشد زنِ خوبروئے
جب خوب صورت بیوی گھر میں چھپی ہو
بدیدارِ او در بہشت است شوئے
تو اس کے دیدار کی وجہ سے شوہر جنت میں ہے

کسے بر گرفت از جہاں کامِ دل
اس شخص نے دنیا میں مقصد حاصل کرلیا
کہ یک دل بود با وے آرامِ دل
جس کی بیوی اس کے ساتھ ہم رائے ہو

اگر پارسا باشد و خوش سخن
اگر وہ نیک اور خوش کلام ہو
نگہ در نکوئی و زشتی مکن
تو خوب صورتی اور بدصورتی کا دھیان نہ کر

زنِ خوش منش دل نشاں تر کہ خوب
خوش مزاج دلچسپ بیوی خوبصورت سے بہتر ہے
کہ آمیزگاری بپوشد عیوب
اس لیے کہ گھول میل عیوب چھپا دیتا ہے

چو حلوا خورد سرکہ از دستِ شوئے
جو شوہر کے ہاتھ سے سرکہ حلوے کی طرح کھالے
نہ حلوا خورد سرکہ اندودہ روئے
نہ کہ حلوا منہ کو سرکہ ملے ہوئے کھائے

بَرَد از پری چہرۂ زشت خوئے
پری جیسی چہرہ والی، بدعادت سے بازی لے جاتی ہے
زنِ دیو سیمائے خوش طبع گوئے
دیو جیسی شکل والی خوش طبع بات کرنے والی بیوی

دل آرام باشد زنِ نیک خواہ
نیک خواہ بیوی دل کا سکون ہوتی ہے
ولیکن زنِ بد خدا یا پناہ
لیکن بد بیوی! اے خدا پناہ ہے

چو طوطی کلاغش بود ہم نفس
جب طوطے کا ہمدم کالا کوا ہو
غنیمت شمارد خلاص از قفس
تو وہ پنجرے سے چھٹکارے کو غنیمت سمجھے گی

۱ یعنی اگر سچی بات آج کسی کو کڑوی معلوم ہوتی ہے تو کل اس کی قدر کریگا۔
۲ بادشاہوں کے دروازوں پر نوبت بجائی جاتی تھی۔
۳ بیوی شیریں کلام اور نیک ہونی چاہیے
۴ شوہر کی معمولی چیز کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھے۔
۵ خوش طبع بدصورت بیوی، حسین بدمزاج بیوی سے بہتر ہے۔

۱۰

سر اندر جہاں نہ با آوارگی
دنیا میں آوارگی پر سر رکھ دے

بزندان قاضی گرفتار بہ
قاضی کی قید میں گرفتار ہوجانا بہتر ہے

سفر عید باشد بر آں کد خدائے
اس شوہر کے لیے سفر عید ہوتا ہے

در خرمی بر سرائے بہ بند
اس مکان پر خوشی کا دروازہ بند کردے

چو زن راہ بازار گیرد بزن
جب بیوی بازار کا راستہ لے اس کو مار

اگر زن ندارد سوئے مرد گوش
اگر بیوی شوہر کی طرف کان نہ دھرے

زنے را کہ جہلست و ناراستی
جس بیوی میں نادانی اور بدچلنی ہے

چو در کیلہ جو امانت شکست
جو ایک پیمانہ جو میں امانت ختم کردے

بر اں بندہ حق نیکوی خواستست
اس بندہ کی خدا نے بھلائی چاہی ہے

چو در روئے بیگانہ خندید زن
جب اجنبی کے سامنے بیوی ہنس پڑی

زن شوخ چوں دست در قلیہ کرد
بے حیا بیوی جب قورمہ پر ہاتھ مارنے لگے

ز بیگانگاں چشم زن کور باد
اجنبی لوگوں سے بیوی کی آنکھ اندھی ہو

چو بینی کہ زن پائے برجائے نیست
جب تو دیکھے کہ بیوی کا قدم اپنی جگہ نہیں ہے

گریز از کفش در دہانِ نہنگ
اس کے ہاتھ سے مگرمچھ کے منہ میں بھاگ جا

بپوشانش از مرد بیگانہ روئے
غیر مرد سے اس کا منہ چھپا

زن خوب خوش طبع رنج است و بار
خوش طبع خوبصورت بیوی بھی باعثِ رنج اور بوجھ ہے

وگر نہ بنہ دل بہ بیچارگی
ورنہ عاجزی پر صبر کرلے

کہ در خانہ دیدن برابر و گرہ
گھر میں پیشانی پر بل دیکھنے سے

کہ بانوئے زشتش بود در سرائے
جس کے گھر میں بری بیوی ہو

کہ بانگِ زن از وے بر آید بلند
جس سے بیوی کی چیخیں بلند ہوں

وگر نہ تو در خانہ بنشیں چو زن
ورنہ تو گھر میں عورت کی طرح بیٹھ جا

سراویل کحلیش در مرد پوش
اس کا سرمئی پاجامہ شوہر کو پہنادو

بلائے سرِ خود نہ زن خواستی
تونے اپنے سر کی بلا چاہی ہے نہ کہ بیوی

از انبار گندم فروشوئے دست
تو گیہوں کے ڈھیر سے ہاتھ دھولے

کہ با او دل و دست زن راستست
جس کے لیے بیوی کا ہاتھ اور دل سچا ہو

دگر مرد گو لاف مردی مزن
پھر شوہر سے کہو مردانگی کی ڈینگیں نہ مارے

برو گو بنہ پنجہ بر روئے مرد
جاؤ اس سے کہہ دو کہ شوہر کے منہ پر ہاتھ دھر دے

چو بیروں شد از خانہ در گور باد
جب گھر سے باہر نکلی تو پھر قبر میں ہو

ثبات از خردمندی و رائے نیست
تو پھر برداشت عقلمندی اور تدبیر کی بات نہیں ہے

بر فتن بہ از زندگانی بہ ننگ
ذلت کے جینے سے مرجانا بہتر ہے

وگر نشنود چہ زن آنگہ چہ شوئے
اور اگر نہ مانے تو پھر کیا بیوی کیا شوہر

رہا کن زنِ زشت ناسازگار
ناموافق بدصورت بیوی کو طلاق دےدے

سلہ اگر گھر میں بدمزاج بیوی ہو-
سے جس گھر میں بیوی کا لڑائی جھگڑا ہو وہاں خوشی میسر نہیں آتی ہے
سے جو شوہر بیوی کو قابو میں نہ رکھ سکے وہ عورت ہے-
سے بدچلن بیوی مصیبت ہے-
سے جو بیوی تھوڑی چیز میں خیانت کرسکتی ہو وہ زیادہ میں ضرور کرے گی.
[illegible] بیوی شوہر کو ذلیل کر دیتی ہے-
سے باحیا بیوی ہونی چاہیے بے حیا کے لیے موت بہتر ہے-
سے زیادہ خوبصورت اور خوش مزاج بیوی بھی اگرچہ پریشانی کا سبب ہوتی ہے لیکن اپنے اوصاف کی وجہ سے قابل برداشت ہے برخلاف بدصورت بدمزاج بیوی کے کہ اس میں کوئی خوبی نہیں تو اسکا چھوڑنا ہی بہتر ہے-

چہ نغز آمد ایں یک سخن از دو تن — کہ بودند سرگشتہ از دستِ زن
دو آدمیوں نے یہ ایک بات کیا اچھی کہی ہے — جو بیوی کے ہاتھوں پریشان تھے

یکے گفت کس را زنِ بد مباد — دگر گفت زن در جہاں خود مباد
ایک نے کہا خدا کرے کسی کی بیوی بد نہ ہو — دوسرے نے کہا خدا کرے دنیا میں عورت ہی نہ ہو

زنِ نو کن اے دوست ہر نو بہار — کہ تقویم پاری نیاید بکار
اے دوست ہر نو بہار میں نئی بیوی بنا — اس لیے کہ گذشتہ سال کی جنتری کام میں نہیں آتی ہے

تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ — بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ
ننگے پیر چلنا تنگ جوتے سے بہتر ہے — سفر کی مصیبت اٹھانا خانہ جنگی سے بہتر ہے

زناں شوخ و فرماندہ و سرکشند — ولیکن شنیدم کہ در بر خوشند
عورتیں شوخ اور حکم چلانے والی اور سرکش ہیں — لیکن میں نے سنا ہے کہ بغل میں راضی رہتی ہیں

کسے را کہ بینی گرفتارِ زن — مکن سعدیا طعنہ بروے مزن
اگر تو کسی کو بیوی میں پھنسا دیکھے — اے سعدی تو نہ کر، اس پر طعنہ زنی نہ کر

تو ہم جور بینی و بارش کشی — اگر یک نفس در کنارش کشی
تو بھی اس کا ظلم سہے گا اور اس کا بوجھ اٹھائیگا — اگر تھوڑی دیر کے لیے اس کو بغل میں دبالے گا

۱۔ یہ شعر شیخ سعدی نے بطور مذاق کہا ہے؟ ۲۔ ننگے پیر ہونا یعنی بلا بیوی کے رہنا تنگ جوتے سے بدمزاج بیوی مراد ہے ۳۔ نامحرم وہ عورتیں ہیں جن سے شادی جائز ہے

۱۰

حکایت

جوانے ز ناسازگاری جفت — بر پیر مردے بنالید و گفت
ایک نوجوان بیوی کی مخالفت سے — ایک بوڑھے آدمی کے سامنے نالاں ہوا اور کہا

گراں باری از دستِ ایں خصم چیر — چناں می برم کاسیا سنگ زیر
اس غالب دشمن کے ہاتھ سے ہیں بوجھ — اس طرح برداشت کر رہا ہوں جیسے چکی کا نچلا پاٹ

بسختی بنہ گفتش اے خواجہ دل — کس از صبر کردن نگردد خجل
اس نے اس سے کہا اے صاحب سختی پر صبر کرلے — اس لیے کہ صبر کرنے سے کوئی شرمندہ نہیں ہوتا

بشب سنگ بالائی اے خانہ سوز — چرا سنگ زیریں نباشی بروز
اے گھر کو پھونکنے والے رات کو تو اوپر کا پاٹ ہے — تو پھر دن میں تو نچلا پاٹ کیوں نہ ہو

چو از گلبنے دیدہ باشی خوشی — روا باشد ار بارِ خارش کشی
جب تونے پھولوں کی شاخ سے خوشی دیکھی ہو — مناسب ہوگا اگر تو اس کے کانٹے کا بوجھ برداشت کرے

درختے کہ پیوستہ بارش خوری — تحمل کن آنگہ کہ خارش خوری
جس درخت کا تو مسلسل پھل کھائے — اس وقت برداشت کر جب تو اس کا کانٹا کھائے

گفتار در بیانِ تربیتِ اولاد

کہاوت اولاد کی تربیت کے بیان میں

پسر چوں ز دہ بر گذشتش سنیں — ۳زنامحرماں گو فراتر نشیں
جب لڑکے کی عمر دس سال سے زیادہ ہو جائے — اس کو کہو کہ وہ نامحرموں سے دور ہوکر بیٹھے

برِ نیبہ آتش نشاید فروخت — کہ تا چشم برہم زنی خانہ سوخت

روئی کے پاس آگ نہ سلگانی چاہیے — اس لیے کہ جب تک تو پلک جھپکائے گا گھر جل جائے گا

چو خواہی کہ نامت بماند بجائے — پسر را خردمندی آموز و رائے

اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا نام باقی رہے — لڑکے کو عقلمندی اور رائے سکھا

کہ گر عقل و رائش نباشد بسے — بمیری و از تو نماند کسے

اگر اس کے پاس اچھی عقل اور رائے نہ ہوگی — تو مر جائے گا اور تیرے بعد کوئی اہل نہ رہے گا

بسا روزگارا کہ سختی برد — پسر چوں پدر نازکش پرورد

بہت عرصہ تک سختی اٹھائے گا — لڑکا جب کہ باپ اس کو نازوں سے پالے گا

خردمند و پرہیزگارش برآر — گرش دوستداری بنازش مدار

اس کو عقلمند اور پرہیزگار اٹھا — اگر تجھے اس سے محبت ہے اس کو ناز میں نہ رکھ!

بخردی درش زجر و تعلیم کن — بہ نیک و بدش وعدہ و بیم کن

بچپن میں اس کو جھڑک اور سکھا — اچھے اور برے کا وعدہ اور خوف دلا

نو آموز را ذکر و تحسین و زہ — ز توبیخ و تہدید استاد بہ

نو آموز کے لیے ذکر اور تعریف اور شاباش — استاد کی سرزنش اور دھمکی سے زیادہ مفید ہے

بیاموز پرورده را دسترنج — وگر دست داری چو قاروں بگنج

پالے ہوئے کو دستکاری سکھا — اگرچہ تو قارون کی طرح خزانہ پر قابو رکھتا ہو

مکن تکیہ بر دستگاہے کہ ہست — کہ باشد کہ نعمت نماند بدست

اس قدرت پر جو تجھے حاصل ہے بھروسہ نہ کر — اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ دولت ہاتھ میں نہ رہے

بپایاں رسد کیسۂ سیم و زر — نگردد تہی کیسۂ پیشہ ور

سونے اور چاندی کی تھیلی ختم ہو جاتی ہے — پیشہ ور کی تھیلی خالی نہیں ہوتی

چہ دانی کہ گردیدنِ روزگار — بغربت بگرداندش در دیار

تجھے کیا معلوم ہے کہ زمانہ کی گردش — اس کو سفر میں گھمائے پھرے ملکوں میں

چو بر پیشۂ باشدش دسترس — کجا دستِ حاجت برد پیش کس

اگر اس کو کسی پیشہ پر قدرت حاصل ہوگی — پھر وہ ضرورت کا ہاتھ کسی کے سامنے کب پھیلائے گا (؟)

ندانی کہ سعدی مکاں از چہ یافت — نہ ہاموں نوشت و نہ دریا شگافت

تجھے معلوم نہیں سعدی کو مرتبہ کس چیز سے ملا — نہ جنگل طے کیے نہ دریا پھاڑا

بخردی بخورد از بزرگاں قفا — خدا دادش اندر بزرگی صفا

اُس نے بچپن میں بزرگوں کے طمانچے کھائے — خدا نے اس کو بزرگی میں صفائی عنایت فرمائی

ہر آں کس کہ گردن بفرماں نہد — بسے بر نیاید کہ فرماں دہد

جو شخص حکم کی اطاعت کرتا ہے — زیادہ وقت نہیں گزرتا کہ حکم چلانے والا بن جاتا ہے

ہر آں طفل کو جورِ آموزگار — نہ بیند جفا بیند از روزگار

ہر وہ بچہ جو استاد کا ظلم — نہیں سہتا ہے زمانہ کا ظلم سہتا ہے

۱ جوان لڑکے اور لڑکی کی مثال روئی اور آگ کی سی ہے۔

۲ باسلیقہ اولاد سے تیرا نام روشن ہوگا

۳ ناز پروردہ کو دنیا میں بہت دھکے کھانے پڑتے ہیں۔

۴ یعنی اگر وہ اچھا کام کرے تو اچھا وعدہ کر، اگر وہ برا کرے تو دھمکا دے

(۱۰)

۵ چھوٹے بچے کو پیار و محبت سے تعلیم دینی چاہیے

۶ اولاد کو ہنرمند بنا دینا چاہیے خواہ انسان قارون ہو۔

۷ یعنی نہ خشکی کا سفر کیا نہ دریا کا۔

۸ اطاعت سے سرداری ملتی ہے۔

پسر را نکو دار و راحت رساں
لڑکے کو عمدہ طریقے پر رکھ اور آرام پہنچا

کہ چشمش نماند بدست کساں
تاکہ دوسروں کے ہاتھ کی طرف اس کی نگاہ نہ اٹھے

ہر آں کس کہ فرزند را غم نخورد
جس شخص نے اولاد کا غم نہ کھایا

دگر کس غمش خورد و آوارہ کرد[1]
دوسرے نے اس کا غم اٹھایا اور اس کو آوارہ کر دیا

نگہدار از آمیزگار بدش
بد کے میل جول سے اس کی نگرانی کر

کہ بدبخت و بے رہ کند چوں خودش
ورنہ وہ اس کو اپنی طرح بدبخت اور بے راہ کر دیگا

[2] سیہ نامہ تر زاں مخنّث مخواہ
اس ہیجڑے سے زیادہ سیہ اعمال نامہ والا کسی کو نہ تلاش کر

کہ پیش از خطش روے گردد سیاہ
جس کا خط آنے سے پہلے منہ کالا ہو جائے

ازاں بے حمیت بباید گریخت
اس بے غیرت سے بھاگنا چاہیے

کہ نامردیش آب مرداں بریخت[3]
جس کی نامردی نے مردوں کی آبرو بہائی

پسر کو میان قلندر نشست
وہ لڑکا جو قلندروں میں بیٹھا

پدر گو ز خیرش فروشوے دست
باپ سے کہہ دو اس کی بھلائی سے ہاتھ دھولے

دریغش مخور بر ہلاک و تلف
اس کے ہلاک اور برباد ہونے پر افسوس نہ کر

کہ پیش از پدر مردہ بہ ناخلف
(اس) لئے کہ ناخلف کا باپ سے پہلے مرجانا بہتر ہے[4]

حکایت

شبے دعوتے بود در کوے من
میری گلی میں ایک رات دعوت تھی

ز ہر جنس مردم درو انجمن
اس محفل میں ہر قسم کے آدمی تھے

چو آواز مطرب درآمد ز کوے
جب کوچے سے گویّے کی آواز آئی

بگردوں شد آوازۂ ہای و ہوے
ہائے و ہو کی آوازیں آسمان پر پہنچیں

پری پیکرے بود محبوب من
ایک میرا معشوق پری جیسے جسم والا تھا

بدو گفتم اے لعبت خوب من
میں نے اس سے کہا اے میرے خوبصورت کھلونے

چرا با جواناں نیائی بجمع
جوانوں کے ساتھ تو مجمع میں کیوں نہیں آتا

کہ روشن کنی مجلس ما چو شمع
تاکہ شمع کی طرح ہماری مجلس کو روشن کر دے

شنیدم سہی قامت سیم تن
میں نے سنا کہ سیدھے قد والا چاندی کے جسم والا

کہ می رفت و می گفت با خویشتن
چلا جا رہا تھا اور اپنے آپ سے کہہ رہا تھا

محاسن چو مرداں ندارم بدست
مردوں کی سی خوبیاں میرے پاس نہیں ہیں

نہ مردی بود پیش مرداں نشست
تو مردوں کے سامنے بیٹھنا انسانیت نہیں ہے

گفتار در احتراز از صحبت امرداں

کہاوت نوخیز لڑکوں کی صحبت سے بچاؤ کے بیان میں

خرابت کند شاہد خانہ کن
گھر برباد کرنے والا معشوق تجھے خراب کر دیگا

برو خانہ آباد گرداں بزن
جا بیوی سے گھر آباد کر!

۱۰

۱؎ اگر تم اولاد کی ضروریات پوری نہ کروگے تو وہ آوارہ ہو جائے گی۔
۲؎ دنیا میں سب سے زیادہ سیاہ اعمال نامہ اس کا ہے جو بچپن میں مردوں سے آوارگی کرائے
۳؎ دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اس نے مردوں کا نطفہ ضائع کیا۔
۴؎ آوارہ اولاد کا باپ کی زندگی میں مرجانا بہتر ہے

نشاید ہوس باختن با گلے
ہوس بازی ایسے پھول سے مناسب نہیں ہے
کہ ہر بامدادش بود بلبلے
جس کے لیے ہر صبح ایک نئی بلبل ہو

چو خود را بہر مجلسے شمع کرد
جب اس نے اپنے آپ کو ہر محفل کی شمع بنایا
تو دیگر چو پروانہ گردش مگرد
پھر تو پروانہ کی طرح اس کا چکر نہ کاٹ

زنِ خوب خوش خوئے آراستہ
خوبصورت، خوش مزاج، بنی سنوری بیوی
چہ ماند بناداں نوخاستہ
نوعمر نادان سے کیا مشابہت رکھتی ہے

درو دم چو غنچہ دمے از وفا
غنچہ کی طرح اس کی وفا کا دم بھر
کہ از خندہ افتد چو گل در قفا
خوشی سے وہ پھول بنکر تیرے پیچھے لگے گی

نہ چوں کودکِ پیچ بر پیچ شنگ
وہ لڑکے کی طرح پیچ در پیچ اور شوخ نہیں ہے
کہ چوں مقل نتواں شکستن بسنگ
کہ جس کو گوگل کی طرح پتھر سے بھی نہ توڑا جا سکے

مبیں دلفریبش چو حورِ بہشت
اس کو بہشت کی حور کی طرح دل لبھانے والا نہ سمجھ
کزاں روئے دیگر چو غولست زشت
اس لئے کہ وہ دوسری طرف سے بھوت کی طرح برا ہے

گرش پائے بوسی ندارد ت پاس
اگر تو اس کے پیر بھی چومے گا وہ تیرا لحاظ نہ کرے گا
ورش خاک باشی نداند سپاس
اگر تو اس کی خاک بھی بن جائے گا شکر گزار نہ ہوگا

سر از مغز و دست از درم کن تہی
بھیجے سے سر روپے پیسے سے ہاتھ خالی کرلے
چو خاطر بفرزندِ مردم نہی
اگر انسان کے بچے پر دل دے گا

مکن بد بفرزندِ مردم نگاہ
لوگوں کی اولاد پر بد نگاہ نہ ڈال
کہ فرزندِ خویشت بر آید تباہ
ورنہ تیری اولاد تباہ ہو جائے گی

حکایت

دریں شہر بارے بسمعم رسید
اس شہر میں ایک بار میرے کان میں یہ بات پہنچی
کہ بازارگانے غلامے خرید
ایک تاجر نے ایک غلام خریدا

شبانگہ مگر دست بردش بشیب
رات کے وقت شاید اس نے اس کے نچلے حصہ پر ہاتھ ڈال دیا
کہ سیمیں زنخ بود و خاطر فریب
اس لیے کہ وہ چاندی جیسے رخسار والا اور دلفریب تھا

پری چہرہ ہر چہ اوفتادش بدست
پری جیسے چہرے والے کے ہاتھ میں جو کچھ آیا
بکیں در سر و مغزِ ناداں شکست
کینہ سے نادان کے سر اور بھیجے پر توڑ ڈالا

گوا کرد بر خود خدا و رسول
اس نے اپنے اوپر خدا اور رسول کو گواہ بنایا
کہ دیگر نگردم بگردِ فضول
کہ پھر میں فضول بات کا چکر نہ کاٹوں گا

رحیل آمدش ہمدراں ہفتہ پیش
اس کو اسی ہفتہ سفر پیش آگیا
دل افگار و سر بستہ و روئے ریش
دل زخمی اور سر بندھا ہوا اور چہرہ زخمی

چو بیروں شد از گازروں یک دو میل
جب گازروں سے ایک دو میل آگے نکلا
بہ پیش آمدش سنگلاخے مہیل
ایک پتھریلی خوفناک زمین اس کے سامنے آگئی

۱ یعنی وہ امرد جس کا ہر روز ایک نیا عاشق پیدا ہو جائے۔
۲ غنچہ باد سحری کے چلنے سے کھل جاتا ہے
۳ دیکھنے میں حور معلوم ہوتا ہے لیکن عادت کے اعتبار سے بھوت ہے۔
۴ امرد پرستی انسان کو دیوانہ اور مفلس بنا دیتی ہے۔
۱۰
۵ بدفعلی کے ارادے سے۔
۶ بدفعلی کا ارادہ نہ کروں گا۔
۷ چونکہ لڑکے نے مارا تھا
۸ فارس کا مشہور شہر ہے۔

بپرسید کیں قلّہ را نام چیست
اس نے معلوم کیا کہ اس پہاڑی گھاٹی کا نام کیا ہے

چنیں گفتش از کارواں ہمدمے
قافلہ سے ایک ساتھی نے اس سے یہ کہا

سیہ رایکے بانگ برداشت سخت
اس نے غلام کو سختی سے پکارا

نہ عقلست و نہ معرفت یک جو م
مجھ میں ایک جو برابر بھی عقل اور پہچان نہیں ہے

در شہوت نفس کافر بہ بند
کافر نفس کی شہوت کا دروازہ بند کر دے

چو مر بندۂ را ہمی پروری
جب تو کسی نوکر کی پرورش کرے

وگر سیدش لب بدنداں گزد
اور اگر اس کا آقا اس کے ہونٹ دانتوں سے دبائے گا

غلام آبکش باید وخشت زن
نوکر پانی کھینچنے والا اور اینٹیں پاتھنے والا چاہیے

نہ ہر جا کہ بینی خط دل فریب
یہ مناسب نہیں کہ جہاں کہیں بھی دل فریب خط دیکھے

کہ بسیار بلند عجب ہر کہ زیست
اس لیے کہ جو زندہ رہتا ہے وہ بہت عجائب دیکھتا ہے

مگر تنگ ترکاں ندانی ہمے
شاید تو "تنگ ترکاں" کو نہیں جانتا ہے

کہ دیگر چہ رانی بیندازرخت
کہ آگے کیوں ہانکتا ہے، سامان ڈال دے

اگر من دگر تنگ ترکاں روم
اگر میں پھر ترکوں کی "تنگا" میں گھسوں۔

وگر عاشقی لت خور و سر بہ بند
اگر تو عاشق ہے تو لاتیں کھا اور سر کو پٹی لپیٹ

بہیبت بر آرش کز و برخوری
اس کو رعب میں رکھ تاکہ اس سے فائدہ اٹھائے

دماغ خداوندگاری پزد
وہ آقائی کا خیال پکائے گا

بود بندۂ نازنیں مشت زن
نازنین نوکر گھونسے باز ہوتا ہے

توانی طمع کرد نش در کتیب
اس کو کتاب میں کر لینے کا لالچ کرے

اس پہاڑی کا نام ہے
۲۔ ترک امرد لڑکے کو بھی کہتے ہیں اور تنگ سے مراد اس کی شرم گاہ ہے،
۳۔ یعنی اگر غلام سے عشق بازی شروع کر دی تو وہ آقا بن جائے گا۔
۴۔ خط سے مراد معشوق کے رخسار کا خط ہے اور "در کتاب کردن" کسی چیز پر قبضہ کرنا
۵۔ یعنی بیٹھے ہیں
۶۔ غرضیکہ انسان کو ایسے مواقع سے گریز چاہیے ورنہ برائی میں مبتلا ہو جائے گا۔

حکایت

گروہے نشینند با خوش پسر
بہت سے لوگ خوبصورت لڑکے کے ساتھ بیٹھتے ہیں

زمن پرس فرسودۂ روزگار
مجھ زمانہ کے گھسے ہوئے سے پوچھ

ازاں تخم خرما خورد گوسپند
بکری اسی وجہ سے چھوارے کی گٹھلی کھاتی ہے

سر گاؤ عصار ازاں در گہ است
تیلی کے بیل کا سر اسی وجہ سے گھاس میں ہے

کہ ما پاکبازیم و صاحب نظر
کہ ہم تو پاکباز اور دیکھا بھالی کے ہیں

کہ بر سفرہ حسرت خورد روزہ دار
کہ روزہ دار دسترخوان پر بیٹھ کر حسرت کھاتا ہے

کہ قفلست بر تنگ خرما و بند
کہ چھوارے کے بورے پر بندلا اور تالا ہے

کہ از کنجدش ریسماں کوتہ است
کہ تلوں تک پہنچنے سے اس کی رسی تنگ ہے

حکایت

یکے صورتے دید صاحب جمال
ایک شخص نے ایک حسین صورت دیکھی۔

بگردیدش از شورش عشق حال
عشق کے پاگل پن سے اس کی حالت دگرگوں ہو گئی

برانداخت بیچارہ چنداں عرق
بے چارے نے اس قدر پسینہ ٹپکایا

گذر کرد بقراط بروے سوار
بقراط سوار ہو کر اس کے پاس سے گذرا

کسے گفتش ایں عابدِ پارساست
کسی نے اس سے کہا کہ یہ ایسا نیک عبادت گذار ہے

رود روز و شب در بیابان و کوہ
رات اور دن کو جنگل اور پہاڑ میں چلا جاتا ہے

بر دست خاطر فریبے دلش
ایک دل لبھانے والا اس کا دل لے گیا ہے

چو آید ز خلقش ملامت بگوش
جب لوگوں کی ملامت اس کے کان میں آتی ہے

نگوی ار بنالم کہ معذور نیست
اگر میں روؤں تو تم یہ نہ کہو کہ معذور نہیں ہے

نہ ایں نقش دل می رباید ز دست
یہ صورت دل کو ہاتھ سے نہیں اچکتی ہے

شنید ایں سخن مردِ کار آزمائے
کار آزمودہ شخص نے یہ بات سنی

بگفت ار چہ صیتِ نکوئی رود
اس نے کہا اگرچہ نیکی کی شہرت پھیلتی ہے

نگارندہ را خود ہمیں نقش بود
نقش و نگار کرنے والے کا صرف یہی ایک نقش تھا

چرا طفلِ یک روزہ ہوشش نبرد
ایک دن کا بچہ اس کا ہوش کیوں نہ لے گیا

محقق ہماں بیند اندر ابل
محقق شخص اونٹ میں بھی وہی بات دیکھتا ہے

نقابیست ہر سطر من زیں کتیب
میری اس کتاب کی ہر سطر ایک نقاب ہے

معانیست در زیر حرفِ سیاہ
کالے حرفوں کے نیچے ایسے معانی ہیں

در اوقات سعدی نگنجد ملال
سعدی کے اوقات میں ملال کی گنجائش نہیں ہے

کہ شبنم برآردی بہشتی ورق
جتنا جیٹھ کے مہینہ میں پتہ پر شبنم

بپرسید کیں را چہ افتاد کار
اس نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے

کہ ہرگز خطائے ز دستش نخاست
جس کے ہاتھ سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے

ز صحبت گریزاں ز مردم ستوہ
صحبت سے گریز کرنے والا ہے اور انسانوں سے عاجز ہے

فرو رفتہ پائے نظر در گلش
نگاہ کا قدم اس کی مٹی میں دھنس گیا ہے

بگرید کہ چند از ملامت خموش
روتا ہے کہ ملامت کب تک! خاموش رہو

کہ فریادم از سِتّے دور نیست
کیونکہ میرا چیخنا سبب سے دور نہیں ہے

دل آں می رباید کہ ایں نقش بست
دل کو وہ اچکتا ہے جس نے یہ صورت بنائی ہے

کہن سال پروردہ و پختہ رائے
جو کہ پرانی عمر کا اور پختہ رائے تھا

نہ با ہر کسے ہر چہ گوئی رود
لیکن ہر شخص کے سامنے ہر بات نہیں چلتی ہے -

کہ شوریدہ را دل بیغما ربود
جو دیوانہ کے دل کو لوٹ لے گیا

کہ در صنع دیدن چہ بالغ چہ خرد
اس لیے کہ کاریگری دیکھنے میں بالغ اور بچہ برابر ہے

کہ در خوب رویانِ چین و چگل
جو چین اور چگل کے حسینوں میں

فرو ہشتہ بر عارضِ دل فریب
جو دل فریب رخسارہ پر پڑا ہوا ہے

چو در پردہ معشوق و در میغ ماہ
جیسے پردہ میں معشوق اور بدلی میں چاند

کہ دارد پسِ پردہ چندیں جمال
کیونکہ پردہ کے پیچھے بہت سی خوبیاں رکھتا ہے

۱ـ مشہور حکیم ہے۔
۲ـ بلکہ میرے رونے چلانے کا صحیح سبب ہے
۳ـ یعنی میں دراصل اس خوبصورت پر عاشق نہیں ہوں بلکہ اس کے بنانے والے یعنی خدا پر عاشق ہوں
۴ـ یعنی بقراط
۵ـ اگر خدا کی کاریگری پر عشق ابھرا ہے تو بچے میں کاریگری زیادہ نمایاں ہے۔
۶ـ یہاں سے شیخ سعدی کا اپنا مقولہ شروع ہوا ہے۔

۱۰

مرا کیں سخنہاست مجلس فروز
جبکہ مجلس کو رونق بخشنے والی میری یہ باتیں ہیں

چو آتش در و روشنائی و سوز
جن میں آگ کی طرح روشنی اور جلن ہے

نرنجم زخصماں اگر بر طپند
اگر دشمن تڑپیں تو میں رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں

کزیں آتش پارسی در تپند
کہ وہ اس پارسی آگ سے بخار میں مبتلا ہیں

گفتار در عدم التفات بر قول اہل دنیا
کہاوت دنیاداروں کی بات کی طرف توجہ نہ کرنے کے بیان میں

اگر در جہاں از جہاں رستہ ایست
اگر دنیا میں کوئی شخص دنیا والوں سے بچا ہوا ہے

در از خلق بر خویشتن بستہ ایست
تو وہی ہے جو اپنا دروازہ لوگوں پر بند کیے ہوئے ہے

کس از دست جور زبانہا نرست
زبانوں کے ظلم سے کوئی شخص نہیں چھوٹا

اگر خود نمایست اگر حق پرست
خواہ ریاکار ہے خواہ حق پرست ہے

اگر بر پری چوں ملک ز آسماں
اگر تو فرشتہ کی طرح آسمان سے اڑے

بدامن در آویزدت بدگماں
بدگمان تیرے دامن میں لٹکے گا

بکوشش تواں دجلہ را پیش بست
کوشش سے دجلہ پر پشتہ باندھا جاسکتا ہے

نشاید زبان بد اندیش بست
بداندیش کی زبان بندی نہیں کی جاسکتی

فراہم نشینند تردامناں
گنہگار جمع ہو کر بیٹھتے ہیں (اور کہتے ہیں)

کہ ایں زہد خشک است و آں دام ناں
کہ یہ تو خشک پرہیزگاری ہے اور وہ روٹی کا جال ہے

تو روی از پرستیدن حق مپیچ
تو حق کی پرستش سے منہ نہ موڑ

بہل تا نگیرند خلقت بہیچ
چھوڑ یہاں تک کہ وہ تجھے کسی چیز کے قابل نہ سمجھیں

چو راضی شد از بندہ یزدان پاک
جب خدائے پاک بندہ سے راضی ہوگیا

گر اینہا نگردند راضی چہ باک
اگر یہ راضی نہ ہوئے تو کیا پرواہ ہے

بد اندیش خلق از حق آگاہ نیست
مخلوق کا بدخواہ خدا سے واقف نہیں ہے

ز غوغائے خلقش بحق راہ نیست
مخلوق کے شور و غل سے ہٹ کر خدا کی طرف اس کا راستہ نہیں ہے

ازاں رہ بجائے نیاوردہ اند
اسی سبب سے وہ کسی مقام تک نہیں پہنچے

کہ اول قدم پے غلط کردہ اند
کیونکہ انھوں نے پہلے ہی قدم پر راستہ غلط کردیا

دو کس بر حدیثے گمارند گوش
دو آدمی کسی بات پر کان دھرتے ہیں

ازیں تا بداں ز اہرمن تا سروش
اس سے اس تک اتنا فاصلہ ہے جیسے اہرمن سے فرشتہ تک

یکے پند گیرد دگر ناپسند
ایک نصیحت حاصل کرتا ہے دوسرا ناپسند کرتا ہے

نپردازد از حرف گیری بہ پند
نکتہ چینی کو چھوڑ کر نصیحت قبول نہیں کرتا ہے

فرو ماندہ در کنج تاریک جائے
تاریک گوشہ میں عاجز

چہ دریابد از جام گیتی نمائے
جہاں نما جام سے کیا حاصل کرسکتا ہے

مپندار اگر شیر اگر روبہی
خواہ تو شیر ہے خواہ لومڑی یہ نہ سمجھ!

کز ینان بمردی و حیلت رہی
کہ تو ان سے شرافت اور حیلہ کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کرلیگا

۱۰

۱؎ یعنی بزرگوں پر ان لفظوں سے تنقید ہی کرتے ہیں۔
۲؎ راہ سلوک کی ابتدا یہ ہے کہ انسانوں کی ایذا رسے بچے۔
۳؎ یعنی ان دونوں سننے والوں میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ شیطان اور فرشتے میں۔
۴؎ یعنی بات سُن کر۔
۵؎ یعنی نصیحت نہ سننے والا
جام گیتی نما جام جمشید کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ ہفت اقلیم کی معلومات کرلیتا تھا۔ یہاں مراد قلب انسانی ہے۔

اگر کنج خلوت گزیند کسے
اگر کوئی شخص تنہائی کا گوشہ اختیار کرلے

مذمت کنندش کہ زرقست و ریو
تو اس کی برائی کریں گے کہ مکر اور فریب ہے

وگر خندہ روئیست و آمیزگار
اور اگر ہنس مکھ ہے اور گھل ملنے والا ہے

غنی را بغیبت بکاوند پوست
بدگوئی کرکے مالدار کی کھال ادھیڑ دیں گے

وگر مرد درویش در سختی است
اور اگر کوئی فقیر مصیبت میں ہے

وگر کامرانے در آید ز پائے
اور اگر کوئی بامراد مرتبہ سے گر جائے

کہ تا چند ازیں جاہ گردن کشی
کہ اس مرتبہ کی وجہ سے تو کب تک تکبر کرتا

وگر تنگ دستے تنک مایۂ
اور اگر کسی تنگ دست، کم سرمایہ والے کا

بخایندش از کینہ دنداں بزہر
کینہ کی وجہ سے زہر کے بجھے دانت پیسیں گے

چو بینند کارے بدستت درست
اگر تیرے ہاتھوں کوئی کام سیدھا دیکھیں گے

وگر دست ہمت بداری زکار
اگر تو کسی کام سے ہمت کا ہاتھ اٹھا لے

وگر ناطقی طبل پر یاوہ
اگر تو بولنے والا ہے تو بکواس بھرا ڈھول ہے

تحمل کناں را نخوانند مرد
برداشت کرنے والوں کو مرد نہ کہیں گے

وگر در سرش ہول مردانگیست
اور اگر اس کے سر میں بہادری کی دہشت ہے

تعنت کنندش گراندک خوراست
اگر کم خوراک ہے اس پر افسوس کریں گے

وگر نغز و پاکیزہ باشد خورش
اور اگر اس کی خوراک اچھی اور پاکیزہ ہو

کہ پروائے صحبت ندارد بسے
اس لیے کہ میل جول کی زیادہ پروا نہیں کرتا ہے

ز مردم چناں میگریزد کہ دیو
لوگوں سے بھوت کی طرح بھاگتا ہے

عفیفش ندانند و پرہیزگار
تو اس کو پاک دامن اور پرہیزگار نہ سمجھیں گے

کہ فرعوں اگر ہست در عالم اوست
کہ دنیا میں اگر فرعون ہے تو وہی ہے

بگویند از ادبار و بدبختی است
تو کہیں گے ادبار اور بدبختی کی وجہ سے ہے

غنیمت شمارند و فضل خدائے
اس کو غنیمت اور خدا کا فضل شمار کریں گے

خوشی را بود در قفا ناخوشی
خوشی کے پیچھے ناخوشی ہوتی ہے

ق سعادت بلندش کند پایۂ
نیک بختی مرتبہ بڑھا دے

کہ دوں پرور است ایں فرومایہ دہر
کہ یہ کمینہ زمانہ، کمینہ پرور ہے

حریصت شمارند و دنیا پرست
تجھے لالچی اور دنیا پرست شمار کریں گے

گدا پیشہ خوانندت و پختہ خوار
تجھے گداگر اور پکی پکائی کھانے والا کہیں گے

وگر خامشی نقش گرماوہ[1]
اگر تو چپ ہے حمام کی تصویر ہے

کہ بیچارہ از بیم سر بر نکرد
کہ بےچارہ نے خوف سے سر نہ اٹھایا[2]

گریزند ازو کیں چہ دیوانگیست
اس سے بھاگیں گے کہ یہ کیا دیوانگی ہے

کہ مالش مگر روزیے دیگر است
کہ اس کا مال تو شاید دوسرے کی روزی ہے[3]

شکم بندہ خوانند و تن پرورش
تو اس کو پیٹ کا غلام اور تن پرور کہیں گے

[1] حماموں میں تصویریں بنانے کا رواج تھا۔
[2] بردباری کو کمزوری پر محمول کریں گے۔
[3] یعنی یہ کہیں گے کہ کھانا اس کے مقدر میں نہیں ہے اس کا مال دوسروں کے ہی کام آئے گا۔

وگر بے تکلّف زید مال دار
اور اگر کوئی مال دار سادہ زندگی گذارے
ق
کہ زینت بر اہلِ تمیز ست عار
اس لیے کہ تمیز داروں کے لیے بناؤ سنگھار عیب ہے

زباں در نہندش بایذا چو تیغ
اس کی ایذا میں تلوار کی طرح زبان کھونیں گے
کہ بدبخت زر دارد از خود دریغ
کہ بدبخت اپنے اوپر مال خرچ کرنے سے رکتا ہے

وگر کاخ و ایواں منقّش کند
اور اگر قلعہ اور محل منقّش کرے
ق
تنِ خویش را کسوتِ خوش کند
اپنے لیے اچھا لباس اختیار کرے

بجاں آید از طعنہ بر وے زناں
اپنے اوپر طعنہ زنوں سے عاجز آ جائے گا
کہ خود را بیاراست ہمچوں زناں
کہ اپنے آپ کو عورتوں کی طرح بنایا سنوارا ہے

وگر پارسائے سیاحت نہ کرد
اور اگر کسی نیک آدمی نے سفر نہ کیا ہو
سفر کردگانش نخوانند مرد
تو سفر کرنے والے اس کو مرد نہ سمجھیں گے

کہ نارفتہ بیروں ز آغوشِ زن
کہ جو بیوی کی گود سے باہر نہ نکلا ہو
کدامش ہنر باشد و رای و فن
اس کو کیا ہنر اور رائے اور فن حاصل ہو سکتا ہے

جہاندیدہ را ہم بدرّند پوست
جہاندیدہ کی بھی چمڑی ادھیڑ دیں گے
کہ سرگشتہ بختِ برگشتہ اوست
کہ سر پھرا، بدبخت وہی ہے[1]

گرش حظ ز اقبال بودے و بہر
اگر اقبال مندی میں اس کا نصیبہ اور حصّہ ہوتا
زمانہ نراندے ز شہرش بشہر
زمانہ اس کو شہر بہ شہر نہ لیے پھرتا

عزب را نکوہش کند خردہ بیں
عیب جو بے شادی شدہ کی برائی کرتا ہے
کہ می رنجد از خفت و خیزش زمیں
کہ اس کے سونے اور جاگنے سے زمین رنجیدہ ہوتی ہے[2]

وگر زن کند گوید از دست دل
اور اگر وہ شادی کرلے تو کہے گا کہ دل کے ہاتھوں
بگردن درافتاد چوں خر بہ گل
گردن کے بل گرا ہے جیسا کہ کیچڑ میں گدھا

نہ از جورِ مردم رہد زشت روے
نہ بدصورت انسانوں کے ظلم سے رہائی پاتا ہے
نہ شاہد ز نامردمِ زشت گوئے
نہ معشوق، برا کہنے والے نالائقوں سے

حکایت

غلامے بمصر اندرم بندہ بود
مصر میں ایک لڑکا میرے پاس نوکر تھا
کہ چشم از حیا در بر افگندہ بود
جو شرم کی وجہ سے آنکھیں نیچی کیے رکھتا تھا

کسے گفت ہیچ ایں پسر عقل و ہوش
کسی نے کہا یہ لڑکا کچھ عقل اور ہوش
ندارد بمالش بتعلیم گوش
نہیں رکھتا سکھانے کے لیے اس کے کان اینٹھ[3]

شبے بر زدم بانگ بر وے درشت
ایک رات کو میں اس پر سختی سے چیخ پڑا
ہمو گفت مسکیں بجورش بکشت
وہی بولا مسکین کو اس نے ظلم سے مار ڈالا

گرت بر کند خشم روزے ز جائے
اگر تجھے غصہ کسی دن جگہ سے برانگیختہ کر دے
سراسیمہ خوانند تا و خیرہ رائے
تو تجھے دیوانہ اور بدعقل کہیں گے

۱۰

[1] یعنی کہیں گے کہ بدبختی سے مارا مارا پھرتا ہے
[2] عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شادی نہیں کرتا ہے اس کا وجود زمین کو گراں گزرتا ہے۔
[3] جو کان اینٹھنے کو کہہ رہا تھا۔

وگر بُردباری کنی از کسے
اور اگر تو کسی سے بُردباری کرے گا

بگویند غیرت ندارد بسے
تو تجھے کہیں گے کہ غیرت نہیں رکھتا ہے

سخی را باندرز گویند بس
سخی کو نصیحت میں کہیں گے بس

کہ فردا دو دستت بود پیش و پس
ورنہ[1] کل کو تیرے دونوں ہاتھ آگے اور پیچھے ہوں گے

وگر قانع و خویشتن دار گشت
اور اگر تھوڑے پر صبر کرنیوالا اور خوددار ہو گیا

بہ تشنیع خلقے گرفتار گشت
مخلوق[2] کے لعن طعن میں گرفتار ہوا

کہ ہمچوں پدر خواہد ایں سفلہ مرد
کہ باپ کی طرح یہ کمینہ بھی مر جائے گا

کہ دنیا رہا کرد و حسرت ببُرد
جو دنیا کو چھوڑ گیا اور حسرت لے گیا

کہ یارد بکنج سلامت نشست
سلامتی کے گوشہ میں کون بیٹھ سکتا ہے

کہ پیغمبر از خبث دشمن نرست
کہ پیغمبر بھی دشمن کی خباثت سے نہ بچے

خدا را کہ مانند و انباز و جفت
جو خدا مثال اور شریک اور جوڑا

ندارد شنیدی کہ ترسا چہ گفت
نہیں رکھتا، تو نے سنا ہے نصاریٰ نے کیا کہا[3]

رہائی نیابد کس از دست کس
کوئی کسی کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا ہے

گرفتار را چارہ صبر است و بس
قیدی[4] کے لیے تدبیر صرف صبر ہے

حکایت

جوانے ہنرمند فرزانہ بود
ایک جوان ہنرمند اور عقلمند تھا

کہ در وعظ چالاک و مردانہ بود
وعظ[5] کہنے میں ہوشیار اور بہادر تھا

نکو نام و صاحبدل و حق پرست
نیک نام اور صاحبدل اور حق پرست

خطِ عارضش خوشتر از خطِ دست
اُس[6] کے رخسار کا خط ہاتھ کے خط سے زیادہ خوبصورت تھا

قوی در بلاغات و در نحو چست
بلاغتوں میں قوی اور نحو میں تیز

ولے حرف ابجد نگفتے درست
لیکن[7] ابجد کے حروف صاف نہ کہہ سکتا تھا

یکے را بگفتم ز صاحبدلاں
میں نے صاحبدلوں میں سے ایک سے کہا

کہ دندانِ پیشیں ندارد فلاں
کہ فلانہ شخص اگلے دانت نہیں رکھتا ہے[8]

برآمد ز سودائے من سرخ روے
میرے پاگل پن سے اس کا چہرہ لال ہو گیا

کز یں جنس بیہودہ دیگر مگوئے
کہ اس قسم کی بیہودہ بات پھر نہ کہنا

تو در وے ہماں عیب دیدی کہ ہست
تو نے اس میں وہی عیب دیکھا جو ہے

ز چنداں ہنر چشمِ عقلت ببست
تو نے اتنے ہنروں سے عقل کی آنکھ بند کر لی

یقیں بشنو از من کہ روزِ یقیں
یقیناً مجھ سے سن لے کہ یقین کے دن[9]

نہ بیند بدی مردمِ نیک بیں
نیک بیں انسان بدی نہ دیکھے گا

ق
یکے را کہ علم است و تدبیر و رائے
جس شخص کے پاس علم اور تدبیر اور رائے ہے

گرش پائے عصمت بلغزد ز جائے
اگر اس کی عصمت کا پیر جگہ سے اکھڑ جائے۔

---

۱ یعنی زیادہ سخاوت نہ کر، ورنہ مفلس ہو کر ستر پوشی کے لیے کپڑا بھی نہ رہے گا۔

۲ اس طور پر لعن طعن کریں گے۔

۳ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہہ کر مثال اور شریک ٹھہرایا۔

۴ ہر انسان طعنہ زنوں کا قیدی ہے اس کو صبر سے کام لینا چاہیے۔

۵ بلیغی سے عمدہ وعظ کہتا تھا۔

۶ خوبصورت بھی تھا اور خوشنویس بھی۔

۷ زبان سے حروف کی ادائیگی اچھی نہ ہوتی تھی، زبان میں تتلاہٹ تھی۔

۸ اسی وجہ سے حروف مخارج سے ادا نہیں ہوتے ہیں۔

۹ قیامت کے دن

بیک خردہ مپسند بروے جفا
ایک غلطی سے اس پر ظلم پسند نہ کر

بود خار و گل باہم اے ہوشمند
اے ہوشمند کانٹا اور پھول ملے جلے ہوتے ہیں

کرا زشت خوئی بود در سرشت
جس کی طبیعت میں بدعادت ہو

صفائی بدست آور اے بے تمیز
اے بے تمیز صفائی حاصل کر

طریقے طلب کز عقوبت رہی
ایسا راستہ طلب کر کہ عذاب سے چھوٹے

منہ عیب خلق اے فرومایہ پیش
اے کمینے! مخلوق کے عیب پیش نظر نہ رکھ!

چرا دامن آلودہ را حد زنم
خطاکار کو میں کیسے سزا دوں

نشاید کہ بر کس درشتی کنی
مناسب نہیں ہے کہ تو کسی پر سختی کرے

چو بد ناپسند آیدت خود مکن
اگر برائی تجھے ناپسند ہے خود نہ کر

من ار حق شناسم وگر خود نمائے
خواہ میں حق شناس ہوں یا ریاکار

چو ظاہر بعفت بیاراستم
جب میں نے ظاہر کو پاکدامنی سے آراستہ کر لیا ہے

تو خاموش اگر من بہ ام یا بدم
خواہ میں اچھا ہوں یا برا، تو چپ رہ

اگر سیرتم خوب وگر منکر است
خواہ میری سیرت اچھی ہے یا بری ہے

نہ چشم از تو دارم بہ نیکی ثواب
میں نیکی کرکے تجھ سے بدلے کی توقع نہیں رکھتا ہوں

نکوکاری از مردم نیک رائے
نیک رائے انسانوں کی نیکی

تو نیز اے عجب ہر کرا یک ہنر
تو بھی اے نرالے جس کسی کا ایک ہنر

بزرگاں چہ گفتند خذ ما صفا
بزرگوں نے کیا کہا ہے، جو صاف ہو وہ لے لے

چہ در بند خاری تو گلدستہ بند
تو کانٹے کی فکر میں کیوں لگا ہے گلدستہ بنالے

نہ بیند ز طاؤس جز پائے زشت
وہ مور میں سوائے برے پیروں کے کچھ نہ دیکھیگا

کہ ننماید آئینۂ تیرہ نیز
اس لیے کہ اندھا آئینہ کچھ نہیں دکھاتا

نہ حرفے کہ انگشت بروے نہی
نہ کہ ایسا حرف جس پر انگلی دھرے

کہ چشمت فرو دوزد از عیب خویش
ورنہ وہ اپنے عیب سے تیری آنکھیں سی دے گا

چو در خود شناسم کہ تردامنم
جب میں اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ خطا کار ہوں!

چو خود را بتاویل پشتی کنی
جبکہ تاویل کرکے تو اپنی مدد کرتا ہے

پس آنگہ بہمسایہ گو بد مکن
پھر اس وقت پڑوسی سے کہہ کہ نہ کر

بروں با تو دارم دروں با خدائے
ظاہر تیرے ساتھ رکھتا ہوں باطن خدا کے ساتھ

تصرف مکن در کژ و راستم
میرے جھوٹ اور سچ میں دخل اندازی نہ کر

کہ حمال سود و زیان خودم
اس لیے کہ میں اپنے نفع اور نقصان کا خود برداشت کرنیوالا ہوں

خدایم بسر از تو داناتر است
میرا خدا راز کو تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے

کہ بینم بجرم از تو چندیں عذاب
کہ جرم کرنے میں تیرا اسی قدر عذاب جھیلوں

یکے را بدہ می نویسد خدائے
ایک کے بدلے میں خدا دس لکھتا ہے

بہ بینی زدہ عیبش اندر گذر
دیکھے، اس کے دس عیبوں سے درگذر کر

۱؎ یعنی دل کو اخلاق رذیلہ سے صاف کرنا چاہیے
۲؎ دوسروں کے عیوب کا متلاشی اپنے عیب سے اندھا ہوتا ہے۔
۳؎ اپنی خطاؤں کی غلط توجیہ کرکے اپنے آپ کو نیکو کار ثابت کرتا ہے۔
۴؎ تیرے لیے یہ بحث کرنا مناسب نہیں ہے کہ میرا ظاہر باطن کے ساتھ میل کھاتا ہے یا نہیں۔
۵؎ جب میری نیکی کا تعلق خدا سے ہے اور وہی اس کا بدلہ دے گا تو میری برائی سے بھی تو تعلق نہ رکھ اور تو مجھے سزا نہ دے۔

نہ یک عیب او را بانگشت پیچ
اس کے ایک عیب کو انگلی پر اس طرح نہ لپیٹ
جہانے فضیلت برآور بہیچ
کہ بزرگی کے ایک جہان کو ہیچ بنائے

چو دشمن کہ در شعر سعدی نگاہ
اس دشمن کی طرح کہ جو سعدی کے اشعار میں نگاہ
بنفرت کند ز اندرون تباہ
نفرت سے کرتا ہے باطن کی خرابی کی وجہ سے

ندارد بصد نکتہ[۱] نغز گوش
سو بہتر نکتوں پر کان نہیں دھرتا ہے
چو زحفے بہ بیند برآرد خروش
جب ایک زحاف دیکھ لیتا ہے تو شور کرتا ہے

جز ایں علتش نیست کاں بد پسند
اسکی علت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس برائی پسند کرنیوالے کی
حسد دیدۂ نیک بینش بکند
نیک بینی کی آنکھ حسد نے نکال لی ہے

نہ مر خلق را صنع باری سرشت
کیا مخلوق کو اللہ کی صناعی نے نہیں پیدا فرمایا ہے
سیاہ و سفید آمد و خوب و زشت
کالے اور گورے ہوئے اور اچھے اور برے

نہ ہر چشم و ابرو کہ بینی نکوست
ہر آنکھ اور بھوں جو تو دیکھے اچھی نہیں ہے
بخور پستہ مغز و بینداز پوست
پستہ کی گری کھالے اور چھلکا پھینک دے

باب ہشتم در شکر
آٹھواں باب شکر کے بیان میں

بنفس می نیارم زد از شکر دوست[۲]
میں دوست کے شکریہ کا ایک دم بھی نہیں بھر سکتا ہوں
کہ شکرے ندانم کہ درخورد اوست
اس لیے کہ مجھے وہ شکر ہی معلوم نہیں جو اس کے مناسب ہے

عطائیست ہر موی از و بر تنم
میرے جسم پر ہر رونگٹا اس کی عطا ہے
چگونہ بہر موئے شکرے کنم
ہر رونگٹے کا میں کیسے شکریہ ادا کروں

ستایش خداوند بخشندہ را
بخشنے والے خدا کے لیے تعریف ہے
کہ موجود کرد از عدم بندہ را
جس نے عدم سے بندہ کو موجود کیا

کرا قوت وصف احسان اوست
اس کے احسان کی تعریف کرنے کی کس کو قوت ہے
کہ اوصاف مستغرق شان اوست
کون سی تعریفیں اس کی شان کا احاطہ کر سکتی ہیں

بدیعیکہ شخص آفریند ز گل
ایسا پیدا کرنے والا کہ مٹی سے انسان کو پیدا کرتا ہے
روان و خرد بخشد و ہوش و دل
جان اور عقل اور ہوش اور دل بخشتا ہے

ز پشت پدر تا بپایان شیب
باپ کی کمر سے بڑھاپے کے ختم تک
نگر تا چہ تشریف دادت ز غیب
غور کر تجھے غیب سے کیا کیا خلعت بخشی ہے

چو پاک آفریدت بہش باش و پاک[۳]
جبکہ تجھے پاک پیدا کیا ہے ہوش میں رہ اور پاک رہ
کہ ننگست ناپاک رفتن بخاک
اس لیے کہ مٹی میں ناپاک بن کر جانا بڑی ذلت ہے

پیاپے بیفشاں از آئینہ گرد
پے در پے آئینہ سے گرد کو جھاڑ
کہ مصقل نگیرد چو زنگار خورد[۴]
کیونکہ جب وہ زنگ کھا جاتا ہے تو صیقل کو قبول نہیں کرتا

نہ در ابتدا بودی آب منی
کیا تو شروع میں منی کا نطفہ نہ تھا
اگر مردی از سر بدر کن منی[۵]
اگر انسان ہے تو سر سے خودی کو نکال دے

[۱] یعنی سکتہ
[۲] دوست سے مراد حق تعالیٰ ہے۔ یعنی اس کی شایان شان ہم شکر نہیں ادا کر سکتے ہیں۔
[۳] بچہ ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوتا ہے پھر بڑا ہو کر اپنے آپ کو گناہوں میں ملوث ہو کر ناپاک بناتا ہے
[۴] یعنی دل کی صفائی کرتا رہ ورنہ زنگ کھا کر بالکل بیکار ہو جائے گا اور پھر صاف نہ ہو سکے گا
[۵] جب انسان کی پیدائش ایک حقیر اور ناپاک چیز سے ہے تو تکبر اس کے لیے مناسب نہیں ہے۔

چو روزی بسعی آوری سوئے خویش
توجب روزی کوشش سے اپنی طرف لاتا ہے

چرا حق نمی بینی اے خود پرست
اے خود پرست تو صحیح بات کیوں نہیں دیکھتا

چو آید بکوشیدنت خیر پیش
اگر تیری کوشش سے کوئی بہتر بات سامنے آئے

بسر پنجگی کس نبر دست گوئے
طاقت کی وجہ سے کوئی بازی نہیں جیت سکا ہے

تو قائم بخود نیستی یک قدم
تو ایک قدم بھی خود کھڑا نہیں ہو سکتا ہے

نہ طفلک زباں بستہ بودی ز لاف
کیا تو ڈینگیں مارنے سے زباں بستہ بچہ نہ تھا

چو نافش بریدند و روزی گسست
جب کہ انھوں نے اس کی ناف کاٹی اور روزی منقطع ہوئی

غریبے کہ رنج آردش دہر پیش
وہ مسافر جس کے سامنے زمانہ بیماری لا ڈالے

پس او در شکم پرورش یافتست
پس اس نے بھی پیٹ میں پرورش پائی ہے

دو پستاں کہ امروز دل خواہ اوست
دو پستان جو آج اس کے دل کی خواہش ہیں

کنار و بر مادر دلپذیر
دل کو پسند آنے والی ماں کی بغل اور گود

درختست بالائے جاں پرورش
اس کا جان پرور قد ایک درخت ہے

نہ رگہائے پستاں درون دلست
کیا پستان کی رگیں دل میں پہنچی ہوئی نہیں ہیں

بخونش فرو بردہ دنداں چو نیش
ڈنک کی طرح دانت اس کے خون میں گھستے ہوئے ہیں

چو بازو قوی کرد و دنداں ستبر
جب بازو قوی اور دانت چوڑے کر لئے

چناں صبر از شیر خاموش کند
صبر اس کو دودھ مانگنے سے ایسا چپ کر دیتا ہے

مکن تکیہ بر زور بازوئے خویش
تو اپنے زور بازو پر بھروسہ نہ کر

کہ یارد بگردش در آورد دست
ہاتھ کو گردش میں کون لا سکتا ہے

بتوفیق حق داں نہ از سعی خویش
تو اس کو حق کی توفیق سے سمجھ نہ کہ اپنی کوشش سے

سپاس خداوند توفیق گوئے
توفیق دینے والے خدا کا شکر ادا کر

ز غیبت مدد می رسد دمبدم
پے در پے تجھے غیب سے مدد پہنچتی ہے

ہمی روزی آمد بشخصت ز ناف
تو بھی تیرے جسم میں ناف کے ذریعہ روزی آ رہی تھی

بہ پستان مادر در آویخت دست
تو ماں کے پستان میں ہاتھ لٹکائے

بدارو دہند آبش از شہر خویش
تو اس کو اس کے شہر کا پانی دوا میں دیتے ہیں

ز انبوب معدہ خورش یافتست
معدہ کی نلی سے خوراک پائی ہے

دو چشمہ ہم از پرورش گاہ اوست
اس کی پرورش گاہ ہی کے دو چشمے ہیں

بہشتست و پستاں درو جوئے شیر
بہشت ہے اور اس میں چھاتیاں دودھ کی نہریں ہیں

ولد میوۂ نازنیں در برش
نازوں کا پالا بچہ اس کی گود میں میوہ ہے

پس ار بنگری شیر خون دلست
پس اگر تو غور کرے گا تو دودھ دل کا خون ہے

سرشتہ درو مہر خونخوار خویش
اور اس میں اپنا ہی خون پینے والے کی محبت گھلی ہے

بہ آلاید ش دایہ پستاں بصبر
اس کے پستان کو دایہ ایلوے سے لیپ دیتی ہے

کہ پستان شیریں فرامش کند
کہ اسکو شیریں پستان کو بھی بھلا دیتا ہے

١- روزی کمانے میں ہاتھ ہلانا پڑتا ہے وہ بھی انسان کے قبضہ میں نہیں بلکہ خدا کی توفیق سے ہے۔
٢- شکم مادر میں ناتوان بچہ بھی روزی پاتا ہے جو اس کی قوت سے حاصل نہیں ہوتی ہے
٣- ماں کے پیٹ میں رہ کر ناف کے ذریعہ غذا حاصل کرتا ہے
پیدا ہونے کے بعد نال کاٹ دی جاتی ہے
٤- وطن کا پانی پلانے سے بیمار شفا یاب ہو جاتا ہے۔

٢٠

٥- ماں کا پیٹ بچہ کی پرورش گاہ ہے پستان میں دودھ وہاں سے ہی آ رہا ہے گویا اس کو اس کے شہر کا پانی پلایا جا رہا ہے۔
٦- ماں دراصل خون دل پلاتی ہے۔
٧- عجائبات قدرت میں سے ہے کہ بچہ خون پیتا ہے اور ماں پھر بھی جان نثار کرتی ہے۔
٨- جب بچہ دوسری غذا کھانے کے قابل ہو جاتا ہے دودھ چھڑایا جاتا ہے۔

تو نیز اے کہ در توبہ طفلِ راہ
تو بھی اسے وہ انسان جو توبہ میں طفل راہ ہے
بصبرت فراموش گردد گناہ
صبر کرنے سے تو گناہ کو فراموش کر سکتا ہے

حکایت

جوانے سر از رائے مادر بتافت
ایک جوان نے ماں کی رائے سے سرتابی کی
دلِ دردمندش چو آذر بتافت
اس کا دردمند دل آگ کی طرح بھڑکا

چو بیچارہ شد پیشش آورد مہد
جب لاچار ہو گئی اس کے سامنے پالنا لائی
کہ اے سست مہر و فراموش عہد
کہ اے کم دوستی اور محبت والے وقت کو بھولنے والے

نہ گریان و درماندہ بودی و خرد
کیا تو ایسا رونے والا اور عاجز اور بچہ نہ تھا
کہ شبہا ز دستِ تو خوابم نبرد
کہ بہت سی راتیں میں تیری وجہ سے نہ سو سکی

نہ در مہد نیروئے حالت نبود
کیا ایسا نہ تھا کہ پالنے میں تیری اب کی سی طاقت نہ تھی
مگس راندن از خود مجالت نبود
تجھ میں اپنے سے مکھی اڑانے کی طاقت نہ تھی

تو آنی کز آں یک مگس رنجہ
تو وہی ہے کہ اس ایک مکھی سے رنجیدہ تھا
کہ امروز سالارِ سر پنجہ
جو آج قوت کا سردار ہے

بحالے شوی باز در قعرِ گور
اسی حالت میں تو پھر قبر کے گڑھے میں جائے گا
کہ نتوانی از خویشتن دفعِ مور
کہ اپنے آپ سے ایک چیونٹی کو نہ ہٹا سکے گا

دگر دیدہ چوں برفروزد چراغ
پھر آنکھ کیسے چراغ روشن کرے گی
چو کرمِ لحد خورد پیہ دماغ
جب لحد کے کیڑے دماغ کی چربی کھا جائیں گے

چو پوشیدہ چشمے بہ بینی کہ راہ
اگر تو کسی ایسے اندھے کو دیکھے جو راستہ
نداند ہمی وقتِ رفتن ز چاہ
اور کنوئیں میں چلتے وقت فرق نہیں کر سکتا (تو شکر کرنا چاہیے)

تو گر شکر کردی کہ با دیدۂ
اگر تو نے شکر ادا کیا تو تو آنکھوں والا ہے
وگرنہ تو ہم چشم پوشیدۂ
ورنہ تو بھی اندھا ہے

معلم نیاموختت فہم و رائے
سمجھ اور تدبیر تجھے استاد نے نہیں سکھائی ہے
سرشت ایں صفت در وجودت خدائے
خدا نے تیرے وجود میں یہ صفت پیدا کی ہے

گرت منع کردے دلِ حق نیوش
اگر خدا حق سننے والا دل تجھے نہ دیتا
حقیقت عین باطل نمودے بگوش
تو تجھے حق بات عین باطل معلوم ہوتی

گفتار اندر صنع باری در ترکیب خلقت انسان

عبادت اللہ تعالیٰ کی کاریگری انسانی پیدائش کی ترکیب کے متعلق

بہ بیں تا یک انگشت از چند بند
غور کر کہ ایک انگلی کتنے جوڑوں کے ذریعہ
باقلیدسِ صنع در ہم فگند
کاریگری کی اقلیدس سے جوڑی ہے

پس آشفتگی باشد و ابلہی
پس دیوانگی اور بیوقوفی ہوگی
کہ انگشت بر حرف صنعش نہی
کہ تو اس کی کاریگری کے حرف پر انگلی رکھے

۱؎ جس طرح صبر کرنے سے بچہ دودھ جیسی لذیذ چیز کو بھول جاتا ہے اگر گناہوں سے صبر کریگا تو وہ بھی فراموش ہو جائینگے

۲؎ ماں کا دل رنج سے شعلہ زن ہو گیا

۳؎ بچپن یا [illegible] ڈالنے [illegible] کر لینے

۴؎ مرنے کے بعد انسان اپنے بدن سے ایک چیونٹی کو بھی نہیں ہٹا سکتا ہے۔

۵؎ اقلیدس ایک حکیم کا نام ہے۔ جس کے نام سے یہ فن موسوم ہو گیا ہے۔

۱۰

تامل کن از بہرِ رفتارِ مرد
غور کر انسان کے چلنے کے لیے

کہ چند استخواں پے زد و وصل کرد
کہ کتنی ہڈیوں میں پٹھا لگایا اور جوڑا ہے

کہ بے گردشِ کعب و زانو و پائے
کہ ٹخنے اور گھٹنے اور پاؤں کے گھومے بغیر

نشاید قدم بر گرفتن ز جائے
جگہ سے قدم بھی نہیں اٹھایا جا سکتا ہے

ازاں سجدہ بر آدمی سخت نیست
اسی وجہ سے آدمی کو سجدہ کرنا دشوار نہیں ہے

کہ در صلب او مہرہ یک لخت نیست
کہ اس کی کمر میں منکا ایک ٹکڑا نہیں ہے

دو صد مہرہ بر یک دگر ساختست
دو سو منکے ایک دوسرے میں بنائے ہیں

کہ گِل مہرۂ چوں تو پرداختست
جب مجھ جیسا مٹی کا پتلا بنایا ہے

رگت بر تنست اے پسندیدہ خوئے
اے پسندیدہ عادت جسم میں تیری رگیں

زمینے درو سی صد و شصت جوئے
ایک زمین ہے جس میں تین سو ساٹھ نہریں ہیں

بصر در سر و فکر و رای و تمیز
سر میں بینائی اور فکر اور رائے اور تمیز ہیں

جوارح بدل دل بدانش عزیز
اعضاء کو دل کے ذریعہ اور دل کو سمجھ کے ذریعہ باعزت بنایا

بہائم بروی اندر افتادہ خوار
چوپائے منہ کے بل گرے ہوئے ذلیل ہیں

تو ہمچوں الف بر قدمہا سوار
تو الف کی طرح پیروں پر سوار ہے

نگوں کردہ ایشاں سر از بہرِ خور
وہ کھانے کے لیے سر اوندھا کرتے ہیں

تو آری بعزت خورش پیشِ سر
تو عزت سے کھانا سر کے سامنے لاتا ہے

نزیبد ترا با چنیں سروری
اس سرداری کے ہوتے ہوئے تجھے یہ زیب نہیں دیتا ہے

کہ سر جز بطاعت فرو آوری
کہ خدا کی عبادت کے سوا تو سر نیچا کرے

ولیکن بدیں صورتِ دل پذیر
لیکن دل کو لبھانے والی اس صورت پر

فرفتہ مشو صورت خوب گیر
تو فریفتہ نہ ہو پسندیدہ اخلاق اختیار کر

رہِ راست باید نہ بالائے راست
سیدھا راستہ چاہیے نہ کہ سیدھا قد

کہ کافر ہم از روئے صورت چو ماست
ورنہ صورت کے اعتبار سے کافر بھی ہم جیسا ہے

ترا آنکہ چشم و دہن داد و گوش
جس ذات نے تجھے آنکھ اور منہ اور کان دیا

اگر عاقلی در خلافش مکوش
اگر تو سمجھ دار ہے اس کے خلاف کوشش نہ کر

گرفتم کہ دشمن بکوبی بسنگ
میں نے مانا کہ تو دشمن کو پتھر سے نہیں کچل سکتا ہے

مکن باری از جہل با دوست جنگ
لیکن نادانی کی وجہ سے اب دوست سے نہ لڑ

خردمند طبعان منت شناس
احسان کو پہچاننے والی طبیعت والے عقلمند

بدوزند نعمت بہ میخ سپاس
شکر کی کیل سے نعمت کو جڑ دیتے ہیں

حکایت

نبرد آزمائے ز راد ہم فتاد
ایک جنگجو (بادشاہ) مشکیں گھوڑے سے گر گیا

بگردن درش مہرہ بر ہم فتاد
اس کے گردن کے جوڑ گڑبڑ ہو گئے

۱۔ اگر کمر میں ایک ہڈی لگا دی جاتی تو انسان کبھی نہ جھک سکتا۔
۲۔ جسم کو زمین اور رگوں کو نہریں قرار دیا گیا ہے۔
۳۔ اللہ نے سر میں قوت شناہی اور راستہ پیدا فرمائی۔ اعضاء کی عزت دل سے ہے۔
۴۔ یعنی انسان کا قد سیدھا ہے۔
۵۔ اللہ نے جب انسان کا سر اونچا کیا ہے تو صرف اسی کے سامنے جھکنا چاہیے۔
۶۔ یعنی وہ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے نعمتیں پائیدار ہو جاتی ہیں۔

چو پیلش فرو رفت گردن بتن
ہاتھی کی طرح اس کی گردن بدن میں گھس گئی

نگشتے سرش تا نگشتے بدن
اس کا سر نہ گھومتا جب تک بدن نہ گھومتا

پزشکاں بماندند حیراں دریں
طبیب اس معاملہ میں حیران ہوگئے

مگر فیلسوفے ز یوناں زمیں
یونان کی سرزمین کے ایک فلسفی کے سوا

سرش باز پیچید و تن راست شد
اس نے اس کا سر موڑ دیا اور بدن ٹھیک ہوگیا

وگر وے نبودے زمن خواستہ شد
اور اگر وہ نہ ہوتا تو یہ اپاہج ہوجاتا

دگر نوبت آمد بنزدیک شاہ
اس کو بادشاہ کے پاس آنے کی دوبارہ نوبت آئی

نکرد آں فرومایہ در وے نگاہ
اس کمینہ نے اس کی طرف نگاہ نہ کی۔

خردمند را سر فرو شد بشرم
شرم سے عقلمند کا سر نیچا ہوگیا

شنیدم کہ می رفت و می گفت نرم
میں نے سنا ہے کہ وہ جارہا تھا اور چپکے سے کہہ رہا تھا

اگر دے نہ پیچیدمے گردنش
اگر میں کل اس کی گردن نہ پھیرتا

نہ پیچیدے امروز روی از منش
تو آج وہ مجھ سے منہ نہ موڑتا

فرستاد تخمے بدست رہی
اس نے غلام کے ہاتھ ایک بیج بھیجا

کہ باید کہ بر عودِ سوزش نہی
کہ اس کو تجھے اگردان پر رکھ دینا چاہیے

ملک را یکے عطسہ آمد ز دود
بادشاہ کو دھوئیں سے ایک چھینک آئی

سر و گردنش ہمچناں شد کہ بود
اس کا سر اور گردن جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی

بعذر از پئے مرد بشتافتند
عذر خواہی کے لیے مرد کے پیچھے دوڑے

بجستند بسیار و کم یافتند
انھوں نے بہت ڈھونڈا اور نہ پایا

مکن گردن از شکر منعم مپیچ
ایسا نہ کر، بخشش کرنیوالے کے شکر سے گردن نہ موڑ

کہ روزے پسیں سر بر آری بہیچ
ورنہ آخری دن ذرا بھی گردن نہ ابھار سکے گا

گفتار اندر نظر در صنع باری تعالیٰ

کہاوت اللہ تعالیٰ کی کاریگری پر غور کرنے کے بیان میں

شب از بہر آسایش تست و روز
رات میں اور دن میں تیرے آرام کے لیے ہے

مہ روشن و مہر گیتی فروز
روشن چاند اور دنیا کو روشن کرنے والا سورج

سپہر از برائے تو فراش وار
آسمان فراش کی طرح تیرے لیے

ہمی گسترانند بساطِ بہار
موسم بہار کی بساط بچھاتا ہے

اگر باد و برف است و باران و میغ
خواہ ہوا اور برف ہے اور بارش اور بدلی

وگر رعد چوگاں زند برق تیغ
خواہ کڑک بلا چلانے اور بجلی تلوار چلانے والی

ہمہ کارداران فرماں برند
سب حکم ماننے والے کارکن ہیں

کہ تخم تو در خاک می پرورند
کہ تیرا بیج مٹی میں پرورش کرتے ہیں

وگر تشنہ مانی ز سختی مجوش
اور اگر تو پیاسا رہے تو سختی کی وجہ سے جوش میں نہ آ

کہ سقائے ابر آبت آرد بدوش
اس لیے کہ ابر کا سقا تیرے لیے کندھے پر پانی لا رہا ہے

ا ہاتھی اپنی گردن نہیں گھما سکتا ہے
۲ علاج نہ کر سکے
۳ جب بادشاہ تندرست ہوا پھر دوبارہ کسی ضرورت سے وہ طبیب اس کے پاس آیا
۴ اگر علاج کرکے گردن موڑنے کے قابل نہ بنا دیتا تو وہ منہ نہ موڑ سکتا
۵ جس انگیٹھی پر اگر کی دھونی دی جاتی ہے اس پر یہ بیج ڈال کر دھونی لے لینا۔

۱۰

۶ اب وہ سر اور گردن نہ موڑ سکتا تھا۔
۷ طبیب کو ڈھونڈا تاکہ اس سے معافی چاہیں اور وہ دوبارہ علاج کردے۔
۸ قیامت کے دن
۹ یعنی رات کو چاند اور دن کو سورج تیری آرام رسانی کے لیے طلوع ہوتے ہیں۔
۱۰ یہ جملہ چیزیں انسان کے لیے کھیتیاں تیار کرتی ہیں۔

زخاک آوردِ رنگ و بوی و طعام
خاک سے پیدا فرما دیتا ہے رنگ اور خوشبو اور کھانیکی چیز
تماشا گہِ دیدہ و مغز و کام
جو کہ آنکھ اور دماغ اور حلق کی تماشا گاہ ہیں

عسل دادت از نحل و مَن۱؎ از ہوا
تجھے مکھی سے شہد اور ہوا سے مَن دیا
رطب دادت از نخل و نخل از نوا
تجھے کھجور کے درخت سے تر کھجور اور گٹھلی سے کھجور دی

ہمہ نخلبنداں بخایند دست
سب باغبان ہاتھ چباتے ہیں
زحیرت کہ نخلے چنیں کس نہ بست
حیرت سے کہ ایسی نخلبندی کسی نے نہیں کی

خور و ماہ و پرویں برائے تو اند
سورج اور چاند اور کہکشاں تیرے لیے ہے
قنادیلِ سقفِ سرائے تو اند
تیری سرائے کی چھت کے قندیل ہیں

زخارت گل آورد و از نافہ مشک
کانٹے سے پھول اور نافہ سے مشک
زر از کان و برگِ تر از چوبِ خشک
کان سے سونا اور خشک لکڑی سے سبز پتے تیرے لیے پیدا کیے ہیں

بدستِ خودت۲؎ چشم و ابرو نگاشت
خود اپنے ہاتھ سے تیرے چشم و ابرو کو بنایا
کہ محرم باغیار نتواں گذاشت
اس لیے کہ محرم کو غیروں کے سپرد نہیں کیا جاسکتا

توانا کہ آں نازنیں پرورد
وہ ایسا توانا ہے کہ اس نازنین کے پالنے کو پالتا ہے
بالوانِ نعمت چنیں پرورد
رنگا رنگ نعمتوں سے اس طرح سے پالتا ہے

بجاں گفت باید نفس بر نفس
دمبدم جان سے ادا کرنا چاہیے
کہ شکرش۳؎ نہ کارِ زبانست و بس
اس لیے اس کا شکریہ ادا کرنا صرف زبان ہی کا کام نہیں ہے

خدایا دلم خوں شد و دیدہ ریش
اے خدا میرا دل خون ہوگیا اور آنکھ زخمی
کہ می بینم انعامت از گفت بیش
کیونکہ تیرا انعام طاقتِ گفتار سے زیادہ دیکھتا ہوں

نگویم دد و دام و مور و سمک
میں یہ نہیں کہتا کہ درندے اور چرندے اور چیونٹی اور مچھلی
کہ فوجِ ملائک بر اوجِ فلک
بلکہ آسمان کی بلندی پر فرشتوں کی جماعت

ہنوزت سپاس اندکے گفتہ اند
ابھی تک وہ تھوڑا سا شکر ادا کر سکے ہیں
ز بیور ہزاراں یکے گفتہ اند
سو ہزاروں میں سے ایک کہہ سکے ہیں

برو سعدیا دست و دفتر بشوئے
جا اے سعدی ہاتھ اور کتاب دھو ڈال
براہے کہ پایاں ندارد مپوئے
جس راستے کی انتہا نہ ہو اس پر نہ دوڑ

حکایت

یکے گوشِ کودک بمالید سخت
ایک صاحب نے ایک بچہ کے کان سخت اینٹھے
کہ اے بوالعجب گوئے برگشتہ بخت
کہ اے عجیب باتیں کرنے والے، بدبخت

ترا تیشہ دادم کہ ہیزم شکن
میں نے تجھے بسولا دیا تھا کہ لکڑیاں پھاڑ
نگفتم کہ دیوارِ مسجد بکن
میں نے یہ نہیں کہا کہ مسجد کی دیوار ڈھا دے

زباں آمد از بہر شکر و سپاس
زبان ملی ہے شکر و سپاس کے لیے
بغیبت نگرداندش حق شناس
حق شناس اس کو بدگوئی میں نہیں چلاتا ہے

۱۰

۱؎ من وہ شیریں گوند ہے جو موسم بہار میں بعض درختوں پر شبنم سے جم جاتا ہے۔ میدانِ تیہ میں بنی اسرائیل کی یہ بھی خوراک تھی ۲؎ انسان کو خود اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا ہے چونکہ یہ محرمِ راز ہے۔ ۳؎ اللہ کا شکر محض زبان سے نہیں بلکہ دل سے ادا کرنا چاہیئے۔

گذرگاہِ قرآن و پنداست گوش — بہتان و باطل شنیدن مکوش
کان قرآن اور نصیحت کی گذرگاہ ہے — بہتان اور باطل سننے کی کوشش نہ کر

دو چشم از پے صنع باری نکوست — زعیب برادر فروگیر و دوست
دونوں آنکھیں اللہ کی کاریگری دیکھنے کے لیے بھلی ہیں — بھائی اور دوست کے عیب سے بند کرلے

گفتار اندر نظر در حال ناتواناں و شکر نعمت حق تعالیٰ

کمزوروں کی حالت پر غور کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکریہ کے بیان میں

نداند کسے قدرِ روزِ خوشی — مگر روزے افتد بسختی کشی
خوشی کے دن کی کوئی قدر نہیں جانتا ہے — ہاں اس روز جانتا ہے جب محنت کشی میں مبتلا ہو جائے

زمستان و درویش در تنگ سال — چہ سہلست پیش خداوند مال
قحط سالی میں فقیر اور جاڑا — مالدار کے سامنے کس قدر آسان بات ہے

سلیمے کہ یک چند نالاں نخفت — خداوند را شکرِ صحت بگفت
وہ سانپ کا ڈسا ہوا کچھ دیر جو روتے رہتے سویا — اس نے تندرستی پر خدا کا شکر ادا کیا

چو مردانہ رو باشی و تیز پائے — بشکرانہ باکند پویاں بپائے
اگر تو مردانہ رفتار والا اور تیز قدم ہے — تو شکرانہ میں سست قدموں کے ساتھ ٹھہر

بہ پیرِ کہن بر بہ بخشد جواں — توانا کند رحم بر ناتواں
جوان پرانے بوڑھے پر کرم کرے — ناتوان پر توانا رحم کرے

چہ دانند جیحونیاں قدرِ آب — ز واماندگاں پرس در آفتاب
جیحون والے پانی کی قدر کیا جانیں — دھوپ میں تھکے ہوؤں سے معلوم کر!

عرب را کہ بر دجلہ باشد قعود — چہ غم دارد از تشنگان زرود
جس عرب کی دجلہ پر نشست ہو — اس کو زرود کے پیاسوں کا کیا غم ہے

کسے قیمتِ تندرستی شناخت — کہ یک چندہ بیچارہ در تب گداخت
تندرستی کی قیمت اسی نے جانی ہے — جو بے چارہ چند روز بخار میں پگھلا

ترا تیرہ شب کے نماید دراز — کہ غلطی ز پہلو بہ پہلوئے باز
تجھے اندھیری رات کب لمبی معلوم ہو سکتی ہے — جب کہ تو ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف آزادانہ کروٹیں لے رہا ہو

بر اندیش از افتان و خیزانِ تب — کہ رنجور داند درازیٔ شب
بخار میں اٹھ بیٹھ کرنے والے کے بارے میں سوچ — اس لیے کہ رات کی درازی کو بیمار جانتا ہے

ببانگِ دہل خواجہ بیدار گشت — چہ داند شب پاسباں چوں گذشت
نقارے کی آواز سے آقا بیدار ہوا — اسے کیا معلوم کہ چوکیدار کی رات کس طرح کٹی

۱۔ قدر نعمت بعد از زوال مثل مشہور ہے۔
۲۔ اپنے پیروں کے شکرانہ میں لنگڑوں کا ساتھ دے۔
۳۔ جیحون مشہور دریا ہے۔
۱۰
۴۔ بغداد کا ایک مشہور دریا ہے۔
۵۔ حجاز کا مشہور ریگستان ہے۔
۶۔ خزاں کے موسم میں ایران میں سخت جاڑا پڑتا ہے۔

حکایت سلطان طغرل با ہندوئے پاسباں

چوکیدار غلام کے ساتھ سلطان طغرل کا قصہ

شنیدم کہ طغرل شبے در خزاں — گذر کرد بر ہندوئے پاسباں
میں نے سنا ہے کہ طغرل خزاں کی رات میں — ایک غلام چوکیدار کے پاس سے گذرا

زباریدنِ برف و باران و سیل
برف اور بارش کے برسنے اور بہاؤ کی وجہ سے

بلرزش درافتادہ ہمچون سہیل
وہ سہیل[۱] کی طرح کپکپی میں مبتلا تھا

دلش بر وے از رحمت آورد جوش
رحم سے اس کا دل اس پر جوش میں آگیا

کہ اینک قبا پوستینم بپوش
کہ ابھی میری پوستین کی قبا پہن لے

دمے منتظر باشں بر طرفِ بام
بالاخانہ کے کنارے تھوڑی دیر انتظار کر

کہ بیروں فرستم بدستِ غلام
کہ میں غلام کے ہاتھ باہر بھیجتا ہوں

دریں بود بادِ بہاری وزید
وہ یہی کہہ رہا تھا کہ موسمِ بہار کی ہوا چل پڑی

شہنشہ در ایوانِ شاہی خزید
بادشاہ شاہی محل میں گھس گیا

وشاقے پری چہرہ در خیل داشت
پری جیسے چہرہ والا غلام جماعت میں تھا

کہ طبعش بدو اندکے میل داشت
جس کی طرف اس کی طبیعت کا جھکاؤ تھا

تماشائے ترکش چناں خوش فتاد
اس ترک[۲] کا نظارہ اس کو ایسا بھلا معلوم ہوا

کہ ہندوئے مسکیں برفتش زیاد
کہ مسکین چوکیدار اس کے ذہن سے نکل گیا

قبا پوستینے گذشتش بگوش
پوستین کی قبا اس کے کان میں آئی[۳]

زبد بختیش درنیامد بدوش
اس کی بدبختی کی وجہ سے کاندھے پر نہ آئی

مگر رنجِ سرما بروے بس نبود
شاید جاڑے کی تکلیف اس کے لیے کافی نہ تھی

کہ جورِ سپہر انتظارش فزود
کہ آسمان کے ظلم نے اس کے لیے انتظار کا اور اضافہ کر دیا

نگہ کن چو سلطاں بغفلت بخفت
غور کر جب بادشاہ غفلت میں سو گیا

کہ چوبک زنش بامداداں چہ گفت
تو نقارچی نے صبح کو اس کو کیا کہا

مگر نیک بختت فراموش شد
شاید نیک بخت کو تو بھول گیا

چو دستت در آغوشِ آغوش شد
جب تیرا ہاتھ معشوق کی بغل میں پہنچا

ترا شب بعیش و طرب می رود
تیری رات عیش اور مستی میں کٹتی ہے

چہ دانی کہ بر ما چہ شب می رود
تجھے کیا معلوم کہ رات ہم پر کیسی گذرتی ہے

فرو بردہ سر کاروانے بدیگ
قافلے کا سردار دیگ میں سر دیئے ہوتے

چہ از پا فرو رفتگانش بریگ
اس کو ریتے میں دھنسے ہوؤں کی کیا فکر ہے[۴]

بدار اے خداوندِ زورق بر آب
اے کشتی والے پانی پر کھڑا کر لے

کہ بیچارگاں را گذشت از سر آب
اس لیے کہ بے سہارا لوگوں کے سر سے پانی گذر گیا

توقف کنید اے جوانانِ چست
اے چست جوانو! ٹھہرو

کہ در کاروانند پیرانِ سست
اس لیے کہ قافلہ میں سست بوڑھے بھی ہیں

تو خوش خفتہ در ہودجِ کارواں
تو تو قافلہ کے ہودج میں آرام سے سویا ہوا ہے

مہارِ شتر در کفِ ساروان
اونٹ کی مہار ساربان کے ہاتھ میں ہے

چہ ہامون و کوہت چہ سنگ و رمال
پھر تیرے لیے کیا جنگل اور پہاڑ کیا پتھر اور ریتا

زرہ باز پس ماندگاں پرس حال
راستے سے تھکے ہوؤں سے حال پوچھ

۱۰

[۱] سہیل ستارہ لرزتا نظر آتا ہے۔
[۲] ترک یعنی وہی محبوب غلام۔
[۳] یعنی بادشاہ کے منہ سے اس کا نام سنا تھا۔
[۴] یعنی جو شخص مزے اڑا رہا ہے اس کو مصیبت زدوں کی کیا خبر ہے

ترا کوہ پیکر ہیون می برد
تجھے تو پہاڑ جیسے جسم والا اونٹ لیے جا رہا ہے

پیادہ چہ دانی کہ خوں می خورد
تجھے کیا معلوم کہ پیدل چلنے والا خون پی رہا ہے

بآرام دل خفتگاں در بنہ
قیام گاہ پر دل کے آرام سے سونے والے

نہ دانند حال شکم گرسنہ
بھوکے پیٹ والوں کا حال نہیں جانتے

حکایت

یکے را عسس دست بربستہ بود
چوکیدار نے ایک شخص کے ہاتھ باندھ دیے تھے

ہمہ شب پریشان و دل خستہ بود
وہ تمام رات پریشان اور دل خستہ رہا تھا

بگوش آمدش در شب تیرہ رنگ
کالے رنگ کی رات میں اس کے کان میں آیا

کہ شخصے ہمے نالد از دست تنگ
کہ ایک شخص تنگ دستی سے رو رہا ہے

شنید این سخن دزد مغلول و گفت
بیڑی پڑے چور نے یہ بات سنی اور بولا

تو بارے زغم چند نالی بخفت
تو غم سے کتنا روئے گا سو جا

برو شکر یزداں کن اے تنگدست
اے تنگ دست جا خدا کا شکر کر

کہ دستت عسس تنگ بر ہم نبست
کہ چوکیدار نے تیرا ہاتھ کس کے نہیں باندھا ہے

مکن نالہ از بے نوائی بسے
بے سامانی کی وجہ سے زیادہ رو

چو بینی زخود بے نوا تر کسے
جبکہ اپنے سے زیادہ کسی کو بے سامان دیکھ لے

حکایت

برہنہ تنے یک درم وام کرد
ایک ننگے نے ایک درہم قرض لیا

تن خویش را کسوت خام کرد
اپنے بدن کے لیے کچے چمڑے کا لباس بنوایا

بنالید کاے طالع بد لگام
رو پڑا کہ اے سرکش ستارے

بگرما بپختم دریں زیر خام
اس کچے چمڑے میں گرمی میں پک گیا

چو ناپختہ آمد ز سختی بجوش
جب وہ ناتجربہ کار سختی کی وجہ سے جوش میں آگیا

یکے گفتش از چاہ زنداں خموش
قیدی کے کنوئیں سے کسی نے اس کو کہا چپ رہ

بجای آورائے خام شکر خدائے
اے ناتجربہ کار خدا کا شکر بجا لا

کہ چوں ما نہ خام بر دست و پائے
کہ ہماری طرح ہاتھ پاؤں پر کچا چمڑا نہیں ہے

حکایت

یکے کرد بر پارسائے گذر
ایک شخص ایک پارسا کے پاس سے گذرا

بصورت جہود آمدش در نظر
وہ اس کو بظاہر یہودی نظر آیا

قفائے فرو کوفت بر گردنش
اس نے اس کی گدھی پر ایک طمانچہ مارا

بہ بخشید درویش پیراہنش
پارسا نے اس کو اپنا لباس بخشدیا

۱ اس زمانہ میں غربا رکھال پہن لیتے تھے۔

۲ قیدیوں کو اندھے کنوئیں میں ڈال دیا جاتا تھا۔

۳ یعنی اس شخص نے اس پارسا کو یہودی سمجھ کر طمانچے مار دیئے تو پارسا نے فوراً اس کو اپنا لباس اتار کر بخش دیا۔

۱۰

خجل گفت کانچہ از من آمد خطاست | بہ بخشائے بر من چہ جائے عطاست
وہ شرمندہ ہو کر بولا مجھ سے جو کچھ ہوا وہ غلطی تھی | مجھے معاف کر دے بخشش کا کیا موقع ہے

بشکرانہ گفتا بہ شر نایستم | کہ آنم کہ پنداشتی نیستم
اس نے کہا شکرانہ میں، میں شر پر آمادہ نہیں ہوں | جو کچھ تو نے مجھے سمجھا میں ایسا نہیں ہوں

نکو سیرت بے تکلف بروں | بہ از نیک نامِ خراب اندروں
نیک باطن بظاہر سادہ۔ | اس نیک نام سے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہو

بنزدیکِ من شب رو راہ زن | بہ از فاسق پارسا پیرہن
میرے نزدیک چور ڈاکو | اس بدکار سے بہتر ہے جو پارسا کے لباس میں ہو

حکایت

زرہ باز پس ماندہ میگریست | کہ مسکین تر از من بریں دشت کیست
ایک شخص راستے سے تھکا ہوا رو رہا تھا | کہ اس جنگل میں مجھ سے زیادہ مسکین کون ہوگا

خرے بارکش گفتش اے بے تمیز | زجورِ فلک چند نالی تو نیز
اس سے لدھو گدھے نے کہا اے بے تمیز | تو بھی آسمان کے ظلم سے کتنا روئے گا۔

برو شکر کن چوں بخر بر نہ | کہ آخر بزیرِ کساں خر نہ
جا شکر ادا کر اگرچہ تو گدھے پر سوار نہیں ہے | لیکن انسانوں کے نیچے گدھا تو نہیں ہے

حکایت

فقیہے برافتادہ مستے گذشت | بمستورئے خویش مغرور گشت
ایک فقیہ ایک بیہوش پڑے ہوئے پر سے گذرا | اپنی پارسائی پر مغرور ہو گیا

زنخوت بدو التفاتے نکرد | جواں سر برآورد کاے پیرِ مرد
تکبر سے اس کی طرف دھیان نہ کیا | جوان نے سر ابھارا کہ اے بوڑھے

برو شکر کن چوں بنعمت دری | کہ محرومی آید ز مستکبری
جا، شکر کر جبکہ تو نعمت میں ہے | اس لیے کہ تکبر کرنے سے محرومی آتی ہے

یکے را کہ در بند بینی مخند | مبادا کہ ناگہ درافتی بہ بند
اگر تو کسی کو قید میں دیکھے تو نہ ہنس | ایسا نہ ہو کہ تو قید میں پڑ جائے

نہ آخر در امکانِ تقدیر ہست | کہ فردا چو من باشی افتادہ مست
کیا آخر تقدیر کے امکان میں یہ نہیں ہے | کہ کل کو میری طرح تو بھی مست پڑا ہو

ترا آسماں خط بہ مسجد نبشت | مزن طعنہ بر دیگرے در کنشت
آسمان نے تیرا حصہ مسجد میں لکھ دیا ہے | دوسرا جو کنشت میں ہے اس پر طعنہ زنی نہ کر!

بہ بند اے مسلماں بشکرانہ دست | کہ زنار مغ بر میانت نہ بست
اے مسلمان شکرانہ میں ہاتھ جوڑ | کہ آتش پرست کا جنیو تیری کمر پر نہیں باندھا

۱ میں اس شکرانہ میں لباس دے رہا ہوں کہ تو نے مجھے یہودی سمجھا خدا کا شکر ہے کہ میں مسلمان ہوں۔
۲ نعمتِ الٰہی کا کفر زوال کا سبب ہے
۳ اس مست نے فقیہ سے کہا۔

نه خود میرود هر که جویان اوست
جو اس کا متلاشی ہے وہ خود نہیں جاتا
بعنفش کشان می برد لطف دوست
دوست کی مہربانی اس کو سختی سے کھینچ کر لے جاتی ہے

نگه تا قضا از کجا سیر کرد
غور کر قضا کہاں سے چلی ہے
که کوری بود تکیه بر غیر کرد
کیونکہ غیر پر بھروسہ کرنا اندھا پن ہوگا

گفتار اندر نظر صاحبدلاں در حق نه در اسباب

کہنات اس بیان میں کہ صاحبدلوں کی نظر اللہ کی طرف ہوتی ہے، نہ کہ اسباب کی طرف

سرشتست باری شفا در نبات
نباتات میں خدا نے شفا ملادی ہے
اگر شخص را مانده باشد حیات
اگر انسان کی زندگی باقی ہو

عسل خوش کند زندگاں را مزاج
شہد، زندوں کا مزاج ٹھیک کر دیتا ہے
ولے دردِ مُردن ندارد علاج
لیکن موت کے درد کا کوئی علاج نہیں ہے

رمق مانده را که جاں از بدن
آخری سانس والے کی جب بدن سے جان
برآمد چه سود انگبیں در دہن
نکل گئی تو شہد منہ میں ڈالنے سے کیا فائدہ

یکے گرز پولاد بر مغز خورد
ایک شخص نے فولاد کا گرز سر پر کھایا
کسے گفت صندل بمالش بدرد
کسی نے کہا اس کے درد پر صندل مل دو

ز پیش خطر تا توانی گریز
جب تک ہو سکے خطرے کے سامنے سے گریز کر
ولیکن مکن با قضا پنجه تیز
لیکن قضا کے ساتھ پنجہ تیز نہ کر

دروں تا بود قابل شرب و اکل
جب تک باطن پینے اور کھانے کے قابل ہے
بداں تازه رو ہست و پاکیزه شکل
اسی سے چہرہ تازہ اور صورت پاکیزہ ہے

خراب آنگه ایں خانه گردد تمام
یہ گھر اسی وقت پورا تباہ ہوتا ہے
که باہم نسازند طبع و طعام
جب کھانا اور مزاج باہمی موافقت نہ کریں

مزاجت تر و خشک و گرم است و سرد
تیرا مزاج تر اور خشک اور گرم اور سرد ہے
مرکب ازیں چار طبع است مرد
ان چار طبیعتوں سے انسان مرکب ہے

یکے زیں چو بر دیگرے یافت دست
جب ان میں سے ایک نے دوسرے پر غلبہ پایا
ترازوئے عدل طبیعت شکست
مزاج کے عدل کی ترازو ٹوٹ گئی۔

اگر باد سرد نفس نگذرد
اگر سانس کی ٹھنڈی ہوا نہیں گزرتی ہے
تف سینه جاں در خروش آورد
سینہ کی گرمی جان میں جوش پیدا کر دیتی ہے

وگر دیگ معده نجوشد طعام
اور اگر معدے کی دیگ کھانے کو جوش دیدے
تن نازنیں را شود کار خام
نازوں والے جسم کا کام کچا ہو جائے

درایناں نه بندد دل اہل شناخت
اہل شناخت نے اسی وجہ سے ان سے دل وابستہ نہیں کیا
که پیوسته باہم نخواہند ساخت
کیونکہ وہ ہمیشہ آپس میں موافق نہیں رہ سکیں گی

توانائے تن مداں از خورش
جسم کی طاقت خوراک سے نہ سمجھ
که لطف حقت مید ہد پرورش
اس لیے کہ اللہ کی مہربانی تیری پرورش کرتی ہے

۱ طالب حق بتقدیر الٰہی طلب حق میں لگتا ہے۔
۲ تقدیر کا معاملہ من جانب اللہ ہے اسباب پر اعتماد وہی کر سکتا ہے جو اس حقیقت کو نہیں سمجھتا ہے
۳ حالانکہ صندل اس درد سر کے لیے مفید ہے جو بخار کی گرمی سے پیدا ہو
۴ مطلب یہ ہے غلط تدبیر بھی اور تدبیر مخالف تقدیر بھی کام نہیں کرتی ہے
۵ سانس لینے میں انسان باہر کی ٹھنڈی ہوا اندر لے جاتا ہے جو موجب تسکین ہے
۶ یعنی معدے کی حرارت سے قے ہو جائے۔
۷ یعنی چاروں خلطوں سے۔

بحقش کہ گر دیدہ بر تیغ و کارد
اس خدا کے حق کی قسم کہ اگر آنکھیں تلوار اور چھری پر

نہی حقِ شکرش نخواہی گذارد
رکھدے اس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکے گا

چو روئے بخدمت نہی بر زمیں
جب چہرہ زمین پر خدمت میں رکھے

خدا را ثنا گوی و خود را مبیں
خدا کی تعریف کر اپنے آپ کو نہ دیکھ

گدائیست تسبیح و ذکر و حضور
تسبیح اور ذکر اور حاضری بھکاری پن ہے

گدا را نباید کہ باشد غرور
بھکاری کے لیے غرور مناسب نہیں ہے

گرفتم کہ خود خدمتے کردہ
میں نے مانا کہ تو نے کوئی بڑی خدمت کی ہے

نہ پیوستہ اقطاعِ او خوردہ
کیا تو نے ہمیشہ اس کی جاگیر نہیں کھائی ہے

گفتار در سابقۂ حکمِ ازل و توفیقِ خیر

عبادت ازل کے قدیم حکم اور توفیق خیر کے بیان میں

نخست او ارادت بدل در نہاد
اس نے پہلے دل میں ارادہ پیدا کیا

پس ایں بندہ بر آستاں سر نہاد
تب اس بندہ نے آستانہ پر سر دھرا

گر از حق نہ توفیقِ خیرے رسد
اگر اللہ کی جانب سے خیر کی توفیق نہ پہنچے

کے از بندہ خیرے بغیرے رسد
بندہ سے دوسرے تک بھلائی کب پہنچے

زباں را چہ بینی کہ اقرار داد
زبان کو کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اقرار کیا

بہ بیں تا زباں را کہ گفتار داد
یہ دیکھ زبان میں گویائی کس نے دی

درِ معرفت دیدۂ آدمیست
آدمی کی آنکھ پہچان کا دروازہ ہے

کہ بکشادہ بر آسمان و زمیست
جو آسمان اور زمین پر کھلا ہے

کیت فہم بودے نشیب و فراز
نیچ اور اونچ کی تجھے کیا سمجھ ہوتی

گر ایں در نکردے بروئے تو باز
اگر وہ تیرے چہرہ پر یہ دروازہ نہ کھولتا

سر آورد و دست از عدم در وجود
سر اور ہاتھ کو عدم سے وجود میں لایا

دریں جود بنہاد و در وے سجود
اس میں سخاوت رکھی اور اس میں سجدہ

وگرنہ کے از دست جود آمدے
ورنہ ہاتھ سے سخاوت کب ہو سکتی

محالست کز سر سجود آمدے
ناممکن تھا کہ سر سے سجدہ ادا ہوتا

بحکمت زباں داد و گوش آفرید
دانائی سے زبان دی اور کان پیدا کیا

کہ باشند صندوقِ دل را کلید
تاکہ وہ دل کے صندوق کی چابی بنیں

اگر نہ زباں قصہ بر داشتے
اگر زبان قصہ نہ اٹھاتی

کس از سرِ دل کے خبر داشتے
کوئی دل کے راز سے کب خبردار ہوتا

وگر نیستے سعیِ جاسوسِ گوش
اور اگر کان کے جاسوس کی کوشش نہ ہوتی

خبر کے رسیدے بسلطانِ ہوش
ہوش کے بادشاہ کے پاس خبر کب پہنچتی

مرا لفظِ شیریں خوانندہ داد
مجھے سیکھے پڑھے جانے والے لفظ دیے

ترا سمعِ دراک دانندہ داد
تجھے جاننے والے نے ادراک کرنیوالی سننے کی طاقت دی

۱؎ عبادت گذار کے لیے خود بینی مناسب نہیں ہے۔
۲؎ انسان کی عبادت تو اللہ کی نعمتوں کا بدل ہے لہذا اللہ پر کوئی احسان نہیں ہے۔
۳؎ سر اور ہاتھ کی نیکیاں توفیق خداوندی سے ہیں۔
۴؎ دل بادشاہ ہے اور کان اس کا خبر رساں جاسوس۔

مدام ایں دو چوں حاجباں بر در اند — ز سلطاں بسلطاں خبر می برند

یہ دونوں ڈیوڑھی بانوں کی طرح ہمیشہ دروازے پر ہیں — بادشاہ کی بادشاہ کے پاس خبر لے جاتے ہیں

چہ اندیشی از خود کہ فعلم نکوست — ازاں در نگہ کن کہ توفیق اوست

اپنے بارے میں کیا سوچتا ہے کہ میرا کام اچھا ہے — اس طور پر اس کو دیکھ کہ اس کی جانب سے مقدر ہے

برد بوستاں باں بایوان شاہ — بہ تحفہ ثمر ہم ز بستان شاہ

باغباں شاہی محل میں لے جاتا ہے — تحفہ، پھل بھی بادشاہ کے باغ کے ہیں

حکایت سفر ہندوستان و ضلالت بت پرستاں

ہندوستان کے سفر اور بت پرستوں کی گمراہی کا قصہ

بتے دیدم از عاج در سومنات — مرصع چو در جاہلیت منات

میں نے سومنات میں ہاتھی دانت کا ایک بت دیکھا — جو ایسا جڑاؤ تھا جیسے جاہلیت میں منات

چناں صورتش بستہ تمثال گر — کہ صورت نہ بندد ازاں خوب تر

مصور نے اس کی ایسی صورت بنائی تھی — جس سے زیادہ خوبصورت صورت نہ بن سکے

ز ہر ناحیت کاروانہا رواں — بدیدار آں صورت بے رواں

ہر گوشہ سے قافلے رواں — اس بے جان صورت کو دیکھنے کے لیے

طمع کردہ رایان چین و چگل — چو سعدی وفا زاں بت سنگدل

چین اور چگل کے رائے صاحبان لالچ میں تھے — سعدی کی طرح اس سنگ دل بت کی وفا کے

زباں آوراں رفتہ از ہر مکاں — تضرع کناں پیش آں بے زباں

بڑے زبان آور ہر جگہ سے چل کر — اس بے زبان کے آگے گڑگڑاتے تھے

فرو ماندم از کشف آں ماجرا — کہ حیے جمادے پرستد چرا

اس ماجرے کے کھولنے سے میں عاجز آ گیا — کہ جاندار بے جان کو کیوں پوجتا ہے

مغے را کہ با من سروکار بود — نکو گوی و ہم حجرہ و یار بود

ایک پجاری سے جس کا مجھ سے تعلق تھا — بھلی بات کہنے والا اور حجرہ کا شریک اور یار تھا

بنرمی بپرسیدم اے برہمن — عجب دارم از کار ایں بقعہ من

میں نے نرمی سے ایک سے پوچھا اے برہمن — اس سرزمین کے کارناموں سے مجھے تعجب ہے

کہ مدہوش ایں ناتواں پیکر اند — مقید بچاہ ضلال اندر اند

کہ اس کے بے طاقت جسم پر فریفتہ ہیں — گمراہی کے کنوئیں میں قیدی بنے ہیں

نہ نیروے دستش نہ رفتار پائے — ورش بفگنی بر نخیزد ز جائے

نہ اس کے ہاتھ میں طاقت نہ پاؤں میں رفتار — اور اگر تو اس کو گرا دے وہ جگہ سے اٹھ نہ سکے

نہ بینی کہ چشمانش از کہرباست — وفا جستن از تنگ چشماں خطاست

تو نے نہیں دیکھا اس کی آنکھیں کہربائی ہیں — تنگ چشموں سے وفا ڈھونڈنا غلطی ہے

بریں گفتم آں دوست دشمن گرفت — چو آتش شد از خشم و در من گرفت

میری اس گفتگو پر اس دوست نے دشمن سمجھا — غصہ سے آگ کی طرح ہو گیا اور مجھ میں لگ گیا

۱۰

۱؎ کانوں کے ذریعہ ایک دل کی بات دوسرے دل تک پہنچتی ہے۔

۲؎ نیک کام جو خدا کی خدمت میں پیش کر رہے ہو یہ بھی خدا کی توفیق سے ہیں گویا کہ تم بادشاہ کی خدمت میں تحفہ بادشاہ ہی کے باغ کے پھلوں سے پیش کر رہے ہو۔

۳؎ سومنات جونا گڑھ کے علاقہ میں ایک بت خانہ تھا جو محمود غزنوی کے حملوں میں تباہ ہو گیا تھا اب ہند سرکار نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی ہے۔ منات عرب کا مشہور بت تھا

۴؎ یعنی اس بے جان بت کے کیوں عاشق ہیں

۵؎ تنگ چشم یعنی جو نہ دیکھ سکے معشوق کو تنگ چشم اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ تکبر کی وجہ سے نگاہ بھر کر کسی کو نہیں دیکھتا۔

مُغاں را خبر کرد و پیرانِ دیر
پجاریوں اور بت خانہ کے پرانے برہمنوں کو خبر کر دی

چو آں راہِ کج پیشِ شاں راست بود
چونکہ ٹیڑھا راستہ ان کے نزدیک سیدھا تھا

کہ مرد ارچہ دانا و صاحبدل است
کیونکہ انسان اگرچہ عقلمند اور صاحبدل ہے

فرو ماندم از چارہ ہمچوں غریق
ڈوبنے والے کی طرح میں بھی تدبیر سے عاجز ہو گیا

چو بینی کہ جاہل بکیں اندر ست
جب تو یہ دیکھے کہ جاہل کینہ میں مبتلا ہے

مہیں برہمن را ستودم بلند
بڑے برہمن کی میں نے بہت تعریف کی

مرا نیز با نقشِ ایں بت خوش است
مجھے بھی اس بت کے نقش کے ساتھ خوش اعتقادی ہے

بدیع آیدم صورتش در نظر
میری نگاہ میں اس کی صورت نادر معلوم ہوتی ہے

کہ سالوکِ ایں منزلم عنقریب
اس لیے کہ میں ابھی ابھی اس رستہ کا سالک بنا ہوں

تو دانی کہ فرزینِ ایں رقعۂ
تو تو سمجھتا ہے کیونکہ اس بساط کا فرزین ہے

عبادت بتقلید گمراہی است
کہ دیکھا دیکھی کی عبادت گمراہی ہے

چہ معنی است در صورتِ ایں صنم
اس بت کی صورت میں کیا حقیقت ہے

برہمن ز شادی برافروخت روے
برہمن کا خوشی سے چہرہ چمک اٹھا

سوالت صواب است و فعلت جمیل
تیرا سوال ٹھیک ہے اور تیرا کام عمدہ ہے

جز ایں بت کہ ہر صبح ازینجا کہ ہست
اس بت کے علاوہ اس لیے کہ ہر صبح جہاں وہ ہو وہاں سے

وگر خواہی امشب ہم ایں جا بباش
اگر تو چاہتا ہے آج رات تو بھی اس جگہ ٹھہر جا

ندیدم دراں انجمن روئے خیر
میں نے اس انجمن میں بھلائی کا منہ نہ دیکھا

رہِ راست در چشمِ شاں کج نمود
ان کی آنکھوں میں سیدھا راستہ ٹیڑھا نظر آیا

بنزدیکِ بے دانشاں جاہل است
بے عقلوں کے نزدیک جاہل ہے

بروں از مدارا ندیدم طریق
میں نے خاطر تواضع کے علاوہ کوئی راستہ نہ دیکھا

سلامت بتسلیم و لیں اندر ست
سلامتی، مان لینے اور نرمی میں ہے

کہ اے پیرِ تفسیرِ استا و زند
کہ اے استا اور ژند کی تفسیر کے پیر

کہ شکلے خوش و صورتے دلکش است
اس لیے کہ عمدہ شکل اور دلکش صورت ہے

ولیکن ز معنی ندارم خبر
لیکن مجھے حقیقت کا پتہ نہیں ہے

بد از نیک نادر شناسد غریب
مسافر بد اور نیک میں کم تمیز کرتا ہے

نصیحت گرِ شاہِ ایں بقعۂ
اس سرزمین کے بادشاہ کا مخلص ہے

خنک رہروے را کہ آگاہی است
ٹھنڈک اسی مسافر کو ہے جو باخبر ہے

کہ اول پرستندگانش منم
تاکہ میں سب سے پہلے عبادت گزاروں میں ہوں

پسندید و گفت اے پسندیدہ گوے
اس نے بات پسند کی اور کہا اے اچھا بولنے والے

بمنزل رسد ہر کہ جوید دلیل
جو شخص دلیل کا متلاشی ہوتا ہے وہ مقصد تک پہنچ جاتا ہے

برآرد بہ یزدانِ داداردست
منصف خدا کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے

کہ فردا شود سرِ ایں بر تو فاش
کیونکہ کل کو تیرے اوپر یہ راز کھل جائے گا

بسے چوں تو گردیدم اندر سفر
تیری طرح میں بھی سفر میں بہت گھوما ہوں۔

بتاں دیدم از خویشتن بے خبر
بتوں کو اپنے آپ سے بے خبر دیکھا ہے۔

۱ میں ان پجاریوں میں ایسا گھرا کہ عجز و خوشامد کے سوا راہ نجات نہ دیکھی۔
۲ یعنی اس کی بات مان لے اور نرم پڑ جا۔
۳ ژند مشہور کتاب ہے جو زردشت کی طرف منسوب ہے استا اس کی شرح ہے
۴ چونکہ میں حال ہی میں اس کا معتقد بنا ہوں اس لیے پوری حقیقت سے ناواقف ہوں۔
۵ بت بادشاہ ہے اور تو اس کا مخلص وزیر ہے۔
۶ تو نے ان بتوں کو بے جان سمجھا ہے تو بے شک اور بت ایسے ہی ہیں لیکن یہ بت ایسا نہیں ہے

۲۰

شب آنجا بودم بفرمانِ پیر
پیر کے حکم پر میں رات کو وہاں رہا

شبے ہمچو روزِ قیامت دراز
وہ رات قیامت کے دن کی طرح لمبی تھی

کشیشانِ ہرگز نیازردہ آب
وہ برہمن جنھوں نے پانی کو کبھی تکلیف نہ دی تھی

مگر کردہ بودم گناہے عظیم
شاید میں نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا

ہمہ شب دریں قیدِ غم مبتلا
تمام رات اسی غم کی قید میں پھنسا رہا

کہ ناگہ دہل زن فرو کوفت کوس
کہ اچانک نقارچی نے نقارہ پیٹ دیا

خطیبِ سیہ پوشِ شب بے خلاف
رات کے سیاہ پوش خطیب نے بلا کسی اختلاف کے

فتاد آتش صبح در سوختہ
سوختے میں صبح کی آگ لگ گئی

تو گفتی کہ در خطۂ زنگ بار
تو یہ کہے گا کہ زنجبار کے خطہ میں

مغان تبہ رای ناشستہ روئے
بے عقل پجاری بغیر منہ دھوئے

کس از مرد در شہر و برزن نماند
انسانوں میں سے کوئی شخص شہر اور کوچہ میں نہ رہا

من از غصہ رنجور و از خواب مست
میں غصہ سے رنجیدہ اور نیند سے متوالا

بیک بار ازینہا بر آمد خروش
ایک بارگی ان سے شور پیدا ہوا

چو بتخانہ خالی شد از انجمن
جب مجمع سے بت خانہ خالی ہوگیا

کہ دانم ترا پیش مشکل نماند
کہ میں سمجھتا ہوں اب تیرے سامنے مشکل نہیں رہی

چو دیدم کہ جہل اندرو محکم است
جب میں نے دیکھا کہ اس میں نادانی پکی ہے

چو بیژن بچاہ بلا در اسیر
جیسا بیژن مصیبت کے کنوئیں میں ہو قیدی

مغاں گرد من بے وضو در نماز
پجاری میرے چاروں طرف بلا وضو پوجا میں

بغلہا چو مردار در آفتاب
ان کی بغلیں ایسی تھیں جیسے دھوپ میں مردہ

کہ بردم دراں شب عذابِ الیم
جو میں نے اس رات کو بڑا عذاب اٹھایا

یکم دست بر دل یکے بر دعا
ایک ہاتھ دل پر تھا ایک دعا میں

بخواند از فضائے برہمن خروس
مرغ نے برہمن کی موت کا اعلان کر دیا

بر آورد شمشیر روز از غلاف
دن کی تلوار میان سے سونت لی

بیک دم جہانے شد افروختہ
ایک دم سے پوری دنیا روشن ہوگئی

ز یک گوشہ ناگہ در آمد تتار
اچانک تتاری ایک گوشہ سے گھس آئے ہیں

بدیر آمدند از در و دشت و کوئے
دروازے اور جنگل اور کوچہ سے بتخانہ میں آگئے

دراں بتکدہ جائے دم زدن نماند
اس بت خانہ میں سوئی دھرنے کی جگہ نہ رہی

کہ ناگہ تمثال برداشت دست
کہ اچانک بت نے ہاتھ اٹھائے

تو گفتی کہ دریا در آمد بجوش
تو یہ کہے گا کہ دریا میں جوش آگیا

برہمن نگہ کرد خنداں بمن
برہمن نے ہنستے ہوئے مجھے دیکھا

حقیقت عیاں گشت و باطل نماند
حقیقت کھل گئی ہے اور باطل ختم ہوگیا

خیالِ محال اندرو مدغم است
ایک ناممکن خیال اس میں گھسا ہوا ہے

؀ بیژن رستم کا بھانجا ہے جو افراسیاب کی بیٹی منیزہ پر عاشق تھا افراسیاب نے دھوکے سے بیژن کو گرفتار کر کے کنوئیں میں قید کر دیا تھا۔

؀ مرغ کی اذان کو برہمن کی موت کا پیغام قرار دیا ہے۔

؀ قاعدہ تھا کہ عباسی دور میں فاتح سیاہ کپڑے پہنکر اور ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر خطبہ دیتا تھا۔

؀ جلے ہوئے کپڑے سے آگ سلگاتے تھے

؀ رات کی تاریکی کو خطہ زنجبار اور دن کی روشنی کو لشکر تتار قرار دیا ہے۔

؀ یعنی اب تو اس بت کو بے جان نہ سمجھے گا۔

نیارستم از حق دگر ہیچ گفت
میں پھر کوئی صحیح بات نہ کہہ سکا ۔

چو بینی زبردست را زیر دست
جب تو اپنے آپ کو زبردست کے مقابلہ میں زیر دست دیکھے

زمانے بسالوس گریاں شدم
تھوڑی دیر کے لیے میں مکاری سے رونے لگا

بگریہ دلِ کافراں کرد میل
رونے سے کافروں کا دل جھکا

دویدند خدمت کناں سوئے من
خدمت کے لیے میری طرف دوڑ پڑے

شدم عذر گویاں بر شخصِ عاج
میں ہاتھی دانت کے جسم کے سامنے عذر خواہ ہوا

بتک را یکے بوسہ دادم بدست
میں نے ایسے بت کی دست بوسی کی

بتقلید کافر شدم روز چند
دیکھا دیکھی میں بھی چند دن کے لیے کافر بن گیا

چو دیدم کہ در دیر گشتم امیں
میں نے جب دیکھا کہ میں بتخانہ میں اعتبار والا بن گیا ہوں

درِ دیر محکم بہ بستم شبے
ایک رات میں نے مضبوطی سے بت خانہ کا دروازہ بند کیا

نگہ کردم از زیرِ تخت و زبر
میں نے تخت کے نیچے اور اوپر نظر ڈالی

پسِ پردہ مطرانے آذر پرست
پردے کے پیچھے ایک آتش پرست پنڈا

بفورم دراں حال معلوم شد
مجھے فوراً ہی حال معلوم ہو گیا

کہ ناچار چوں در کشد ریسماں
کہ لامحالہ جب وہ رسی کھینچتا ہے

برہمن شد از روئے من شرمسار
برہمن مجھے دیکھ کر شرمندہ ہو گیا

بتاز ید و من در پیش تاختم
وہ بھاگا اور میں اس کے پیچھے دوڑا

کہ حق ز اہلِ باطل بباید نہفت
کیونکہ صحیح بات اہلِ باطل سے چھپانی چاہیے ۔

نہ مردی بود پنجۂ خود شکست
اپنا پنجہ توڑنا بہادری نہیں ہے

کہ من زانچہ گفتم پشیماں شدم
کہ میں اس بات سے شرمندہ ہوں جو میں نے کہی تھی

عجب نیست سنگ ار بگردد بسیل
اگر پتھر بہاؤ سے گھوم جائے تو تعجب کی بات نہیں ہے

بعزت گرفتند بازوئے من
عزت سے میرا بازو تھاما

بکرسی زر کوفت بر تخت ساج
جو سونے کے پتروں جڑی کرسی اور ساگ کے تخت پر تھا

کہ لعنت برو باد و بر بت پرست
کہ اس پر اور اس کے پجاری پر خدا کی پھٹکار رہے

برہمن شدم در مقالاتِ زند
زند کے منتروں میں برہمن بن گیا

نگنجیدم از خرمی در زمیں
میں خوشی سے زمین میں نہ سمایا

دویدم چپ و راست چوں عقربے
بچھو کی طرح دائیں اور بائیں دوڑا

یکے پردہ دیدم مکلل بزر
میں نے زردوزی کا ایک پردہ دیکھا

مجاور سرِ ریسمانے بدست
رسی کا سرا ہاتھ میں لیے بیٹھا ہے

چو داؤد کآہن برو موم شد
جیسا کہ حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہا موم ہو گیا

برآرد صنم دست فریاد خواں
بت دعا کا ہاتھ اٹھا دیتا ہے

کہ شنعت بود بخیہ بر روئے کار
کیونکہ عیب کھل جانا بد نامی ہے

نگونش بچاہے در انداختم
میں نے اس کو ایک کنوئیں میں اوندھا گرا دیا

۱؎ جب صحیح بات کے قبول کرنے کا امکان نہ ہو تو صحیح بات کہکر حق کو ذلیل نہ کرنا چاہیے ۔

۲؎ ان کا پتھر جیسا دل میرے رونے کے سیل سے گھوم گیا ۔

۳؎ تاکہ بت کے ہاتھ اٹھانے کا راز کھلے ۔

۴؎ وہ مشکل میرے لیے اسی طرح حل ہو گئی جیسا کہ حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہا موم جاتا تھا

که دانستم ار زنده آں برہمن
اس لیے کہ میں سمجھتا تھا کہ اگر وہ برہمن زندہ

پسندد که از من برآید دمار
وہ چاہے گا کہ مجھے ہلاک کر دے

چو از کارِ مفسد خبر یافتی
جب تجھے مفسد کے کارنامے کا پتہ لگ جائے

که گر زنده اَش مانی آں بے ہنر
اس لیے کہ اگر تو اس بے ہنر کو زندہ چھوڑے گا

وگر سر بخدمت نہد بر درت
اگر وہ تیری چوکھٹ پر بھی خدمتگزاری کا سر رکھے گا

فریبنده را پائے در پے منه
فریبی کا پیچھا نہ کر

تمامش بکشتم بسنگ آں خبیث
اس خبیث کو میں نے پتھر سے پورا مار ڈالا

چو دیدم که غوغائے انگیختم
جب میں نے دیکھا کہ میں نے شور برپا کر دیا ہے[1]

چو اندر نیستانش آتش زدی
جب تو نے اس کے کچھار میں آگ لگا دی

حذر کن ز درّندگانِ سترگ[2]
انسان کو ڈسنے والے سانپ کا بچہ نہ پال

چو زنبور خانه بیاشوفتی
جب تو نے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا ہو

بجا یک تر از خود میندازتیر
اپنے سے زیادہ ہوشیار سے تیراندازی نہ کر

در اوراق سعدی چنیں پند نیست
سعدی کی کتاب میں اس جیسی نصیحت نہیں ہے

بهند آمدم بعد ازاں رستخیز
اس قیامت کے بعد میں ہندوستان میں آگیا

ازاں جمله تلخی که بر من گذشت
اس تمام کڑواہٹ سے جو مجھ پر گذری تھی

در اقبالِ تائید بوبکرِ سعد
ایسے ابوبکر سعد کے اقبال کی تائید میں

بماند کند سعی در خونِ من
بچ گیا تو میرے قتل کی کوشش کرے گا

مبادا که رازش کنم آشکار
نہ ہو کہ میں اس کا راز ظاہر کر سکوں

زدستش بر آور چو در یافتی
جب تو قابو پا جائے تو اس کو ختم کر دے

نخواهد ترا زندگانی دگر
تو پھر وہ تیری زندگی نہ چاہے گا

اگر دست یابد ببرد سرت
اگر وہ قابو پا جائے گا تیرا سر کاٹ دیگا

چو رفتی و دیدی امانش مده
اگر تو نے کیا ہو اور دیکھ لیا ہے تو اس کو امن نہ دے

که از مرده دیگر نیاید حدیث
اس لیے کہ مرا ہوا پھر بات نہیں کہہ سکتا ہے

رها کردم آں بوم و بگریختم
میں نے اس جگہ کو چھوڑ دیا اور بھاگ گیا

ز شیراں بپرهیز اگر بخردی
اگر تو عقلمند ہے تو شیروں سے بچاؤ کر

چو کشتی دراں خانه دیگر میارئے
اگر تو نے مار دیا ہے تو اس گھر میں پھر نہ ٹھہر

گریز از محلّت که گرم اوفتی
اپنی جگہ سے بھاگ جا ورنہ جلد گرنز ے گا

چو افتاد دامن بدنداں بگیر
اگر موقع پڑ ہی جائے تو دامن دانتوں سے پکڑ لے[3]

که چوں پائے دیوار کندی مایست
کہ جب تو دیوار کی جڑ کھود دے تو کھڑا نہ رہ[4]

وزانجا براهِ یمن تا حجیز
اور وہاں سے یمن کے راستہ سے حجاز میں

دهانم جز امروز شیریں نگشت
آج کے علاوہ میرا منہ میٹھا نہ ہوا

که مادر نزاید چنو قبل و بعد
کہ کسی ماں نے پہلے اور بعد اس جیسا نہ جنا

[1] یعنی اس برہمن کو مار کر۔
[2] ورنہ وہ کچھار سے نکل کر تجھے پھاڑ ڈالیں گے۔
[3] یعنی تیر چلا کر بھاگ نکل۔
[4] ورنہ وہ تیرے اوپر ہی گرے گی۔
[5] یعنی گجرات سے بھاگ کر ہندوستان پہنچا۔ ہندوستان سے مراد دہلی یا لاہور وغیرہ ہے۔

زجورِ فلک داد خواہ آمدم
آسمان کے ظلم سے فریادی بن کر آیا ہوں

دعا گوی ایں دولتم بندہ وار
میں غلامانہ انداز پر اس دولت کا دعا گو ہوں

کہ مرہم نہادم نہ در خورد خویش
میرے لیے اپنے مناسب اس نے مرہم نہیں رکھا

کے ایں شکر نعمت بجا آورم
اس نعمت کا میں کیسے شکر ادا کر سکتا ہوں

فرج یافتم بعد ازاں بندہا
اس کے بعد میں نے مصیبتوں سے نجات پالی

یکے آنکہ ہر گہ کہ دست نیاز
ایک تو یہ کہ میں جب بھی دعا کے لیے ہاتھ

بیاد آید آں لعبت چینیم
مجھے وہ چینی کی گڑیا یاد آجاتی ہے

بدانم کہ دستے کہ برداشتم
میں یقین کرتا ہوں کہ جو ہاتھ میں نے اٹھایا ہے

نہ صاحبدلاں دست بر میکشند
صاحبدل خود اپنا ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں۔

در خیر باز است و طاعت و لیک
اطاعت اور بھلائی کا دروازہ کھلا ہے لیکن

ہمیں ست مانع کہ در بارگاہ
روک ایک یہ ہے کہ دربار میں

کلید قدر نیست در دست کس
تقدیر کی کنجی کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے

پس اے مرد پوئندہ بر راہِ راست
تو اے سیدھے راستے پر دوڑنے والے انسان

چو در غیب نیکو نہادت سرشت
چونکہ غیب میں تیری فطرت نیک بنائی ہے

ز زنبور کرد ایں حلاوت پدید
شہد کی مکھی سے اسی ذات نے شیرینی پیدا فرمائی ہے

چو خواہد کہ ملک تو ویراں کند
جب وہ چاہے کہ تیرا ملک ویران کر دے

دریں سایہ گسترپناہ آمدم
سایہ ڈالنے والے کی پناہ میں آیا ہوں

خدایا تو ایں سایہ پایندہ دار
اے خدا تو اس سایہ کو ہمیشہ رکھ

کہ در خورد انعام و اکرام خویش
بلکہ اپنے انعام اور اکرام کے مطابق

و گر پائے گردد بخدمت سرم
خواہ خدمت میں میرا سر پیر بن جائے

ہنوزم بگوش است ازاں پندہا
لیکن ابتک اس قصہ سے حاصل شدہ نصیحتیں کان میں گونج رہی ہیں

برآرم بدرگاہِ دانائے راز
اٹھاتا ہوں رازوں کے جاننے والے کی درگاہ میں

کند خاک در چشم خود بینیم
میری خود بینی کی آنکھ میں دھول جھونکتی ہے

بہ نیروئے خود بر نیفراشتم
میں نے اپنی طاقت سے بلند نہیں کیا ہے

کہ سر رشتہ از غیب در می کشند
بلکہ (قضا و قدر) غیب سے رسی کا سرا کھینچتے ہیں

نہ ہر کس تواناست بر فعلِ نیک
ہر شخص نیک کام پر قادر نہیں ہے

نشاید شدن جز بفرمانِ شاہ
شاہی حکم کے بدون نہیں جایا جا سکتا ہے

توانائے مطلق خدا ایست و بس
مطلق توانا صرف خدا ہے

ترا نیست منت خداوند راست
تیرا کوئی احسان نہیں ہے خدا کا احسان ہے

نیاید ز خوئے تو کردار زشت
تیری عادت سے کوئی برا کام نہیں ہوتا ہے

ہماں کس کہ در مار زہر آفرید
جس نے سانپ میں زہر پیدا فرما دیا ہے

نخست از تو خلقے پریشاں کند
سب سے پہلے تجھ سے مخلوق کو پریشان کر دے

۱؎ یعنی اس کی بخشش اپنی شایانِ شان ہے
۲؎ یعنی سر کے بل کھڑا ہو جاؤں
۳؎ یعنی سومنات کا بت
۴؎ میں سمجھتا ہوں کہ میں ابھی دست قدرت میں ہوں اور خود بت کی طرح عاجز ہوں۔
۵؎ یعنی تقدیر خداوندی
۶؎ یعنی جب خدا کسی ملک کو تباہ کرنا چاہتا ہے وہاں کے حاکم کو مخلوق آزار بنا دیتا ہے۔

وگر باشدش بر تو بخشایشی
اور اگر اس کی تجھ پر عنایت ہو

رساند بخلق از تو آسایشی
تو مخلوق کو تجھ سے آرام پہنچائے

تکبر مکن بر رہِ راستی
سیدھا راستہ چلنے پر غرور نہ کر

کہ دستت گرفتند و برخاستی
کیونکہ انھوں نے تیری دستگیری کی ہے اور تو اٹھا ہے

سخن سودمند است اگر بشنوی
اگر تو سنے گا تو بات مفید ہے

بمرداں رسی گر طریقت روی
اگر طریقت پر چلے گا تو مردانِ خدا تک پہنچ جائیگا

مقامے بیابی گرت رہ دہند
اگر وہ تجھے راستہ دیدیں گے تو تو ایسے مقام پر پہنچ جائیگا

کہ بر خوانِ عزت سماطت نہند
عزت کے خوان پر تیرا دسترخوان بچھا دیں گے

ولیکن نباید کہ تنہا خوری
لیکن تیرے لیے تنہا خوری مناسب ہوگی

ز درویشِ درماندہ یاد آوری
عاجز فقیر کو بھی یاد رکھنا

فرستی مگر رحمتے در پیم
شاید تو میرے پیچھے رحمت کی دعا کر دے

کہ بر کردۂ خویش واثق نیم
کیونکہ مجھے اپنے کیے پر تو بھروسہ نہیں ہے

باب ۹ نہم در توبہ
نواں باب توبہ کے بیان میں

بیا اے کہ عمرت بہفتاد رفت
اے کہ تیری عمر ستر کی گذر گئی ہے آجا

مگر خفتہ بودی کہ برباد رفت
شاید تو سویا ہوا تھا کہ وہ برباد ہوگئی

ہمہ برگِ بودن ہمی ساختی
تو رہنے کے تمام سامان کرتا رہا

بتدبیرِ رفتن نپرداختی
جانے کی تدبیر میں نہ لگا

قیامت کہ بازارِ مینو نہند
قیامت میں جب جنت کا بازار لگائیں گے

منازل باعمالِ نیکو دہند
تو نیک کاموں کے اعتبار سے مرتبے دیں گے

بضاعت بچند انکہ آری بری
جس قدر پونجی لائے گا سودا خرید کرلے جائیگا

وگر مفلسی شرمساری بری
اور اگر تو نادار ہے شرمندگی اٹھائے گا

کہ بازار چند انکہ آگندہ تر
اس لیے کہ بازار جس قدر بھرا ہوتا ہے

تہیدست را دل پراگندہ تر
خالی ہاتھ والے کا اسی قدر دل پریشان ہوتا ہے

ز پنجہ درم پنج اگر کم شود
پچاس درم میں سے اگر پانچ کا گھاٹا ہوتا ہے

دلت ریش سرپنجۂ غم شود
تو تیرے زخمی دل پر رنج غالب ہوتا ہے

چو پنجاہ سالت بروں شد ز دست
جب تیرے پچاس سال ہاتھ سے جاتے رہے

غنیمت شمر پنج روزیکہ ہست
ان پانچ روز کو غنیمت جان جو باقی ہیں

اگر مردہ مسکیں زباں داشتے
اگر مسکین مردہ زبان رکھتا

بفریاد و زاری فغاں داشتے
تو فریاد و زاری سے چیختا

کہ اے زندہ چوں ہست امکانِ گفت
کہ اے زندہ جب تک تیرے بولنے کا امکان ہے

لب از ذکر چوں مردہ برہم مخفت
ہونٹ کو مردے کی طرح بند کر کے ذکرِ خدا سے نہ سو

۱ یعنی قضا و قدر نے۔
۲ طریقت پر چل کر انسان مرد کامل بنتا ہے۔
۳ یعنی شیخ سعدی
۴ دنیا میں پھنسا رہا آخرت کی تیاری نہ کی۔
۵ انسان کے سرمایہ میں سے اگر پچاس میں سے پانچ بھی گھٹ جاتے ہیں تو انسان رنجیدہ ہوتا ہے
۶ تیری عمر کے پچاس سال تو کم ہوگئے اب پانچ باقی ہیں ان کی ہی قدر کرلے۔

چو ما را بغفلت بشد روزگار
جبکہ ہمارا زمانہ غفلت میں گزر گیا

تو بارے دمے چند فرصت شمار
تو اب چند سانس غنیمت جان لے

حکایت پیر مرد و تحسّر بر روزگار جوانی

بوڑھے انسان کا قصہ اور جوانی کے زمانہ پر اس کی حسرت

شبے در جوانی و طیب نعم
ایک رات جوانی اور نعمتوں کی خوشی میں

جوانان نشستیم چندے بہم
ہم چند نوجوان مل کر بیٹھے

چو بلبل سرایان چو گل تازہ روئے
بلبل کی طرح چہچہاتے ہوئے، پھول کی طرح تازہ چہرے والے

ز شوخی در افگندہ غلغل بکوئے
شوخی سے کوچہ میں شور مچاتے ہوئے

جہاں دیدہ پیرے ز ما بر کنار
ایک جہاں دیدہ بوڑھا ہم سے علیحدہ

ز دور فلک لیل مویش نہار
زمانہ کی گردش سے جس کے بالوں کی رات دن ہو چکی تھی

چو فندق زبان از سخن بستہ بود
عناب کی طرح بات کرنے سے زبان کو بند کیے ہوئے تھا

نہ چوں ما لب از خندہ چوں پستہ بود
ہماری طرح ہونٹ پستہ کی طرح مسکرانیوالا تھا

جوانے فرا رفت کاے پیر مرد
ایک جوان اس کے سامنے پہنچا کہ اے بوڑھے

چہ در کنج حسرت نشینی بدرد
حسرت کے گوشہ میں درد سے کیوں بیٹھا ہے

یکے سر بر آر از گریبانِ غم
غم کے گریبان سے ذرا سر اٹھا

بآرام دل با جوانان بچم
دل کی راحت کے ساتھ جوانوں کے ساتھ چہل قدمی کر

بر آورد سر سالخورد از نہفت
بوڑھے نے گریبان سے سر اٹھایا

جوابش نگر تا چہ پیرانہ گفت
اس کے جواب پر غور کر، کیا بزرگانہ دیا

چو بادِ صبا بر گلستان وزد
جب باغ میں بادِ صبا چلے

چمیدن درختِ جوان را سزد
جوان درختوں کو جھومنا پھبتا ہے

چمد تا جوانست و سر سبز خوید
جو جب تک جوان اور سر سبز ہے لہلہاتا ہے

شکستہ شود چوں بزردی رسید
جب زرد ہوا ٹوٹ جاتا ہے

بہاراں کہ باد آورد بید مشک
جب موسم بہار میں ہوا بید مشک کی خوشبو پیدا کر دیتی ہے

بریزد درختِ جواں برگ خشک
تو نوجوان درخت پرانے پتے جھاڑ دیتا ہے

نزیبد مرا با جوانان چمید
جوانوں کے ساتھ ٹہلنا مجھے زیب نہیں دیتا

کہ بر عارضم صبح پیری دمید
اس لیے کہ میرے رخسار پر بڑھاپے کی صبح نمودار ہو گئی ہے

بقید اندرم جرّہ بازے کہ بود
میری قید میں جو قوی باز تھا

دما دم سر رشتہ خواہد درود
وہ پے در پے دھاگا کاٹنا چاہتا ہے

شمار است نوبت بریں خوان نشست
اس دسترخوان پر بیٹھنے کی تمہاری باری ہے

کہ ما از تنعم نشستیم دست
اس لیے کہ ہم تو نعمتوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں

چو بر سر نشست از بزرگی غبار
جب بزرگی کا غبار سر پر جم جائے

دگر چشم عیش جوانی مدار
پھر جوانی کے عیش کی امید نہ رکھ

بالوں کی سیاہی کو رات اور سفیدی کو دن سے تعبیر کیا ہے

عناب کا منہ بند ہوتا ہے پستہ کے منہ پر ایک لکیر ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کو مسکراتا ہوا تصور کیا جاتا ہے



جو کی کھیتی کا سبزہ مشہور ہے وہ جبھی تک لہلہاتی ہے جب تک سبز ہے

قوی باز سے مراد روح ہے

۵ یعنی روح پرواز کرنا چاہتی ہے

مرا برف باریده بر پرِ زاغ
میرے کوّے کے پروں پر برف گر چکی ہے

نشاید چو بلبل تماشائے باغ
اب بلبل کی طرح باغ کی سیر مناسب نہیں ہے

کند جلوہ طاؤس صاحب جمال
خوبصورت مور جلوہ دکھاتا ہے

چہ میخواہی از بازِ برکندہ بال
مجھے بالوں والے باز سے تو کیا چاہتا ہے

مرا غلہ تنگ اندر آمد درو
میری کھیتی کٹ کر بورے میں آچکی

شما را کنوں میدمد سبزہ نو
تمہارا اپنا سبزہ اب اگ رہا ہے

گلستان ما را طراوت گذشت
ہمارے باغ کی شادابی ختم ہو چکی ہے

کہ گلدستہ بندد چو پژمردہ گشت
جب پژمردہ ہو جاتا ہے کون گلدستہ بناتا ہے

مرا تکیہ جانِ پدر بر عصاست
اے جان پدر ہماری ٹیک لاٹھی ہے

دگر تکیہ بر زندگانی خطاست
اب زندگانی پر بھروسہ کرنا غلطی ہے

مسلم جواں راست بر پائے جست
اچھل کود جوانوں کے لیے ٹھیک ہے

کہ پیراں برند استعانت بدست
اس لیے کہ بوڑھے تو ہاتھ کا سہارا چاہتے ہیں

گل سرخ رویم نگر زر ناب
میرے چہرے کے گلاب کو دیکھو خالص سونا بن گیا

فرو رفت چوں زرد شد آفتاب
جب سورج پیلا پڑا ڈوبا

ہوس پختن از کودک نا تمام
نابالغ بچہ کی ہوس پرستی

چناں زشت نبود کہ از پیر خام
اتنی بری نہیں ہے جس قدر خامکار بوڑھے کی

مرا می بباید چو طفلاں گریست
مجھے بچوں کی طرح رونا چاہیے

ز شرم گناہاں نہ طفلانہ زیست
گناہوں کی شرم سے نہ کہ بچوں کی طرح جینا

نکو گفت لقمان کہ نا زیستن
لقمان نے بہت اچھا کہا تھا کہ مرجانا

بہ از سالہا بر خطا زیستن
سالوں غلطی پر جینے سے بہتر ہے

ہم از بامداداں درِ کلبہ بست
اصبح ہی سے دوکان کا دروازہ بند کرلینا

بہ از سود و سرمایہ دادن ز دست
ہاتھ سے نفع اور پونجی دیدینے سے بہتر ہے

جواں تا رساند سیاہی بنور
جوان جب تک سیاہی کو سفیدی تک پہنچاتا ہے

برد پیرِ مسکیں سیاہی بگور
بے چارا بوڑھا سیاہی کو قبر میں لے جاتا ہے

حکایت

کہن سالے آمد بنزد طبیب
ایک طبیب کے پاس ایک ایسا بوڑھا آیا

ز نالیدنش تا بمردن قریب
جو رونے بیٹھنے کی وجہ سے اپنی موت سے زیادہ قریب تھا

کہ دستم برگ بر نہ اے نیک رائے
کہ اے نیک رائے میری نبض پہ ہاتھ رکھ

کہ پایم ہمی بر نیاید ز جائے
کہ میرا ایک پیر دوسرے پر سے نہیں اٹھتا ہے

بداں ماند ایں قامت خفتہ ام
میرا سویا ہوا قد اس کی مانند ہے

کہ گوئی بگل در فرو رفتہ ام
کہ گویا میں مٹی میں دھنسا ہوا ہوں

۱ کوے سے مراد سیاہ بال ہیں اور برف سے مراد بڑھاپے کی سفیدی ہے۔
۲ تازہ پھول کا گلدستہ بنایا جاتا ہے جب پھول مرجھا جاتے ہیں تو بیکار ہو جاتے ہیں۔
۳ جب انسان لاٹھی کے سہارے چلنے لگے زندگی کی امید چھوڑ دے مثلاً بوڑھا دوسرے کے ہاتھوں کا سہارا چاہتا ہے۔
۵ رخسار جو گلاب جیسے تھے سونے کی طرح زرد ہو گئے ہیں
۶ جوان جب تک بوڑھا ہوتا ہے بڈھا اپنے سیاہ کا نامہ کے ساتھ قبر میں چلا جاتا ہے۔

بدو گفت دست از جہاں بر گسل
اس نے اس سے کہا دنیا سے ہاتھ اٹھالے

کہ پایت قیامت بر آید ز گل
اس لیے کہ تیرا پیر قیامت ہی میں مٹی سے نکلے گا

اگر در جوانی زدی دست و پائے
اگر تونے جوانی میں ہاتھ پیر مارے ہیں

در ایام پیری بہش باش و رائے
تو بڑھاپے میں ہوش اور تدبیر سے رہ

چو دوران عمر از چہل بر گذشت
جب تیری عمر کا زمانہ چالیس سے گذر گیا ہے

مزن دست و پا کآبت از سر گذشت
تو اب ہاتھ پیر نہ مار کیونکہ تیرے سر سے پانی گذر گیا ہے

نشاط آنگہ از من رمیدن گرفت
خوش طبعی نے اس وقت سے مجھ سے بھاگنا شروع کر لیا

کہ شامم سپیدہ دمیدن گرفت
جب سے کہ میری شام نے سفیدہ اگانا شروع کر دیا

بباید ہوس کردن از سر بدر
ہوس کرنے کو سر سے نکال دینا چاہیے

کہ دورِ ہوس بازی آمد بسر
اس لیے کہ ہوس بازی کا زمانہ ختم ہو چکا

بسبزی کجا تازہ گردد دلم
میرا دل سبزی سے کب تازہ ہو سکتا ہے[1]

کہ سبزی بخواہد دمید از گلم
اس لیے کہ اب تو میری مٹی سے سبزہ اُگے گا

تفرج کناں در ہوا و ہوس
ہوا و ہوس میں تفریح کرتے ہوئے

گذشتیم بر خاکِ بسیار کس
ہم بہت سے انسانوں کی خاک پر گذرے

کسانیکہ دیگر بغیب اندر اند
دوسرے لوگ جو اللہ کے علم میں ہیں

بیایند و بر خاکِ ما بگذرند
وہ آئیں گے اور ہماری مٹی پر سے گذریں گے

دریغا کہ فصل جوانی برفت
ہائے افسوس، جوانی کا زمانہ گذر گیا

بلہو و لعب زندگانی برفت
زندگی کھیل کود میں ختم ہو گئی

دریغا چناں روح پرور زماں
اس روح پرور زمانہ پر افسوس ہے جو

کہ بگذشت بر ما چو برق یماں
ہم پر سے یمنی بجلی کی طرح گذر گیا

ز سودائے آں پوشم و ایں خورم
وہ پہنوں اور یہ کھاؤں کے خیال میں

نپرداختم تا غمِ دیں خورم
دین کی فکر کرنے میں مشغول نہ ہوا

دریغا کہ مشغول باطل شدیم
ہائے افسوس ہم باطل میں مشغول ہو گئے

ز حق دور ماندیم و غافل شدیم
حق سے دور رہ گئے اور غافل ہو گئے

چہ خوش گفت با کودک آموزگار
استاد نے بچے سے کیا اچھی بات کہی

کہ کارے نکردیم و شد روزگار
کہ ہم نے کچھ نہ کیا اور زمانہ گذر گیا

گفتار اندر غنیمت شمردن قوتِ جوانی پیش از ضعفِ پیری

عبادت قوت جوانی کو بڑھاپے کے ضعف سے پہلے غنیمت سمجھ لینے کے بیان میں

جوانا رہِ طاعت امروز گیر
اے جوان بندگی کا راستہ آج اختیار کر لے

کہ فردا جوانی نیاید ز پیر
اس لیے کہ کل بوڑھے سے جوانی نہیں ہو سکتی

فراغ دلت ہست و نیروئے تن
تجھے دل کی بے فکری اور بدن کی طاقت حاصل ہے[2]

چو میداں فراخست گوئے بزن
جب میدان کھلا ہے گیند پھینک[3]

[1] اب جبکہ خود میری قبر پر سبزہ اگنے کا وقت آگیا ہے سبزہ سے مجھے کیا تفریح ہوگی۔
[2] اللہ کو جوانی کی عبادت کی قدر ہے۔
[3] یعنی اب عبادت کرنے کی طاقت ہے لہذا عبادت کر لے۔

من این روز را قدر نشناختم
میں نے اس وقت کی قدر نہ پہچانی
بدانستم اکنوں کہ در باختم
اب میں سمجھا جب میں ہار گیا

قضا روزگارے ز من در ربود
قضا ایسا زمانہ مجھ سے اچک لے گئی
کہ ہر روزے از وے شب قدر بود
کہ جس کا ہر دن شب قدر تھا

چہ کوشش کند پیر خر زیر بار
بوجھ کے نیچے بوڑھا گدھا کیا کوشش کرے
تو میرو کہ بر باد پائے سوار
تو چلا[۱] چل کہ تیز رو گھوڑے پر سوار ہے

شکستہ قدح گر بہ بندند چیست
ٹوٹے ہوئے پیالے کو اگر مضبوط باندھ دیں
نیا ورد خواہد بہائے درست
وہ[۲] نئے کی قیمت نہیں دے سکتا

کنوں کوفتادت بغفلت ز دست
اب جبکہ وہ غفلت سے تیرے ہاتھ سے گر گیا ہے
طریقے ندارد بجز باز بست
اور کوئی تدبیر نہیں ہے کس دینے کے علاوہ

کہ گفتت بجیحوں در انداز تن
تجھ سے کس نے کہا تھا کہ جیحون میں کود پڑ
چو افتاد ہم دست و پائے بزن
جب کودا ہے تو ہاتھ اور پیر مار

بغفلت بدادی ز دست آب پاک
پاک[۳] پانی تو تو نے غفلت سے کھو دیا
چہ چارہ کنوں جز تیمم بخاک
اب سوائے مٹی سے تیمم کرنیکے اور کیا تدبیر ہے

چو از چابکاں در دویدن گرو
جب تو تیز چلنے والوں سے دوڑنے میں سبقت
نبردی ہم افتان و خیزاں برو
نہ لے گیا تو گرتا پڑتا ہی چلا چل

گر آں بادپایاں برفتند تیز
اگر وہ تیز رو تیز چلے گئے
تو بے دست و پائے از نشستن بخیز
تو بے ہاتھ اور پیر والا بیٹھے رہنے سے اٹھ کھڑا ہو

حکایت در معنی ادراک پیش از فوت

حکایت، فوت ہونے سے پہلے حاصل کر لینے کے بیان میں

شبے خوابم اندر بیابان فید
ایک رات فید کے جنگل میں نیند نے میرے
فرو بست پائے دویدن بقید
چلنے کے پیر قید میں باندھ دیے

شتربانے آمد بہول و ستیز
ایک شتربان غصہ اور رعب کے ساتھ آیا
زمام شتر بر سرم زد کہ خیز
اونٹ کی مہار میرے سر پہ ماری کہ اٹھ

مگر دل نہادی بمردن ز پس
شاید پیچھے رہ کر تیرا مرنے کو جی چاہ رہا ہے
کہ بر می نخیزی ببانگ جرس
کہ گھنٹے کی آواز سے تو نہیں اٹھتا

مرا ہمچو تو خواب خوش در سرست
تیری طرح میرے سر میں بھی میٹھی نیند ہے
ولیکن بیاباں بہ پیش اندرست
لیکن صحرا سامنے ہے

تو کز خواب نوشیں ببانگ رحیل
تو جو کوچ کی آواز سے میٹھی نیند سے
نخیزی دگر کے رسی در سبیل
بیدار نہیں ہوتا ہے راستہ پر کب پہنچے گا

فرو کوفت طبل شتر ساروان
شتربان نے نقارہ پیٹ دیا
بمنزل رسید اول کاروان
شروع کا قافلہ منزل پر پہنچ گیا ہے

[۱] یعنی جوانی میں عمل کرے۔
[۲] بڑھاپے میں جوانی کی سی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی ہے
[۳] جوانی ختم ہو گئی ہے تو بڑھاپے میں کام کرے۔

خنک ہوشیارانِ فرخندہ بخت
وہ ہوشیار مبارک نصیبہ والے ٹھنڈے دل ہیں

برہ خفتگاں تا برآرند سر
راستہ میں سوئے ہوئے جب تک سر اٹھائیں گے

سبق بُرد رہرو کہ برخاست زود
وہ مسافر بازی لے گیا جو جلدی اٹھ بیٹھا

چو شیبت درآمد بروئے شباب
جب تیری جوانی کے چہرے پر بڑھاپا آ گیا تو

من آں روز برکندم از عمر امید
میں نے اس دن زندگی سے امید ختم کر دی

دریغا کہ بگذشت عمرِ عزیز
ہائے افسوس کہ پیاری عمر گذر گئی

گذشت آنچہ در ناصوابی گذشت
جو بھی گذرا خرابی میں گزرا

کنوں وقتِ تخم است اگر پروری
اگر تو پالنا چاہتا ہے اب بھی تخم ریزی کا وقت ہے

بشہرِ قیامت مرو تنگ دست
تنگ دست ہو کر قیامت کے شہر میں نہ جا

گرت چشمِ عقلست تدبیر گور
اگر تیری عقل کی آنکھ ہے تو قبر کی تدبیر

بمایہ تواں اے پسر سود کرد
اے صاحبزادے سرمایہ سے نفع کمایا جا سکتا ہے

کنوں کوش کآب از کمر در گذشت
اب کوشش کر لے کہ پانی کمر سے بڑھ گیا

کنونت کہ چشمست اشکے ببار
اب جبکہ تیری آنکھیں ہیں کچھ آنسو بہائے

نہ پیوستہ باشد رواں در بدن
روح بدن میں ہمیشہ نہ ہو گی

ز دانندگاں بشنو امروز قول
جاننے والوں سے آج بات سن لے

غنیمت شمار ایں گرامی نفس
اس قابل قدر سانس کو غنیمت شمار کر

کہ پیش از دہل زن بسازند رخت
جو ڈھول پیٹنے والے سے پہلے سامان باندھ لیں

نہ بینند رہ رفتگاں را اثر
وہ راستہ چلنے والوں کا نشان بھی نہ دیکھیں گے

پس از نقل بیدار بودن چہ سود
روانگی کے بعد بیدار ہونے سے کیا فائدہ

شبت روز شد دیدہ برکن ز خواب
تیری رات، دن ہو چکی نیند سے آنکھ کھول دے

کہ افتادم اندر سیاہی سپید
جب میری سیاہی میں سفیدی آ گئی

نخواہد گذشت ایں دمِ چند نیز
یہ چند سانس بھی گذر جائیں گے

وزیں نیز دم در نیابی گذشت
اگر ان سانسوں کو بھی نہ سنبھالا تو یہ بھی گئے

گر امید داری کہ خرمن بری
اگر امید رکھتا ہے کہ کھلیان اٹھائے

کہ وجہے ندارد بحسرت نشست
اس لیے کہ حسرت سے بیٹھے رہنا کوئی وجہ نہیں رکھتا ہے

کنوں با کن کہ چشمت نخورد است مور
اب کر لے، کیونکہ تیری آنکھیں چیونٹیوں نے نہیں کھائی ہیں

چہ سود افتد آں را کہ سرمایہ خورد
اسے کیا نفع ہو سکتا ہے جو کہ سرمایہ کھا لے

نہ وقتے کہ سیلاب از سر گذشت
نہ اس وقت جب سیلاب سر پر سے گذر گیا

زباں در دہاں است عذرے بیار
منہ میں زبان ہے کچھ عذر بیان کر دے

نہ ہموارہ گردد زباں در دہن
منہ میں زبان ہمیشہ نہ پھرے گی۔

کہ فردا بگردد بترسد ز ہول
اس لیے کہ کل وہ بند ہو جائیگی اور خوف سے ڈرے گی

کہ بے مرغ قیمت ندارد قفس
کیونکہ بے پرند کا پنجرا کوئی قیمت نہیں رکھتا ہے

ملا کوچ کا نقارہ بجنے سے قبل سفر کی تیاری کر لیں
ملا بڑھاپا آ جانے پر جوانی کی غفلت سے بیدار ہو جانا چاہیے۔
ملا آخرت کے لیے اب بھی عمل کر لے ورنہ خالی ہاتھ جائیگا



ملا مرنے کے بعد چیونٹیاں آنکھیں بھی کھا جائیں گی
ملا بروقت کوشش مفید ہوتی ہے ورنہ رائگاں جاتی ہے
ملا جب بدن میں جان ہے قابل قدر ہے ورنہ بے پرند کا پنجرا ہے۔

مکن عمر ضائع بافسوس و حیف
حسرت اور افسوس کے ساتھ عمر ضائع نہ کر
کہ فرصت عزیز است والوقت سیف
اس لیے کہ فرصت کمیاب ہے اور وقت ایک تلوار ہے

حکایت

قضا زندہ را رگ جاں بُرید
قضا نے ایک زندہ کی شہ رگ کاٹ دی
چنیں گفت بینندۂ تیز ہوش
ایک عقلمند دیکھنے والے نے یہ کہا
ز دستِ شما مُردہ بر خویشتن
تمہارے ہاتھوں سے مردہ اپنا
کہ چندیں ز تیمار و دردم مپیچ
کہ[1] میرے غم اور درد میں اس قدر بل نہ کھا
فراموش کردی مگر مرگِ خویش
شاید تو اپنی موت کو بھول گیا
مبصّر چو بر مُردہ ریزد گلش
جانکار جب مردے پر اس کی مٹی ڈالتا ہے
ز ہجرانِ طفلے کہ در خاک رفت
اس بچہ کے فراق میں جو مٹی میں چلا گیا
تو پاک آمدی بر حذر باش و پاک
تو پاک آیا احتیاط اور خطرہ سے رہ
کنوں باید ایں مرغ را پائے بست
اس پرند کا اب پیر باندھ دینا چاہیئے
نشستی بجائے دگر کس بسے
تو[3] دوسرے کی جگہ بہت بیٹھا
اگر پہلوانی و گر تیغ زن
خواہ تو پہلوان ہے خواہ تلوار باز
خرِ وحش اگر بگسلاند کمند
گورخر اگر پھانسا پھسلا دے
ترا نیز چنداں بود دستِ زور
تجھ میں بھی طاقت اسی وقت تک ہے
منہ دل بریں سالخوردہ مکاں
اس[5] پرانے مکان سے دل نہ لگا

دگر کس بمرگش گریباں درید
دوسرے نے اس کی موت پر گریبان چاک کیا
چو فریاد و زاری رسیدش بگوش
جب آہ و زاری اس کے کان میں پڑی
گرش دست بودے دریدے کفن
کفن[1] پھاڑ ڈالتا اگر اسے قدرت ہوتی
کہ روزے دو پیش اند تو کردم بسیج
اس لیے کہ میں نے تجھ سے دو ایک روز ہی پہلے سفر کا ارادہ کیا
کہ مرگ منت ناتواں کرد و ریش
کہ میرے مرنے نے تجھے کمزور اور زخمی کر دیا
نہ بر وے کہ بر خود بسوزد دلش
اس[2] پر نہیں بلکہ اپنے اوپر اس کا دل جلتا ہے
چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت
کیا روتا ہے وہ تو پاک آیا پاک چلا گیا
کہ ننگ است ناپاک رفتن بخاک
اس لیے کہ مٹی میں ناپاک ہو کر جانا بڑے شرم کی بات ہے
نہ وقتے کہ سر رشتہ برودت ز دست
نہ کہ اس وقت جب تیرے ہاتھ سے رسی چھڑا لے جائے
نشیند بجائے تو دیگر کسے
اب تیری جگہ کوئی دوسرا بیٹھے گا
نخواہی بدر بُردن اِلّا کفن
سوائے کفن کے کچھ نہ لے جا سکے گا[4]
چو در ریگ ماند شود پائے بند
جب ریتے میں دھنس جائے پابند ہو جائے
کہ پایت نرفت است در ریگِ گور
جب تک تیرا پیر قبر کے ریت میں نہیں گیا
کہ گنبد نپاید برو گردگاں
اس لیے کہ گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھہرتا ہے

[1] یعنی مردہ کفن پھاڑ کر یہ کہتا۔
[2] چونکہ اس کو اپنی موت یاد آتی ہے
[3] تم نے مرنے والوں کی جگہ سنبھالی تھی تمہارے بعد دوسرے اس جگہ کو لے لیں گے۔
[4] دنیا سے کوئی بھی کفن کے علاوہ کچھ نہیں لے جاتا ہے
[5] دنیا گول ہے اس پر کوئی نہیں ٹکے گا۔

چو دے رفت فردا نیامد بدست
جبکہ کل گزشتہ چلی گئی تو کل آئندہ ہاتھ میں آنے والی نہیں ہے
حساب از ہمیں یک نفس کن کہ ہست
اسی ایک سانس کا حساب کرے جو موجود ہے

حکایت

فرو رفت جمِ را یکے نازنین
جمشید کا ایک نازوں کا پالا مر گیا
کفن کرد چوں کرمش ابریشمیں
ریشم کے کیڑے کی طرح اس کا کفن ریشمین بنایا

بدخمہ در آمد پس از چند روز
چند روز بعد قبر کے گنبد کے پاس آیا
کہ بروے بگرید بزاری و سوز
تاکہ اس پر زاری اور سوز سے روئے

چو پوسیدہ دیدش حریریں کفن
جب اس کا ریشمین کفن بوسیدہ دیکھا
بفکرت چنیں گفت با خویشتن
فکر میں اپنے آپ سے یہ کہا

من از کرم برکندہ بودم بزور
میں نے ریشم کے کیڑے سے جبراً چھینا تھا
بکندند از و باز کرمانِ گور
قبر کے کیڑوں نے اس سے دوبارہ چھین لیا

دو بیتم جگر کرد روزے کباب
ایک دن دو شعروں نے میرا جگر کباب بنا دیا
کہ می گفت گوئندہ با رُباب
جو پڑھنے والا رباب پر پڑھ رہا تھا

دریغا کہ بے ما بسے روزگار
ہائے افسوس ہمارے بغیر عرصے تک
برُوید گل و بشگفد لالہ زار
پھول اگیں گے اور لالہ زار کھلے گا

بسے تیر و دے ماہ و اردی بہشت
بہت سے تیر اور دے اور اردی بہشت
بر آید کہ ما خاک باشیم و خشت
گزریں گے کہ ہم مٹی اور اینٹ ہوں گے

۱۔ ریشم کا کیڑا اپنے کوییے میں ہی مر کر رہ جاتا ہے تو گویا اس کا کفن ریشمین ہوتا ہے
۲۔ تیر، دے ماہ، اردی بہشت فارسی مہینوں کے نام ہیں۔

حکایت

یکے پارسا سیرتِ حق پرست
ایک حق پرست، پارسا سیرت
فتادش یکے خشتِ زرّیں بدست
کے ہاتھ سونے کی ایک اینٹ لگ گئی

سرِ ہوشمندش چناں خیرہ کرد
اس کے ہوشمند سر کو ایسا دیوانہ کر دیا
کہ سودا دلِ روشنش تیرہ کرد
کہ جنون نے اس کے روشن دل کو تاریک کر دیا

ہمہ شب در اندیشہ کیں گنج و مال
تمام رات اسی خیال میں رہا کہ خزانہ اور مال
درو تا زیم رہ نیابد زوال
جب تک میں زندہ ہوں اس پر زوال نہ آئے گا

دگر قامتِ عجزم از بہر خواست
اب مجھے درخواست کے لیے اپنے عاجزی کے قد کو
نباید برِ کس دوتا کرد راست
کسی کے سامنے سیدھا ٹیڑھا کرنا چاہیے

سرائے کنم پایۂ پستش رخام
ایسی حویلی بناؤں کہ جس کی بنیادیں سنگ مرمر کی
درختانِ سقفش ہمہ عودِ خام
اس کی چھت کی کڑیاں سب خالص عود کی ہوں گی

یکے حجرہ خاص از پئے دوستاں
دوستوں کے لیے ایک مخصوص کمرہ
درِ حجرہ اندر سرا بوستاں
جس کا دروازہ پائیں باغ میں ہو گا

بفرسودم از رقعه بر رقعه دوخت
١ پیوند پر پیوند لگانے سے میں گھس گیا

تف دیگراں چشم و مغزم بسوخت
دوسروں کے مطبخ کی گرمی نے میری آنکھیں اور بھیجا جلا دیا ہے

دگر زیر دستاں پزندم خورش
اب ماتحت میرا کھانا پکائیں گے

براحت دہم روح را پرورش
میں آرام سے روح کی پرورش کروں گا

بسختی بکشت ایں نمد بسترم
اس بستر کے کمبل نے سختی کی وجہ سے مجھے مار ڈالا

روم زیں سپس عبقری گسترم
اب اس کے بعد میں قیمتی کپڑا بچھاؤں گا

خیالش خرف کرد و کالیوہ رنگ
٢ خیال نے اس کو مبہوت اور دیوانہ وار بنا دیا

بمغزش فرو برد خرچنگ چنگ
کیکڑے نے اس کے دماغ میں پنجے گھسا دیے

فراغ مناجات و رازش نماند
اللہ سے ہمکلامی اور راز کی اس کو فرصت نہ رہی

خور و خواب و ذکر و نمازش نماند
اس کے لیے کھانا اور سونا اور ذکر اور نماز نہ رہا

بصحرا برآمد سر از عشوہ مست
٣ فریب سے مست ہو کر جنگل کو نکل گیا

کہ جائے نبودش قرار و نشست
اس لیے کہ اب اس کا ٹھکانا اور بیٹھنا ایک جگہ نہ رہا تھا

یکے بر سر گور گل می سرشت
ایک شخص ایک قبر پر مٹی گوندھ رہا تھا

کہ حاصل کنند زاں گل گور خشت
تاکہ اس قبر کی مٹی سے اینٹ بنائے

باندیشہ در خود فرو رفت پیر
بوڑھا فکر میں ڈوب گیا

کہ اے نفس کوتہ نظر پند گیر
کہ اے کوتاہ نظر نفس نصیحت حاصل کر

چہ بندی دریں خشت زریں دلت
اس سونے کی اینٹ میں کیا دل لگاتا ہے

کہ یک روز خشتے کنند از گلت
جبکہ ایک روز تیری مٹی سے بھی اینٹ بنائیں گے

طمع را نہ چنداں دہانست باز
لالچ کا منہ ایسا کھلا ہوا نہیں ہے

کہ بازش نشیند بیک لقمہ آز
کہ اس کی حرص ایک لقمہ میں فرو ہو جائے

بدار اے فرومایہ زیں خشت دست
اے کمینے! اس اینٹ سے دست کش ہو جا

کہ جیحوں نشاید بیک خشت بست
٤ کیونکہ جیحوں کو ایک اینٹ سے نہیں روکا جا سکتا

تو غافل در اندیشہ سود و مال
نفع اور مال کی فکر میں تو اس سے غافل ہے

کہ سرمایہ عمر شد پائمال
کہ زندگی کا سرمایہ پائمال ہو گیا ہے

بریں خاک چنداں صبا بگذرد
اس خاک پر اس قدر بادِ صبا گزرے گی

کہ ہر ذرہ از ما بجائے برد
کہ ہمارا ہر ذرہ ایک جگہ اڑا لے جائے گی

غبار ہوا چشم عقلت بدوخت
خواہش کے غبار نے تیری عقل کی آنکھیں سی دیں

سموم ہوس کشت عمرت بسوخت
ہوس کی لو نے تیری زندگی کی کھیتی جلا دی ہے

بکن سرمہ غفلت از چشم پاک
غفلت کا سرمہ آنکھ سے صاف کر دے

کہ فردا شوی سرمہ در زیر خاک
اس لیے کہ کل کو تو مٹی کے نیچے سرمہ ہو گا

١ مجھے کپڑا بھی میسر تھا دوسروں کا مطبخ دیکھ کر گھٹتا تھا۔
٢ اس تمول کے خیال نے اسے دیوانہ بنا دیا اللہ کی یاد اور خواب و خور سے بھی غافل ہو گیا
٣ اس کی گوشہ نشینی ختم ہو چکی تھی دولت کے نشہ میں چور مارا مارا پھرتا تھا۔
٤ انسان کا دریائے ہوس ایک اینٹ سے نہیں رک سکتا ہے۔

حکایت عداوت درمیان دو شخص

دو شخصوں کے درمیان عداوت کا قصہ

میان دو تن دشمنی بود و جنگ
دو شخصوں میں دشمنی اور لڑائی تھی

زدید ار ہم تا بحدے رماں
ایک دوسرے کے دیکھنے سے بھی اس قدر متنفر تھا

یکے را اجل بر سر آورد جیش
ایک کے سر پر موت لشکر دوڑا لائی

بد اندیش وے را درون شاد گشت
اس کے مخالف کا دل خوش ہوا

شبستانِ گورش در اندوده دید
اس کی قبر کے شبستان کا دروازہ لپا ہوا دیکھا

زروئے عداوت بباز وئے زور
بازو کی طاقت سے عداوت کی وجہ سے

سرِ تاجورِ دیدش اندر مغاک
اس کا تاج والا سر گڑھے میں دیکھا

وجودش گرفتارِ زندانِ گور
اس کے جسم کو قبر کے قید خانہ میں گرفتار دیکھا

ز دورِ فلک بدرِ رویش ہلال
آسمان کے چکر سے اس کے چہرے کا چاند ہلال تھا

کفِ دست و سر پنجۂ زورمند
اس کی طاقتور ہتھیلی اور انگلیوں

چنانش بر و رحمت آمد ز دل
اس کے دل میں اس پر ایسا رحم آیا

پشیماں شد از کردۂ خوئے زشت
بدعادت کے کیے سے شرمندہ ہوا

مکن شادمانی بمرگ کسے
کسی کے مرنے پر خوش نہ ہو

شنید ایں سخن عارفِ ہوشیار
ایک ہوشیار عارف نے یہ بات سنی

عجب گر تو رحمت نیاری برو
تعجب ہوگا اگر تو اس پر رحمت نازل نہ کرے

سر از کبر بر یک دگر چوں پلنگ
تکبر کی وجہ سے ایک کا سر دوسرے پر چیتے کی طرح تھا

کہ بر ہر دو تنگ آمدے آسماں
کہ دونوں پر آسمان تنگ ہو گیا تھا

سر آمد بر و روزگارانِ عیش
اس کی زندگی کا زمانہ ختم ہو گیا

بگورش پس از مدتے بر گذشت
وہ ایک زمانہ کے بعد اسکی قبر پر سے گذرا

کہ وقتے سرا ایش زر اندوده دید
جب کہ ایک وقت اس کا محل سونے سے پتا دیکھا تھا

یکے تختہ بر کندش از روئے گور
اس کی قبر پر سے ایک تختہ اکھاڑا

دو چشمِ جہاں بینش آگندہ خاک
اس کی دنیا کو دیکھنے والی دونوں آنکھیں خاک بھری دیکھیں

تنش طعمۂ کرم و تاراج مور
اس کا جسم کیڑوں کا چارہ اور چیونٹیوں کی لوٹ دیکھا

ز جورِ زماں سروِ قدش خلال
زمانہ کے ظلم سے اس کے قد کا سرو تنکا تھا

جدا کردہ ایام بندش ز بند
کے جوڑ جوڑ کو زمانہ نے علیحدہ کر دیا تھا

کہ بسرشت بر خاک از گریہ گل
کہ رونے سے زمین پر مٹی کو گوندھ دی

بفرمود بر سنگِ گورش نوشت
اس کی قبر کے پتھر پر لکھنے کا حکم دیا

کہ دہرت پس از وے نماند بسے
اس لیے کہ اس کے بعد تیرا زمانہ بھی زیادہ نہ رہے گا

بنالید کاے قادرِ کردگار
تو رو پڑا کہ اے خدائے قادر

کہ بگریست دشمن بزاری برو
اس لیے کہ دشمن بھی اس پر آنسوؤں سے رو پڑا

۱ جیسا کینہ وری میں مشہور ہے۔
۲ دونوں ایک آسمان کے نیچے نہ رہنا چاہتے تھے۔
۳ یعنی اپنے مخالف کی موت پر
۴ دشمنی میں اس کی قبر کا تختہ اکھاڑا
۵ کیڑے اس کا جسم کھا رہے تھے اور چیونٹیاں چپٹی ہوئی تھیں



۶ اس کا چاند سا چہرہ مرجھا کر ہلال بن گیا تھا۔
۷ انتقامی جذبے کے ساتھ قبر اکھاڑنے پر شرمندہ ہوا اور نیچے کے اشعار قبر پر کندہ کر دینے کا حکم دیا۔

تنِ ما شود نیز روزے چناں
ہمارا جسم بھی ایک دن ایسا ہو جائے گا

کہ بروے بسوزد دلِ دشمناں
کہ اس پر دشمنوں کے دل جلیں گے

مگر در دلِ دوست رحم آیدم
شاید دوست کے دل میں مجھ پر رحم آجائے

چو بیند کہ دشمن بخشایدم
جب وہ دیکھے کہ دشمن بھی مجھے معاف کر رہا ہے

بجائے رسد کارِ سر دیر و زود
جلد یا بدیر سر کا انجام یہ ہوگا

کہ گوئی درو دیدہ ہرگز نبود
کہ تو کہے گا کہ اس میں آنکھ کبھی نہ تھی

زدم تیشہ یک روز بر تلِ خاک
میں نے ایک دن خاک کے ایک ٹیلہ پر کدال چلائی

بگوشم آمد نالۂ دردناک
میرے کان میں ایک دردناک رونا آیا

کہ زنہار اگر مردی آہستہ تر
کہ خبردار اگر تو آدمی ہے تو (کدال) آہستہ چلا

کہ چشم و بنا گوش و روست و سر
اس لیے کہ اس میں آنکھ اور کان کی لو اور چہرہ اور سر ہے

حکایت پدر و دختر
باپ اور بیٹی کا قصہ

شبے خفتہ بودم بعزمِ سفر
میں ایک رات سفر کے ارادہ سے سویا ہوا تھا

پئے کارواں نے گرفتم سحر
صبح کو میں نے ایک قافلہ کا ساتھ پکڑا

برآمد یکے سہمگیں باد و گرد
ایک خوفناک ہوا اور گرد آئی

کہ بر چشمِ مردم جہاں تیرہ کرد
جس نے انسانوں کی آنکھوں میں دنیا اندھیری کر دی

برہ بر یکے دخترِ خانہ بود
راستہ میں ایک کنواری لڑکی تھی

بمعجر غبار از پدر می زدود
جو اوڑھنی سے باپ سے غبار جھاڑ رہی تھی

پدر گفتش اے نازنین چہرِ من
باپ نے اس سے کہا اے میری نازنین چہرہ والی

کہ شوریدہ داری دل از مہرِ من
جو کہ میری محبت میں دل پریشان کرتی ہے

نچنداں نشیند دریں دیدہ گرد
کیا اس آنکھ میں اس قدر گرد نہ پڑے گی

کہ بازش بمعجر تواں پاک کرد
کہ پھر اس کو اوڑھنی سے صاف نہ کیا جا سکے گا

ترا نفسِ رعنا چو سرکش ستور
سرکش نفس، سرکش گھوڑے کی طرح تجھے

دواں می برد تا بسرِ شیب گور
دوڑائے لیے جا رہا ہے قبر کے گڑھے کی طرف

اجل ناگہت بگسلاند رکیب
موت اچانک تیری رکاب توڑ دے گی

عناں باز نتواں گرفت از نشیب
پھر تو گڑھے کی طرف سے باگ نہ روک سکے گا

موعظہ و پند
وعظ اور نصیحت

خبرداری از استخوانِ قفس
تجھے ہڈیوں کے پنجرے کی بھی خبر ہے

کہ جانِ تو مرغیست و نامش نفس
جس کا پرندہ تیری جان ہے اور اس کا نفس نام ہے

چو مرغ از قفس رفت و بگسست قید
جب پرندہ پنجرے سے نکل گیا اور پھندا ٹوٹ گیا

دگر رہ نگردد بسعیِ تو صید
پھر دوبارہ تیری کوشش سے شکار نہیں ہو سکتا

۱ اللہ اس شخص پر ضرور رحم فرمائے گا جس کو دیکھ کر دشمن بھی رحم کرے۔

۲ یعنی میں ایک قافلہ کے ساتھ سفر کا ارادہ کر کے رات کو سویا اور صبح کو سفر شروع کر دیا۔

۳ جو آندھی میں اسباب آپڑا تھا

۴ یعنی مرنے کے بعد قبر میں آنکھوں میں ایسی مٹی پڑے گی جو صاف نہ ہو سکے گی۔

۵ بدن بمنزلہ پنجرے کے ہے اور روح بمنزلہ پرندے کے ہے

۶ جب طائرِ روح اڑ جائے گا پھر پنجرے میں بند نہ ہو سکے گا۔

نگہدار فرصت کہ عالم دمیست — دمے پیش دانا بہ از عالمیست
فرصت کی دیکھ بھال رکھ اس لیے کہ جہان ایک سانس ہے — ایک سانس عقلمند کے نزدیک جہان سے اچھا ہے

ق

سکندر کہ بر عالمے حکم داشت — دراں دم کہ بگذشت و عالم گذاشت
وہ سکندر جو دنیا پر حکومت رکھتا تھا — جب وہ چلا اور اس نے دنیا کو چھوڑا

میسر نبودش کزو عالمے[1] — ستانند و مہلت دہندش دمے
اس کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ اس سے دنیا — لے لیں اور اس کو ایک سانس کی مہلت دیدیں

برفتند و ہر کس درود آنچہ کشت — نماند بجز نامِ نیکو و زشت
لوگ چلے گئے اور ہر شخص نے وہ کاٹا جو اس نے بویا — اور اچھے اور برے نام کے سوا کچھ نہیں رہتا

چرا دل بریں کارواں گہ نہیم — کہ یاراں برفتند و ما بر رہیم
اس سرائے سے ہم کیوں دل لگائیں — اس لیے کہ ساتھی تو چلے گئے اور ہم راستہ پر ہیں

پس از ما ہمیں گل دمد بوستاں — نشینند با یکدگر دوستاں
ہمارے بعد بھی باغ یہی پھول کھلائے گا — دوست ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں گے

دل اندر دلآرام دنیا مبند — کہ ننشست باکس کہ دل برنکند
دنیا[2] کے معشوق میں دل نہ پھنسا — اس لیے کہ وہ کسی ایسے کی ہم نشین نہیں ہوئی کہ جس کا دل زخمی نہ کیا

چو در خاکدان لحد خفت مرد — قیامت بیفشاند از روی گرد
جب انسان لحد کے خاکدان میں سویا — قیامت ہی چہرے سے گرد جھاڑے گی

سر از جیب غفلت بر آور کنوں — کہ فردا نماند بحسرت نگوں
غفلت کے گریبان سے اب سر نکال لے — تاکہ کل کو حسرت سے اوندھا نہ بنے

نہ چوں خواہی آمد بشیراز در[3] — سر و تن بشوئی ز گردِ سفر
کیا ایسا نہیں ہے کہ جب تو شیراز میں داخل ہوتا ہے — سفر کے گرد و غبار سے سر اور جسم دھوتا ہے

پس اے خاکسارِ گنہ عنقریب — سفر کرد خواہی بشہرِ غریب
اے گناہوں سے خاک آلودہ عنقریب — تو اجنبی شہر کا سفر کرے گا

بر آں از دو سرچشمۂ دیدہ جوئے — ور آلایشے داری از خود بشوئے
آنکھوں کے دونوں سرچشموں سے نہر بہادے — اور اگر کسی ناپاکی کا تجھے علم ہے دھو ڈال

حکایت در عالم طفولیت
بچپن کے زمانہ کا قصہ

ز عہد پدر یاد دارم ہمے — کہ باران رحمت برو ہر دمے
مجھے باپ کے زمانہ کا ایک قصہ یاد ہے — اس پر ہر دم خدا کی رحمت ہو

کہ در خردیم لوح و دفتر خرید — ز بہرم یکے خاتمِ زر خرید
کہ اس نے میرے بچپن میں تختی اور کاپی خریدی — سونے کی ایک انگوٹھی میرے لیے خریدی

بدر کرد ناگہ یکے مشتری[4] — بخرمائے از دستم انگشتری
ایک خریدار نے اچانک اتار لی — ایک چھوارے کے بدلے میرے ہاتھ سے انگوٹھی

---

[1] مرتے وقت یہ ممکن نہ تھا کہ سکندر تمام حکومت خرچ کرکے بھی ایک سانس کے بقدر زندہ رہ سکے۔

[2] دنیا بے وفا ہے اس سے دل لگانا درست نہیں ہے۔

[3] جب انسان اجنبی شہر میں داخل ہوتا ہے نہاتا دھوکر داخل ہوتا ہے عالم آخرت بھی نیا شہر ہوگا اس میں جانے کے لیے آنسوؤں سے غسل کرلینا مناسب ہے

[4] ایک شخص نے دھوکہ دے کر چھوارے کے بدلہ انگوٹھی لے لی۔

چو نشناسد انگشتری طفلِ خُرد
جب چھوٹا بچہ انگوٹھی کو نہ سمجھے

تو ہم قیمتِ عمر نشناختی
تونے بھی عمر کی قیمت نہیں سمجھی

قیامت کہ نیکاں براعلیٰ رسند
قیامت میں جب نیک لوگ اعلیٰ رتبے پر پہنچیں گے

ترا خود بماند سر از ننگ پیش
خود شرمندگی کی وجہ سے تیرا سر آگے کو جھکا ہوگا

برادر ز کارِ بداں شرم دار
اے بھائی بروں کے کام سے شرم کر

دراں روز کز فعل پرسند و قول
اس دن جب فعل اور قول کے بارے میں دریافت کرینگے

بجائے کہ دہشت خورند انبیا
اس جگہ جہاں نبی دہشت کھائیں گے

ق

زنانے کہ طاعت برغبت برند
وہ عورتیں جو رغبت سے عبادت کرتی ہیں

ترا شرم ناید ز مردیے خویش
تجھے اپنی مردانگی سے شرم نہیں آتی

زناں را بعذرے معیّن کہ ہست
عورتیں اس ایک معیّن عذر کی وجہ سے جو ان کو لاحق ہوتا ہے

تو بے عذر یکسو نشینی چو زن
تو بلا عذر کے عورت کی طرح علیحدہ ہو بیٹھا ہے

مرا خود چہ باشد زباں آوری
میری خود فصاحت کیا ہوتی

مرا خود مبیں اے عجب در میاں
اے عجب! مجھے درمیاں میں نہ دیکھ

چو از راستی بگذری خم بود
جب تو سیدھائی سے ہٹ جائیگا کج ہو جائیگا

بناز و طرب نفس پروردہ گیر
ناز اور عیش میں پلے ہوئے نفس کو

یکے بچۂ گرگ می پرورید
ایک شخص بھیڑیے کے بچہ کو پالتا تھا

بشیرینی از وے توانند بُرد
اس سے مٹھائی کے بدلے لے جا سکتے ہیں

کہ در عیشِ شیریں بر انداختی
کہ تونے میٹھے عیش میں اس کو ضائع کر دیا

ز قعرِ ثریٰ بر ثریا رسند
مٹی کی پستی سے ثریا پر پہنچیں گے

کہ گردت بر آید عملہائے خویش
جب کہ تیرے کارنامے تیرے گرد ہوں گے

کہ در روئے نیکاں شوی شرمسار
کیونکہ تو نیکوں کے سامنے شرمندہ ہوگا

اولوالعزم را تن بلرزد ز ہول
صاحب عزم کا جسم بھی خوف سے لرزے گا

تو عذرِ گنہ را چہ داری بیا
تیرے پاس گناہ کا کیا عذر ہے لا

ز مردانِ ناپارسا بگذرند
غیر متقی مردوں سے بڑھ جائیں گی

کہ باشد زناں را قبول از تو بیش
کہ عورتوں کو تجھ سے زیادہ مقبولیت حاصل ہو

ز طاعت بدارند گہ گاہ دست
کبھی کبھی عبادت سے دست کش ہو جاتی ہیں

روا اے کم از زن لافِ مردی مزن
اے عورت سے بھی گھٹیا، جا مردانگی کی ڈینگیں نہ مار

چنیں گفت شاہِ سخن عنصری
سخن کے بادشاہ عنصری نے بھی یہی کہا

ببیں تا چہ گفتند پیشینیاں
دیکھ اگلے لوگوں نے کیا کہا ہے

چہ مردی بود کز زنے کم بود
کیا مردانگی ہو گی جب تو ایک عورت سے کم ہو گا

بایام دشمن قوی کردہ گیر
کچھ زمانہ میں قوی بنایا ہوا دشمن سمجھ

چو پروردہ شد خواجہ برہم درید
جب پل گیا اسنے مالک کو پھاڑ ڈالا

۱؎ اگر تیرے اچھے کام نہ ہوں گے تو تو نیکوں کے روبرو شرمندہ ہوگا۔

۲؎ قیامت میں انسان کے جملہ افعال اور اقوال کا حساب ہوگا

۳؎ ایک مرد کے لیے یہ باعث شرم ہونا چاہیے کہ وہ مقبولیت میں عورتوں سے بھی کم ہو۔

۴؎ یعنی حالتِ حیض ولفاس میں عورتیں بہت سی عبادت نہیں کر سکتی ہیں عذرِ معین سے یہی حالت مراد ہے۔

۵؎ عنصری سلطان محمود کا ملک الشعراء تھا

۶؎ انسان کا نفس اس کا دشمن ہے جس قدر اس کو نازوں سے پالوگے گویا اپنے دشمن کو طاقتور بنا رہے ہو۔

چو بر پہلوئے جاں سپردن بخفت
جب جان دینے کی کروٹ پر سوگیا[1]

ق

جہاندیدۂ بر سرش رفت و گفت
ایک جہاندیدہ اس کے سرہانے گیا اور بولا

تو دشمن چنیں نازنیں پروری
تونے دشمن کو نازوں سے ایسا پالتا ہے

ندانی کہ ناچار زخمش خوری
یہ نہیں جانتا کہ لامحالہ اس کا زخم کھائے گا

نہ ابلیس در حق ما طعنہ زد
کیا شیطان نے ہمارے بارے میں طعنہ نہ دیا تھا[2]

کز ایناں نیاید بجز کار بد
کہ ان سے برے کام کے سوا کچھ نہ ہوگا

فغاں از بدیہا کہ در نفس ماست
جو برائیاں ہمارے نفس میں ہیں ان سے فریاد ہے

کہ ترسم شود ظن ابلیس راست
مجھے ڈر ہے کہ کہیں شیطان کا گمان سچا نہ ہوجائے

چو ملعون پسند آمدش قہر ما
جب ملعون کو ہماری ذلت پسند آئی[3]

خدایش بر انداخت از بہر ما
اس کو خدا نے ہماری خاطر باہر نکال دیا

کجا سر بر آریم ازیں عار و ننگ
ہم اس ذلت اور عار سے کیسے سر اٹھا سکتے ہیں

کہ با او بصلحیم و با حق بجنگ
کہ اس کے ساتھ ہم صلح سے ہیں اور خدا کے ساتھ جنگ سے

نظر دوست نادر کند سوئے تو
دوست بہت کم تیری طرف نظر کرے گا

چو در روئے دشمن بود روئے تو
جب تیرا رخ دشمن کے رخ کی طرف ہوگا۔

گیرت دوست باید کزو بر خوری
اگر تجھے ایسا دوست چاہیے جس سے تو نفع اٹھائے

نباید کہ فرمانِ دشمن بری
تو یہ نہ چاہیے کہ تو دشمن کی اطاعت کرے

بسیم سیہ تا چہ خواہی خرید
تو کالی چاندی سے آخر کیا خرید سکے گا

کہ خواہی دل از مہر یوسف برید
جب کہ تو یوسف کی محبت سے دل ہٹانا چاہتا ہے

روا دارد از دوست بیگانگی
دوست کی جانب سے بیگانگی کو وہ شخص جائز رکھتا ہے

کہ دشمن گزیند بہم خانگی
جو دشمن کے ساتھ ایک گھر میں رہنا پسند کرے

ندانی کہ کمتر نہد دوست پائے
تو نہیں جانتا کہ دوست بہت کم قدم دھرتا ہے[4]

چو بیند کہ دشمن بود در سرائے
جب وہ دیکھتا ہے کہ دشمن گھر میں ہے

حکایت

یکے برد با پادشاہے ستیز
ایک شخص نے ایک بادشاہ سے جنگ کی[5]

بدشمن سپردش کہ خونش بریز
اس نے اس کو جلاد کے سپرد کردیا کہ اس کا خون بہادے

گرفتار در دستِ آں کینہ توز
اس کینہ ور کے ہاتھ میں گرفتار رہ کر

ہمی گفت با خود بزاری و سوز
اپنے آپ سے سوز اور عاجزی کے ساتھ کہہ رہا تھا

اگر دوست بر خود نیازردمے
اگر میں اپنے دوست کو اپنی جانب سے آزردہ نہ کرتا

کے از دستِ دشمن جفا بردمے
تو دشمن کے ہاتھ سے کب ظلم برداشت کرتا

تو از دوست گر عاقلی بر مگرد
اگر تو عقلمند ہے دوست سے نہ بگڑ

کہ دشمن نیارد نگہ در تو کرد
تاکہ دشمن تیرے اوپر نگاہ نہ ڈال سکے

[1] یعنی ایک کروٹ پر مر کر رہ گیا
[2] شیطان نے حضرت آدم کی خلافت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ انسان زمین پر فساد پھیلائے گا اور خوں ریزی کرے گا۔
[3] شیطان نے حضرت آدمؑ کی عزت نہ کی تو جنت سے نکالا گیا
[4] اللہ اس شخص کو کیسے دوست بنائے گا جو اس کے دشمن یعنی شیطان کا دوست ہو۔
[5] بادشاہ سے لڑنے کا انجام یہ ہے کہ جلاد کا ظلم سہنا پڑ رہا ہے۔

بناچار دشمن بدرّد ش پوست
یقیناً دشمن اس دوست کی کھال ادھیڑتا ہے

رفیقے کہ بر خود بیازرد دوست
جس نے دوست کو اپنے سے آزردہ کر دیا

تو با دوست یک دل شو و یک سخن
تو دوست کے ساتھ ایک دل اور ایک زبان ہو جا

کہ خود بیخ دشمن بر آید ز بن
تاکہ دشمن کی جڑ خود اکھڑ آئے

نہ پندارم ایں زشت نامی نکوست
میں نہیں سمجھتا کہ یہ بدنامی بھلی ہے

بخشنودئے دشمن آزار دوست
دشمن کی خوشنودی کے لیے دوست کو ستانا

حکایت

یکے مال مردم بہ تلبیس خورد
ایک شخص مکاری سے انسانوں کا مال کھا گیا

چو بر خاست لعنت بر ابلیس کرد
جب اٹھا تو شیطان پر لعنت کی

چنیں گفت ابلیس اندر رہے
راستہ میں شیطان نے یہ کہا

کہ ہرگز ندیدم چنیں ابلہے
کہ میں نے ایسا بیوقوف کبھی نہیں دیکھا

ترا با منست از نہاں آشتی
تیری مجھ سے پوشیدہ طور پر صلح ہے

چرا تیغ پیکار برداشتی
پھر تو نے لڑائی کی تلوار کیوں اٹھائی ہے

دریغست فرمودۂ دیو زشت
یہ بات افسوسناک ہے کہ بدشیطان کا کہا ہوا

کہ دست ملک بر تو خواہد نبشت
فرشتوں کے ہاتھ تیرے بارے میں لکھیں

روا داری از جہل و ناپاکیت
نادانی اور بے خوفی کی وجہ سے تو یہ جائز سمجھتا ہے

کہ پاکاں نویسند ناپاکیت
کہ پاک تیری ناپاکی کو لکھیں

طریقے بدست آر و صلحے بجوئے
ایک طریقہ حاصل کر اور صلح چاہ

شفیعے برانگیز و عذرے بگوئے
کوئی سفارشی پیدا کر اور معذرت کر

کہ یک لحظہ صورت نہ بندد اماں
اس لیے کہ ایک لحظہ کے لیے پناہ کی صورت نہ ہوگی

چو پیمانہ پُر شد بدورِ زماں
جب زمانہ کی گردش سے پیمانہ بھرا

وگر دست قوت نداری بکار
اگر تو قوت کا ہاتھ کسی کام کا نہیں رکھتا ہے

چو بیچارگاں دست زاری برآر
تو عاجزوں کی طرح عجز کا ہاتھ اٹھا

وگر رفت از اندازہ بیروں بدی
اگر برائی اندازہ سے بھی بڑھ گئی

چو گفتی کہ بد رفت نیک آمدی
جب تو نے یہ کہہ دیا کہ "برائی ہوئی" تو نیک بن گیا

فرا شو چو بینی درِ صلح باز
جب تو صلح کا دروازہ کھلا دیکھے تو آگے بڑھ

کہ ناگہ درِ توبہ گردد فراز
اس لیے کہ اچانک توبہ کا دروازہ بند ہو جائے

مرو زیر بارِ گنہ اے پسر
اے صاحبزادے گناہ کے بوجھ سے لدا ہوا نہ چل

کہ حمّال عاجز بود در سفر
اس لیے کہ بوجھ اٹھانے والا سفر میں تھک جاتا ہے

پئے نیک مرداں بباید شتافت
نیک انسانوں کے پیچھے دوڑنا چاہیے

کہ ہر کیں سعادت طلب کرد یافت
اس لیے کہ جس نے یہ نیک بختی چاہی حاصل کر لی

۱؎ دوست سے مراد خدا اور دشمن سے مراد شیطان ہے۔

۲؎ ایک انسان کے لیے یہ بدنامی بہت بری ہے کہ وہ شیطان کی خاطر اللہ سے جنگ کرے

۳؎ دوسروں کا مال انسان جبھی کھاتا ہے جب اس کی شیطان سے دوستی ہوتی ہے

۴؎ یہ انتہائی بری بات ہے کہ انسان پاک فرشتوں سے اپنے ناپاک گناہ لکھائے۔

۵؎ اگر انسان کے ہاتھ سے کار خیر نہ ہو سکے تو اس کو عاجزی کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر معافی کی دعا کرنی چاہیے۔

۶؎ گناہوں کا اقرار بھی نیکی کی دلیل ہے۔

۷؎ جب قیامت کی بڑی علامتیں ظاہر ہو جائیں گی یا انسان پر نزع طاری ہو جائیگا تو توبہ قبول نہ ہوگی۔

۸؎ آخرت کا سفر وہ آرام سے کر سکے گا جس پر گناہوں کا بوجھ نہ لدا ہوگا۔

ولیکن تو دنبال دیو خسی
لیکن تو کمینہ شیطان کے پیچھے ہے

پیمبر کسے راشفاعت گرست
پیغمبر اسی کے سفارشی ہیں

رہ راست رو تا بمنزل رسی
سیدھا راستہ چل تاکہ تو منزل پر پہنچے

چو گاو یکہ عصار چشمش ببست
اس بیل کی طرح جس کی تیلی نے آنکھیں باندھ دی ہیں

ندانم کہ در صالحاں چوں رسی
میں نہیں سمجھ سکتا کہ تو نیکوں میں کس طرح پہنچے گا

کہ بر جادۂ شرع پیغمبر ست
جو پیغمبر کی شریعت کے راستہ پر ہے

تو بر رہ نہ زیں قبل واپسی
چونکہ تو راستہ پر نہیں ہے اس لئے پیچھے ہے

دواں تا بشب شب ہم آنجا کہ ہست
شام تک دوڑتا ہے شام کو وہیں ہے جہاں تھا

حکایت

گل آلودۂ راہ مسجد گرفت
مٹی[۱] میں سنے ہوئے نے مسجد کا راستہ لیا

یکے زجر کردش کہ تبت یداک
کسی نے اسے جھڑکا کہ تیرے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں

مرا رقتے در دل آمد بریں
اس[۲] پر میرے دل میں رقت آ گئی

دراں جائے پاکان امیدوار
اس میں تو پاک امیدواروں کی جگہ ہے

بہشت آں ستاند کہ طاعت برد
بہشت تو وہ حاصل کرے گا جو تابع داری کرے گا

بکن دامن از گرد ذلت بشوئے
دیر نہ کر! ذلت کی گرد سے دامن دھولے

مگو مرغ دولت ز قیدم بجست
یہ[۴] نہ کہہ کہ دولت کی چڑیا میرے پھندے سے نکل گئی

وگر دیر شد گرم رو باش وچست
اور اگر دیر ہو گئی ہے تو چست اور تیز چل!

ہنوزت اجل دست خواہش نبست
ابھی تک موت نے تیری خواہش کا ہاتھ نہیں باندھا ہے

مخسپ اے گنہ کردۂ خفتہ خیز
اے غافل گنہگار نہ سو، اٹھ!

چو حکم ضرورت بود کابروئے
جب[۷] یہ ضروری ہے کہ وہ تیری آبرو

ز بخت نگوں طالع اندر شگفت
اوندھے ستارے والے نصیبہ سے تعجب میں

مرو دامن آلودہ در جائے پاک
آلودہ دامن کے ساتھ پاک جگہ نہ جا

کہ پاکست و خرم بہشت بریں
کہ بہشت برتر تو مبارک اور پاک ہے

گل آلودۂ معصیت را چہ کار
گناہ کی مٹی سے سنے ہوئے کا کیا کام

کرا نقد باید بضاعت برد
جس[۳] کے پاس نقد ہو گا سامان خرید لیجائے گا

کہ ناگہ ز بالا بہ بندند جوئے
کہیں[۴] اچانک اوپر سے نہر بند نہ کر دیں

ہنوزش سر رشتہ داری بدست
ابھی تک اس کا دھاگا تو ہاتھ میں رکھتا ہے

ز دیر آمدن غم ندارد درست
صحیح بات دیر میں حاصل ہونے سے کوئی غم نہیں ہے

بر آور بدرگاہ دادار دست
خدا کے دربار میں اپنا ہاتھ اٹھا

بعذر گنہ آب چشمے بریز
گناہ کی معذرت پر آنکھ کا پانی بہادے

بریزند بارے بریں خاک کوئے
ریزی نہ کریں گے تو ابھی اسی گلی کی خاک پر بہادے

---

۱ ایک گنہگار اپنی بدنصیبی پر متعجب ہو کر مسجد کی طرف چلا
۲ جنت جیسی پاک جگہ میں ناپاک نہ جاسکیں گے۔
۳ اعمال صالحہ کے نقد سے جنت خریدی جاسکتی ہے۔
۴ یعنی توبہ کا دروازہ بند نہ ہو جائے۔
۵ گنہگار کو مایوس نہ ہونا چاہیے توبہ کا موقع باقی ہے۔
۶ عمر کا زیادہ حصہ برائی میں گذرا ہے تو باقی حصے میں زیادہ نیکی کر لینی چاہیے
۷ جب معصیت کا کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس کی آبرو خراب ہوتی ہے تو اس کو اسی دنیا میں اپنے آپ کو بے آبرو بنا کر توبہ کر لینی چاہیے۔



ورآبت نماند شفیع آر پیش
اگر تیری آبرو نہ رہے تو کوئی ایسا سفارشی پیش کرنے

کسے راکہ ہست آبروی از تو بیش
جس کی آبرو تجھ سے زیادہ ہو

بقہر ار براند خدای از درم
اگر خدا غصہ سے مجھے دروازہ سے بھگا دیگا

روانِ بزرگان شفیع آورم
تو میں بزرگوں کی روح کو سفارشی بناؤں گا

حکایت

ہمی یادم آید ز عہدِ صغر
مجھے بچپن کی یہ بات یاد ہے

کہ عیدے بروں آمدم با پدر
کہ ایک عید کو میں ابّا کے ساتھ باہر گیا

ببازیچہ مشغول مردم شدم
کھیل کود کے اندر لوگوں میں لگ گیا

در آشوبِ خلق از پدر گم شدم
لوگوں کے ہنگامہ میں ابّا سے گم ہوگیا

برآوردم از ہول و دہشت خروش
میں خوف اور دہشت سے چیخنے چلّانے لگا

پدر ناگہانم بمالید گوش
اچانک ابّا نے میری گوشمالی کی

کہ اے شوخ چشم آخرت چند بار
کہ اے بے حیا! آخر میں نے کئی مرتبہ تجھ سے

بگفتم کہ دستم ز دامن مدار
کہا ہے کہ میرا پلّو نہ چھوڑ

بہ تنہا نداند شدن طفل خرد
چھوٹا بچہ اکیلا پھرنا نہیں جانتا

کہ مشکل بود راہِ نادیدہ برد
اس لئے کہ بدون دیکھا راستہ چلنا مشکل ہوتا ہے

تو ہم طفلِ راہی بسعی اے فقیر
اے فقیر چلنے میں تو بھی طفل راہ ہے

برو دامنِ نیک مردان بگیر
جا نیک انسانوں کا دامن پکڑ لے

مکن با فرومایہ مردم نشست
کمینوں کے ساتھ نشست برخاست نہ رکھ

چو کردی ز ہیبت فروشوی دست
اگر تو نے ایسا کیا تو عزت سے ہاتھ دھولے

بفتراکِ پاکان دل آویز چنگ
پاک دل والوں کے شکار بند کو مضبوط پکڑ لے

کہ عارف ندارد ز دریوزہ ننگ
اس لیے کہ با خدا گدائی سے ذلت محسوس نہیں کرتا

مریداں بقوت ز طفلاں کم اند
مرید طاقت میں بچوں سے بھی کم ہیں

مشائخ چو دیوارِ مستحکم اند
پیر مضبوط دیوار کی طرح ہیں

بیاموز رفتار ازاں طفلِ خرد
اس چھوٹے بچہ سے چلنا سیکھ لے

کہ چوں استعانت بدیوار برد
اس نے کس طرح دیوار کا سہارا لیا

ز زنجیرِ ناپارسایاں برست
بروں کی زنجیر سے اس شخص نے رہائی حاصل کرلی

کہ در حلقۂ پارسایان نشست
جو نیکوں کے حلقہ میں بیٹھا

اگر حاجتے داری ایں حلقہ گیر
اگر تجھے ضرورت ہے اس حلقہ کو پکڑ لے

کہ سلطاں ازیں در ندارد گزیر
اس لیے کہ بادشاہ کو بھی اس حلقہ کے سوا چارہ نہیں

برو خوشہ چیں باش سعدی صفت
جا سعدی کی طرح خوشہ چین بن

کہ گرد آوری خرمنِ معرفت
تاکہ معرفتِ خداوندی کا انبار جمع کرلے

---

۱ اگر گنہگار نیکوں سے تعلق رکھے گا تو وہ اس کی سفارش کر سکیں گے۔
۲ جیسا کہ عام طور پر بچے کرتے ہیں
۳ جو راہِ سلوک کے بچے ہیں ان کو بڑوں کا دامن تھامے رہنا چاہیے ورنہ گم ہوجائیں گے
۴ بزرگوں کی خدمت کی ذلت سے عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔
۵ بادشاہوں کو بھی درویشوں کے حلقہ بگوش رہنے کے سوا چارہ نہیں ہے۔

حکایت مست خرمن سوز

انبار کو جلانے والے دیوانہ کا قصہ

یکے غلہ مُرداد مہ تودہ کرد
ایک شخص نے مُرداد[1] کے مہینہ میں غلہ جمع کیا

ز تیمار دَے خاطر آسودہ کرد
دے (کے مہینہ) کے فکر سے دل کو مطمئن کیا

شبے مست شد و آتشے بر فروخت
ایک رات کو مست ہوگیا اور آگ جلائی[2]

نگوں بخت کالیوہ خرمن بسوخت
احمق، اوندھے نصیبہ والے نے انبار جلا دیا

دگر روز در خوشہ چیدن نشست
دوسرے دن خوشے چننے بیٹھا

کہ یک جو ز خرمن نماندش بدست
اس لیے کہ انبار میں سے ایک جو بھی اس کے ہاتھ میں نہ رہا

چو سرگشتہ دیدند درویش را
جب لوگوں نے فقیر کو پریشان دیکھا

یکے گفت پروردۂ خویش را
ایک شخص نے اپنے لڑکے سے کہا

نخواہی کہ گردی چنیں تیرہ روز
اگر تو چاہتا ہے کہ ایسا بدبخت نہ بنے

بدیوانگی خرمنِ خود مسوز
دیوانگی سے اپنا انبار نہ جلا

گر از دست عمرت شد اندر بدی
اگر تیرے ہاتھوں تیری زندگی برائی میں ختم ہوگئی ہے[3]

تو آنی کہ در خرمن آتش زدی
تو وہی ہے جس نے انبار میں آگ لگائی

فضاحت بود خرمن اندوختن
رسوائی کی بات ہے، انبار جمع کرنا

پس از خرمنِ خویشتن سوختن
اپنے انبار کو آگ لگا دینے کے بعد

مکن جانِ من تخم دین ورز و داد
اے جانِ من ایسا نہ کر، دین اور انصاف کا بیج بو

مدہ خرمنِ نیک نامی بباد
نیک نامی کے انبار کو برباد نہ کر

چو برگشتہ بختے در افتد بہ بند
اگر کوئی بدبخت مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے

از و نیک بختاں بگیرند پند
نیک بخت اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں[4]

تو پیش از عقوبت در عفو کوب
تو سزا سے پہلے معافی کا دروازہ کھٹکھٹا لے

کہ سودے ندارد فغاں زیر چوب
اس لیے کہ چھڑی کے نیچے چیخ و پکار مفید نہیں ہے[5]

بر آر از گریبانِ غفلت سرت
غفلت کے گریبان سے اپنا سر نکال لے

کہ فردا نماند خجل در برت
تاکہ وہ کل کو شرمندہ تیری بغل میں جھکا نہ رہے

حکایت

یکے متفق بود بر منکرے
ایک شخص ایک برے کام کا پابند تھا

گذر کرد بر وے نکو محضرے
ایک نیک طبیعت انسان اس کے پاس سے گذرا

نشست از خجالت عرق کردہ روئے
وہ شرمندگی سے چہرہ پسینہ میں ڈبوئے ہوئے بیٹھ گیا

کہ آیا خجل گشتم از شیخ کوئے
کہ یقیناً میں محلہ کے شیخ سے شرمندہ ہوا

شنید ایں سخن پیر روشن رواں
روشن روح پیر نے یہ بات سنی

بر و بر بشورید و گفت اے جواں
تو اس پر بگڑ گیا اور بولا اے جوان!

---

[1] مُرداد کے مہینہ میں فصل خریف کٹتی ہے۔ دَے کا مہینہ سخت سردی کا ہے جس کے لیے غلہ اندوختہ کیا جاتا ہے۔

[2] مستی کی حالت میں غلہ کا انبار جلا دیا۔

[3] جو شخص برائیوں میں اپنی زندگی ختم کر رہا ہے اس کی مثال اسی مست انبار کو جلانے والے کی سی ہے۔

[4] نیک بخت وہی ہے جو دوسرے کے انجام سے نصیحت حاصل کر لے۔

[5] جب مار پڑنے لگتی ہے تو واویلا بیکار ہوتی ہے۔

نیاید ہمی شرمت از خویشتن — کہ حق حاضر و شرم داری ز من
تجھے اپنے آپ سے شرم نہیں آتی ہے — کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور مجھ سے شرما رہا ہے

نیاسائی از جانب ہیچ کس — برو جانب حق نگہدار و بس
کسی شخص سے تجھے آرام حاصل نہ ہوگا — جا، بس خدا کی طرف دھیان لگا

چناں شرم دار از خداوند خویش — کہ شرمت ز بیگانگانست و خویش
اپنے خدا سے اس طرح شرما — جس طرح تجھے اپنے اور بیگانے سے شرم آتی ہے

حکایت

زلیخا چو گشت از مئے عشق مست — بداماں یوسف در آویخت دست
زلیخا جب عشق کی شراب سے مست ہوگئی — اس نے حضرت یوسف کا دامن پکڑ لیا

چناں دیو شہوت رضا دادہ بود — کہ چوں گرگ در یوسف افتادہ بود
شہوت کا بھوت ایسا آمادہ ہوگیا تھا — کہ زلیخا بھیڑیے کی طرح حضرت یوسف کے پیچھے پڑ گئی تھی

بتے داشت بانوئے مصر از رخام — برو معتکف بامداداں و شام
مصر کی بیگم کے پاس ایک سنگ مرمر کا بت تھا — جس کی وہ صبح اور شام عبادت کرتی تھی

دراں لحظہ رویش بپوشید و سر — مبادا کہ زشت آیدش در نظر
اس وقت اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دیا — نہ ہو کہ برائی پر اس کی نظر پڑے

غم آلودہ یوسف بکنجے نشست — بسر بر ز نفس ستمگارہ دست
غمگین یوسف ایک کنارے پر جا بیٹھے — ظالم نفس کی وجہ سے سر پر ہاتھ رکھے

زلیخا دو دستش ببوسید و پائے — کہ اے سست پیمان و سرکش در آئے
زلیخا نے ان کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو چوم دیا — کہ اے بے وفا اور سرکش آ

بسنداں دلی روئے در ہم مکش — بہ تندے پریشاں مکن وقت خوش
سخت دلی سے ناراض نہ ہو — کسی فکر میں اچھے وقت کو پریشان نہ کر

رواں گشتش از دیدہ بر چہرہ جوئے — کہ برگرد و ناپاکی از من مجوئے
ان کی آنکھوں سے چہرہ پر نہر بہہ پڑی — ہٹ جا اور مجھ سے ناپاکی نہ چاہ

تو در روئے سنگے شدی شرمسار — مرا شرم ناید ز پروردگار
تو ایک پتھر کے سامنے شرمندہ ہوگئی — مجھے خدا سے شرم نہ آئے گی؟

چہ سود از پشیمانی آید بکف — چو سرمایۂ عمر کردی تلف
کیا فائدہ اگر شرمندگی اس وقت ہو — جب تو نے عمر کا سرمایہ تباہ کر دیا

شراب از پئے سرخروئی خورند — وز و عاقبت زرد روئی برند
سرخ روئی کے لیے شراب پیتے ہیں — اور اس سے انجام کار زرد روئی حاصل کرتے ہیں

بعذر آوری خواہش امروز کن — کہ فردا نماند مجال سخن
معذرت خواہی کی آج خواہش کر! — اس لیے کہ کل کو بات کی گنجائش نہ رہے گی

۱ ایسے انسان کو شرم آنی چاہیے جو لوگوں سے شرمائے اور خدا سے نہ شرمائے۔

۲ زلیخا شہوت سے مغلوب ہو کر یوسف علیہ السلام کے پیچھے بھیڑیے کی طرح پڑ گئی تھی۔

۳ یعنی زلیخا۔

۴ زلیخا کی ناروا حرکتوں سے غمگین ہو کر حضرت یوسف دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر بیٹھ گئے۔

۵ شراب نوشی لذت کے لیے کرتے ہیں لیکن اس کا انجام شرمندگی ہے

حکایت

پلیدی کند گربہ بر جائے پاک
بلی پاک جگہ پر ناپاکی کر دیتی ہے
چو زشتش نماید بپوشد بخاک
جب اس کو برا لگتا ہے اس کو مٹی سے چھپاتی ہے

تو آزادی از ناپسندیدہا
تو ناپسندیدگیوں سے بھی آزاد رہے
نترسی کہ بروے فتد دیدہا
اس سے نہیں ڈرتا کہ اس پر نگاہیں پڑیں گی

بر اندیش ازاں بندۂ پُرگناہ
اس خطا وار غلام کے بارے میں سوچ
کہ در خواجہ آبق شود چند گاہ
جو مالک کے پاس سے کچھ مدت کے لیے بھاگ گیا ہو

اگر باز گردد بصدق و نیاز
اگر[1] وہ سچائی اور عاجزی سے واپس آجائے
بزنجیر و بندش نیارند باز
پھر اس کو زنجیر اور قید میں نہیں رکھتے ہیں

بکیں آوری با کسے بر ستیز
کینہ وری سے اس سے لڑ
کہ از وے گزیرت بود یا گریز
جس سے تجھے چارہ یا بچاؤ ممکن ہو

کنوں کرد باید عمل را حساب
عمل[2] کا اب حساب کر لینا چاہیے
نہ وقتے کہ منشور گردد کتاب
نہ کہ اس وقت جب کتاب شائع ہو جائے

کسے گرچہ بد کرد ہم بد نکرد
اگر[3] کسی نے برائی کی ہے تو اس نے کوئی برائی نہیں کی
کہ پیش از قیامت غم خود بخورد
جب کہ قیامت سے پہلے اپنی فکر کر لی

اگر آئینہ از آہ گردد سیاہ
آہ[4] کرنے سے اگر آئینہ کالا پڑتا ہے
شود روشن آئینۂ دل بآہ
تو دل کا آئینہ آہ کرنے سے روشن ہوتا ہے

بترس از گناہان خویش این نفس
اس وقت اپنے گناہوں سے ڈر
کہ روز قیامت نترسی ز کس
تاکہ قیامت کے دن کسی سے نہ ڈرے

حکایت

غریب آمدم در سواد حبش
حبش کے علاقہ میں میں مسافر بن کے پہنچا
دل از دہر فارغ سر از عیش خوش
دل[5] زمانہ سے فارغ، سر عیش سے خوش

بره بر یکے دکہ دیدم بلند
راستہ میں میں نے ایک اونچا چبوترا دیکھا
تنے چند مسکیں بر و پائے بند
چند مسکین اس پر پیر بند کیے ہوئے

بسیچ سفر کردم اندر نفس
[6] فوراً ہی میں نے سفر کی تیاری کر لی
بیاباں گرفتم چو مرغ از قفس
جنگل کو نکل گیا جس طرح پنجرے سے پرند

یکے گفت کیں بندیاں شب روند
کسی[7] نے کہا کہ یہ قیدی چور ہیں
نصیحت نگیرند و حق نشنوند
نصیحت حاصل نہیں کرتے ہیں اور صحیح بات نہیں سنتے

چو بر کس نیامد ز دستت ستم
جب تیرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہوا ہو
ترا گر جہاں شحنہ گیرد چہ غم
اگر دنیا کا بادشاہ تجھے گرفتار کرے تو کیا غم ہے

---

[1] گنہگار بھی اگر توبہ کر لے گا قید و بند سے آزاد رہے گا۔
[2] قیامت کے دن اعمال نامہ کی تشہیر سے قبل انسان کو اپنے عمل کا محاسبہ کر لینا چاہیے۔
[3] گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں ہے۔
[4] آئینہ پر آہ کر کے منہ کی بھاپ لگائی جائے تو وہ اور دھندلا ہو جاتا ہے
[5] یعنی بے فکری کی زندگی گزار رہا تھا۔
[6] قیدیوں کو دیکھ کر میں نے فوراً ہی وہاں سے نکل جانے کا خیال کر لیا۔
[7] یہ بتایا کہ یہاں کے لوگ ظالم نہیں ہیں بلکہ یہ قیدی واقعی مجرم ہیں۔

نکو نام را کس نگیرد اسیر
نیک نام کو کوئی قید نہیں کرتا ہے

نیاورد حالِ غش اندر میاں
جس کارکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو

وگر عفتش را فریست زیر
اور اگر اس کی پاکدامنی میں خیانت چھپی ہے

چو خدمت پسندیدہ آرم بجائے
جب میں اچھی کارگذاری بجا لا رہا ہوں

اگر بندہ کوشش کند بندہ وار
اور اگر غلام غلامانہ کوشش کرے

وگر کند رایست در بندگی
اگر غلامی میں سست رائے ہے

قدم پیش نہ کز ملک بگذری
قدم آگے بڑھا تاکہ فرشتے سے بھی آگے بڑھ جائے

بترس از خدای و مترس از امیر
خدا سے ڈر اور حاکم سے نہ ڈر

نیندیشد از رفع دیوانیاں
وہ دفتر والوں کی شکایت سے فکر نہیں کرتا ہے

زبانِ حسابش نگرود دلیر
تو اس کے حساب کی زبان دلیر نہ ہوگی

نیندیشم از دشمنِ تیرہ رائے
تو تاریک خیال دشمن سے مجھے اندیشہ نہیں ہے

عزیزش بدارد خداوندگار
آقا اس کو پیارا رکھے گا

ز جانداری افتد بخر بندگی
انسانوں کی خدمت سے گدھوں کی خدمتگاری پر لگے گا

کہ گر باز مانی ز دد کمتری
اس لیے کہ اگر تو پیچھے رہ جائیگا تو وحشی جانور سے بھی کم ہے

حکایت

یکے را بچوگاں شہ دامغاں
دامغان کے بادشاہ نے ایک شخص کو بلّے سے

شب از بے قراری نیارست خفت
وہ بے قراری کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکا

بشب گر ببردے بر شحنہ سوز
رات کو اگر کوتوال کی خوشامد کر لیتا تو

کسے روزِ محشر نگردد خجل
محشر کے دن وہ شخص شرمندہ نہ ہوگا

اگر ہوشمندی ز داور بخواہ
اگر تو عقلمند ہے خدا سے چاہ لے

ہنوزار سرِ صلح داری چہ بیم
اب بھی اگر تجھے صلح کا خیال ہے تو کیا ڈر ہے

لطیفے کہ آورد از نیست ہست
وہ مہربان جس نے تجھے نیست سے ہست کیا ہے

اگر بندۂ دستِ حاجت برآر
اگر تو بندہ ہے تو دستِ سوال دراز کر!

بزد تا چو طبلش برآمد فغاں
اتنا مارا کہ اس سے ڈھول کی سی آواز نکلی

بر و پارسائے گذر کرد و گفت
اس کے پاس سے ایک پارسا گذرا اور بولا

گناہ آبروئش نبردے بروز
تو دن میں خطا اس کی آبروریزی نہ کرتی

کہ شبہا بدرگہ برد سوزِ دل
جو راتوں کو درگاہ (خداوندی) میں سوزِ دل پیش کرے

شبِ توبہ تقصیرِ روزِ گناہ
توبہ کی رات میں گناہ کے دن کی معافی

درِ عذر خواہاں نہ بندد کریم
عذر خواہوں کے لیے (اللہ) کریم دروازہ بند نہیں کرتا ہے

عجب گر بیفتی نگیرد دست
اگر تو گر پڑے اور وہ تیری دستگیری نہ کرے تو تعجب کی بات ہے

وگر شرمسار آبِ حسرت ببار
اگر تو شرمندہ ہے حسرت کا پانی برسا

ا مشہور ہے آنانکہ حساب پاک دارند از محاسبہ باک ندارند۔
٢ آقا اس کا مرتبہ گھٹا دے گا۔
٣ نیک انسان فرشتوں سے افضل ہے۔ بد انسان جانوروں سے بھی بدتر ہے۔
٤ رات میں جب یہ گرفتار ہوا تھا کوتوال کی خوشامد کر لیتا اور رہائی حاصل کر لیتا۔
٥ انسان کو چاہیے کہ سارے دن کے گناہوں کی رات کو معافی چاہ لے۔
٦ ہر وقت توبہ کی جا سکتی ہے اور ایسی صورت میں اللہ ضرور دستگیری فرماتا ہے۔
٧ رو کر توبہ کر۔

نیاید بریں در کسے عذر خواہ
اس دروازے پر کوئی ایسا معافی چاہنے والا نہیں آیا
کہ سیل ندامت نشستش گناہ
ندامت کے پانی نے جس کے گناہ نہ دھو دیے ہوں

نریزد خدا آبروئے کسے
خدا اس شخص کی آبروریزی نہیں کرتا ہے
کہ ریزد گناہ آب چشمش بسے
جس کی آنکھوں کے پانی کو گناہ اکثر بہاتا ہو

حکایت

بصنعا درم طفلے اندر گذشت
صنعاء میں میرا ایک لڑکا گذر گیا
چگویم کزانم چہ بر سر گذشت
میں کیا کہوں کہ اس سے میرے سر پر کیا گذری

قضا نقش یوسف جمالے نکرد
قضا نے کوئی یوسف جیسے جمال والا ایسا نقش نہیں بنایا
کہ ماہی گورش چو یونس نخورد
جس کو قبر کی مچھلی نے حضرت یونس کی طرح نہ نگل لیا ہو

دریں باغ سروے نیامد بلند
اس باغ میں ایسا کوئی بلند سرو نہیں پیدا ہوا ہے
کہ باد اجل بیخش از بن نکند
کہ موت کی ہوا نے اس کی جڑ بنیاد سے نہ اکھاڑی ہو

عجب نیست بر خاک اگر گل شگفت
عجب اگر زمین پر پھر پھول کھلے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے
کہ چندیں گل اندام در خاک خفت
اس لئے کہ بہت سے پھول جیسے جسم والے زمین میں سوئے ہوئے ہیں

بدل گفتم اے ننگ مردان بمیر
میں نے دل میں کہا اے انسانوں کے لیے باعث ذلت تو مر جا
کہ کودک رود پاک و آلودہ پیر
بچہ پاک جائے اور بوڑھا آلودہ ہوکر

زسودا و آشفتگی بر قدش
اس کے قد پر فریفتگی اور جنون کی وجہ سے
بر انداختم سنگے از مرقدش
میں نے اس کی قبر کا ایک پتھر اکھاڑا

ز ہولم دراں جائے تاریک و تنگ
اس تاریک اور تنگ جگہ میں خوف کی وجہ سے میرا
بشورید حال و بگردید رنگ
حال پریشان ہوگیا اور رنگ فق ہوگیا

چو باز آمدم زاں تغیر بہوش
جب اس تغیر سے میں ہوش میں آیا
ز فرزند دلبندم آمد بگوش
فرزند دلبند کی جانب سے میرے کان میں یہ بات پڑی

گرت وحشت آمد ز تاریک جائے
اگر تجھے تاریک جگہ سے وحشت ہوئی ہے
بہش باش و با روشنائی درآئے
تو ہوشیار رہ اور روشنی لے کر آ

شب گور خواہی منور چو روز
اگر تو چاہتا ہے کہ قبر کی رات دن کی طرح روشن ہو
ازیں جا چراغ عمل بر فروز
یہیں سے عمل کا چراغ روشن کرلے

تن کارکن می بلرزد ز تب
کاشتکار کا بدن بخار سے لرزتا ہے
مبادا کہ نخلش نیارد رطب
کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی کھجور پر کھجوریں نہ لگیں

گروہے فراواں طمع ظن برند
بہت لالچی گروہ یہ گمان کرتا ہے
کہ گندم نیفشاندہ خرمن برند
کہ گیہوں بکھیرے بغیر کھلیان اٹھالے جائے گا

بر آں خورد سعدی کہ بیخے نشاند
اے سعدی پھل اس نے کھایا جس نے پودا لگایا
کسے برد خرمن کہ تخمے فشاند
کھلیان اسنے اٹھایا جس نے بیج بکھیرا

١٠ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

١٠ یعنی تختہ اکھاڑ کر جب قبر میں داخل ہوا —

بابِ ۱۰ دہم در مناجات

دسواں باب اللہ سے دُعا کے بیان میں

بیا تا برآریم دستے ز دل
آ تاکہ دل کا ہاتھ (دعا کے لیے) اٹھائیں

کہ نتواں برآورد فردا ز گِل
اس لیے کہ کل کو مٹی سے نہ نکالا جا سکے گا

ق

بفصلِ خزاں در نہ بینی درخت
تو نے نہیں دیکھا ہے کہ خزاں کے موسم میں جو درخت

کہ بے برگ ماند ز سرمائے سخت
سخت جاڑے کی وجہ سے بے پتوں کے رہ جاتا ہے

برآرد تہی دستہائے نیاز
عاجزی کے خالی ہاتھ اٹھاتا ہے

ز رحمت نگردد تہیدست باز
رحمت (خداوندی) سے خالی ہاتھ واپس نہیں ہوتا ہے

مپندار ازیں در کہ ہرگز نہ بست
اس دروازے سے جو کبھی بند نہیں ہوا یہ خیال نہ کر

کہ نومید گردد برآوردہ دست
کہ ہاتھ اٹھانے والا مایوس ہو گا

ق

ہمہ طاعت آرند و مسکیں نیاز
سب بندگی پیش کرتے ہیں اور مسکین عاجزی

بیا تا بدرگاہِ مسکیں نواز
مسکین کو نوازنے والے کے دربار تک تو آ

چو شاخِ برہنہ برآریم دست
ننگی شاخ کی طرح ہم بھی ہاتھ اٹھائیں

کہ بے برگ ازیں پیش نتواں نشست
اس لیے کہ بے سروسامان اس کے بعد نہیں بیٹھا جا سکتا

خداوندگارا نظر کُن بجود
اے خدا بخشش کی نظر فرما!

کہ جرم آمد از بندگاں در وجود
اس لیے کہ بندوں سے خطا وجود میں آئی ہے

گناہ آید از بندۂ خاکسار
ذلیل بندے سے گناہ ہو جاتا ہے

بامیدِ عفوِ خداوندگار
آقا سے معافی کی امید پر

کریما برزقِ تو پروردہ ایم
اے داتا! ہم تیرے رزق سے پلے ہیں

بانعام و لطفِ تو خو کردہ ایم
تیری مہربانی اور انعام کے عادی ہو گئے ہیں

گدا چوں کرم بیند و لطف و ناز
بھکاری جب مہربانی اور بخشش اور ناز برداری دیکھتا ہے

نگردد ز دُنبالِ بخشندہ باز
تو وہ دینے والے کا پیچھا نہیں چھوڑتا

چو ما را بدنیا تو کردی عزیز
جب تو نے ہمیں دنیا میں باعزت کیا ہے

بعقبیٰ ہمیں چشم داریم نیز
آخرت میں بھی ہمیں یہی توقع ہے

عزیزی و خواری تو بخشی و بس
عزت اور ذلت صرف تو بخشتا ہے

عزیزِ تو خواری نہ بیند ز کس
جس کو تو نے عزت دیدی وہ کسی کی جانب سے ذلت نہیں دیکھتا

خدایا بعزّت کہ خوارم مکن
اے خدا اپنی عزت کے طفیل مجھے ذلیل نہ کر

بذلِّ گنہ شرمسارم مکن
گناہ کی ذلت سے مجھے شرمندہ نہ کر

مُسلّط مکن چوں منی بر سرم
مجھ جیسا میرے سر پر مسلط نہ کر

ز دستِ تو بہ گر عقوبت برم
اگر میں سزا پاؤں تو تیرے ہاتھ ہی سے بہتر ہے

بگیتی بتر زیں نباشد بدے
دنیا میں اس سے بری بات کوئی نہیں ہو گی

جفا بُردن از دستِ ہمچوں خودے
اپنے جیسے کے ہاتھوں سے ظلم سہنا

ہلے ننگے درختوں کی شاخیں گویا کہ بارش کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور بارش [illegible] ان کی [illegible] دعا کی [illegible] قبولیت کی وجہ سے ہوتی ہے۔
ہلے یعنی انسانوں کے ہاتھوں مجھے ذلیل نہ کر۔

مرا شرمساری ز روئے تو بس
تیرے سامنے ہی میری شرمندگی کافی ہے
دگر شرمسارم مکن پیش کس
پھر مجھے کسی کے سامنے شرمندہ نہ کر

گرم بر سر افتد ز تو سایۂ
اگر میرے سر پر تیرا سایہ پڑ جائے
سپہرم بود کمترین پایۂ
تو آسمان بھی مجھ سے کمتر مرتبہ کا ہو جائے

اگر تاج بخشی سر افرازم
اگر تو تاج بخشدے میں سر بلند ہو جاؤں
تو بردار تاکس نیندازدم
تو بلند کردے تاکہ مجھے کوئی گرا نہ سکے

حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آورم
میرا جسم لرزتا ہے جب مجھے یاد آتی ہے
مناجات شوریدۂ در حرم
حرم میں ایک مستانے کی دعا

که میگفت باحق بزاری بسے
بہت عاجزی سے اللہ سے کر رہا تھا
میگفن که دستم نگیرد کسے
کہ مجھے نہ گرا اس لیے کہ میری کوئی دستگیری کرنیوالا نہیں ہے

بلطفم بخواں یا بران از درم
مجھے مہربانی سے بلالے یا دروازہ سے بھگادے
ندارد بجز آستانت سرم
میرے سر کے لیے تو تیری چوکھٹ کے سوا نہیں ہے

تو دانی که مسکین و بے چاره ایم
تو جانتا ہے کہ ہم مسکین اور بے چارہ ہیں
فرو مانده با نفس امّاره ایم
نفس امّارہ سے عاجز ہوں

نمی تازد این نفس سرکش چناں
یہ سرکش نفس ایسا نہیں دوڑتا ہے
که عقلش تواند گرفتن عناں
کہ عقل اس کی باگ تھام سکے

که با نفس و شیطاں بر آید بزور
نفس اور شیطان سے طاقت سے کون جیتا ہے
نبرد پلنگاں نیاید ز مور
چیونٹی سے چیتوں کی لڑائی نہیں ہو سکتی ہے

بمردان راهت که راهے بده
اپنے راستے کے مردوں کے طفیل مجھے راستہ دکھادے
وزیں دشمنانم پناہے بده
ان دشمنوں سے مجھے پناہ دے دے

خدایا بذات خداوندیت
اے خدا اپنی خداوندی ذات کے طفیل
باوصاف بے مثل و مانندیت
بے مثل اور بے مانند اوصاف کے طفیل

بلبیک حجاج بیت الحرام
بیت الحرام کے حاجیوں کی لبیک کے طفیل
بمدفون یثرب علیه السلام
مدینہ میں دفن شدہ (ان پر سلام ہو) کے طفیل

بتکبیر مردان شمشیر زن
ایسے تلوار باز مجاہدوں کی تکبیر کے طفیل
که مرد وغا را شمارند زن
جو میدان جنگ کے بہادروں کو عورت سمجھیں

بطاعات پیران آراسته
آراستہ پیروں کی عبادات کے طفیل
بصدق جوانان نوخاسته
نوخیز جوانوں کی سچائی کے طفیل

که ما را دراں ورطۂ یک نفس
ہمیں اس ایک سانس کے بھنور میں
ز ننگ دو گفتن بفریاد رس
دو کہنے کی ذلت سے فریاد کو پہنچ

۱؎ عقل برائیوں سے روکتی ہے لیکن یہ سرکش نفس اس کے قابو سے باہر ہے

۲؎ اگر تائید ایزدی شامل نہ ہو تو نفس اور شیطان کی مثال چیتے کی سی ہے اور انسان کی چیونٹی کی طرح ہے۔

۳؎ حاجی تلبیہ پڑھتے رہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں۔

۴؎ انسان کا انجام اسی کے مطابق ہوتا ہے جو نزع سے قبل اس کا اعتقاد ہوتا ہے۔ دو کہنے سے مصنف کی مراد شرک ہے اور ورطۂ یک نفس سے مراد حالت نزع اور جانکنی ہے۔

امید است ازاناں کہ طاعت کنند
جو لوگ فرماں برداری کرتے ہیں ان سے امید ہے

بپاکاں کز آلایشم دور دار
پاکوں کے طفیل مجھے ناپاکی سے دور رکھ

بہ پیران پشت از عبادت دوتا[۱]
ان بزرگوں کے طفیل جن کی عبادت کی وجہ سے کمر دوہری ہے

کہ چشم ز روئے سعادت مبند
کہ نیک بختی کے چہرے سے میری آنکھیں بند نہ کر

چراغِ یقینم فرا راہ دار
یقین کے چراغ کو میرے راستہ کے آگے رکھدے

بگرداں ز نا دیدنی دیدہ ام
نہ دیکھنے کی چیز سے میری آنکھیں پھیر دے

من آں ذرّہ ام در ہوائے تو نیست
میں وہ ذرہ ہوں جو تیری محبت میں مبتلا نہیں ہے

ز خورشیدِ لطفت شعاعے بسم
تیری مہربانی کے سورج سے میرے لیے ایک کرن بھی کافی ہے

بدے را نگہ کن کہ بہتر کس است
تو اگر بُرے پر نگاہ ڈال دے تو وہ بھلا ہے[۴]

مرا گر بگیری بانصاف و داد
تو اگر مجھے انصاف اور عدل سے پکڑے گا

خدایا بذلت مراں از درم
اے خدا مجھے ذلت سے دروازہ سے نہ بھگا

ور از جہل غائب شدم روزِ چند
اور اگر نادانی کی وجہ سے میں چند روز غائب رہا ہوں

چہ عذر آرم از ننگ تر دامنی
گنہگاری کا میں کیا عذر پیش کروں

فقیرم بجرمِ گناہم مگیر
میں فقیر ہوں گناہوں کی سزا میں مجھے نہ پکڑ!

چرا باید از ضعفِ حالم گریست
میں اپنے حال کی کمزوری پر کیوں روؤں

خدایا بغفلت شکستیم عہد
اے خدا ہم نے غفلت میں عہد شکنی کی ہے

ق

کہ بے طاعتاں را شفاعت کنند
کہ نافرمانوں کی سفارش کردیں گے

وگر زلّتے رفت معذور دار
اگر کوئی لغزش ہو گئی ہے تو معذور رکھ

ز شرمِ گنہ دیدہ بر پشتِ پا
گناہوں کی شرم کی وجہ سے آنکھیں قدموں پر ہیں

زبانم بوقتِ شہادت مبند
شہادت[۲] کے وقت میری زبان بند نہ کر

ز بد کردنم دست کوتاہ دار
برائی کرنے سے میرے ہاتھ کو کوتاہ کردے

مدہ دست بر ناپسندیدہ ام
ناپسندیدہ چیز پر مجھے قابو نہ دے

وجود و عدم در ظلامم یکیست
تاریکی میں میرا وجود و عدم یکساں ہے

کہ جز در شعاعت نہ بیند کسم
اس لئے کہ تیری کرن کے بدون مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا

گدا را ز شاہ التفاتے بس است
بھکاری کے لیے بادشاہ کی توجہ کافی ہے

بنالم کہ عفوت نہ ایں وعدہ داد
میں فریاد کروں گا کیونکہ تیری معافی نے تو یہ وعدہ نہ کیا تھا

کہ صورت نہ بندد درِ دیگرم
اس لیے کہ میرے لیے دوسرے دروازہ کی کوئی صورت نہیں

کنوں کامدم در بروئم مبند
تو اب میں آگیا ہوں میرے اوپر دروازہ بند نہ کر

مگر عجز پیش آورم کاے غنی
ہاں، عاجزی پیش کروں گا کہ اے بے نیاز

غنی را ترحم بود بر فقیر
مالدار فقیر پر ترس کھاتا ہے

اگر من ضعیفم پناہم قویست
اگرچہ میں کمزور ہوں میری پناہ تو قوی ہے

چہ زور آورد با قضا دستِ جہد
تقدیر کے مقابلہ میں کوشش کا ہاتھ کیا زور دکھا سکتا ہے

[۱] خدا کے وہ نیک بندے جس کی کمریں رکوع اور سجدہ کی کثرت سے دُہری ہوگئی ہیں اور پھر بھی اپنے اعمال سے ایسے شرمندہ ہیں کہ نگاہ اوپر نہیں کرتے ہیں۔

[۲] حدیث شریف میں ہے آخر وقت جس کی زبان پر کلمۂ شہادت ہوگا وہ جنتی ہے

[۳] چونکہ ذرہ کا وجود بدون شعاع کے نظر نہیں آتا ہے۔

۱۰

[۴] جس برے پر نگاہِ کرم ہو جائے وہ فوراً بھلا بن جائے

[۵] اگر عفو و درگذر نہ ہو تو انسان کی نجات مشکل ہے

[۶] میں گناہوں کا عذر نہیں پیش کر رہا ہوں بلکہ رحم کی درخواست ہے۔

ق

چہ برخیزد از دستِ تدبیرِ ما
ہماری تدبیر کے ہاتھ سے کیا بن سکتا ہے
ہمیں نکتہ بس عذرِ تقصیرِ ما
ہماری کوتاہی کے عذر کا یہی نکتہ کافی ہے

ہمہ ہر چہ کردم تو برہم زدی
ہم نے جو کچھ کیا تھا تو نے اس کو برہم کر دیا
چہ قوت کند با خدائی خودی
خدائی کے مقابلہ میں خودی کیا زور لگا سکتی ہے

نہ من سر ز حکمت بدر می برم
میں تیرے حکم سے سر باہر نہیں نکالتا ہوں
کہ حکمت چنیں می رود بر سرم
بلکہ تیرا ہی فیصلہ میرے بارے میں ایسا ہوا

حکایت

سیہ چردئے را کسے زشت خواند
ایک کالی چمڑی والے کو کسی نے برا کہا
جوابے بگفتش کہ حیراں بماند
اس نے اسے ایسا جواب دیا کہ وہ حیران رہ گیا

نہ من صورتِ خویش خود کردہ ام
میں نے اپنی صورت خود نہیں بنائی ہے
کہ علیم شماری کہ بد کردہ ام
کہ تو میرا عیب گن رہا ہے کہ میں نے برا کیا ہے

ترا با من ار زشت رویم چہ کار
اگر میں بدصورت ہوں تجھے مجھ سے کیا سروکار
نہ آخر منم زشت و زیبا نگار
آخر برے اور اچھے نقش بنانے والا میں تو نہیں ہوں

ازانم کہ بر سر نبشتی ز پیش
جو کچھ تو نے پہلے ہی سے میرے لیے لکھ دیا ہے
نہ کم گردم اے بندہ پرور نہ بیش
اے بندہ پرور میں اس سے نہ کم ہو سکتا ہوں نہ زیادہ

تو دانائی آخر کہ قادر نیم
تو جانتا ہے کہ آخر میں قدرت والا تو نہیں ہوں
توانائے مطلق توئی من کیم
علی الاطلاق تو قادر ہے میں کون ہوں؟

گرم رہنمائی رسیدم بخیر
اگر تو میری رہنمائی کرتا ہے تو میں بھلائی تک پہنچتا ہوں
وگر گم کنی باز ماندم ز سیر
اور اگر تو گم کر دے تو میں سیر سے رک جاتا ہوں

جہاں آفریں گر نہ یاری کند
جہان کا پیدا کرنے والا اگر مدد نہ کرے
کجا بندہ پرہیزگاری کند
تو بندہ کب پرہیزگاری کر سکتا ہے

حکایت

چہ خوش گفت درویش کوتاہ دست
ایک مفلس درویش نے کیا اچھا کہا
کہ شب توبہ کرد و سحر گہ شکست
جس نے رات کو توبہ کی اور صبح کو توڑ دی

گر او توبہ بخشد بماند درست
اگر وہ توبہ کی توفیق دیدے تو وہ ٹھیک ہو سکتی ہے
کہ پیمانِ ما بے ثبات است و سست
اس لیے کہ ہمارا عہد تو ناپائیدار اور کمزور ہے

بحقت کہ چشمم ز باطل بدوز
تجھے اپنے حق کی قسم کہ میری آنکھیں باطل سے سی دے
بنورت کہ فردا بنارم مسوز
تجھے اپنے نور کی قسم کل کو مجھے آگ میں نہ جلانا

ز مسکینیم روئے در خاک رفت
مسکینی کی وجہ سے میرا چہرہ تو مٹی میں مل گیا
غبارِ گناہم بر افلاک رفت
میرے گناہوں کی دھول آسمانوں پر چڑھ گئی

ا جس کا بیان اگلے شعر میں ہے کہ ہم تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہیں۔
۲ تقدیر سے مفر نہیں، جو کچھ ہوا ہے تقدیر کے مطابق ہوا ہے۔
۳ انسان کی خوبصورتی اور بدصورتی اس کے اختیار میں نہیں ہے
۴ یہاں سے پھر مناجات شروع ہوتی ہے۔
۵ نیکی بدی سب تیری قدرت سے ہے۔
۶ یعنی عالم ملکوت کی سیر۔
۷ توبہ پر قائم رہنا بھی خدا کی توفیق پر منحصر ہے۔

تو یک نوبت اے ابرِ رحمت ببار
اے ابر رحمت تو ایک بار برس جا
کہ در پیشِ باراں نپاید غبار
اس لیے کہ بارش کے سامنے غبار نہیں ٹھہرتا ہے

ز جرمم دریں مملکت جاہ نیست
گناہوں کی وجہ سے اس ملک میں میرا کوئی مرتبہ نہیں ہے
ولیکن بملکِ دگر راہ نیست
لیکن دوسرے ملک کا کوئی راستہ بھی نہیں ہے

تو دانی ضمیرِ زباں بستگاں
زبان بند کیے ہوؤں کے دل کی بات تو جانتا ہے
تو مرہم نہی بر دلِ خستگاں
زخمیوں کے دل پر تو مرہم رکھنے والا ہے

حکایت

مُغے در بروی از جہاں بستہ بود
ایک آتش پرست اپنے اوپر دنیا سے دروازہ بند کیے بیٹھا تھا
بُتے را بخدمت میاں بستہ بود
ایک بُت کی خدمت میں کمر بستہ تھا

پس از چند سال آں نکوہیدہ کیش
چند سال کے بعد اس بد مذہب کو
قضا حالتے صعبش آورد پیش
خدا کے کرنے سے ایک سخت حالت درپیش آگئی

بپائے بُت اندر بامیدِ خیر
بھلائی کی امید پر بُت کے پیروں میں
بنالید بے چارہ بر خاکِ دَیر
بیچارہ بُت خانہ میں رو پڑا

کہ درماندہ ام دست گیر اے صنم
کہ اے بت میں عاجز ہوں میری دستگیری کر
بجاں آمدم رحم کن بر تنم
میں عاجز آگیا ہوں مجھ پر رحم کر

بزارید در خدمتش بارہا
اس کی خدمت میں بار بار عاجزی کی
کہ ہیچش بسامان نشد کارہا
اس کا کام کچھ بھی نہ بنا

بُتے چوں برآرد مہماتِ کس
ایسا بت کس طرح کسی کے بڑے بڑے کام پورے کر سکتا ہے
کہ نتواند از خود براندن مگس
جو اپنے اوپر سے مکھی نہیں اڑا سکتا

برآشفت کاے پائے بندِ ضلال
وہ بگڑ گیا کہ اے گمراہی کے قیدی
بباطل پرستیدمت چند سال
میں نے تجھے اتنے سال خواہ مخواہ پوجا

مہمے کہ در پیش دارم برآر
جو کام مجھے درپیش ہے وہ پورا کر دے
وگرنہ بخواہم ز پروردگار
ورنہ میں یزداں سے مانگوں گا

ہنوز از بُت آلودہ رویش بخاک
ابھی اس کا چہرہ بت کی خاک میں آلودہ تھا
کہ کامش برآورد یزدانِ پاک
کہ اللہ پاک نے اس کا مقصد پورا کر دیا

حقائق شناسے دریں خیرہ شد
ایک حقیقتوں کا جاننے والا اس معاملہ میں حیران ہو گیا
سرِ وقتِ صافی برو تیرہ شد
اس کا صاف وقت اس پر تاریک ہو گیا

کہ سرگشتہ دونِ یزداں پرست
کہ ایک یزداں کو پوجنے والا، حیران، کمینہ
ہنوزش سر از خمرِ بتخانہ مست
جس کا سر ابھی تک بتخانہ کے مٹکے سے مست ہے

دل از کفر و دست از جنایت نشست
جس نے دل کو کفر سے اور ہاتھ کو گناہ سے نہیں دھویا
خدائش برآورد کامے کہ جست
جو مقصد اس نے چاہا خدا نے وہ پورا کر دیا

۱ مغ یعنی دنیا سے بے تعلق ہو کر ایک بت کی پوجا میں لگا رہتا تھا۔

۲ یہ شیخ سعدی کا قول ہے۔

۳ آتش پرست دو خدا مانتے ہیں ایک یزداں جو خیر کا پیدا کرنے والا ہے دوسرا اہرمن جو شر کا خالق ہے۔

فرو رفتہ خاطر درین مشکلش
اس مشکل میں اس کی طبیعت بیٹھی جارہی تھی

کہ پیشِ صنم پیرِ ناقص عقول
کہ ناقص عقل بوڑھے نے بت کے سامنے

گر از درگہ ما شود نیز رد
اگر ہمارے دربار سے بھی رد ہو جائے

دل اندر صمد باید اے دوست بست
اے دوست (اللہ) صمد سے دل لگانا چاہیے

محالست اگر سر بریں در نہی
اگر تو اس دروازہ پر سر دھرے تو ناممکن ہے

خدایا مقصر بکار آمدیم
اے خدا ہم کام میں کوتاہی کرنیوالے آئے ہیں

کہ پیغامے آمد بگوشِ دلش
کہ اس کے دل کے کان میں پیغام آیا

بسے گفت و قولش نیامد قبول
بہت کچھ کہا اور اس کی بات اس نے نہ مانی

پس آنگہ چہ فرق از صنم تا صمد
پھر بت اور بے نیاز میں کیا فرق ہے

کہ عاجز تر اند از صنم ہر کہ ہست
اس لیے کہ اور جو بھی ہے بت سے بھی زیادہ عاجز ہے

کہ باز آیدت دستِ حاجت تہی
کہ تیری ضرورت کا ہاتھ خالی لوٹے

گنہگار و امیدوار آمدیم
گنہگار ہیں اور امیدوار بنکر آئے ہیں

حکایت مست و مؤذن
ایک مست اور مؤذن کا قصہ

شنیدم کہ مستے زتاب نبید
میں نے سنا ہے کہ ایک مست شراب کی گرمی سے

بنالید بر آستانِ کرم
خدا کی چوکھٹ پر رونے لگا

مؤذن گریباں گرفتش کہ ہیں
مؤذن نے اس کا گریبان پکڑا کہ ہائیں

چہ شائستہ کردی کہ خواہی بہشت
تو نے کیا نیکی کی ہے کہ بہشت چاہتا ہے

بگفت ایں سخن پیر و بگریست مست
بوڑھے نے یہ بات کہی اور مست رو دیا

عجب داری از لطفِ پروردگار
تجھے تعجب ہے کہ خدا کی مہربانی کا

ترا می نگویم کہ عذرم پذیر
میں تجھ سے نہیں کہتا ہوں کہ میرا عذر قبول کرلے

ہمی شرم دارم ز لطفِ کریم
مجھے تو کریم کی مہربانی سے شرم آتی ہے

کسے را کہ پیری در آرد ز پائے
جس، کسی کو بڑھاپا گرا دے

بمقصورۂ مسجدے در دوید
ایک مسجد کے حجرے میں گھس آیا

کہ یارب بفردوسِ اعلیٰ برم
کہ اے پروردگار مجھے اعلیٰ فردوس میں پہنچا دے

سگ و مسجد اے فارغ از عقل و دیں
کتا اور مسجد، اے عقل اور دین سے خالی

نمی زیبدت ناز با روئے زشت
بد صورتی کے ہوتے ہوئے ناز کرنا تجھے زیبا نہیں

کہ مستم بدار از من اے خواجہ دست
کہ میں تو مست ہوں اے صاحب مجھ سے ہاتھ اٹھا لیجیے

کہ باشد گنہگارے امیدوار
ایک گنہگار امیدوار رہو

در توبہ باز است و حق دستگیر
توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور خدا دستگیر ہے

کہ خواہم گنہ پیشِ عفوش عظیم
کہ اس کی معافی کے مقابلہ میں اپنے گناہ کو بڑا کہوں

چو دستش نگیرد نخیزد ز جائے
اگر کوئی اس کی دستگیری نہ کرے تو وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا

ملہ کہ خدا نے اس مشرک کی دعا اس قدر جلد کیوں منظور کرلی۔
ملہ ناز حسین کے لیے موزوں ہے گنہگار خدا سے کس برتے پر جنت کا طالب ہے۔
ملہ میں خدا کے سامنے توبہ کر رہا ہوں اور اس سے دستگیری چاہتا ہوں
ملہ میرے لیے باعث شرم ہے کہ میں خدا کے کرم سے گناہ کو بڑا سمجھوں۔

من آنم زپائے اندر افتادہ پیر
میں ڈھی گرا ہوا بوڑھا ہوں

نگویم بزرگی و جاہم بخش
میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مجھے بزرگی اور مرتبہ عنایت کر

اگر یارے اندک زللؔ دا ندم
اگر کوئی دوست میری تھوڑی سی خطا دیکھے

تو بینا و ما خائف از یک دگر
تو دیکھنے والا ہے اور ہم ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں

برآوردہ مردم ز بیروں خروش
لوگوں نے باہر ہی سے شور مچا رکھا ہے

بنادانی ار بندگاں سرکشند
اگر غلام نادانی سے سرکشی کرتے ہیں

اگر جرم بخشی بمقدار جود
اگر تو اپنی سخاوت کے اندازے کے مطابق خطائیں معاف کرے

وگر خشم گیری بقدر گناہ
اور اگر تو گناہ کے مطابق غصہ کرے

گرم دستگیری بجائے رسم
اگر تو میری دستگیری کرے تو میں کسی جگہ پہنچ جاؤں

کہ زور آورد گر نہ یاری دہی
اگر تو مدد کرے تو کون زور دکھا سکتا ہے

دو خواہند بودن بمحشر فریق
محشر میں دو فریق ہوں گے

عجب گر بود راہم از دست راست
تعجب ہوگا اگر میرا راستہ دائیں ہاتھ کی طرف ہوگا

دلم می دہد وقت وقت ایں امید
میرا دل مجھے ہر وقت یہ امید دلاتا ہے

عجب دارم ار شرم دارد ز من
مجھے تعجب ہے اگر وہ مجھ سے حیا برتے گا

ق نہ یوسف کہ چندیں بلا دید و بند
کیا یوسف نے ایسا نہیں کیا کہ اس قدر مصیبت اور قید دیکھی

گنہ عفو کرد آل یعقوب را
تو یعقوب کی اولاد کی خطا معاف کر دی

خدایا بفضلت توام دستگیر
اے خدا تو اپنے فضل سے میری دستگیری فرما!

فروماندگی و گناہم بخش
میری کوتاہی اور گناہ کو بخش دے

بنابخردی شہرہ گرداندم
تو مجھے بے عقل مشہور کر دے

کہ تو پردہ پوشی و ما پردہ در
اس لیے کہ تو پردہ رکھنے والا ہے اور ہم پردہ چاک کرنے والے ہیں

تو با بندہ در پردہ و پردہ پوش
تو پردے میں بھی بندے کے ساتھ ہے اور پردہ پوش ہے

خداوندگاراں قلم درکشند
تو مالک معاف کر دیتے ہیں

نماند گرفتارے اندر وجود
تو کوئی گرفتار موجود نہیں رہ سکتا ہے

بدوزخ فرست و ترازو مخواہ
تو دوزخ میں بھیج دے اور ترازو نہ منگا

وگر بفگنی بر نگیرد کسم
اور اگر تو گرا دے تو کوئی دستگیری نہیں کر سکتا

کہ گیرد چو تو رستگاری دہی
اگر تو چھٹکارا دیدے تو کون گرفتار کر سکتا ہے

ندانم کداماں دہندم طریق
معلوم نہیں مجھے (فرشتے) کون سے کا راستہ دیں گے

کہ از دست من جز کژی بر نخاست
اس لیے کہ میرے ہاتھ سے تو کجی کے علاوہ کچھ نہیں ہوا

کہ حق شرم دارد ز موئے سپید
کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بالوں سے حیا آتی ہے

کہ شرمم نمی آید از خویشتن
اس لیے کہ مجھے اپنے آپ سے تو شرم نہیں آتی

چو حکمش رواں گشت و قدرش بلند
جب ان کا حکم جاری اور مرتبہ بلند ہوگیا

کہ معنی بود صورت خوب را
اس لیے کہ اچھی صورت بھی کوئی معنی رکھتی ہے

۱ لیکن چونکہ تو پردہ پوش ہے لہذا ہم بے باک ہوگئے ہیں۔
۲ ہمارے گناہ تو اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ بلا تولے نتیجہ ظاہر ہے۔
۳ ایک دائیں جانے والے اور ایک بائیں جانب والے۔
۴ اللہ بوڑھے انسان کو سزا دینے سے حیا کرتا ہے۔
۵ حضرت یوسف نے بھائیوں کے مصائب برداشت کیے لیکن قدرت حاصل ہو جانے پر سب کو معاف کر دیا۔
۶ خدا حسن ظاہری کے ساتھ پاکیزہ اخلاق بھی عنایت کر دیتا ہے۔

بکردار بدشاں مقید نکرد
اُن کے بُرے کردار کی وجہ سے قیدی نہ بنایا

بضاعات مزجات شاں رد نکرد
ان کی کھوٹی پونجی کو نہ لوٹایا۔

زلطفت ہمی چشم داریم نیز
تیری مہربانی سے ہم بھی امید کرتے ہیں

بدیں بے بضاعت ببخش اے عزیز
اے عزیز اس بے بضاعت کی بھی بخشش فرمادے

بضاعت نیاوردم الا امید
امید کے علاوہ میں کوئی سرمایہ نہیں لایا

خدایا ز عفوم مکن ناامید
اے خدا مجھے معافی سے ناامید نہ کر!

گذارش

سب رنگ کتاب گھر نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے سب سے پہلے گلستاں بتحشیہ مولانا سجاد حسین صاحب صدر مدرس مدرسۂ عالیہ فتحپوری دہلی، شائع کی جس کی ملک میں غیر معمولی مقبولیت ہوئی اُس کے بعد بوستاں بتحشیہ مولانا موصوف شائع کی جو انتہائی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی۔ مولانا موصوف سے ہی گلستاں کا ترجمہ کرایا گیا اور گلستاں مترجم شائع کی گئی۔

اب یہ بوستاں مولانا موصوف ہی کے ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے ادارہ اپنی ان کوششوں پر بجا فخر کرسکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد ان کتابوں کی ہندوستان میں دوبارہ زندگی اس ادارہ ہی کی رہینِ منت ہے۔ خدا اس کوشش کو مقبول فرمائے۔

منیجر سب رنگ کتاب گھر دہلی

خدا کا شکر ہے کہ ۵ محرم ۱۳۰۱ھ میں یہ ترجمہ اور حاشیہ پایۂ تکمیل کو پہونچا
سجاد حسین

مطبوعہ

ٹچنگ کردہ محمد غفران کھوڈوی